



فہرست

تفسیر راہنما جلد 11

سورہ طہ

[آیت 1](#)

[آیت 2](#)

[آیت 3](#)

[آیت 4](#)

[آیت 5](#)

[آیت 6](#)

[آیت 7](#)

[آیت 8](#)

[آیت 9](#)

[آیت 10](#)

[آیت 11](#)

[آیت 12](#)

[آیت 13](#)

[آیت 14](#)

[آیت 15](#)

[آیت 16](#)

[آیت 17](#)

[آیت 18](#)

[آیت 19](#)

[آیت 20](#)

[آیت 21](#)

[آیت 22](#)

[آیت 23](#)

[آیت 24](#)

[آیت 25](#)

[آیت 26](#)

[آیت 27](#)

[آیت 28](#)

[آیت 29](#)

[آیت 30](#)

[آیت 31](#)

[آیت 32](#)

[آیت 33](#)

[آیت 34](#)

[آیت 35](#)

[آیت 36](#)

[آیت 37](#)
[آیت 38](#)
[آیت 39](#)
[آیت 40](#)
[آیت 41](#)
[آیت 42](#)
[آیت 43](#)
[آیت 44](#)
[آیت 45](#)
[آیت 46](#)
[آیت 47](#)
[آیت 48](#)
[آیت 49](#)
[آیت 50](#)
[آیت 51](#)
[آیت 52](#)
[آیت 53](#)
[آیت 54](#)
[آیت 55](#)
[آیت 56](#)
[آیت 57](#)
[آیت 58](#)
[آیت 59](#)
[آیت 60](#)
[آیت 61](#)
[آیت 62](#)
[آیت 63](#)
[آیت 64](#)
[آیت 65](#)
[آیت 66](#)
[آیت 67](#)
[آیت 68](#)
[آیت 69](#)
[آیت 70](#)
[آیت 71](#)
[آیت 72](#)
[آیت 73](#)
[آیت 74](#)
[آیت 75](#)
[آیت 76](#)

[آیت 77](#)

[آیت 78](#)

[آیت 79](#)

[آیت 80](#)

[آیت 81](#)

[آیت 82](#)

[آیت 83](#)

[آیت 84](#)

[آیت 85](#)

[آیت 86](#)

[آیت 87](#)

[آیت 88](#)

[آیت 89](#)

[آیت 90](#)

[آیت 91](#)

[آیت 92](#)

[آیت 93](#)

[آیت 94](#)

[آیت 95](#)

[آیت 96](#)

[آیت 97](#)

[آیت 98](#)

[آیت 99](#)

[آیت 100](#)

[آیت 101](#)

[آیت 102](#)

[آیت 103](#)

[آیت 104](#)

[آیت 105](#)

[آیت 106](#)

[آیت 107](#)

[آیت 108](#)

[آیت 109](#)

[آیت 110](#)

[آیت 111](#)

[آیت 112](#)

[آیت 113](#)

[آیت 114](#)

[آیت 115](#)

[آیت 116](#)

- [آیت 117](#)
- [آیت 118](#)
- [آیت 119](#)
- [آیت 120](#)
- [آیت 121](#)
- [آیت 122](#)
- [آیت 123](#)
- [آیت 124](#)
- [آیت 125](#)
- [آیت 126](#)
- [آیت 127](#)
- [آیت 128](#)
- [آیت 129](#)
- [آیت 130](#)
- [آیت 131](#)
- [آیت 132](#)
- [آیت 133](#)
- [آیت 134](#)
- [آیت 135](#)

سورہ انبیاء

- [آیت 1](#)
- [آیت 2](#)
- [آیت 3](#)
- [آیت 4](#)
- [آیت 5](#)
- [آیت 6](#)
- [آیت 7](#)
- [آیت 8](#)
- [آیت 9](#)
- [آیت 10](#)
- [آیت 11](#)
- [آیت 12](#)
- [آیت 13](#)
- [آیت 14](#)
- [آیت 15](#)
- [آیت 16](#)
- [آیت 17](#)
- [آیت 18](#)
- [آیت 19](#)

- [آیت 20](#)
- [آیت 21](#)
- [آیت 22](#)
- [آیت 23](#)
- [آیت 24](#)
- [آیت 25](#)
- [آیت 26](#)
- [آیت 27](#)
- [آیت 28](#)
- [آیت 29](#)
- [آیت 30](#)
- [آیت 31](#)
- [آیت 32](#)
- [آیت 33](#)
- [آیت 34](#)
- [آیت 35](#)
- [آیت 36](#)
- [آیت 37](#)
- [آیت 38](#)
- [آیت 39](#)
- [آیت 40](#)
- [آیت 41](#)
- [آیت 42](#)
- [آیت 43](#)
- [آیت 44](#)
- [آیت 45](#)
- [آیت 46](#)
- [آیت 47](#)
- [آیت 48](#)
- [آیت 49](#)
- [آیت 50](#)
- [آیت 51](#)
- [آیت 52](#)
- [آیت 53](#)
- [آیت 54](#)
- [آیت 55](#)
- [آیت 56](#)
- [آیت 57](#)
- [آیت 58](#)
- [آیت 59](#)

[آیت 60](#)
[آیت 61](#)
[آیت 62](#)
[آیت 63](#)
[آیت 64](#)
[آیت 65](#)
[آیت 66](#)
[آیت 67](#)
[آیت 68](#)
[آیت 69](#)
[آیت 70](#)
[آیت 71](#)
[آیت 72](#)
[آیت 73](#)
[آیت 74](#)
[آیت 75](#)
[آیت 76](#)
[آیت 77](#)
[آیت 78](#)
[آیت 79](#)
[آیت 80](#)
[آیت 81](#)
[آیت 82](#)
[آیت 83](#)
[آیت 84](#)
[آیت 85](#)
[آیت 86](#)
[آیت 87](#)
[آیت 88](#)
[آیت 89](#)
[آیت 90](#)
[آیت 91](#)
[آیت 92](#)
[آیت 93](#)
[آیت 94](#)
[آیت 95](#)
[آیت 96](#)
[آیت 97](#)
[آیت 98](#)
[آیت 99](#)

- [آیت 100](#)
- [آیت 101](#)
- [آیت 102](#)
- [آیت 103](#)
- [آیت 104](#)
- [آیت 105](#)
- [آیت 106](#)
- [آیت 107](#)
- [آیت 108](#)
- [آیت 109](#)
- [آیت 110](#)
- [آیت 111](#)
- [آیت 112](#)

سورہ حج

- [آیت 1](#)
- [آیت 2](#)
- [آیت 3](#)
- [آیت 4](#)
- [آیت 5](#)
- [آیت 6](#)
- [آیت 7](#)
- [آیت 8](#)
- [آیت 9](#)
- [آیت 10](#)
- [آیت 11](#)
- [آیت 12](#)
- [آیت 13](#)
- [آیت 14](#)
- [آیت 15](#)
- [آیت 16](#)
- [آیت 17](#)
- [آیت 18](#)
- [آیت 19](#)
- [آیت 20](#)
- [آیت 21](#)
- [آیت 22](#)
- [آیت 23](#)
- [آیت 24](#)
- [آیت 25](#)

[آیت 26](#)
[آیت 27](#)
[آیت 28](#)
[آیت 29](#)
[آیت 30](#)
[آیت 31](#)
[آیت 32](#)
[آیت 33](#)
[آیت 34](#)
[آیت 35](#)
[آیت 36](#)
[آیت 37](#)
[آیت 38](#)
[آیت 39](#)
[آیت 40](#)
[آیت 41](#)
[آیت 42](#)
[آیت 43](#)
[آیت 44](#)
[آیت 45](#)
[آیت 46](#)
[آیت 47](#)
[آیت 48](#)
[آیت 49](#)
[آیت 50](#)
[آیت 51](#)
[آیت 52](#)
[آیت 53](#)
[آیت 54](#)
[آیت 55](#)
[آیت 56](#)
[آیت 57](#)
[آیت 58](#)
[آیت 59](#)
[آیت 60](#)
[آیت 61](#)
[آیت 62](#)
[آیت 63](#)
[آیت 64](#)
[آیت 65](#)

[آیت 66](#)

[آیت 67](#)

[آیت 68](#)

[آیت 69](#)

[آیت 70](#)

[آیت 71](#)

[آیت 72](#)

[آیت 73](#)

[آیت 74](#)

[آیت 75](#)

[آیت 76](#)

[آیت 77](#)

[آیت 78](#)

[اشاریوں سے استفادہ کی روش](#)

[\(1\) اشاریے](#)

[\(2\) اشاریے](#)

[\(3\) اشاریے](#)

[\(4\) اشاریے](#)

[\(5\) اشاریے](#)

تفسیر راہنما جلد 11

قرآنی موضوعات اور مفاہیم کے بارے میں ایک جدید روش
مؤلف: آیت اللہ ہاشمی رفسنجانی اور
مرکز فرہنگ و معارف قرآن کے محققین کی ایک جماعت

9

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طہ (۱)

بنام خدائے رحمان و رحیم

طہ (1)

1_ " عن جعفر بن محمد (ع) ... قال: ... و اما "طہ" فاسم من اسماء النبي (ص) و معناه: ياتطلب الحق الهادي اليه؛ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا: "طہ" پیغمبر (ص) کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کا معنی ہے: اے طالب حق کہ جو حق کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔ (1)

2_ "قال جعفر بن محمد الصادق (ع) : قوله عز وجل: "طه" اى طهارة اهل بيت محمد (صلوات الله عليهم) من الرجس; امام صادق(ع) سے روایت ہے کہ کلام خدا میں "طه" اہل بیت پیغمبر (ص) کی رجس اور پلیدی سے طہارت کی طرف اشارہ ہے۔ (2)

3_ "عن جعفر بن محمد (ع) ... قال: إذا أتيت مشهداً من المؤمنين (ع) ... قل: ... السّلام عليك يا طه ... ; امام صادق(ع) سے روایت ہے کہ (آپ نے محمد بن مسلم کو فرمایا) جب بھی تم حضرت امیر المؤمنین (ع) کی زیارت کیلئے جاؤ ... تو یہ کہو "السّلام عليك يا طه" (3)

اہل بیت (ع) :

انکی طہارت 2

حروف مقطعات: 1، 2، 3

روایت: 1، 2، 3

.....

- (1) معانی الاخبار ص 22 ح 1 نور الثقلین ج 3 ص 367 ح 8
(2) تاویل الآيات الظاهرة ص 304_ تجار الانوار ج 25 ص 209 ح 22
(3) بحار الانوار ج 97 ص 375 ح 9

10

طه:

اس سے مراد 1، 2، 3

محمد(ص) :

آپ(ص) کے نام 1

مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى (٢)

ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نہیں نازل کیا ہے کہ آپ اپنے کو زحمت میں ڈال دیں (2)

1_ خدا تعالیٰ نے پیغمبر اکرم(ص) پر قرآن نازل فرمایا _

ما أنزلنا عليك القرآن لتشقى

2_ پیغمبر اکرم(ص) پر قرآن کانزول آپ(ص) کے لئے بھاری ذمہ داری کے احساس کے ہمراہ تھا _

ما أنزلنا عليك القرآن لتشقى

آیت کریمہ کے شفقت بھرے لب و لہجے سے لگتا ہے کہ نزول قرآن سے پیغمبر اکرم(ص) نے بھاری ذمہ داری کا احساس کیا اور اسے انجام دینے کیلئے آپ(ص) نے خود کو بہت رنج و الم میں مبتلا کر رکھا تھا تا کہ ہر ممکن طریقے سے لوگوں کو ہدایت کر پائیں _

3_ اپنی رسالت کو انجام دینے کیلئے پیغمبر اکرم(ص) کی کوشش، اور سنجیدگی، اور سنگین اور طاقت آزمائی تھی _

ما أنزلنا عليك القرآن لتشقى

"شقاوت" کا معنی ہے سختی اور دشواری (قاموس) خدا تعالیٰ کا پیغمبر اکرم(ص) کو سختی نہ جھیلنے اور اپنے آپ کو زحمت میں نہ ڈالنے کی نصیحت آپ(ص) کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کیلئے طاقت آزمائی کوشش کی علامت ہے _

4_ خدا تعالیٰ نے پیغمبر اکرم(ص) کو قرآن کو ابلاغ کیلئے رنج و الم اور زحمت کا راستہ اختیار کرنے کا حکم نہیں

دیا _

11

ما أنزلنا عليك القرآن لتشقى

- 5_ خدا تعالیٰ بعض لوگوں کے کفر اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے انبیاء کا مواخذہ نہیں کریگا۔
 ما ا نزلنا عليك القران لتشقى
 6_ دینی راہنماؤں کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ کفر پر ڈٹے ہوئے لوگوں کی ہدایت کیلئے اصرار کریں۔
 ما ا نزلنا عليك القران لتشقى
 7_ دینی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں رنج و مشقت کو برداشت کرنا ضروری نہیں ہے۔
 ما ا نزلنا عليك القران لتشقى
 "التشقى" کا اطلاق شرعی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں مشقت کو بھی شامل ہے اگرچہ آیت کریمہ کا مورد دوسروں تک معارف قرآن پہچانے میں مشقت ہے۔

انبیاء:

- انکی ذمہ داری کا دائرہ 5
 شرعی ذمہ داری:
 اس کا نظام 7; سخت شرعی ذمہ داری کی نفی 7
 خداتعالیٰ:
 اسکے افعال 1
 دینی راہنما:
 انکی ذمہ داری کا دائرہ 6
 قرآن کریم:
 اسکے نزول کے اثرات 2; اس کا سرچشمہ 1; اس کا وحی ہونا 1
 قواعد فقہیہ:
 قاعدہ نفی عسرو حرج 7
 کفر:
 اسکی سزا 5
 سزا:
 اس کا شخصی ہونا 5
 ہدایت:
 اس پر اصرار 6

12

إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَى (۳)

یہ تو ان لوگوں کی یاد دہانی کے لئے ہے جن کے دلوں میں خوف خدا ہے (3)

- 1_ پیغمبر اکرم (ص) پر قرآن مجید نازل کرنے کے مقصد لوگوں کو خبردار کرنا، ان متوجہ کرنا اور انہیں نصیحت کرنا ہے۔
 ما ا نزلنا ... إلا تذكرة لمن يخشى
 "إلا تذكرة" میں استثناء منقطع اور "تذكرة" مفعول لہ ہے یعنی "لكن ا نزلنا ه لتذكرة" "تذكرة" معنی راہنمائی سے وسیع تر ہے اور یہ ہر اس چیز کو شامل ہے جو مورد توجہ ہو (مفردات راغب) اور یہ "وعظ" کے معنی میں بھی آتا ہے (مصباح قاموس)
 2_ پیغمبر اکرم (ص) کی ذمہ داری قرآن مجید کا ابلاغ اور لوگوں کو یاد دہانی کرنا ہے۔ اور وہ اس کے نتیجہ کے ذمہ دار نہیں ہیں۔
 ما ا نزلنا عليك ... إلا تذكرة لمن يخشى

3_ قرآن مجید کی تعلیمات، فقط ان لوگوں کے لیے مؤثر ہیں کہ جن کے دلوں میں خداوند عالم کی عظمت نے خوف بٹھایا ہو۔

إلا تذكرة لمن يخشى

"خشية" ایسا خوف کہ جو عظمت کے احساس کے ساتھ مخلوط ہو (مفردات غلط) اور یہ (بخشی) کے متعلق ہے اور اس پر قرینہ بعد والی آیت ہے کہ جو قرآن کریم کو نازل کرنے والی ذات الہی کو عظمت کو بیان کر رہی ہے۔

4_ قرآن مجید کی تعلیم، خوف الہی رکھنے والوں کے لیے آسان ہے اور وہ ہر قسم کے رنج و مشقت کو

13

برداشت کرنے سے بے نیاز ہے۔

ما ا نزلنا ... لتشفى إلا تذكرة لمن يخشى

5_ قرآنی پیغامات سے بے اعتنائی کرنے والوں کا انجام خوف ناک اور ہولناک ہے۔

إلا تذكرة لمن يخشى

خداوند عالم سے خوف اور خشیت سے مراد یہ ہے کہ قرآنی تذکرات کی مخالفت کی صورت میں اس کی طرف سے سزا اور عذاب ملتا ہے۔

6_ قرآنی تعلیمات کی مخالفت کے انجام سے خوف زدہ ہونا ضروری ہے۔

إلا تذكرة لمن يخشى

7_ قرآنی پیغام، انسانی فطرت اور اس کو بیدار کرنے کے ساتھ سازگار ہے۔

إلا تذكرة لمن يخشى

"تذكرة" کا مطلب جیسا کہ "السان العرب" میں ذکر ہوا ہے بھولی ہوئی چیزوں کی یاد دہانی ہے قرآن مجید کی یاد دہانی کرانے سے مراد یہ ہے کہ وہ انسانوں کو اس چیز کی یاد دہانی کراتا ہے کہ جو چیز اس کی فطرت میں مضمر ہے اور وہ اس سے غافل ہے۔

انسان:

انسانوں کو متوجہ کرنے کی اہمیت 1

تذکر:

انسانوں کو تذکر دینے کی اہمیت 2

خوف:

خوف کے اسباب 6

خوف الہی رکھنے والے:

اور قرآن 4

خشیت:

اس کے آثار 3; اس کی اہمیت 6

فطرت:

متنبہ کرنے کے عوامل 7

قرآن:

اس کی تبلیغ کی اہمیت 2; اس کی تاثیر کا زمینہ 3; اس کی تعلیم کی سہولت 4; اس کے انجام سے احراز 6; اس سے

احراز کا برا انجام 5; اس کی تعلیمات کا فطری ہونا 7; اس کے نزول کا فلسفہ 1; اس کی خصوصیات 7

محمد(ص):

ان کی ذمہ داری کا دائرہ کار 2

موعظہ:

اس کی اہمیت 1

تَنْزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى (۴)

یہ اس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین اور بلندترین آسمانوں کو پیدا کیا ہے (4)

- 1_ قرآن ، خالق زمین و آسمان کی طرف سے بھیجا ہوا ایک پیغام ہے _
_تنزیلاً ممن خلق الارض و السموات
"تنزیلاً" مصدر اسم مفعول کے معنی میں اور "القرآن" سے حال ہے جو سابقہ آیات میں تھا _
- 2_ خداتعالیٰ ، بلند و بالا آسمانوں اور زمین کا خالق ہے _
خلق الارض و السموات العلی
"علی" (علیاء کی جمع) اسم تفصیل ہے آسمانوں کی یہ صفت بیان کرنا کہ وہ زمین سے بلند تر بیناس مقام و مرتبے کی عظمت کے بیان کیلئے ہے کہ جہاں سے قرآن زمین پر نازل ہوا ہے _
- 3_ اس ذات کی طرف توجہ کرنا کہ جس کی طرف سے قرآن نازل ہوا ہے قرآن سے نصیحت حاصل کرنے اور اسکی نصیحت کو قبول کرنے کا پیش خیمہ ہے _
تذکرۃ لمن یخشی تنزیلاً ممن خلق الارض و السموات العلی
بعض اوقات علت کو بیان کرنے کیلئے حال سے استفادہ کیا جاتا ہے "تنزیلاً" جو "قرآن" کیلئے حال ہے قرآن کے صاحب نصیحت ہونے کی علت کو بیان کر رہا ہے یعنی چونکہ قرآن، خداتعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے لہذا یہ مکمل طور پر نصیحت کرنے کے لائق ہے _
- 4_ خداتعالیٰ کا زمین اور بلند آسمانوں کی خلقت پر قادر ہونا اس کے انسان کو وعظ و نصیحت کرنے کیلئے ایک مناسب کتاب کے بھیجنے پر قدرت رکھنے کی علامت ہے _
تذکرۃ...ممن خلق الارض و السموات العلی
- 5_ آسمان :متعدد بینا اور وہ بلندی اور عظمت کے حامل ہیں _
و السموات العلی

آسمان:

انکا متعدد ہونا5; ان کا خالق 1، 2، 4; انکی بلندی 5; انکی عظمت 5

نصیحت حاصل کرنا:

اس کا پیش خیمہ 3; اس کے عوامل 4

خدا مجید:

اس کا خالق ہونا 2، 3; اسکی قدرت کی نشانیاں 4

یاد کرنا:

نزول قرآن کے سرچشمے کو یاد کرنا 3

زمین:

اس کا خالق 1، 2، 4

عبرت :

اس کا پیش خیمہ 3

قرآن مجید:

اس کا نزول 1، 4; اس کا وحی ہونا 1

الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى (۵)

وہ رحمان عرش پر اختیار و اقتدار رکھنے والا ہے (5)

- 1_ خداتعالیٰ پورے عالم وجود کا مدبر ہے۔
الرحمن علی العرش استوی
"استوائ" جب "علی" کے ساتھ متعدی ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے "مستقر ہونا" (مصباح) اور "عرش" یعنی "تخت فرمانروائی" (مقاییس اللغة) خداتعالیٰ کا تخت فرمانروائی پر مستقر ہونا عالم کے نظام کی تدبیر اور اسکے چلانے سے کنایہ ہے۔
- 2_ عرش آسمانوں اور زمین کی تدبیر، انکے کنٹرول کا مرکز اور خداتعالیٰ کے زیر تسلط ہے۔
خلق الارض و السموات العلی الرحمن علی العرش استوی
- 3_ خداتعالیٰ، وسیع اور ہمہ گیر رحمت والا ہے۔
الرحمن
"رحمان" رحمت میں مبالغہ پر دلالت کرتا ہے۔

16

- 4_ نظام خلقت میں رحمت الہی کی حکمرانی اور اس کا اصل ہونا۔
الرحمن علی العرش استوی
خداتعالیٰ کا یہ وصف بیان کرتے وقت کہ وہ کائنات کا حکمران ہے "رحمان" کے عنوان کا انتخاب اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ امور کائنات کی تدبیر رحمت الہی کی بنیاد پر ہے۔
- 5_ نزول قرآن، خداتعالیٰ کے رحمان ہونے اور اسکے عرش اور تدبیر امور پر قادر ہونے کا ایک جلوہ ہے۔
تنزیلاً ... الرحمن علی العرش استوی
اگرچہ جملہ "الرحمان علی..." گذشتہ آیت سے مستقل اور علیحدہ جملے کی صورت میں ہے لیکن قرآن کے اوصاف بیان کرنے کے بعد کائنات پر خداتعالیٰ کی حکمرانی کا بیان کرنا اور اسکی "رحمان" کے ساتھ صفت ذکر کرنا دلالت کرتا ہے کہ نزول قرآن ان صفات الہی کا جلوہ ہے۔
- 6_ "عن أبی عبد اللہ (ع): (فی قوله تعالى) "الرحمن علی العرش استوی" يقول: علی الملك احتوی؛ خداتعالیٰ کے فرمان "الرحمن علی العرش استوی" کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت ہے (اس سے) مراد یہ ہے کہ خداتعالیٰ ملک پر احاطہ رکھتا ہے۔ (1)
- 7_ عن علی (ع) قال: ... و ليس العرش كما تظن كهيئة السرير، و لكنه شيء محدود مخلوق مدبر، و ربك عزوجل مالک، لا انه عليه ككون الشيء علی الشيء؛ حضرت امیر المؤمنین (ع) سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا ... عرش جیسے تو گمان کرتے ہیں (بادشاہوں کے) تخت جیسا نہیں ہے بلکہ یہ پیدا کیا ہوا اور ایسا محدود وجود ہے کہ جو (خداتعالیٰ کی) تدبیر کے تحت ہے اور تیرا پروردگار اس کا مالک ہے نہ یہ کہ خداتعالیٰ اسکے اوپر ہو جیسے چیزیں ایک دوسرے کے اوپر ہوتی ہیں۔ (2)
- 8_ "عن محمد بن مارد: ان ابا عبد الله (ع) سئل عن قول الله عزوجل: "الرحمن علی العرش استوی" فقال: استوی من كل شيء فليس شيء اقرب إليه من شيء؛ محمد بن مارد سے منقول ہے کہ امام صادق (ع) سے خداتعالیٰ کے فرمان "الرحمن علی العرش استوی" کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ (ع) نے فرمایا (آیت سے مراد یہ ہے کہ) خداتعالیٰ کی سب چیزوں کی طرف یکساں نسبت ہے پس کوئی چیز دوسری چیز کی نسبت خدا کے زیادہ قریب نہیں ہے۔ (3)

.....

- (1) توحید صدوق ص 321 ب 50 ح 1_ نور الثقلین ج 3 ص 370 ح 24
- (2) توحید صدوق ص 316 ب 48 ح 3_ نور الثقلین ج 3 ص 369 ح 17
- (3) کافی ج 1 ص 128 ح 7_ نور الثقلین ج 3 ص 369 ح 18

17

9_ " عن ابي الحسن موسى (ع) و سئل عن معنى قول الله " الرحمن على العرش استوى " فقال: استولى على ما دقّ و جلّ؛ امام موسى كاظم (ع) سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے خداتعالیٰ کے فرمان "الرحمن على العرش استوى" کے معنی کے بارے میں سوال کے جواب میں فرمایا: خداتعالیٰ چھوٹے بڑے سب موجودات پر تسلط رکھتا ہے۔ (1)

آسمان :

آسمانوں کی تدبیر کا مرکز: 2

عالم خلقت:

اس کا مدبر 1

اسما و صفات :

رحمان: 30

خداتعالیٰ :

اس کا احاطہ 6؛ اس کا عرش پر استوا 6، 7، 8، 9؛ اسکی تدبیر 1؛ اسکی رحمت کا مقدم ہونا 4؛ اسکی حاکمیت 4، 9؛

اسکی تدبیر کی نشانیاں 5؛ اسکے رحمان ہونے کی نشانیاں 5؛ اسکی رحمت کا وسیع ہونا 3

روایت : 6، 7، 8، 9

زمین:

اسکی تدبیر کا مرکز 2

عرش:

اسکی حقیقت 7، اس کا کردار 2

قرآن :

اسکے نزول کے اثرات 5

.....

(1) محاسن برقی ج 1 ص 238 ح 12_ نور الثقلین ج 3 ص 371 ح 27_

تفسیر راہنما جلد 11

18

لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى (٦)

اس کے لئے وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے یا زمین میں ہے یا دونوں کے درمیان ہے اور زمینوں کی تہ میں ہے (6)

1_ خداتعالیٰ آسمانوں اور زمین کا تنہا مالک ہے _

لہ ما فی السموات و ما فی الارض

"لا" کا مقدّم ہونا حصر پر دلالت کرتا ہے _

2_ آسمانوں اور زمین کے درمیان موجودات کا وجود _

و ما بینہم

3_ زمین اور آسمانوں کے درمیان موجود سب چیزوں کا مالک صرف خداتعالیٰ ہے _

لہ... ما بینہم

4_ جہان خلقت میں متعدد آسمان ہیں _

لہ ما فی السموات

5_ جو کچھ کائنات کی نمناک خاک کے نیچے ہے خداتعالیٰ کی ملکیت ہے _

لہ... و ما تحت الثری

"ثری" نمناک مٹی کے معنی میں ہے (مصباح) اور "الثری" کا "ال" ظاہراً جنس کا معنی دے رہا ہے۔ لہذا ہر نمناک خاک کو شامل ہو جائیگا چاہے زمین میں ہو یا کسی دوسرے کرہ میں بلکہ چونکہ آیت میں "ما فی الارض" مذکور ہے اسلئے احتمال ہے کہ "ما تحت الثری" غیر زمین سے مربوط ہو _

6_ خاک کی رطوبت اسکے نیچے قیمتی چیزوں اور منابع کے وجود کی علامت ہے _ *

لہ... و ما تحت الثری

19

باوجود اس کہ جو کچھ خشک مٹی کے نیچے ہے وہ بھی خداتعالیٰ کی ملکیت ہے خاک کے لئے نمناک ہونے کا وصف اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تر خاک کے نیچے جو چیزیں موجود ہیں وہ خشک مٹی کے نیچے کی چیزوں کی نسبت زیادہ اہم ہیں _

7_ پورا عالم ہستی اور سب موجودات چاہے آشکار ہوں یا پنہاں خدائے بکتا کی ملکیت ہیں _

لہ ما فی السموات و ما فی الارض ... و ما تحت الثری

"آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے" کی تعبیر پوری کائنات سے کنایہ ہے _

8_ پوری کائنات کی ملکیت کا خداتعالیٰ کے ساتھ منحصر ہونا اسکے کائنات پر محیط ہونے اور اس کا مدبر ہونے کی دلیل ہے _

علی العرش استوی لہ ما فی السموات ... و ما تحت الثری

یہ آیت کریمہ سابقہ آیت کی علت بیان کر رہی ہے اسی لئے اسکے ارتباط کیلئے حرف عطف سے استفادہ نہیں کیا گیا _

9_ اس بات کی طرف توجہ کہ قرآن اس خالق کی طرف سے نازل ہوا ہے جو پوری کائنات کا مدبر و مالک ہے قرآن کی نصیحت کو قبول کرنے کیلئے انسان کی حوصلہ افزائی کا سبب ہے _

تذکرۃ... ممن خلق الارض ... استوی _ لہ ما فی السموات ... و ما تحت الثری

آسمان :

انکا متعدد ہونا؛ 4؛ انکے موجودات 1

جہان خلقت:

اس کا مالک 7

خاک:

اسکی رطوبت کے اثرات 6؛ تر خاک 5

خداتعالیٰ :

اسکی خصوصیات 3، 8؛ اسکی حاکمیت 5؛ اسکے محیط ہونے کے دلائل 8؛ اسکی تدبیر کے دلائل 8؛ اسکی مالکیت 1، 5،

7، 8

یادکرنا:

قرآن کے وحی ہونے کو یاد کرنے کے اثرات 9

حوصلہ:

حوصلہ افزائی کے عوامل 9

عبرت:

اسکے عوامل 9

فضا:

اسکے موجوات 2، 3

قرآن مجید:

اس سے عبرت حاصل کرنا 9

موجودات:

انکا مالک : 1، 3، 5، 7

20

وَإِنْ تَجَهَّرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى (۷)

اگر تم بلند آواز سے بھی بات کرو تو وہ راز سے بھی مخفی تر باتوں کو جاننے والا ہے (7)

1_ جو انسان کہتا ہے اور اظہار کرتا ہے خداتعالیٰ اس سے آگاہ ہے _

وإن تجهر بالقول فإنه يعلم السرّ

جملہ "فإنه يعلم..." "إن تجهر" کے جواب کا قائم مقام ہے اور آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ اگر ظاہریات کریں (تو خدا جانتا ہے) کیونکہ وہ راز اور اس سے بھی زیادہ مخفی شے کو بھی جانتا ہے ایسے موارد میں علت کا بیان کرنا جواب شرط کی تصریح سے بے نیاز کر دیتا ہے _

2_ لوگوں کے وہ اسرار اور راز جنہیں وہ ظاہر نہیں کرتے اور انکی نیتیں خداتعالیٰ کیلئے آشکار ہیں اور وہ ان سے مکمل طور پر آگاہ ہے _

فإنه يعلم السرّ

"سرّ" یعنی وہ جو دوسروں سے چھپایا جاتا ہے (لسان العرب)

3_ انسان ایسے ضمیر کا حامل ہے جو اپنے آپ سے آگاہ نہیں ہے اور ایسی معلومات رکھتا ہے کہ جنہیں غفلت نے ڈھانپ رکھا ہے _

فإنه يعلم السرّ و أخفى

"أخفى" اسم تفصیل ہے اور اس سے بھی زیادہ مخفی وہ چیز ہے کہ جسے انسان نے نہ صرف دوسروں سے مخفی رکھا ہوا ہے بلکہ خود بھی اسکی طرف متوجہ نہیں ہے لیکن یہ اسکے ذہن میں نقش ہے _

4_ خداتعالیٰ انسان کے بھولے ہوئے رازوں اور اسکے مخفی ترین اسرار سے آگاہ ہے _

فإنه يعلم... أخفى

5_ خداتعالیٰ علم مطلق رکھتا ہے اور غیب و ظاہر سے آگاہ ہے _

فإنه يعلم السرّ و أخفى

6_ قرآن اور اسکی نصیحتوں کا سرچشمہ خداتعالیٰ کا مطلق

21

علم ہے _

تذكرة... فإنه يعلم السرّ و أخفى

7_ خداتعالیٰ کا انسان کے مخفی و آشکار سے آگاہ ہونا اسکی پوری کائنات اور اسکے اجزا پر مطلق حکمرانی اور ملکیت کا ایک جلوہ ہے _

على العرش استوى _ له ما فى السموات... فإنه يعلم السرّ و أخفى

اس آیت کریمہ کا سابقہ آیات کے ساتھ ارتباط اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ چونکہ خداتعالیٰ پورے عالم وجود پر حکمرانی کرتا ہے اور کائنات کا حقیقی مالک ہے پس وہ ہر چیز سے مطلع ہے اگرچہ وہ راز یا اس سے بھی زیادہ مخفی ہو _

8_ انسان تین درجے کے معلومات کا حامل ہے اظہار شدہ، راز، راز سے زیادہ مخفی _

فإن تجهر بالقول فإنه يعلم السرّ و أخفى

9_ خداتعالیٰ کے مخفی ترین افکار و گفتار سے آگاہ ہونے کی طرف توجہ، انسان کو ناروا بات کرنے سے روکتی ہے _ *

و ان تجهر بالقول فإنه يعلم السرّ و ا خفى
 جملہ "فإنہ..." کسی قسم کی فکر اور بات کے خدا تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہونے کی دھمکی ہے اور اس دھمکی کو "ان تجهر بالقول" پر متفرع کرنا اس چیز کا بیان ہے کہ "القول" سے مراد ایسی بات ہے کہ جسے نہ صرف زبان پر لانا ناروا ہے بلکہ ضروری ہے کہ فکر بھی اسکے محتوا سے پاک ہو۔
 10_ محمد بن مسلم قال: سألت أبا عبد الله (ع) عن قول الله عز وجل: "يعلم السرّ و ا خفى" قال: "السرّ" ما كتمته في نفسك، و "ا خفى" ما خطر ببالك ثم أُنسيت؛ محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں نے امام صادق (ع) سے خدا تعالیٰ کے فرمان "يعلم السرّ و ا خفى" کے متعلق سوال کیا تو آپ (ع) نے فرمایا: "سر" وہ ہے کہ جسے تو نے اپنے اندر پنہان کیا ہو اور "ا خفى" وہ ہے جو تیرے دل میں خطور کرے اور پھر تیرے دل سے محو ہو جائے (1)۔

جہان خلقت :

اس کا حاکم 7

انسان:

اسکے مختلف پہلو 3: اسکے راز 2، 4، 10: اسکی سخن 1: اس کا ناخودآگاہ ضمیر اسکے معلومات کے درجے 3

خدا تعالیٰ :

اسکے علم کے اثرات 6: اس کا علم غیب 1، 2، 4، 5، 7: اسکی حاکمیت کی نشانیاں 7: اسکی مالکیت کی نشانیاں 7

یاد کرنا:

خدا کے علم غیب کو یاد کرنے کے اثرات 9

روایت 10:

.....

(1) معانی الاخبار ص 143 ح 1_ نور الثقلین ج 30 ص 373 ح 37_

22

سخن:

ناپسندیدہ سخن کے موانع 9

غفلت :

اسکے اثرات 3

قرآن مجید:

اس کا سرچشمہ 6

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى (۸)

وہ اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اس کے لئے بہترین نام ہیں (8)

1_ خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود لائق عبادت نہیں ہے۔

اللہ لا الہ الا ہو

2_ جو ذات عالم وجود کی خالق اور مدبر و مالک نہ ہو اور اسکی سب چیزوں کو نہ جانتی ہو وہ لائق عبادت نہیں ہے۔

اللہ لا الہ الا ہو

مندرجہ بالا نکتہ اس آیت کے سابقہ آیات کے ساتھ ارتباط سے حاصل ہوتا ہے کہ جن میں خالقیت، فرمانروائی، کائنات کی مالکیت اور علم مطلق کو خدا تعالیٰ کے ساتھ منحصر کیا گیا ہے۔

3_ بہترین نام اور اوصاف خدائے یکتا و جمیل کیلئے ہیں۔

لہ الاسماء الحسنی

"الاسماء" جمع معرف با لام ہے جو مفید عموم ہے اور "الحسنی" اسم تفصیل ہے اور آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سب

بہتر اور خوبصورت نام خداتعالیٰ سے مختص ہیں۔ ناموں کی حسن و خوبی کے ساتھ توصیف اس چیز کو بیان کر رہی ہے کہ مقصود وہ نام ہیں جنہیں صرف اصطلاح میں صفت کہا جاتا ہے جسے رازق، شکور، رحیم کیونکہ جس نام کا وصف والا معنی نہیں ہوتا وہ صرف ذات پر دلالت کرتا ہے اور اسکے بارے میں خوبصورتی اور بدصورتی معنی نہیں رکھتی۔
4_ خداتعالیٰ سب کمالات کا حامل اور ہر نقص و عیب سے منزہ ہے۔

23

لہ الا سماء الحسنی

جو نام نقص و عیب کو بیان کر رہا ہو وہ "اسماء حسنی" کا مصداق نہیں ہے اور خداتعالیٰ پر صدق نہیں کرتا لہذا وہ ہر عیب سے پاک ہے۔

5_ خداتعالیٰ کے علاوہ ہر چیز نقص و عیب رکھتی ہے اور کمال مطلق سے عاری ہے۔

لہ الا سماء الحسنی

"لہ" کا مقدم کرنا حصر پر دلالت کرتا ہے یعنی جو تمام اسماء حسنی رکھتا ہے وہ صرف خداتعالیٰ ہے۔

6_ صرف وہ معبود لائق عبادت ہے جو بہترین اوصاف کمال رکھتا ہو۔

اللہ لا إله إلا هو لہ الا سماء الحسنی

اسماء و صفات:

اسماء حسنی 3; صفات جلال 4; صفات جمال 4

توحید:

توحید عبادی 1

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 1

خداتعالیٰ :

اسکی تنزیہ 4; اس کا کمال 4

صفات:

بہترین صفات 3

حقیقی معبود:

اسکی تدبیر 2; اس کا خالق ہونا 2; اسکی شرائط 2، 6; اس کا علم 2; اس کا کمال 6; اس کا مالک ہونا 2

نام:

بہترین نام 3

نقص:

غیر خدا میں نقص 5

وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى (9)

کیا تمہارے پاس موسیٰ کی داستان آئی ہے (9)

1_ حضرت موسیٰ کی داستان ایک اہم باب ہے اور وہ پیغمبر اکرم (ص) کیلئے قابل فکر و پیروی ہے۔

24

وہل ا تی ك حدیث موسیٰ

2_ حضرت موسیٰ (ع) کی زندگی کی تاریخ اور واقعات، دینی راہنماؤں اور مبلغین کیلئے سبق آموز، قابل توجہ اور قابل

غور و فکر ہیں۔

وہل ا تی ك حدیث موسیٰ

3_ مخاطب کو گفتار میں دقت کرنے پر آمادہ کرنا اور اسے گفتگو سننے کی تشویق دلانا اطلاع پہچانے کی ایک اچھی روش ہے۔

ہل ا تی ك حدیث موسیٰ

"ہل ا تاك ... " کا استفہام مجازی اور توجہ سے سننے کی تشویق دلانے کیلئے ہے۔

تبلیغ:

اسکی روش 3

تفکر:

حضرت موسیٰ (ع) کے قصے میں تفکر 1

یادکرنا:

حضرت موسیٰ (ع) کے قصے کو یاد کرنا 2

دینی راہنما:

انکی عبرت 2

عبرت:

اسکے عوامل 2

مبلغین:

انکی عبرت 2

موسیٰ (ع) :

انکے قصے کی اہمیت 1; انکے قصے سے عبرت حاصل کرنا 2

إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجْدُ عَلَى النَّارِ هُدًى (۱۰)

جب انہوں نے آگ کو دیکھا اور اپنے اہل سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو میں نے آگ کو دیکھا ہے شاید میں اس میں سے کوئی انگارہ لے آؤں یا اس منزل پر کوئی رہنمائی حاصل کر لوں (10)

1_ حضرت موسیٰ (ع) اور انکی فیملی رات کے وقت بیابان میں چلتے ہوئے سرگردان ہو گئے اور راستہ گم کر بیٹھے۔

25

إِذْ رَأَىٰ نَارًا ... بَقِيسُ ا و ا ج د ع ل ی النّار ہدی "جملہ" ا ج د ع ل ی النّار ہدی "دلالت کر رہا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) اور انکے ہمراہی راستہ گم کر بیٹھے تھے اور آگ کے نہ ہونے سے پتا چلتا ہے کہ یہ لوگ بیابان میں سرگردان تھے۔ اور نسبتاً دور سے آگ کو دیکھنا اور آگ کے وجود کے احتمال کے باوجود مل کر اسکی طرف حرکت کا ارادہ نہ کرنا اس سے رات ہونے اور علاقہ کے تاریک ہونے کا پتا چلتا ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) اپنے سفر میں اپنی بیوی کے علاوہ اپنے گھر کے دیگر افراد کو بھی اپنے ہمراہ رکھتے تھے۔ فقال لا بلہ امکثو

فعل " امکثوا " کہ جو جمع کی صورت میں ہے مندرجہ بالا نکتہ پر دلالت کرتا ہے۔

3_ حضرت موسیٰ (ع) نے بیابان میں سرگردانی کے دوران آگ دیکھی اور اپنی فیملی کو اسکی بشارت دی۔

إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ ... إِنِّي آنَسْتُ نَارَ

(آنست کا مصدر) "ایناس" احساس کرنے، دیکھنے، جاننے اور سننے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (لسان العرب) مورد آیت کی مناسبت سے یہاں دیکھنا مراد ہے۔

4_ حضرت موسیٰ (ع) کے خاندان اور انکے ہمراہیوں نے اس آگ کو نہیں دیکھا جس کا حضرت موسیٰ (ع) نے مشاہدہ کیا تھا۔ *

فقال لا بلہ امکثو إِنِّي آنَسْتُ نَارَ

حضرت موسیٰ (ع) کا یہ کہنا کہ "میں نے آگ دیکھی ہے" اس سے یہ احتمال دیا جاسکتا ہے کہ آپ کے ہمراہ دیگر افراد نے

وہ آگ نہیں دیکھی تھی ورنہ حضرت موسیٰ (ع) دیکھنے کو اپنے ساتھ مختص نہ کرتے۔
 5_ حضرت موسیٰ (ع) نے آگ جلا کرنے یا کوئی راہنما تلاش کرنے کی خاطر آگ لانے کیلئے آگ کی جگہ ٹک جانے کا عزم کیا۔

لعلی ء اتیکم منہا بقیس ا و ا جد علی النار ہدی
 "قیس" یعنی انگارہ اور وہ آگ لگی لکڑی کہ جسے دوسری آگ جلا کرنے کیلئے آگ سے نکالا جائے (لسان العرب) "ہدی" مصدر لیکن اسم فاعل "ہادی" کے معنی میں ہے اور حرف "ا و" دو میں سے ایک کام کو معین کرنے کیلئے ہے یعنی حضرت موسیٰ کا خیال یہ تھا کہ اگر کوئی راہنما مل گیا تو سفر جاری رکھیں گے ورنہ آگ لاکر آگ سینکیں گے۔
 6_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے گھروالوں سے کہا کہ وہ وہیں انتظار کریں اور آگ کی جگہ ٹک ان کے ہمراہ نہ آئیں۔

فقال لا بلہ امکتوا انی ء انست نار
 "مکت" کا معنی ہے انتظار کرنا (قاموس)۔
 7_ بیوی بچوں کی خدمت اور انکی ضروریات پوری کرنے کیلئے کوشش کرنا ایک پسندیدہ کام ہے۔

26

فقال لا بلہ امکتوا ... لعلی ء اتیکم منہا بقیس
 8_ آگ کا ظاہر ہونا اور حضرت موسیٰ (ع) کو رسالت عطا کرنے کیلئے خلوت کا فراہم ہونا ایک اہم اور پیغمبر اکرم (ص) کیلئے قابل توجہ واقعہ تھا۔
 ہل اتی ک حدیث موسیٰ اذ رء ا نار
 "اذا" ظرف ہے "حدیث" کیلئے جو سابقہ آیت میں تھا اور اس آیت کریمہ میں استفہام پیغمبر اکرم (ص) کو اس ماجرا کی طرف توجہ کی ترغیب دلانے کیلئے ہے۔
 9_ فطری اور قدرتی امور انبیاء کو رسالت عطا کرنے کے بارے میں خداتعالیٰ کے ارادے کے عملی ہونے کیلئے تجلی گاہ ہیں۔

قدرتی مقدمات (راستہ گم کردینا ، آگ کی ضرورت کا احساس اور ...) فراہم کرکے حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر کھینچ لانا جیسا کہ بعد والی آیات سے معلوم ہوتا ہے مذکورہ نکتے کو بیان کر رہا ہے
 اذ رء اناراً ... لعلی ء اتیکم منہا بقیس

انبیاء:

انکی نبوت کا سرچشمہ 9

گھرانہ:

اسکی ضروریات پوری کرنا 7

خداتعالیٰ :

اسکے ارادے کی تجلی گاہ 9

عمل:

پسندیدہ عمل 7

قدرتی عوامل:

انکا کردار 9

کوہ طور:

اسکی آگ 3، 4، 5، 6_ اسکی آگ کی اہمیت 8

محمد(ص) :

آپ(ص) اور حضرت موسیٰ کا قصہ 8

موسیٰ (ع) :

انکے قصے کی اہمیت 8; انکی بشارتیں 3; انکے گھر والے 4، 6; انکے گھروالوں کی سرگردانی 1; انکی سرگردانی 1، 3، 3;
 انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5; انکے گھروالوں کا رات کا سفر 1; 1 انکا رات کا سفر 1; آپ وادی طوی میں 3، 4; آپ کوہ طور میں

5; آپکے ہم سفر 4،3

تفسیر راہنما جلد 11

27

فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَى (۱۱)

پھر جب موسیٰ اس آگ کے قریب آئے تو آواز دی گئی کہ اے موسیٰ (11)

- 1_ حضرت موسیٰ (ع) نے آگ دیکھنے کے بعد اپنے گھر والوں سے جدا ہو کر آگ کی طرف حرکت کی _
 رء انار ا... فلما اتیه
 2_ جس آگ کا حضرت موسیٰ نے مشاہدہ کیا تھا وہ واقعی چیز تھی اور حضرت موسیٰ نے اپنے آپ کو اس تک پہنچایا _
 فلما اتیه
 3_ حضرت موسیٰ (ع) جب آگ کے قریب پہنچے تو آپ نے ایک آواز سنی کہ جس میں حضرت موسیٰ (ع) کو نام کے ساتھ
 پکارا جا رہا تھا _
 فلما اتیہا نودی ی موسیٰ
 4_ "یا موسیٰ" کی صدا اچانک تھی اور جو نبی حضرت موسیٰ (ع) وہاں پہنچے فوراً انہیں اسکے ساتھ مخاطب کیا گیا _
 فلما اتیہا نودی ی موسیٰ
 5_ حضرت موسیٰ (ع) نے "یا موسیٰ" کی آواز دینے والے کو نہ پہچانا _
 نودی ی موسیٰ
 "نودی" کا مجہول آنا اور بعد والی آیت میں جملہ "فانی انار بک" بتاتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے آواز سننے کے بعد پہلے
 مرحلے میں اس آواز دینے والے کو نہ پہچانا _

کوہ طور:

اسکی آگ 1; اسکی آگ کی حقیقت 2

موسیٰ (ع) :

انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5; انکو ندادینے والا 5; آپ کوہ طور میں 2، 3، 4; آپ کو ندا 3، 4

28

إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (۱۲)

میں تمہارا پروردگار ہوں لہذا اپنی جوتیوں کو اتار دو کہ تم طوی نام کی ایک مقدس اور پاکیزہ وادی میں ہو (12)

- 1_ صحرائے سینا میں واقع وادی طوی میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ بات کی _
 ی موسیٰ انی انار بک... إنك بالواد المقدس طوى
 "واد" وادی کا مخفف ہے یعنی پہاڑوں کے درمیان کی وہ جگہ کہ جہاں سے سیلاب گزرتا ہے (مصباح) "طوی" ممکن ہے
 کوہ طور کے نیچے والے درے کا نام ہو (لسان العرب) اس صورت میں یہ (الواد المقدس) کیلئے عطف بیان یا بدل ہوگا
 اور ممکن ہے یہ گھڑی اور لختے کے معنی میں ہو (لسان العرب) تو اس صورت میں یہ ظرف ہوگا "المقدس" کیلئے یعنی

- وہ درّہ کہ جو کچھ وقت (اشارہ ہے خداتعالیٰ کے حضرت موسیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے کے لمحے کی طرف) کیلئے مقدس ہو گیا ہے۔
- 2_ خداتعالیٰ نے موسیٰ کے ساتھ مخاطب ہوتے ہوئے انہیں اپنا تعارف کرایا اور سمجھایا کہ تو اپنے پروردگار کے حضور میں ہے اور اسکی کلام سن رہا ہے۔
- ی موسیٰ اِنّی ا ناربک
- 3_ وادی طوی میں خداتعالیٰ کا موسیٰ (ع) کے ساتھ ہم کلام ہونا خداتعالیٰ کی حضرت موسیٰ (ع) کی نسبت ربوبیت کا ایک جلوہ تھا۔
- ی موسیٰ اِنّی ا ناربک
- 4_ خداتعالیٰ نے موسیٰ (ع) کو حکم دیا کہ اپنے پروردگار کے حضور کے احترام میں اپنے جوتے اتار کر مقدس وادی میں ننگے پاؤں قدم رکھے۔
- فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی
- 5_ پروردگار کے حضور میں اور اس کے کلام کو سنتے وقت ادب و احترام کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

29

اِنّی ا ناربک فاخلع نعلیک

- "فاخلع" کی "اِنّی ا ناربک" پر تفریع بتاتی ہے کہ خداتعالیٰ کے ساتھ بات کرتے وقت مکمل طور پر ادب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اور چونکہ جب بھی خداتعالیٰ انسان کے ساتھ بات کرتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی واسطہ ہوتا ہے اسلئے کہا جاسکتا ہے کہ قرآن اور دیگر کلمات الہی کی تلاوت کے وقت بھی ادب کی مکمل طور پر رعایت کرنا ضروری ہے۔ مقدس مقامات کی حرمت کی حفاظت اور ان کا احترام کرنا ضروری ہے، جملہ "انک بالواد..." "فاخلع" کی علت بیان کرنے کیلئے ہے اور جس حکم کی علت واضح ہو اسے اس جیسے دیگر موارد میں بھی اجرا کرنا ضروری ہوتا ہے۔
- 6_ مقدس مقامات کی حفاظت اور ان کا احترام کرنا ضروری ہے۔
- فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی
- جملہ "انک بالواد..."، "فاخلع" کے لئے علت ہے اور پروہ حکم کہ جس کی علت ظاہر ہو دوسرے مشابہ مقامات پر بھی لگایا جاتا ہے۔
- 7_ جوتے اتار کر پابرہنہ ہو جانا مقدس مقامات کے احترام کا سب سے زیادہ واضح نمونہ ہے۔
- فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی
- 8_ کوہ طور کے پاس واقع وادی طوی پاک و پاکیزہ اور لائق احترام سرزمین ہے۔
- انک بالواد المقدس طوی
- سرزمین مقدس یعنی وہ سرزمین جو طہارت معنوی رکھتی ہو (مفردات راغب)
- 9_ (کوہ طور سے نیچے) سرزمین طوی میں جوتوں کے ساتھ داخل ہونا، جائز نہیں ہے۔
- فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی
- "اخلع" کے حکم کی "انک بالواد المقدس" کے ذریعے علت بیان کرنا بتاتا ہے کہ یہ حکم سب زمانوں میں سب انسانوں کیلئے ہے۔
- 10_ جن مقامات میں خداتعالیٰ اپنے انبیاء اور اپنے بندوں کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے وہ پاک و پاکیزہ مقدس اور لائق احترام جگہیں ہیں۔
- ی موسیٰ اِنّی ا ناربک... انک بالواد المقدس طوی
- اگر چہ آیت کریمہ میں وادی طوی کے تقدس کی دلیل نہیں آئی لیکن مجموعی طور پر آیت کریمہ خداتعالیٰ کے تکلم اور اس سرزمین کے تقدس کے ارتباط کو بیان کر رہی ہے۔ چاہے پہلے سے اس کا مقدس ہونا بات کرنے کیلئے اس کے انتخاب کا سبب بنا ہو یا خداتعالیٰ کا بات کرنا اس کے مقدس ہونے کا سبب بنا ہو۔
- 11_ "عن ابی عبد اللہ (ع) قال: قال اللہ عزوجل لموسیٰ (ع) "فاخلع نعلیک" لا تہا کانت من جلد حمار میت؛ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ خداتعالیٰ نے موسیٰ (ع) کو فرمایا "فاخلع نعلیک" کیونکہ ان کے جوتے گدھے کے مردار کی کھال کے بنے ہوئے تھے۔ (1)

(1) علل الشرائع ص 66 ب 55 ح 1، بحار الانوار ج 13 ص 64 ح 1 _

30

12_ "عن الصادق جعفر بن محمد (ع) إنه قال: في قول الله عز وجل لموسى (ع) "فاخلع نعليك" قال: يعني إيدفع خوفك، يعني خوفه من ضياع أبله و قد خلفها تمخض، و خوفه من فرعون" خداتعالی نے حضرت موسیٰ کو جو فرمایا تھا "فاخلع نعليك" اسکے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا یعنی اپنے آپ سے دو خوف دور کر دے اپنی بیوی کے فوت ہو جانے کا خوف کہ جسے بچہ پیدا کرنے کی حالت میں چھوڑ کر آئے تھے اور فرعون کا خوف _ (1)

مقدس مقامات:

انکا احترام 6، 7؛ ان میں جوتے اتارنا 7

خداتعالی :

اس کا کلام سننے میں ادب 5؛ اسکے اوامر 4؛ اسکے انبیاء کے ساتھ ہم کلام ہونے کی جگہ کا پاکیزہ ہونا 10؛ اسکے انبیاء کے ساتھ ہم کلام ہونے کی جگہ کا تقدس 10؛ اسکے موسیٰ کے ساتھ گفتگو 2، 3؛ اسکے موسیٰ کے ساتھ گفتگو کی جگہ 1؛ اسکے ربوبیت کی نشانیاں 3

وادی طوی:

اس کا احترام 8، 9؛ اسکے پاکیزگی 8؛ اس کا تقدس 8؛ اسکے فضیلت 1؛ اس میں جوتے اتارنا 9؛ اسکے جغرافیائی موقعیت 8 روایت : 11، 12

موسیٰ (ع) :

انکو حکم 4؛ انکا خوف 12؛ انکی شرعی ذمہ داری 4؛ انکے جوتوں کی نوعیت 11؛ ان کا قصہ 1، 2، 4؛ انکا تربیت کرنے والا 3؛ آپ وادی طوی میں 3؛ آپ خدا کے حضور میں 2، 4؛ آپ کے جوتے 4

(1) علل الشرائع ص 66 ب 55 ح 2 _ بحار الانوار ج 13 ص 64 ح 2 _

وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ (۱۳)

اور ہم نے کو منتخب کر لیا ہے لہذا جو وحی کی جارہی ہے اسے غور سے سنو (13)

1_ خداتعالیٰ نے موسیٰ (ع) کو اپنے پیغمبر کے طور پر چن لیا اور وادی طوی میں انہیں رسالت کیلئے منتخب ہونے

31

سے مطلع فرمایا _

وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ

"الما یوحی" کے قرینے سے موسیٰ (ع) کے منتخب ہونے سے مراد انکا پیغمبری اور وحی الہی کا بوجھ اٹھانے کیلئے منتخب ہونا ہے _

2_ موسیٰ (ع) خداتعالیٰ کے برگزیدہ اور اپنے زمانے میں وحی کے حاصل کرنے اور پیغام الہی کے پہچانے کیلئے بہترین شخص تھے _

وَأَنَا اخْتَرْتُكَ

"اختیار" مادہ "خیر" سے ہے اور اس کا معنی "اصطفائی" (بر چیز میں سے خالص کو اٹھالینا) ہے (لسان العرب)

3_ انبیاء خداتعالیٰ کی برگزیدہ ہستیاں ہیں _

وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ

4_ خداتعالیٰ نے موسیٰ (ع) کو رسالت کیلئے انتخاب کرنے کے بعد انہیں وحی کو دریافت کرنے اور اسے غور سے سننے کا حکم دیا۔

وَاِنَّا اخْتَرْنَاكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ

5_ (کوہ طور کے نیچے) وادی طوی میں خداتعالیٰ کا حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ بات کرنا، وحی کی صورت میں تھا۔ فاستمع لما یوحی

بعد والی آیت کریمہ میں جملہ "اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ"، "ما یوحی" کیلئے بدل ہے پس کوہ طور کے نیچے جو کچھ حضرت موسیٰ سے کہا گیا تھا وہ وحی تھی۔

6_ کلام الہی کو سنتے وقت اس پر کان لگانا ضروری ہے۔

فاستمع لما یوحی

اگر چہ مخاطب حضرت موسیٰ (ع) ہیں لیکن خداتعالیٰ نے انہیں وحی کا سامنا کرتے وقت جو آداب سکھائے انہیں قرآن میں بیان فرمایا ہے تا کہ سب کیلئے مفید ہوں۔

انبیاء

انکا برگزیدہ ہونا 3

خدا کے برگزیدہ بندے: 3

خداتعالیٰ:

اسکے اوامر 4; اسکی حضرت موسیٰ کے ساتھ گفتگو 5۔

موسیٰ (ع):

انکا برگزیدہ ہونا 1، 2، 4; انکی شرعی ذمہ داری 4; انکی معاشرتی شخصیت 2; انکا مقام 1، 2، 4; آپ وادی طوی میں 1،

5; آپکی نبوت 1، 4، 5; آپ کی طرف وحی 5

وحی:

اسے کان لگا سننا 4; اسے کان لگا کر سننے کی اہمیت 6

32

اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِکْرِیْ (۱۴)

میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو (14)

1_ خداتعالیٰ کا یکتا ہونا اور اسکے علاوہ کسی معبود کا حقیقت نہ رکھنا وادی طوی میں خدا کی طرف سے موسیٰ (ع) کو وحی کا مرکزی عنوان۔

اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا

2_ (کوہ طور کے نیچے) وادی طوی میں خداتعالیٰ نے موسیٰ (ع) کو سمجھایا کہ اسے اللہ تعالیٰ مخاطب کر رہا ہے اور وہ خدا کا کلام سن رہا ہے۔

اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ

3_ گفتگو کے آغاز میں مخاطب کو اپنا تعارف کرانا دوسروں کے ساتھ ہم کلام ہونے اور بات کرنے کے آداب میں سے ہے۔

یٰ موسیٰ... اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ

خداتعالیٰ نے "یا موسیٰ" (ع) کی آواز کے ساتھ انہیں سمجھایا کہ مجھے تیرے نام کا علم ہے پھر موسیٰ (ع) کے ساتھ سخن کے آغاز میں اسے اپنا تعارف کرایا تاکہ طرفین کی شناخت کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھے۔

4_ خدا کے علاوہ کسی معبود کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ کوئی لائق عبادت ہے۔

اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا

"اِلٰہ" کا معنی ہے معبود اور آیت کریمہ میں اس سے مراد "معبود حق" ہے کیونکہ باطل معبودوں کا وجود قابل انکار نہیں

ہے۔

5_ موسیٰ (ع) اپنی نبوت اور وحی حاصل کرنے سے پہلے بھی خداتعالیٰ کی معرفت رکھتے تھے اور اسکی ربوبیت کو مانتے تھے۔

إِنِّي أَنَا رَبُّكَ ... إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا

یہ دو جملے " اِنی انا ربک" اور "اِننی انا اللہ" بتا رہے ہیں کہ موسیٰ (ع) پہلے سے ہی ان ناموں

33

کو پہچانتے تھے اور ان کا اعتقاد رکھتے تھے اور کوہ طور میں انہوں نے "رب" اور "اللہ" کو صاحب آواز پر منطبق کیا

6_ خداتعالیٰ کی عبادت کے ضروری ہونے اور غیر خدا کی پرستش سے پرہیز کی تاکید، حضرت موسیٰ (ع) کی نبوت کے آغاز میں خدا کی طرف سے انہیں پہلی نصیحت۔
لا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي

7_ لوگوں کو خداتعالیٰ اور اسکی وحدانیت سے آشنا کرنا انہیں خدا کی عبادت کی دعوت دینے کا پیش خیمہ ہے۔
إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي

"فاعبدني" میں "فای" سابقہ جملہ پر تفریع کیلئے ہے کہ جس میں خداتعالیٰ اور اسکی وحدانیت کا تعارف کرایا گیا ہے۔
8_ مخلصانہ عبادت خداتعالیٰ کے حضور میں سب سے بڑا فریضہ ہے حتیٰ کہ انبیاء کیلئے بھی۔

إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي

9_ خداتعالیٰ کا یکتا ہونا (توحید ذاتی) اس کے لئے مخلصانہ عبادت کو مختص کرنے (توحید عبادی) کے ضروری ہونے کی دلیل ہے۔

إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي

10_ نماز کی پابندی اور اسے قائم کرنے کا حکم وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کو دینے گئے پہلے عملی پروگراموں میں سے تھا۔
اقم الصلوة

"اقامہ نماز" (نماز قائم کرنا) اسکی پابندی کے ساتھ ہے۔

11_ نماز قائم کرنا خداتعالیٰ کے حضور میں عبودیت کا سب سے واضح جلوہ ہے۔
فاعبدني و اقم الصلوة

12_ نماز دیگر سب عبادتوں سے زیادہ اہم ہے۔
فاعبدني و اقم الصلوة

سب عبادات میں سے صرف نماز کا ذکر کرنا دیگر عبادات کے مقابلے میں اس عمل کے خاص مرتبے اور برتر ہونے کو بیان کرتا ہے۔

13_ دین موسیٰ (ع) میں نماز تشریع ہو چکی تھی۔
واقم الصلوة

14_ خداتعالیٰ کی طرف توجہ اور اسکی یاد میں ہونا نماز کے اہداف اور ثمرات میں سے ہے۔
واقم الصلوة لذكرني

15_ نماز میں ذکر خدا کا ہونا خداتعالیٰ کی طرف سے اسے قائم کرنے کی نصیحت اور شوق دلانے کا سبب ہے۔
اقم الصلوة لذكرني

"الذكرني" ممکن ہے نماز کے نتیجے کو بیان کر رہا ہو کہ نماز دلوں میں یاد خدا کو زندہ کرتی ہے اور ممکن

34

ہے اس سے مراد نماز کا اذکار الہی پر مشتمل ہونا جو یعنی نماز قائم کرنا اسلئے واجب ہے کہ اس میں ذکر خدا ہے۔

16_ ضروری ہے کہ نماز اور دیگر عبادتیں مخلصانہ اور صرف یاد خدا کیلئے ہوں۔
فاعبدني و اقم الصلوة لذكرني

"الذكري" میں "ذکر" کا یاء متکلم کے ساتھ مختص ہونا مذکورہ نکتے کو بیان کر رہا ہے یعنی "الذکر لا لذكر غيري"۔

17_ خداتعالیٰ کی یاد اور اسکی طرف توجہ تمام عبادات کا مشترکہ فلسفہ ہے۔

فاعبدنی و اقم الصلوة لذكری

جس طرح "الذكري" "ا قم الصلوة" کی علت کو بیان کر رہا ہے ہوسکتا ہے "فاعبدنی" کی علت کا بیان بھی ہو۔

18_ ضروری ہے کہ ہمیشہ خدا کی یاد میں رہیں اور اسکے ذکر سے غافل نہ ہوں۔

لذكری

19_ "عن ابي جعفر (ع) قال: إذا فاتتك صلاة فذكرتها في وقت آخرى فإن كنت تعلم أنك إذا صليت التي فاتتك كنت من الآخرة

في وقت فابدا بالتي فاتتك فإن الله عز وجل يقول: اقم الصلاة لذكری"; امام باقر (ع) سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: جب

بھی تجھ سے کوئی نماز چھوٹ جائے اور دوسری نماز کے وقت میں یاد آئے تو اگر تجھے معلوم ہو کہ نماز قضا کے انجام

دینے کے بعد واجب نماز کو اس کے وقت میں بجالانے کی فرصت بچ جائیگی تو پہلے قضا نماز کو انجام دے کیونکہ

خداتعالیٰ نے فرمایا ہے "ا قم الصلوة لذكری" (اس فقہی نکتے کا استفادہ اس چیز کے پیش نظر ہے کہ "لذكری" کا لام

"توقیت" کیلئے ہو کہ جس کے نتیجے میں آیت کا معنی یہ ہوگا "ا قم الصلوة وقت تذکیری إياک") (یعنی نماز قائم کر جس

وقت تجھے اسکی یاد دلا دوں مترجم)۔

انبياء :

انکی شرعی ذمہ داری 8

شرعی ذمہ داری:

سب سے اہم شرعی ذمہ داری 8

توحید:

توحید ذاتی کے اثرات 9; توحید کی اہمیت 1; توحید عبادی کی اہمیت 6، 16; توحید کی طرف دعوت کی اہمیت 7; توحید

عبادی 4; توحید عبادی کی علل 9

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 4

خداتعالیٰ :

35

اسکے اوامر 6; خداشناسی کی دعوت کی اہمیت 7; اسکی نصیحت 15; اسکی موسیٰ کے ساتھ گفتگو 2

یاد :

یاد خدا کی اہمیت 14، 17، 18; نماز میں یاد خدا 15

روایت: 91

سخن:

اسکے آداب 3

شرك:

اس سے اجتناب کی اہمیت 6

عبادت:

اس میں خلوص 16; اس میں خلوص کی اہمیت 8; عبادت خدا کا پیش خیمہ 7; عبادات کا فلسفہ 17

عبودیت:

اسکی نشانیاں 11

معاشرت:

اسکے آداب 3

موسیٰ (ع) :

انکی شرعی ذمہ داری 6; انکی خداشناسی 5; آپ وادی طوی میں 1، 2; آپ نبوت سے پہلے 5; انکی طرف وحی 1، 10 نماز:

اسکے احکام 19; اس میں خلوص 16; اسے قائم کرنے کی اہمیت 10، 11; اسکی اہمیت 12; اسکی نصیحت 15; اس کا فلسفہ 14، 15; یہ آسمانی ادیان میں 1; یہ یہودیت میں 13; نماز قضا کا وقت 19

وحی:

اسکی تعلیمات 1

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لُتَجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى (۱۵)

یقیناً وہ قیامت آنے والی ہے اور میں اسے چھپائے رہوں گا تا کہ ہر نس کو اس کی کوشش کا بدلہ دیا جاسکے (15)

1_ قیامت کا آنا حتمی ہے _

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ

36

2_ "ساعة" قیامت کا ایک نام ہے _

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ

"ساعة" یعنی وقت کا ایک حصہ بہت ساری آیات میں قیامت کو "ساعة" سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ قیامت کے مشہور

ناموں میں سے ایک نام بن گیا ہے _

قیامت کو یہ نام یا تو اسلئے دیا گیا ہے کہ ساری مخلوقات ایک وقت میں محشور ہوں گی اور یا اسلئے کہ اسکے برپا ہونے

کا وقت ایک مختصر لحظہ ہے _

(لسان العرب سے اقتباس)

3_ قیامت پر ایمان دین موسیٰ کے اہم ترین اعتقادی ارکان میں سے ہے _

نودی ی موسیٰ ... إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ

4_ قیامت اور اسکی خصوصیات سے مطلع ہونے کا ذریعہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی معلومات ہیں _

ا کاد ا خفیہ

"ا خفیہ" کا خدا تعالیٰ کی طرف اسناد بتاتا ہے کہ اگر اس نے قیامت کے بارے میں بات نہ کی ہوتی تو ہمارے لئے اس سے

مطلع ہونے کا کوئی راستہ نہ تھا _

5_ خدا تعالیٰ نے اپنے ارادہ سے قیامت کے برپا ہونے کے وقت کو انسان سے مخفی رکھا ہے _

ا کاد ا خفیہ

قاموس میں آیا ہے کہ اس آیت میں "ا کاد" "ا رید" کے معنی میں ہے اور "ا کاد ا خفیہ" یعنی میرا ارادہ ہے کہ اسے مخفی

رکھوں پس قیامت کو مخفی رکھنے سے مراد اسکے وقوع پذیر ہونے کے وقت کو مخفی رکھنا ہوگا نہ خود اسکے وقوع کو

مخفی رکھنا _

6_ قیامت کا واقع ہونا اچانک ہے _

ا کاد ا خفیہ

7_ ایک ایک انسان کو بدلہ دینا قیامت کے برپا ہونے کا فلسفہ _

ء آتية ... لتجزى كل نفس

"لتجزى" یا تو "آتية" کی علت کا بیان ہے اور "ا کاد ا خفیہ" جملہ معترضہ ہے اور یا یہ آیت کریمہ میں مذکور دونوں

چیزوں یعنی قیامت کا آنا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اسکی خبر دینے کا مخفی رکھنا کی علت کا بیان ہے اور یا یہ صرف "ا

خفیہ" کی علت کو بیان کر رہا ہے ، مذکورہ مطلب پہلے دو احتمالوں کی بنا پر ہے _

8_ انسان کا قیامت کے برپا ہونے کے وقت سے آگاہ نہ ہونا اسکے اپنے کاموں کی پابندی کرنے اور پھر جزا و سزا کا

مستحق بننے کا پیش خیمہ ہے _

ا کاد ا خفیہ لتجزى كل نفس بما تسعى

مذکورہ بالا نکتے میں "لتجزی" کے لام کو "ا" کا ا خفیہا" کی تعلیل کیلئے لیا گیا ہے پس جملہ کی ترکیب در حقیقت یوں ہوگی "التسعی کل نفس فتجزی بما تسعی" خلاصہ اس سے مراد یہ ہوگا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ

37

قیامت کو مخفی رکھوں تا کہ سب لوگ اپنی کوشش جاری رکھیں اور اپنے کردار کے نتائج کو دیکھ لیں۔ یہ ایک نفسیاتی چیز ہے کہ اگر انہیں اپنی موت اور جہان ہستی کی نابودی کا وقت معلوم ہو جائے تو انسان اپنی بہت سی کوششوں کو ترک کر دیگا۔

9_ انسان اپنی دائمی اور مستمر کوششوں اور کردار کے مقابلے میں ذمہ دار ہے۔

لتجزی کل نفس بما تسعی

"عمل" کی جگہ پر مادہ "سعی" کا استعمال ممکن اسلئے ہو کہ وہ برائیاں جن پر اصرار نہیں کیا جاتا ان سے چشم پوشی کی جائیگی اور یہ نیک اعمال کی نسبت مداومت کی نصیحت ہے۔

10_ دنیا، کوشش کی جگہ اور آخرت جزا و سزا اور اپنی کوشش کا نتیجہ لینے کی جگہ ہے۔

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ... لتجزی کل نفس بما تسعی

11_ دنیا میں انسانوں کے اعمال کا بدلہ دینے کیلئے ضروری وسائل اور گنجائش نہیں ہے۔

السَّاعَةُ آتِيَةٌ... لتجزی کل نفس بما تسعی

بدلہ دینے کیلئے قیامت کے برپا ہونے کا ضروری ہونا اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا انسان کی اچھی اور بری کوششوں کا بدلہ دینے کی گنجائش نہیں رکھتی لہذا ایک اور دن اور حالات فراہم کرنے کی ضرورت ہے تا کہ بدلہ دیا جاسکے۔

12_ انسان کا جزا و سزا پانا خود اسکی کوشش و کردار کا نتیجہ ہے۔

لتجزی کل نفس بما تسعی

13_ میدان قیامت میں حاضر ہونا اور اپنے دنیاوی اعمال کے بدلے کا سامنا کرنا سب انسانوں کا انجام ہے۔

إِنَّ السَّاعَةَ... لتجزی کل نفس بما تسعی

14_ انسان کا عبادت اور نماز میں سعی و کوشش کرنا قیامت میں حتمی جزا رکھتا ہے۔

فاعبدنی و اقم الصلوة... لتجزی کل نفس بما تسعی

آخرت:

اس کا کردار 10

انسان:

اسکی اخروی پاداش 10، 13؛ اس کا محشور ہونا 13؛ اس کا انجام 13؛ اسکی ذمہ داری 9

ایمان :

قیامت پر ایمان کی اہمیت 3

پاداش:

اس کا پیش خیمہ 8؛ اس کے عوامل 12؛ اخروی پاداش کے عوامل 14؛ دنیاوی پاداش کا محدود ہونا 11؛ اسکی جگہ 10

38

کوشش:

اس کا پیش خیمہ 8

خداتعالیٰ :

اس کے ارادے کے اثرات 5؛ اسکی تعلیمات کی اہمیت 4

دنیا :

اس کا کردار 10

السَّاعَةُ: 2

عبادت:

اسکے لئے کوشش کے اثرات 14

عمل:

اسکے اثرات 12; اسکی فرصت 10; اس کا ذمہ دار 9

قیامت :

اس میں پاداش 7; اس کا حتمی ہونا 1; اسکے مخفی ہونے کا فلسفہ 8; اسکے برپا ہونے کا فلسفہ 7; اس میں سزا 7; اسکے

مخفی ہونے کا سرچشمہ 5; اسکے علم کا سرچشمہ 4; اس کا اچانک ہونا 6; اس کے نام 2; اس کا وقت 5

سزا :

اس کا پیش خیمہ 8; اسکے عوامل 12; دنیاوی سزا کا محدود ہونا 11; اسکی جگہ 10

نماز :

اسکے لئے کوشش کے اثرات 14

یہودیت:

اسکے ارکان 3

تفسیر راہنما جلد 11

فَلَا يَصْدُنْكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَى (۱۶)

اور خبردار تمہیں قیامت کے خیال سے وہ شخص روک نہ دے جس کا ایمان قیامت پر نہیں ہے اور جس نے اپنے خواہشات کی پیروی کی ہے کہ اس طرح تم ہلاک ہو جاؤ گے (16)

1_ خداتعالیٰ نے وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کو منکرین قیامت کی طرف سے انہیں قیامت کی طرف متوجہ

39

ہونے سے روکنے کے خطرے سے آگاہ کیا اور انہیں انکے مکر و فریب سے ڈرایا _

فاعبدني ... فلا يَصْدُنْكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ

"عنها"، "بہا" کی ضمیروں کا مرجع "الساعة" ہے جو گذشتہ آیت میں تھا _

2_ کفار کو لوگوں کے ایمان میں طمع رکھنے سے مایوس کرنا اور ان کے مؤمنین کو فریب دینے کامیابی کے ذرائع کو ختم کرنا ضروری ہے _

فَلَا يَصْدُنْكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ

مفسرین نے کہا ہے کہ "لَا يَصْدُنْكَ" کی نہیں اگرچہ ظاہری طور پر کفار کو ہے لیکن درحقیقت یہ سبب کو وجود میں لانے سے نہیں ہے یعنی اے موسیٰ تو اور دیگر مؤمنین اس طرح عمل نہ کریں کہ کفار تمہیں ایمان سے باز رکھ سکیں _

3_ کفار کے شکوک و شبہات پیدا کرنے اور ان کے دباؤ کے مقابلے میں دین الہی کی حفاظت کرنا ضروری ہے _

فَلَا يَصْدُنْكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ

4_ انبیاء کی کفار کے فریب اور وسوسوں سے ربانی خداتعالیٰ کی راہنمائی اور نصیحتوں کے سائے میں ہے _

فَلَا يَصْدُنْكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ

5_ دین الہی اور خدائی پروگراموں کے منکر لوگوں کو دین اور اس پر عمل کی طرف مائل ہونے سے روکنے کے درپے

ہیں _ *

"عنها" اور "بہا" کی ضمیروں کا مرجع ممکن ہے وہ تمام تعلیمات اور ہدایات (توحید عبادت اور نماز کا لازمی ہونا، معاد اور جزا و سزا) ہوں جنکی حضرت موسیٰ (ع) کو وادی طوی میں تعلیم دی گئی تھی۔
6_ ہوا و ہوس نفسانی کی پیروی کا نتیجہ قیامت کا انکار اور اس پر ایمان کا نہ ہونا ہے۔
من لا یؤمن بہا و اتبع ہوی ہ

"اتبع" ماضی ہے اور اس کا "لا یؤمن" جو مضارع ہے پر عطف کیا گیا ہے تا کہ اسکی علت کو بیان کرے اور دلالت کرے کہ ہوس کی پیروی جو ماضی میں انجام پائی مستقبل میں آخرت کے ساتھ عدم ایمان کا سبب ہے۔
7_ خواہشات نفسانی معاد اور آخرت میں سزا و جزا کے اعتقاد کے بارے میں اشکال کرنے کی بنیاد ہے۔
فلا یصدنک عنها من ... اتبع ہوی ہ

8_ دینی اعتقادات میں قیامت اور اعمال کی جزا و سزا پر ایمان خاص اہمیت کا حامل ہے۔
الساعة ء آتیة ... فلا یصدنک عنہ

9_ تباہی اور ہلاکت، آخرت کی طرف عدم توجہ اور اعمال کی جزا و سزا سے بے اعتنائی کا انجام ہے۔
فلا یصدنک عنها ... فتردی

"تردی" "ردی" بمعنی ہلاکت سے مشتق ہے اور یہ منکرین معاد کے شکوک و شبہات پیدا کرنے کے انجام کو بیان کر رہا ہے۔

10_ خواہشات نفسانی کی پیروی تباہی و ہلاکت کا سبب

40

ہے۔

فلا یصدنک عنها من ... اتبع ہوی ہ فتردی

آیت کریمہ فریب کھانے ہوئے ہوا پرست لوگوں کو ہلاک شدہ سمجھتی ہے پس حتمی طور پر خود ہوا پرست لوگوں کا یہی انجام ہوگا۔

انبیاء:

انکی نجات کا سرچشمہ 4

ایمان:

قیامت پر ایمان کی اہمیت 8

خدا تعالیٰ:

اس کا ڈرانا 1; اسکی نصیحتوں کی اہمیت 4

دین:

دینی آسیب شناسی 5، 6; اصول دین 8; اسکی حفاظت 3

غفلت:

قیامت سے غفلت کا خطرہ 1; آخرت سے غفلت کا انجام 9; عمل کی پاداش سے غفلت کا انجام 9; عمل کی سزا سے غفلت کا

انجام 9

قیامت:

اسے جھٹلانے والوں کا مکر، 1

کفار:

انکی مایوسی کی اہمیت 2; انکی دشمنی 5; انکی دین دشمنی 5; انکا شکوک و شبہات پیدا کرنا 3; انکے مکر سے ممانعت 2;

انکے مکر سے نجات 4

کفر:

قیامت کے کفر کا پیش خیمہ 6

تمایلات:

دین کی طرف تمایل سے ممانعت 5

معاد:

اسکے بارے میں شکوک و شبہات کا سرچشمہ 7

موسیٰ (ع) :

انکا قصہ 1; انکی طرف وحی 1; انہیں خبردار کرنا 1

ہلاکت:

اسکے عوامل 9 ، 10

ہواپرستی:

اسکے اثرات 6 ، 7 ، 10

41

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى (۱۷)

اور اے موسیٰ یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے (17)

1_ حضرت موسیٰ (ع) جب آگ لانے کیلئے اپنے گھروالوں سے جدا ہوئے تو انکا ڈنڈا بھی انکے ہمراہ تھا۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى

"تلك" مونث کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ جو کچھ حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں تھا اس پر "خشبہ" یا "عودہ"

(ڈنڈا) کا اطلاق مسلم ہے پس حضرت موسیٰ (ع) سے طلب کیا گیا تھا کہ وہ جواب میں اس ڈنڈے کی خصوصیات بیان کریں تا کہ وہ متوجہ رہیں کہ کیا چیز سانپ میں تبدیل ہوگی۔ قابل ذکر ہے کہ بعد والی آیت کے جملے "بش بہا علی غنمی" سے استفادہ ہوتا ہے کہ موسیٰ (ع) کے کوہ طور پر آنے سے پہلے وہ ڈنڈا انکے ہمراہ تھا۔

2_ خداتعالیٰ نے وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) سے چاہا کہ وہ اپنے ڈنڈے کی خصوصیات بیان کریں۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى

3_ خداتعالیٰ، موسیٰ (ع) کیلئے خاص لطف و کرم رکھتا تھا۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى

واضح ہے کہ خداتعالیٰ کا موسیٰ (ع) سے سوال مطلع ہونے کیلئے نہیں تھا بلکہ یہ سوال باب گفتگو کا آغاز ہوسکتا ہے اور موسیٰ (ع) کو انکے ڈنڈے کے معمولی نہ ہونے کی طرف متوجہ کرنا اضطراب اور خوف کو بھی دور کرتا ہے اس سوال کو پیش کرنا اور دوبارہ "یٰ موسیٰ" کے ساتھ مخاطب کرنا موسیٰ (ع) کیلئے اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے اظہار کی علامت ہے۔

خداتعالیٰ :

اسکی نصیحتیں 2

کوہ طور :

اسکی آگ 1

لطف خدا:

42

یہ جنکے شامل حال ہے 3

موسیٰ (ع) :

انکو نصیحت 2; انکا ڈنڈا 1; انکے فضائل 3; انکا قصہ 1، 2; انکے ڈنڈے کی خصوصیات 2

قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَى (۱۸)

انہوں نے کہا کہ یہ میرا عصا ہے جس پر میں تکیہ کرتا ہوں اور اسے اپنی بکریوں کے لئے درختوں کی پتیاں جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بہت سے مقاصد ہیں (18)

- 1_ حضرت موسیٰ (ع) نے خداتعالیٰ کے اس سوال کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے کے جواب میں عرض کیا یہ میرا ڈنڈا ہے۔
و ما تلتك بيمينك ی موسیٰ... قال ہی عصای
- 2_ موسیٰ (ع) نے ڈنڈے پر سہارا لینا اور اپنی بکریوں کیلئے درختوں کے کمزور پتوں کو گرانا ڈنڈے کے فوائد شمار کئے۔
ہی عصای ا توکوا علیہا و ا بش بہا علی غنمی
"بش" کا معنی ہے پتے گرانے کیلئے خشک درخت کو ڈنڈا مارنا (لسان العرب) یہ کلمہ ان چیزوں کے بارے میں استعمال ہوتا ہے جو ملائم ہوں اور سخت نہ ہوں (مفردات راغب) "علی غنمی" میں "علی" کا استعمال بکریوں کے پتوں سے استفادہ کرنے کیلئے درخت کے نیچے موجود ہونے کی طرف اشارہ ہے۔
- 3_ حضرت موسیٰ (ع) نے سہارا لینے اور درختوں کے پتے گرانے کے علاوہ اپنے ڈنڈے کو متعدد ضروریات پوری کرنے کیلئے کارساز قرار دیا۔
ولی فیہا مارب ا خری
"مارب" کے مفرد "ماربہ" کا معنی ہے حاجت اور نیاز (مصباح)
- 4_ ہاتھ میں ڈنڈا پکڑنا اور چلنے اور کھڑا ہونے میں اس کا سہارا لینا ایک مطلوب اور مفید کام ہے۔

43

- و ما تلتك بيمينك ... ہی عصای ا توکوا علیہ
موسیٰ (ع) سے منقول سخن میں سہارا لینے کو دیگر فوائد پر مقدم کرنا اس فائدے کے دیگر فوائد سے اہم ہونے کی علامت ہے۔ اور یہ اہمیت حضرت موسیٰ (ع) کی جسمانی صحت بلکہ آپکی جسمانی توانمندی کے پیش نظر زیادہ واضح ہوجاتی ہے۔
- 5_ مدین سے مصر جاتے ہوئے حضرت موسیٰ (ع) کے ہمراہ بکریاں تھیں کہ جنہیں آپ خود چراتے تھے۔
ا بش بہا علی غنمی
"غنم" یعنی بکریاں اور یہ کلمہ خود اپنے لفظ سے مفرد نہیں رکھتا اور ایک بکری کو کہا جاتا ہے "شاة" (مصباح)۔
 - 6_ جس سرزمین میں حضرت موسیٰ (ع) نے جانور رکھے ہوئے تھے اور انہیں چراتے تھے اس میں ایسے درخت تھے کہ جنکے پتے جانوروں کی غذا کیلئے مناسب تھے۔
و ا بش بہا علی غنمی
 - 7_ حضرت موسیٰ (ع) نے خداتعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے کی فرصت کو غنیمت شمار کیا اور اس سے لذت اٹھا رہے تھے۔
ما تلتك ... قال ہی عصای ا توکوا علیہا و ا بش ... ولی فیہا مارب ا خری
خدا تعالیٰ کے سوال کے جواب میں جملہ "ہی عصای" کافی تھا لہذا دیگر جملوں کا اضافہ کرنا حضرت موسیٰ (ع) کے خدا کے ساتھ ہم کلام ہونے کے اشتیاق کو بیان کر رہا ہے۔
 - 8_ خداتعالیٰ کی خواہش پر عمل کرنے میں تمام احتمالات کو انجام دینا ضروری ہے۔
ما تلتك ... ہی عصای ا توکوا ... ولی فیہا مارب ا خری
حضرت موسیٰ (ع) کے "ہی عصای" پر اکتفا نہ کرنے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس جواب کے واضح ہونے نے حضرت موسیٰ (ع) کو اس فکر میں ڈال دیا کہ شاید مقصود ڈنڈے کے فوائد ہوں اور اسی احتمال کی بنا پر انہوں نے بعد والے جواب اپنی زبان پر جاری کئے۔

اصول عملیہ:

اصالة الاحتیاط 8

شرعی ذمہ داری:

اس پر عمل کرنے کی کیفیت 8

خدا تعالیٰ :

اسکی موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو 7; اسکے ساتھ گفتگو کی لذت 7
ڈنڈا:

اسکے فوائد 4

عمل:

پسندیدہ عمل 4

موسیٰ (ع) :

انکی بکریوں کی غذا 6; انکا ریوڑ چرانا 5; انکا ڈنڈا 1; انکے ڈنڈے کے فوائد 2، 3; انکا قصہ 1، 5، 6; انکی بکریاں 5; انکی معنوی لذات 7; انکے جانور چرانے کی جگہ 6

44

قَالَ أَلْقِهَا يَا مُوسَى (۱۹)

ارشاد ہوا تو موسیٰ اسے زمین پر ڈال دو (19)

1_ خدا تعالیٰ نے وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کو حکم دیا کہ اپنا ڈنڈا زمین پر پھینکیں _

قال القها ی موسیٰ

2_ خدا تعالیٰ کی حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو انکے ساتھ لطف و کرم اور رافت کے اظہار کے ہمراہ تھی _

ی موسیٰ ... قال القها ی موسیٰ

نام کا تکرار مخاطب کے ساتھ کامل محبت کے اظہار کی علامت ہے _ ان آیات کریمہ میں آیات کے محبت آمیز لہجے کے علاوہ خطاب الہی میں چند مرتبہ حضرت موسیٰ (ع) کے نام کا تکرار ہوا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی انکے ساتھ خاص عنایت اور لطف کی علامت ہے _ -

خدا تعالیٰ :

اسکے اوامر 1; اسکی موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو 2

خدا تعالیٰ کا لطف:

یہ جنکے شامل حال ہے 2

موسیٰ (ع) :

انکا ڈنڈے کو پھینکنا 1; انکے فضائل 2; انکا قصہ 1

فَالْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى (۲۰)

اب جو موسیٰ نے ڈال دیا تو کیا دیکھا کہ وہ سانپ بن کر دوڑ رہا ہے (20)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے حکم خداوندی سے اپنا ڈنڈا زمین پر پھینکا _

45

فالقی ہ

2_ پھینکے جانے کے بعد حضرت موسیٰ (ع) کا ڈنڈا متحرک سانپ میں تبدیل ہو گیا _

فالقی ہا فإذا ہی حیة تسعی

3_ حضرت موسیٰ (ع) کے ڈنڈے کا پھینکا جانا اور اس کا سانپ میں تبدیل ہونا ایک ہی وقت میں تھا _

فإذا ہی حیة

- "إِذَا" مفاجات کیلئے ہے اور پہلے اور بعد والے جملوں کے وقت کے ایک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔
- 4_ خداتعالیٰ کا ڈنڈے کے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) سے سوال آپ کو معجزہ اور آیت دکھانے کیلئے آپکی ذہنی آمادگی اور ضروری ما حول بنانے کی خاطر تھا۔
- و ما تلك بيمينك ... فاقبها فإذا هي حية
- خداتعالیٰ کے جواب میں حضرت موسیٰ (ع) کا ڈنڈے کے قدرتی خواص کی وضاحت کرنا انکے ذہن میں مناسب آمادگی پیدا کر رہا ہے تا کہ ڈنڈے کی دو حالتوں کا موازنہ کرنے کے بعد اسکی نئی حالت کے معجزہ ہونے کے بارے میں انہیں کوئی شک نہ ہو۔
- 5_ حضرت موسیٰ (ع) کا ڈنڈا سانپ میں تبدیل ہونے کے بعد جان رکھتا تھا اور اپنی مرضی سے اچھل کود کر رہا تھا۔
- حیة تسعى
- خداتعالیٰ نے بعد والی آیات میں حضرت موسیٰ (ع) اور جادوگروں کے مقابلہ کی داستان میں جادوگروں کے بارے میں فرمایا ہے۔ "يَخِيلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهُ تَسْعَى" اس کا "تسعى" (جو اس آیت میں ہے) کے ساتھ مقابلہ کرنے سے حضرت موسیٰ (ع) ڈنڈے کی حرکت کے حقیقی ہونے کا پتا چلتا ہے۔

خداتعالیٰ :

اسکے سوال کا فلسفہ 4

ڈنڈا:

اس کا سانپ میں تبدیل ہونا 2، 3، 5

موسیٰ (ع) :

انکا ڈنڈے کو پھینکنا 1; ان میں آمادگی پیدا کرنا 4; ان سے سوال 4; انکے ڈنڈے کا تبدیل ہونا 2; انکا شرعی ذمہ داری پر عمل 1; انکا قصہ 1، 2; انکا معجزہ 4; انکے ڈنڈے کی خصوصیات 2، 3، 5

تفسیر راہنما جلد 11

46

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى (٢١)

حکم ہوا کہ اسے لے لو اور ڈرو نہیں کہ ہم عنقریب اسے اس کی پرانی اصل کی طرف پلٹادیں گے (21)

- 1_ خداتعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو حکم دیا کہ سانپ بننے والے ڈنڈے کو بغیر کسی خوف کے زمین سے اٹھالیں۔
- قال خذها ولا تخف
- 2_ موسیٰ (ع) سانپ بن جانے والے ڈنڈے کو پکڑنے سے ڈر رہے تھے۔
- قال خذها ولا تخف
- 3_ خداتعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو اطمینان دلایا کہ سانپ بن جانے والا ڈنڈا پکڑنے کے بعد اپنی اصلی حالت پر پلٹ جائیگا۔
- ولا تخف سنعيدبا سيرتها الاولى
- "سيرة" کا اصل معنی ہے "سیر" (چلنے) کی حالت لیکن مجازاً ہر صفت اور حالت پر بولا جاتا ہے۔ جملہ "سنعيدبا سيرتها" میں "الي" مقرر ہے اور اس کے حذف ہونے کی وجہ سے یہ کلمہ منصوب بنزع الخافض ہو گیا ہے یعنی "سنعيدبا إلى سيرتها"

یا "سنعیدہ الیہا سیرتہا" _

4_ حضرت موسیٰ (ع) کے ڈنڈے کا سانپ بننا اور پھر اس کا پہلی حالت پر پلٹ آنا، ارادہ خداوندی سے تھا _
سنعیدہ

5_ لوگوں کی آنکھوں سے دور اور وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کو معجزہ دکھانا انہیں لوگوں کے سامنے معجزہ پیش کرنے کیلئے زیادہ آمادہ ہونے اور تجربے کی خاطر تھا _ *
الْقہا ... خذبا ولا تخف

6_ معجزے کے قدرتی اور فطری امور کے ساتھ مرتبط اور وابستہ ہونے کا امکان _
الْقہا ... فإذا ہی حیة ... خذبا ... سنعیدہا سیرتہا الأولى
ڈنڈے کے سانپ بننے کو اسکے پھینکنے پر تفریع کی

47

گیا ہے اور پھر سانپ کے ڈنڈا بننے کو اسے حضرت موسیٰ (ع) کے پکڑنے پر اس مرحلہ بندی سے مذکورہ بالا مطلب حاصل ہوتا ہے _

7_ غیر خدا سے ڈرنا مقام نبوت کے منافی نہیں ہے _
لا تخف

8_ مادی چیزیں خدا تعالیٰ کے اذن و ارادے سے اپنی موجودہ حقیقت سے دوسری حقیقت میں تبدیل ہوسکتی ہیں _
سنعیدہا سیرتہا الأولى

خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کے ڈنڈے کی پہلی حالت کو "سیرتہا الأولى" سے تعبیر کیا ہے _ اور "سیرتہا الاصلیة" یا "سیرتہا الحقیقیة" و غیرہ کی تعبیرات کے بجائے اس تعبیر کا انتخاب بتاتا ہے کہ مادہ پر آنے والی شکلوں میں سے کوئی بھی اصل نہیں ہے بلکہ مادہ مختلف شکلوں اور حالتوں کی طرف تبدیل ہونے کے قابل ہے _

انبیاء:

انکا خوف 7

خوف:

موسیٰ (ع) کے ڈنڈے سے خوف 2

خدا تعالیٰ :

اسکے ارادے کے اثرات 4، 8; اسکے اوامر

وادی طوی :

اس میں معجزے کا فلسفہ 5

ڈنڈا:

اس کا سانپ بننا 2; اسکے سانپ بننے کا سرچشمہ 4

قدرتی عوامل:

ان کا کردار 6

سانپ:

اس کا ڈنڈا بننا 3; اسکے ڈنڈا بننے کا سرچشمہ 4

معجزہ:

اس میں مؤثر عوامل 6

موجودات:

انکے تبدیل ہونے کا سرچشمہ 8

موسیٰ (ع) :

انکو اطمینان دلانا 3; ان میں آمادگی پیدا کرنا 5; انکا خوف 2; انکا ڈنڈا 4، 5; انکا قصہ 1، 2، 3، 5; انکا ڈنڈا پکڑنا 1، 3

وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةٌ أُخْرَى (۲۲)

اور اپنے ہاتھ کو سمیٹ کر بغل میں کرلو یہ بغیر بیماری کے سفید ہو کر نکلے گا اور یہ ہماری دوسری نشانی ہوگی (22)

1_ خداتعالیٰ نے موسیٰ (ع) کو وادی طوی میں حکم دیا کہ اپنا ہاتھ اپنی بغل کے نیچے لے جائیں اور باہر نکال کر ایک اور معجزے سے آشنا ہوں۔

واضمم يدك إلى جناحك ... آية أخرى

"جناح" ہاتھ، بازو، بغل کے نیچے، اور پہلو کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (قاموس) فعل "تخرج" قرینہ ہے کہ آیت کریمہ میں "جناح" سے مراد "بغل کے نیچے" ہے کیونکہ بازو اور پہلو سے ہاتھ کے دور ہونے کو "خروج" نہیں کہا جاتا۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) کا بازو بغل کے نیچے رہنے کے بعد جب باہر آتا تو اس کا رنگ تبدیل جاتا اور سفید تھا۔ تخرج بيضاء

3_ حضرت موسیٰ (ع) کے ہاتھ کی سفیدی ایسی تھی کہ جو نقص، بیماری اور برص شمار نہیں ہوتی تھی۔ تخرج بيضاء من غير سوء

کلمہ "سوء" ہر آفت اور درد کیلئے استعمال ہوتا ہے اور برص سے بھی کنایہ ہوتا ہے (لسان العرب)۔

4_ سفید ہاتھ اور ٹنڈے کا سانپ بننا، حضرت موسیٰ (ع) کی رسالت کو ثابت کرنے کیلئے دو معجزے۔ فالق ہا فإذا ہی حية تسعى ... و اضمم يدك ... آية أخرى

"آیہ" (علامت) "تخرج" کے فاعل کیلئے حال ہے اور بعد والی آیات کہ جن میں فرعون کو ہدایت کرنا حضرت موسیٰ (ع) کے ذمے قرار دیا گیا ہے۔ کے قرینے سے "آیہ" سے مراد انکی رسالت کی علامت ہے۔

خداتعالیٰ :

اسکے اوامر 1

موسیٰ (ع) :

انکی نبوت کے دلائل 4; انکا عصا 4; انکا قصہ 1; انکا معجزہ 1، 2، 4; آپ وادی طوی میں 1; ان کے سفید ہاتھ کی

خصوصیات 3; انکا سفید ہاتھ 1، 2، 4

لِنُرِيكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى (۲۳)

تا کہ ہم تمہیں اپنی بڑی نشانیاں دکھا سکیں (23)

1_ وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کو ٹنڈے اور سفید ہاتھ کے معجزوں کا دکھانا آپ کیلئے خداتعالیٰ کے بعض بڑے معجزات نمایاں کرنے کیلئے تھا۔

لنريك من آيتنا الكبرى

"النريك" اس فعل کے متعلق ہے جو "آیہ" آخری "سے انتزاع ہوتا ہے یعنی آیت لائے لاتے ہیں تاکہ ... "من" تبعیض کیلئے ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ مراد بعض بڑی آیات الہی کا دکھانا ہے۔

2_ خداتعالیٰ بڑی اور فراوان نشانیاں اور معجزات رکھتا ہے کہ جن میں سے صرف بعض اس نے وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کو دکھائیں۔

من آيتنا الكبرى

دلالت کرتا ہے کہ خداتعالیٰ قسم و قسم کی آیات اور نشانیاں رکھتا ہے کہ سفید ہاتھ اور ٹنڈے والا معجزہ انکی اعلیٰ اقسام کے نمونے ہیں۔

3_ انبیاء کے ہاتھوں معجزے کا معرض وجود میں آنا خداتعالیٰ کے اختیار اور اس کے ارادے کے ساتھ ہے۔

لنريک

فعل "لنريک" کا جمع ہونا یا تعظیم کیلئے ہے اور یا ان واسطوں کے کردار کو بیان کر رہا ہے جو فرمان الہی کو عملی کرتے ہیں۔

4_ حضرت موسیٰ (ع) کے ڈنڈے اور سفید ہاتھ والے معجزے عظیم ترین معجزات الہی اور خدا کی نشانیوں کے دو نمونے ہیں۔

لنريک من ء ای تننا الکبریٰ

5_ حضرت موسیٰ (ع) کا ڈنڈے اور سفید ہاتھ والا معجزہ

50

مستقبل میں انہیں اس سے بڑے معجزے دکھانے کا ایک پیش خیمہ تھا۔

لنريک من ء ایتننا الکبریٰ

چونکہ اس سے پہلی آیت میں سفید ہاتھ اور ڈنڈے کا تذکرہ ہو چکا ہے اسلئے ممکن ہے کہا جائے کہ "لنريک" ایک نئی بات بیان کر رہا ہے اور موسیٰ (ع) کو وعدہ دے رہا ہے کہ یہ دو معجزے ایک پیش خیمہ تھے تا کہ مستقبل میں آپ کو اس سے بڑے معجزے دکھائے جائیں۔

6_ کوہ طور میں معجزے کا اظہار حضرت موسیٰ (ع) کے دل کی تسکین کیلئے تھا۔

لنريک

موسیٰ (ع) کو معجزہ دکھانانہ صرف انہیں فرعون کے مقابلے میں مسلح کر رہا تھا "لنريک" قرینہ ہے کہ خود انکے اپنے اطمینان اور علم میں بھی اضافہ کر رہا تھا۔

آیات خدا: 2

خدا تعالیٰ:

اسکے ارادے کے اثرات 3

معجزہ:

اسکے درجے 1، 2، 4؛ اس کا سرچشمہ 3

موسیٰ (ع):

انکے معجزے کے اثرات 6؛ انکے ڈنڈے کی اہمیت 4؛ ان کے سفید ہاتھ کی اہمیت 4؛ انکے اطمینان کے عوامل 6؛ انکا قصہ

1؛ انکا ڈنڈے والا معجزہ 5؛ انکا معجزہ 1، 4، 5؛ انکا سفید ہاتھ والا معجزہ 5؛ انکے ڈنڈے کا کردار 1؛ انکے سفید ہاتھ کا

کردار 1

اَذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ (۲۴)

جاؤ فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے (24)

1_ فرعون، خدا تعالیٰ کے مقابلے میں سرکش اور طغیان گر تھا۔

اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ

حضرت موسیٰ (ع) کی رسالت قرینہ ہے کہ فرعون کے طغیان سے مراد، خدا تعالیٰ کے مقابلے میں اسکی سرکشی ہے۔

51

2_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو فرعون کی طرف جانے اور اسے سرکشی سے روکنے کا حکم دیا۔

اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ

3_ حضرت موسیٰ (ع) کے ڈنڈے کا تبدیل ہونا اور انکا سفید ہاتھ فرعون کی ہدایت کیلئے دو معجزے اور نشانیاں۔

ء ایہ اخري ... اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

4_ سرکش حکمرانوں کا سامنا کرنے کیلئے لازمی چیزوں کی فراہمی ضروری ہے۔

ء اية ا خرى ... اذنب الى فرعون انّه طغى

5_ سرکشوں کا مقابلہ کرنا انبیاء کی رسالت کا اعلیٰ ترین پروگرام ہے۔

اذنب الى فرعون انّه طغى

6_ سرکشی بہت ہی ناروا خصلت ہے اور سرکشی کرنے والے راہ خدا کے مقابلے میں کھڑے ہیں۔

اذنب الى فرعون انّه طغى

7_ سرکشی، سرکش لوگوں اور انکے اصلی عوامل کا مقابلہ ضروری ہے۔

اذنب ... انّه طغى

8_ خودسازی دوسروں کی ہدایت کرنے پر مقدم ہے۔

فاعبدنى و اقم الصلوة ... فلايصدّئك ... اذنب الى فرعون انّه طغى

اخلاق:

پست اخلاق 6

انبیاء:

انکی اہم ترین رسالت 5

تبلیغ:

اسکی اہمیت 8

تذکیہ:

اسکی اہمیت 8

خدا تعالیٰ :

اسکے اوامر 2; اسکے دشمن 6

سرکشی :

اس کا ناپسندیدہ ہونا 6

سرکشی کرنے والے :

انکا مقابلہ کرنے کی اہمیت 7; انکی دشمنی 6; انکے ساتھ مقابلے کی روش 4; انکے ساتھ مقابلہ کرنا 5

فرعون:

اس کے لئے خدا کی نشانیاں 3; اسکی ہدایت کا پیش خیمہ 3; اسکی صفات 1; اسکی سرکشی 1; اسکی نافرمانی 1; اسکی

سرکشی سے ممانعت 2

موسیٰ (ع) :

انکی رسالت 2; انکے ڈنڈے کا تبدیل ہونا 3_ انکا قصہ 2; انکے ڈنڈے کا کردار 3; انکے سفید ہاتھ کا کردار 3

52

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي (۲۵)

موسیٰ نے عرض کی پروردگار میرے سینے کو کشادہ کر دے (25)

1_ حضرت موسیٰ (ع) اپنی رسالت کو انجام دینے اور فرعون کو سرکشی سے روکنے کیلئے بارگاہ خداوندی میں دعا کے

ساتھ اپنے لئے شرح صدر کے خواہاں ہوئے۔

اذنب ... قال رب اشرح لی صدري

سینے کی کشادگی، بردباری اور اپنے کنٹرول اور اختیار کو نہ چھوڑنے سے کنایہ ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) اپنی رسالت کی ذمہ داری کے سنگین ہونے اور فرعون کی ہدایت کی دشواری کی طرف متوجہ

تھے۔

اذنب ... قال رب اشرح لی صدري

حضرت موسیٰ (ع) کو رسالت کیلئے منصوب کرنے اور انہیں فرعون کی طرف جانے کا حکم دینے کے بعد انکا خداتعالیٰ سے شرح صدر کی درخواست کرنا اس چیز کی علامت ہے کہ آپ (ع) اس راہ کو طے کرنے کیلئے مشکلات و موانع اور لازمی روحانی ضروریات کی طرف مکمل توجہ رکھتے تھے۔

3_ سرکشوں کی راہنمائی، ہدایت اور پیغام الہی کی تبلیغ کیلئے شرح صدر اور تحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔
اذہب ... قال ربّ اشرح لی صدري

4_ شرح صدر انبیاء الہی اور دینی مبلغین اور رہبروں کیلئے اہم ترین اور لازمی خصوصیات میں سے ایک ہے۔
قال ربّ اشرح لی صدري

حضرت موسیٰ (ع) نے دیگر چیزوں کے طلب کرنے پر شرح صدر کو مقدم کیا ہے یہ چیز اسکے الہی ذمہ داری کے انجام پانے میں اہم کردار کی علامت ہے۔

5_ شرح صدر خداتعالیٰ کا عطیہ ہے اور اس کا سرچشمہ خداتعالیٰ کا مقام ربوبیت ہے۔
قال ربّ اشرح لی صدري

53

6_ خداتعالیٰ کی ربوبیت کو یاد کرنا اور مقدس نام "رب" کو زبان پر لانا اسکی بارگاہ میں دعا کے آداب میں سے ہے۔
قال ربّ اشرح لی

7_ وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) نے خداتعالیٰ سے چاہا کہ اسے حقیقت کو قبول کرنے والا قرار دے اور الہی پیغام کے دریافت کرنے کیلئے اسکی طاقت میں اضافہ فرمائے۔
ربّ اشرح لی صدري

شرح صدر کا مطلب ہے حق کو قبول کرنے کیلئے سینے میں گنجائش پیدا کرنا۔ (لسان العرب) صدر اور قلب، انسان کے نفس سے کنایہ ہے کہ جو فہم و درک رکھتا ہے اور کہتے ہیں صدر، قلب سے عام ہے کیونکہ یہ عقل و علم کے علاوہ انسان کی قوتوں کو بھی شامل ہے (مفردات راغب)۔

8_ نبوت اور وحی کو دریافت کرنے کیلئے وسیع ظرف اور کشادہ سینے کی ضرورت ہوتی ہے۔
قال ربّ اشرح لی صدري

9_ دعا، انبیاء کی تربیت و راہنمائی میں بنیادی کردار رکھتی ہے۔
ربّ اشرح لی صدري

انبیاء (ع) :

انکی خصوصیات 4

تبلیغ :

اسکی روش 3; اس میں شرح صدر 3

تربیت:

اس میں مؤثر عوامل 9

تکامل:

اسکے عوامل 9

حق پرستی:

اسکی درخواست 7

خداتعالیٰ :

اسکی ربوبیت کے اثرات 5; تعلیمات خدا کے فہم کی درخواست 7; اسکے عطیے 5

دعا:

اسکے اثرات 9; اسکے آداب 6

دینی راہنما:

انکی خصوصیات 4

شرح صدر:

اسکے اثرات 8؛ اکی اہمیت 4؛ اسکی درخواست 1؛ اس کاسرچشمہ 5
سرکشی کرنے والے :

54

انکی اہمیت 3

فرعون:

اسکی ہدایت کا سخت ہونا 2؛ اسکی سرکشی 1

مبلغین:

انکی خصوصیات 4

موسی (ع) :

انکی دعا 1، 7؛ انکی رسالت کی سنگینی 2؛ انکا قصہ 1، 7

نبوت:

اس کا سرچشمہ 8

وحی:

اس کا سرچشمہ 8

ہدایت:

اسکی روش 3

یادکرنا:

ربوبیت خدا کو یاد کرنا 6

تفسیر راہنما جلد 11

وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي (۲۶)

میرے کام کو آسان کر دے (26)

1_ حضرت موسی (ع) اپنی رسالت کی انجام دہی کیلئے توفیق اور راستہ ہموار ہونے کے خواہان تھے _

وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي

2_ حضرت موسی (ع) اپنی رسالت کی دشواریوں اور فرعون کی ہدایت کے مشکل ہونے سے آگاہ تھے _

وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي

3_ بڑے اور مشکل کاموں کے راستے کو آسان کرنا اور انکے انجام کی توفیق فراہم کرنا خداوند متعال کے ہاتھ میں ہے _

وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي

4_ انبیاء کے تبلیغی پروگراموں کو آسان کرنا خداوند متعال کی ربوبیت اور اہداف رسالت کو آگے بڑھانے کیلئے اسکی

طرف سے خاص توجہ کا جلوہ ہے _

رب ... يَسِّرْ لِي أَمْرِي

5_ تبلیغ دین کی مشکلات کے آسان ہونے میں دعا کا بنیادی کردار ہے _

55

ویسٹری ا مری

6_ زندگی کے امور کے آسان ہونے کیلئے دعا کرنا ایک مطلوب امر ہے۔

ویسٹری ا مری

ہوسکتا ہے "ا مری" سے مراد زندگی کے تمام امور ہوں۔

انبیاء (ع) :

انکی مشکلات کو آسان کرنے کا سرچشمہ 4

تبلیغ:

سکی مشکلات کو آسان کرنا 5

خداتعالیٰ :

اسکی ربوبیت کی نشانیاں 4; اس کا کردار ادا کرنا 3

دعا:

اسکے اثرات 5، 6

سختی:

اسکے آسان کرنے کی درخواست 1; اسکے آسان کرنے کا سرچشمہ 3; اسکے آسان کرنے کا پیش خیمہ 6

فرعون:

اسکی ہدایت کا مشکل ہونا 2

موسیٰ (ع) :

انکی دعا 1; انکی رسالت کا مشکل ہونا 2; انکا علم 2; انکی رسالت کی مشکلات 2

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي (۲۷)

اور میری زبان کی گرہ کو کھول دے (27)

1_ رسالت سے پہلے حضرت موسیٰ (ع) کی زبان میں لکنت تھی۔

و احلل عقدة من لساني

2_ حضرت موسیٰ (ع) نے وادی طوی میں خداتعالیٰ سے درخواست کی کہ اسکی زبان کی لکنت کم کر دے اور اسکی سخن کو واضح کر دے۔

56

و احلل عقدة من لساني

"عقدہ" نکرہ ہے اور لکنت کی ہر مقدار پر صدق کرتا ہے "من لسانی" میں "من" ہوسکتا ہے تبعیض کیلئے ہو یعنی "عقدہ کائنۃ من عقد لسانی"۔ یہ سب حکایت کر رہا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کا مطلب اپنی زبان کی لکنت کی ایک مقدار کا دور ہونا تھا اور بعد والی آیت کریمہ بھی قرینہ ہے کہ انکا ہدف اتنی مقدار کا دور ہونا تھا کہ جو انکی کلام کے قابل فہم ہونے میں کمک کرے۔

3_ کلام، انبیاء کا ایک آلہ اور ذریعہ ہے منحرفین اور سرکشوں کا مقابلہ کرنے کیلئے۔

و احلل عقدة من لساني

4_ زبان کی گویائی اور سخن کی روانی کا تبلیغ دین اور ہدایت کرنے میں مؤثر کردار ہے۔

و احلل عقدة من لساني

5_ خداتعالیٰ، امراض اور موجودات کے ہر قسم کے نقص و عیب کو دور کرنے پر قادر ہے۔

و احلل عقدة من لساني

6_ دعا، انسان کی بیماریوں اور آسیب کی شفا میں مؤثر ہے۔

و احلل عقدۃ من لسانی
کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) نے بچپن میں آگ اپنے منہ کے اندر لے جا کر اپنی زبان پر رکھ لی تھی کہ جسکے نتیجے
میں آپ کی زبان میں لکنت آگئی تھی۔

انبیاء:

انکے مقابلے کا ذریعہ 3

بلاغت:

اس کا کردار 4

بیماری:

اسکی شفا کے عوامل 6; اسکے دور ہونے کا سرچشمہ 5

تبلیغ:

اس مینمؤثر عوامل 4

خداتعالیٰ :

اسکی قدرت 5

دعا:

اسکے اثرات 6

سخن:

اس کا کردار 3

سرکش لوگ:

ان کا مقابلہ کرنے کی روش 3

فصاحت:

اسکے اثرات 4

57

گمراہ لوگ:

انکا مقابلہ کرنے کی روش 3

موجودات:

انکے عیب کو دور کرنے کا سرچشمہ 5; انکے نقص کے دور کرنے کا سرچشمہ 5

موسیٰ (ع) :

انکی دعا 2; انکی صفات 1; انکی زبان کی لکنت 1، 2

يَقْفَهُوا قَوْلِي (۲۸)

کہ یہ لوگ میری بات سمجھ سکیں (28)

1_ اپنی زبان کی لکنت کے ٹھیک ہونے کیلئے بارگاہ خداوندی میں حضرت موسیٰ (ع) کی دعا کا ہدف انکی سخن کا لوگوں
کیلئے قابل فہم ہونا تھا۔

واحلل عقدۃ من لسانی یقفہوا قولي

2_ حضرت موسیٰ (ع)، فرعون کا مقابلہ کرنے میں اپنے آپ کو اسکے حامیوں کے ایک گروہ کے مقابلے میں دیکھ رہے
تھے اور انکی راہنمائی کیلئے کسی چارے کی تلاش میں تھے۔

اذہب الی فرعون ... یقفہوا قولي

باوجود اس کے کہ رسالت والے حکم میں صرف فرعون کا نام تھا لیکن حضرت موسیٰ (ع) اپنی سخن کو سننے والے زیادہ
افراد کی پیشین گوئی کر رہے تھے اسی لئے انہوں نے صیغہ جمع "یقفہوا" استعمال کیا۔

3_ حضرت موسیٰ (ع) نے لوگوں کی جہالت کو فرعون کی سرکشی کی بنیاد قرار دیا _
یقفہوا قولی

حضرت موسیٰ (ع) کا فرعون کی سرکشی کا مقابلہ کرنے کیلئے اسکے حاشیہ نشینوں کو آگاہ کرنے پر انحصار کرنا بتاتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) فرعون کی کامیابی کی جڑ اسکے حاشیہ نشینوں کی جہالت میں سمجھتے تھے _

4_ مبلغین دین کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس طرح بات کریں کہ لوگ انکی بات کو سمجھیں اور اسے درک کرسکیں _
یقفہوا قولی

58

5_ دین کے مبلغین کیلئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو دین کے حقائق سمجھانے کیلئے ضروری ان وسائل کو فراہم کرنے کی کوشش کریں _
یقفہوا قولی

بنی اسرائیل:

انکی جہالت کے اثرات 3

تبلیغ:

اسکے ذریعے کی اہمیت 5; اس میں بلاغت 4; اسکی روش 4

فرعون:

اسکی سرکشی کا پیش خیمہ 3

فرعون کے حاشیہ نشین:

انکی ہدایت 2

مبلغین:

انکی ذمہ داری 4، 5

موسیٰ (ع) :

آپ کی سوچ 3; آپکی پیشین گوئی 2; آپکی تبلیغ کی روش 2; آپکی دعا کا فلسفہ 1; آپکا قصہ 2; آپکی زبان کی لکنت 1; آپ اور فرعون 2

وَأَجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ أَهْلِی (۲۹)

اور میرے اہل میں سے میرا وزیر قرار دیدے (29)

1_ حضرت موسیٰ (ع) ،فرعون کی ہدایت و راہنمائی کیلئے اپنی الہی رسالت کو انجام دینے کی خاطر اپنے لئے ایک وزیر اور معاون کی ضرورت محسوس کر رہے تھے _

و اجعل لی وزیر

وزیر اسے کہا جاتا ہے جو اپنے کمانڈر کی سنگین ذمہ داریوں کو اپنے کندھے پر لے لے (مفردات راغب) _

2_ حضرت موسیٰ (ع) ،خدا تعالیٰ سے خواہاں ہوئے کہ ان کے خاندان سے انکا وزیر اور خلیفہ معین کرے _

و اجعل لی وزیراً من اہلی

3_ ضروری ہے کہ رہبر و سرپرست کا خلیفہ و وزیر اس کا قابل اعتماد ہو _

و اجعل لی وزیراً من اہلی

بعد والی آیات میں جملہ "إِنَّكَ كُنْتَ بِن

59

بصیراً" بتاتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کا اس بات پر انحصار کرنا کہ انکا وزیر ان کے خاندان سے ہو اس وجہ سے تھا کہ آپ اپنے خاندان کے اس مقام کے لائق ہونے سے مطلع تھے _

4_ ضروری ہے کہ انبیاء کے وزیر اور خلیفہ کی تعیین خداتعالیٰ کی اجازت اور اسکے نصب کرنے سے ہو۔
 و اجعل لی وزیراً من ابلی
 حضرت موسیٰ (ع) کا اپنے وزیر کی تعیین کیلئے خداتعالیٰ سے درخواست کرنا بتاتا ہے کہ اگر انبیاء کو خلیفہ اور وزیر کی ضرورت ہو تو ضروری ہے کہ وہ پروردگار کے اذن سے ہو اور اسکی طرف سے منصوب ہو۔
 5_ الہی پیغام کو پہچانے میں حضرت موسیٰ (ع) کی ہمرابی کیلئے آپ کے خاندان میں لائق افراد موجود تھے۔
 و اجعل لی وزیراً من ابلی
 حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی درخواست میں پہلے ہارون کا نام ذکر نہیں کیا بلکہ کلی طور پر اپنے خاندان سے اپنے وزیر کی درخواست کی اس سے پتا چلتا ہے۔
 حضرت موسیٰ (ع) اپنے خاندان کے دیگر افراد کو بھی اس کام کے لائق سمجھتے تھے ورنہ شروع سے ہی اپنی درخواست میں حضرت ہارون کا نام ذکر کرتے۔

انبیاء (ع) :
 انکے وزیر کے منصوب کرنے کا سرچشمہ 4
 خداتعالیٰ :
 اسکے اذن کے اثرات 4
 فرعون:
 اسکی ہدایت 1
 خلیفہ:
 اس پر اعتماد 3
 موسیٰ (ع) :
 انکا خاندان 2; انکی دعا 2; انکے خاندان کے فضائل 5; انکی ضروریات 1; انکا وزیر 1، 2; انکا ہدایت کرنا 1
 وزیر:
 اس پر اعتماد 3; اسکی شرائط 3

60

ہارون اُخی (۳۰)
 ہارون کو جومیرا بھائی بھی ہے (30)

1_ ہارون، حضرت موسیٰ (ع) کے بھائی تھے اور آپ کو ہارون پر مکمل اعتماد تھا۔
 و اجعل لی وزیراً من ابلیہارون اخی
 2_ حضرت ہارون، وزارت و خلافت کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے نامزد۔
 و اجعل لی وزیراً من ابلیہارون اخی
 کلمہ "ہارون"، "وزیراً" کیلئے بدل اور کلمہ - "اخی"، "ہارون" کیلئے عطف بیان ہے۔

موسیٰ (ع) :
 آپ کا بھائی 1; آپکا وزیر 2
 ہارون:
 ان پر اعتماد 1; انکے فضائل 1، 2

تفسیر راہنما جلد 11

اشدُّدٌ بِهِ اَزْرِي (۳۱)

اس سے میری پشت کو مضبوط کر دے (31)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ ہارون کو انکا مددگار اور پشت پناہ قرار دے۔
 اشدد بہ ازري
 "ا زر" قوت، پشت نیز ضعف کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (لسان العرب) اور آیت کریمہ میں ان میں سے ہر معنے کا احتمال ہے اور

61

ممکن ہے حضرت موسیٰ (ع) کا مطلوب، طاقت میں اضافہ کرنا، پشت پناہ کا ہونا یا انکی کمزوری کا تدارك کرنے والا اور انہیں طاقت بخشنے والا ہو۔
 2_ حضرت موسیٰ (ع)، ہارون کی خلافت کو اپنی ذمہ داری کی انجام دہی کیلئے اپنی قوت میں اضافے کا باعث سمجھتے تھے۔
 ہارون ا خي اشدد بہ ازري
 3_ پیش نظر اہداف کو آگے بڑھانے کیلئے دوسرے لوگوں کی خدمات کے ثمر بخش ہونے میں دعا مؤثر ہے۔
 اشدد بہ ازري
 حضرت موسیٰ (ع) کی خداتعالیٰ سے یہ درخواست تھی کہ ہارون کو انکی طاقت کا ذریعہ قرار دے ایسی درخواست سے پتا چلتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) سمجھتے تھے کہ ہارون کی کوشش کے ثمر بخش ہونے کیلئے انکی دعا اثر رکھتی ہے۔
 4_ تمام علل و اسباب، خداتعالیٰ سے وابستہ ہیں۔
 اشدد بہ ازري
 حضرت موسیٰ (ع)، ہارون سے مدد لینے کو بھی خداتعالیٰ سے طلب کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام علل و اسباب، صرف خداتعالیٰ کی منشاء سے مؤثر ہیں۔
 5_ طاقت اور مضبوطی، انبیاء الہی اور سرکشوں کا مقابلہ کرنے والے رہبروں کیلئے لازمی شرط ہے۔
 اشدد بہ ازري
 6_ لائق رہبروں کی تقویت اور انکی کمزوریوں کو دور کرنا کام کے آگے بڑھنے کی لازمی شرط ہے۔
 و اجعلی لی وزیراً ... اشدد بہ ازري

پیش رفت:

اسکے عوامل 6

خدمات:

دوسروں کی خدمات کے مؤثر ہونے کے عوامل 3

دعا:

اسکے اثرات 3

انبیاء الہی:

انکی طاقت 5

دینی راہبر:

انکی طاقت 5

سرکشی کرنے والے :
انکے مقابلے کی شرائط 5
منتظمین:
انکی تقویت کے اثرات 6
موسیٰ (ع) :

62

آپ کی سوچ 2; آپ کی دعا 1; آپکی تقویت کے
عوامل 1، 2
ہارون:
انکی وزارت کے اثرات 2; انکا کردار ادا کرنا 1
یادکرنا:
قدرتی عوامل کے وابستہ ہونے کو یاد کرنا 4

وَأَشْرِكُهُ فِي أَمْرِي (۳۲)
اسے میرے کام میں شریک بنادے (32)

- 1_ حضرت موسیٰ (ع) نے خداتعالیٰ سے درخواست کی کہ فرعون کو پیغام الہی پہچانے کیلئے ہارون کو انکا شریک قرار دے۔
ہارون اخی... و اشركہ فی امری
حضرت موسیٰ (ع) نے جس شراکت کی درخواست کی تھی اس سے مراد یہ ہے کہ فرعون اور اسکے حاشیہ نشینوں تک پیغام الہی پہچانے کیلئے ہارون انکے شریک ہوں نہ وحی کے دریافت کرنے میں کیونکہ حضرت موسیٰ (ع) کو اس میں تنہا ہونے سے کوئی خوف نہیں تھا۔
- 2_ انبیاء (ع) کو خداتعالیٰ سے اپنے وزیر اور خلیفہ کی درخواست کرنے کی اجازت ہے۔
و اجعل لی وزیراً... و اشركہ فی امری
- 3_ ایک وقت میں اور ایک مشترکہ ذمہ داری کیلئے دو انبیاء کی بعثت ممکن ہے۔
و اشركہ فی امری
- کہا گیا ہے "امری" سے مراد نبوت ہے اور جملہ "اشركہ فی امری"، "و اجعل لی وزیراً" سے بڑی درخواست ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ (ع) نے خلافت کی درخواست کے بعد خداتعالیٰ سے خواہش کی کہ فرعونوں کو ڈرانے کیلئے ہارون کو بھی نبوت عطا فرمائے تاکہ وہ اس رسالت میں موسیٰ (ع) کے شریک ہوں۔
- 4_ جناب ہارون کو نبوت عطا کرنے میں حضرت موسیٰ (ع) نے وساطت کی۔
و اشركہ فی امری
- 5_ رسالت مینجناب ہارون کی نسبت حضرت موسیٰ کا اصل ہونا۔
و اشركہ فی امری

63

6_ دعا، دوسروں کے رشد و تکامل میں مؤثر ہے۔
و اشركہ فی امری

انبیاء (ع) :
انکی درخواست 2; انکا شریک 2; انکا ایک وقت میں ہونا 3
تکامل:

اسکے عوامل 6

دعا:

اسکے اثرات 6

موسیٰ (ع) :

آپکی نبوت کی اہمیت 5; آپکی دعا 1; آپکی رسالت کا شریک 1; آپکا قصہ 1; آپکا مقام 5; آپکا کردار ادا کرنا 4

ہارون (ع) :

آپکی نبوت کا پیش خیمہ 4; آپکا قصہ 1; آپکا مقام 5; آپکی نبوت 5; آپکا کردار ادا کرنا 1

کئی نُسْبَحَکْ کَثِیراً (۳۳)

تا کہ ہم تیری بہت زیادہ تسبیح کر سکیں (33)

1_ حضرت موسیٰ (ع) مشرکین کی باطل افکار سے خداتعالیٰ کی مکرر برائتیں اور کثیر تسبیح کو جناب ہارون کے اپنے ہمراہ ہونے میں سمجھتے تھے _

کی نُسْبَحَکْ کَثِیر

حضرت موسیٰ (ع) کو جو فرعون کی ہدایت کیلئے ما مور کیا گیا تھا یہ قرینہ ہے کہ تسبیح سے مراد خداتعالیٰ کے شریک رکھنے اور اسکی ربوبیت اور الوہیت میں کسی قسم کی محدودیت سے اسکی تنزیہ ہے "نُسْبَحَکْ" کا فاعل موسیٰ (ع) اور ہارون ہیں اور "کی نُسْبَحَکْ" آخری جملوں کی علت کا بیان ہے کہ جن میں حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے ہارون کی ہمراہی کی درخواست کا تذکرہ ہے یعنی جناب ہارون کی پشت پناہی سے دعوت توحید کہ جو خداتعالیٰ کے شریک رکھنے سے منزہ ہونے پر مشتمل ہے آگے بڑھے گی _

2_ حضرت موسیٰ (ع) مشرکین کے مقابلے میں خداتعالیٰ کی تسبیح و تنزیہ کیلئے اپنے آپ کو شرح صدر اور واضح بیان کا ضرورت مند محسوس کرتے تھے _

رب اشرح لی ... کی نُسْبَحَکْ کَثِیر

64

ہوسکتا ہے "کی نُسْبَحَکْ" حضرت موسیٰ (ع) کی تمام درخواستوں کی علت کا بیان ہو کہ جن میں شرح صدر اور زبان کی لکنت کے کم ہونے کی درخواست بھی شامل ہے حضرت موسیٰ (ع) چاہتے تھے کہ خداوند عالم کے بارے میں گمراہ لوگوں کے توہمات کو رد کرنے کیلئے لازمی توان رکھتے ہوں _

3_ عام لوگوں کا خداتعالیٰ کی تنزیہ کی طرف متوجہ ہونا حضرت موسیٰ (ع) اور ہارون کی رسالت کے اہداف میں سے تھا _

یفقہوا قولی ... کی نُسْبَحَکْ کَثِیر

ممکن ہے کثرت تسبیح سے مراد تسبیح کرنے والوں کی کثرت ہو تو اس صورت میں "نُسْبَحَکْ" کا فاعل صرف حضرت موسیٰ اور ہارون نہیں ہوں گے _

4_ خداتعالیٰ کی زیادہ تسبیح کرنا اور اسے ہر قسم کے نقص و شرک سے منزہ سمجھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے _

تسبیح:

تسبیح خدا کی اہمیت 1، 3; تسبیح خدا کی فضیلت 4

خداتعالیٰ :

اسکی تنزیہ کی فضیلت 4

مشرکین:

انکے شرح صدر کے اثرات 2; انکی فصاحت کے اثرات 2; انکی نبوت کے اہداف 3; انکی تسبیح 1; انکی تسبیح کا پیش خیمہ

2; انکی کوشش کا فلسفہ 1; انکا ہدایت کرنا 2

ہارون (ع) :

انکی نبوت کے اہداف 3; انکی تسبیح 1; انکی وزارت کا فلسفہ 1

وَنَذْكُرْكَ كَثِيرًا (۳۴)

اور تیرا بہت زیادہ ذکر کر سکیں (34)

- 1_ حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے ہارون کیلئے نبوت و رسالت کے مطالبے کا ہدف، خداتعالیٰ کے ذکر اور اسکی مکرر حمد و ثنا کیلئے زیادہ فرصت حاصل کرنا تھا۔
و ا شرکہ فی امری ... و نذکرک کثیراً کی نسبک کثیر
- 2_ لوگوں کے درمیان خداتعالیٰ کی یاد کا کثرت سے پھیلنا حضرت موسیٰ و ہارون کے اہداف میں سے تھا۔
یقفہوا قولی ... و نذکرک کثیر

65

- 3_ حضرت موسیٰ (ع) اپنی خوش بیانی اور شرح صدر کو خداتعالیٰ کی کثیر یاد کیلئے موقع فراہم ہونے کا سبب سمجھتے تھے۔
قال رب اشرح لی صدري ... و نذکرک کثیر
ہوسکتا ہے " و نذکرک" حضرت موسیٰ (ع) کی طلب کردہ تمام چیزوں کی علت کا بیان ہو کہ جن میں شرح صدر اور روانی سے بولنے کی درخواست بھی شامل ہے۔ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی ان دعاؤں کا ہدف ہر کوچہ و گلی میں اور ہر فرد اور گروہ کو نصیحت کرتے وقت یاد خدا کی توفیق کا زیادہ ہونا بتایا۔
- 4_ لوگوں کے ساتھ بات کرتے وقت خداتعالیٰ کی یاد اور ذکر میں زیادہ مشغول رہنا بہت فضیلت رکھتا ہے اور دین خدا کی ترویج کیلئے انبیاء کا شیوہ ہے۔
و نذکرک کثیر
- خلوت میں خداتعالیٰ کے کثیر ذکر اور تسبیح کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کو فصیح زبان اور ہارون کی مدد کی ضرورت نہیں تھی۔ بنابر این آپ کا مطلوب خداتعالیٰ کی تسبیح و یاد کا ملاء عام میں پھیلنا تھا۔
- 5_ خداتعالیٰ کے بارے میں لوگوں کی گمراہ افکار کو دور کرنا خداتعالیٰ کی صفات ثبوتیہ کے بیان پر مقدم ہے۔
کی نسبک کثیراً و نذکرک کثیر
- حضرت موسیٰ (ع) کی کلام میں تسبیح کو جو غلط عقائد کا باطل کرنا ہے۔ ذکر خدا پر مقدم کیا گیا ہے بنابر این تخلیہ کا رتبہ تخلیہ پر مقدم ہے۔

اسماء و صفات:

صفات جمال کی اہمیت 5

انبیاء (ع):

انکی تبلیغ کی روش 4; انکی سیرت 4

انسان:

اسکے عقائد کو صحیح کرنا 5

حمد:

حمد خدا کی اہمیت 5; حمد خدا کے تسلسل کا پیش خیمہ 2

شرح صدر:

اسکے اثرات 3

عقیدہ:

خدا کے بارے میں عقیدے کو صحیح کرنا 5

فصاحت:

اسکے اثرات 3

موسیٰ (ع) :

آپ کا حمد خدا کو اہمیت دینا 1; آپکا یاد خدا 1; آپکی نبوت کے اہداف 2; آپکی سوچ 3; آپکی دعاؤں کا فلسفہ 1 ہارون:

انکی نبوت کے اہداف 1، 2

یاد:

یاد خدا کی اہمیت 2، 4; یاد خدا کا پیش خیمہ 3

66

إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا (۳۵)

یقیناً تو ہمارے حالات سے بہتر باخبر ہے (35)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے اور اپنے خاندان کی خصوصیات کے بارے میں خداتعالیٰ کی گہری آگاہی کو بیان کر کے اپنے آپ کو خداتعالیٰ کی خواہشات کو قبول کرنے والا اور اسکے انتخاب پر راضی قرار دیا۔
إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِير

"نا" سے مراد ہے حضرت موسیٰ (ع) اور انکے اہل و عیال ہیں کہ جن میں حضرت ہارون بھی شامل ہیں۔ حضرت موسیٰ (ع) جناب ہارون کیلئے وزارت کی تجویز دینے کے بعد عرض کرتے ہیں۔ خداوند تو مجھے اور میرے خاندان کو خوب جانتا ہے

اور میرے بھائی ہارون کی خصوصیات سے بھی آگاہ ہے۔ یہ میری درخواست ہے لیکن تیرا فیصلہ جو بھی ہو مکمل بصیرت اور آگاہی پر مبنی فیصلہ ہوگا۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی رسالت کے امور کے بارے میں خداتعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کرنے کے ساتھ ساتھ، خداتعالیٰ کی مکمل آگاہی کا اعتراف کیا اور اسکے فیصلے کو دقیق اور صحیح قرار دیا۔
و ا شرکہ فی امری ... إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِير

3_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی اور اپنے بھائی ہارون کی خداتعالیٰ کے ذکر اور تسبیح کے ساتھ دائمی محبت کا اظہار کیا اور خداتعالیٰ کو اس پر گواہ بنایا۔
إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِير

ہوسکتا ہے جملہ "إِنَّكَ ... " کی نَسَبُ کَثِیراً "کی علت کا بیان ہو یعنی خدایا تو خوب جانتا ہے کہ میرے اور میرے بھائی ہارون کے کیا جذبات ہیں اور تیری تسبیح و ذکر کے ساتھ ہمیں کتنی محبت ہے پس ہارون کی وزارت کو قبول کر کے ہمارے لئے زیادہ تسبیح و ذکر کا راستہ ہموار فرما۔

4_ خداتعالیٰ اپنے بندوں کے حالات اور انکی خوبیوں اور خامیوں سے آگاہ ہے۔
إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِير

5_ خداتعالیٰ کے بندوں کے حالات سے آگاہی کے باوجود اسکی بارگاہ میں دعا کرنا اور اس سے درخواست کرنا ایک پسندیدہ امر ہے۔

و ا شرکہ فی امری ... إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِير

حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے اور ہارون کے حالات

67

سے خداتعالیٰ کی آگاہی کو ذکر کرنے کے باوجود اسکی بارگاہ میں دعا کی اور اپنی خواہشات کو بیان کیا موسیٰ (ع) کا یہ کام بتاتا ہے کہ خداتعالیٰ کے سب چیزوں سے آگاہ ہونے کے باوجود اسکی بارگاہ میں دعا کرنا مطلوب اور کارساز ہے۔

اقرار:

خدا کی بصیرت کا اقرار 2

ایمان:

خدا کی بصیرت پر ایمان 1

خدا تعالیٰ :

اسکی بصیرت 4، 5؛ اسکی گواہی 3

دعا:

اسکی فضیلت 5

محبت:

خدا کی تسبیح سے محبت 3؛ خدا کے ذکر سے محبت 3

عمل:

پسندیدہ عمل 5

موسیٰ (ع) :

آپکا اقرار 2؛ آپکا ایمان 1؛ آپکی خواہشات 2؛ آپکی معنوی محبت 3؛ آپ کا مقام رضا 1

ہارون:

انکی معنوی محبت 3

تفسیر راہنما جلد 11

قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَى (۳۶)

ارشاد ہوا موسیٰ نے تمہاری مراد تمہیں دیدی ہے (36)

- 1_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کی تمام درخواستوں کو قبول کر لیا اور انہیں شرح صدر اور روانی سے بولنے کی طاقت عطا فرمائی اور ہارون کو انکا وزیر قرار دیا _
قال رب ... قال قد اوتيت سؤلک ی موسیٰ
"سؤل" یعنی ایسی حاجت کہ جسے حاصل کرنے کیلئے انسان کا نفس حریص ہو اور اس کا آرزو سے فرق یہ ہے کہ آرزو انسان کی فکر میں گزرتی ہے لیکن "سؤل" کا پیچھا کیا جاتا ہے گویا "سؤل" کا درجہ ہمیشہ آرزو کے بعد ہوتا ہے _
- 2_ وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کی دعائیں بہت جلدی قبول ہوئیں _
قال رب اشرح لی ... قال قد اوتيت سؤلک
"اوتيت" فعل ماضی مجہول ہے اور اس ک

68

- مطلب یہ ہے کہ موسیٰ (ع) کی دعاؤں کی قبولیت وعدے کی صورت میں اور مستقبل سے مربوط نہیں تھی بلکہ اتنی جلدی ہوئی گویا گذشتہ زمانے میں _
- 3_ خدا تعالیٰ نے وادی طوی (کوہ طور) میں حضرت موسیٰ کو انکی دعاؤں کی قبولیت سے آگاہ کیا _
قال رب اوتيت سؤلک
- 4_ مطالبات کے پورا ہونے کیلئے خدا تعالیٰ سے دعا اور درخواست مؤثر ہے _
قال رب اشرح ... قال قد اوتيت سؤلک
- حضرت موسیٰ (ع) کے مطالبات کا پورا ہونا انکی بارگاہ خداوندی میں دعا اور التماس کے بعد تھا اور اس سے خواہشات

کے پورا ہونے میں دعا کے کردار کا پتا چلتا ہے

5_ کوہ طور میں وادی طوی وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ (ع) کو شرح صدر اور روانی سے گفتگو کرنا عطا کیا گیا اور ہارون کو انکا وزیر بنایا گیا۔

قال رب اشرح ... قال قد اوتيت سؤلک

6_ حضرت ہارون (ع) کو وادی طوی میں مقام نبوت و رسالت پر فائز کیا گیا۔

ہرون اخی ... و اشرکہ فی امری ... قد اوتيت سؤلک

اگر "اشرکہ فی امری" سے مراد حضرت ہارون (ع) کیلئے نبوت و رسالت کی دعا ہو تو یہ وادی طوی میں قبول ہوئی۔

7_ حضرت موسیٰ (ع)، عنایات خداوندی کا مرکز۔

ی موسیٰ

حضرت موسیٰ (ع) کی دعاؤں کا فوراً قبول ہوجانا اور بار بار ان کے نام کی تصریح سے انکے خداتعالیٰ کے مورد توجہ و عنایت ہونے کا پتا چلتا ہے۔

8_ ذمہ دار افراد کو ذمہ داری سپرد کرنے کے ہمراہ انکی ضرورت کے وسائل فراہم کرنا بھی ضروری ہے۔

اذبب الی ... قال رب ... قد اوتيت سؤلک

حضرت موسیٰ (ع) نے رسالت اور فرعون کی طرف حرکت کرنے پر ما مورہونے کے بعد بارگاہ خداوندی میں اپنی ضروریات اور خواہشات کا تذکرہ کیا۔ خداتعالیٰ نے بھی اس کا مثبت جواب دیا یہ سب کیلئے درس ہے کہ اگر کسی کو ذمہ داری دی جائے تو ضروری ہے کہ اسکی بات سنی جائے، اس کے مطالبے پر توجہ دی جائے اور اسکی ضروریات پوری کی جائیں۔

خداتعالیٰ :

اسکے عطیے 1

دعا:

اسکے اثرات 4

ذمہ دار افراد:

انکی ضرورت پوری کرنا 7

کوہ طور:

اس کا کردار 5، 6

لطف خدا:

یہ جنکے شامل حال ہے 7

69

مطالبے:

انکے حاصل کرنے کے عوامل 4

موسیٰ (ع) :

آپکی دعا کی قبولیت 1، 3؛ آپکی دعا کی جلدی قبولیت 2؛ آپکا شرح صدر 1، 5؛ آپکا علم 3؛ آپکی فصاحت 1، 5؛ آپ کے فضائل

7؛ آپکا قصہ 1، 3؛ آپ کوہ طور میں 3، 5

ہارون (ع) :

انکے منصوب کرنے کی جگہ 5؛ انکے انتخاب کی جگہ 6؛ انکی نبوت 6؛ انکا کردار ادا کرنا 1؛ انکی وزارت 1، 5

وادی طوی :

اس کا کردار 5، 6

وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَى (37)

اور ہم نے پر ایک اور احسان کیا ہے (37)

- 1_ وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کی درخواستوں کے مطالبات کا پورا ہونا آپ پر خدا تعالیٰ کی جانب سے بھاری نعمت تھی۔
 قَدْ وَتَيْتَ سَوْلَكَ يَ مُوسَىٰ وَ لَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ
 "مَنَّة" کا معنی ہے بھاری نعمت (مفردات راغب)۔
- 2_ وادی طوی میں قدم رکھنے سے پہلے بھی حضرت موسیٰ (ع) پر خدا تعالیٰ کی توجہ و عنایت اور بھاری نعمت کا نزول ہوا تھا۔
 وَ لَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ
- 3_ حضرت موسیٰ (ع) کا ماضی میں عظیم نعمت سے بہرہ مند ہونا انکے وادی طوی میں اپنی درخواستوں کی حتمی قبولیت کے اطمینان کا سبب تھا۔
 وَ لَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ
- "لَقَدْ" کی تعبیر قسم کی علامت ہے۔ تاکید کے ساتھ ماضی کے بارے میں خبر، مستقل سے مربوط وعدوں کی نسبت اطمینان پیدا کرنے کیلئے (ا وَتَيْتَ سَوْلَكَ) ہے۔
- 4_ کوہ طور میں حضرت موسیٰ (ع) کو جو نعمت عطا کی گئی وہ اس گراں قدر نعمت کے ہم پلہ تھی جو سابقہ زمانے میں انہیں عطا ہو چکی تھی۔
 وَ لَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ
- 5_ ماضی و حال کی نعمتوں کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی منشا سے وابستہ سمجھنا ضروری ہے۔
 وَ لَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ

70

خدا تعالیٰ :
 اسکی مشیت کے اثرات 5
 لطف خدا:
 یہ جنکے شامل حال ہے 2 ، 3
 موسیٰ (ع) :
 آپکی دعا کی قبولیت 1; آپکی دعا کی قبولیت کی وجوہات 3; آپکے فضائل 2، 3، 4; آپ کوہ طور میں 4; آپ کی نعمتیں 1، 3، 4
 نعمت:
 اسکے درجے 1، 3، 4; یہ جنکے شامل حال ہے 1، 2، 3، 4
 یاد کرنا:
 منعم کو یاد کرنا 55

إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ (۳۸)

جب ہم نے تمہاری ماں کی طرف ایک خاص وحی کی (38)

- 1_ حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ، خدا کی جانب سے وحی اور پیغام وصول کرتی تھیں۔
 إِذَا وَحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ
 ممکن ہے "وحی" سے مراد خدا تعالیٰ کا حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کے ساتھ بات کرنا ہو اور ممکن ہے اس سے مراد الہام ہو حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے بعض وعدے کہ جن کا ذکر سورہ قصص میں آیا ہے پہلے معنی کے ساتھ زیادہ سازگار ہیں۔
- 2_ بچپن سے ہی خدا تعالیٰ کی خصوصی عنایات حضرت موسیٰ (ع) کے شامل حال تھیں۔

إِذَا وَحِينَا إِلَىٰ أَمْكٍ مَا يُوْحِي
 3_ خداتعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کو وحی اور پیغام اسکی حضرت موسیٰ (ع) پر عظیم نعمتوں میں سے تھا۔
 وَلَقَدْ مَنَّا... إِذَا وَحِينَا إِلَىٰ أَمْكٍ مَا يُوْحِي
 "اذا" ظرف ہے "مننا" کیلئے یعنی سابقہ آیت میں...مذکور نعمت اس وقت تھی۔
 4_ حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کی ان معلومات تک دسترسی جو ان تک پہنچانی گئیں وحی الہی کے علاوہ کسی اور راستے سے ممکن نہیں تھی۔
 ما یوحی
 "مایوحی" (جو وحی کیا جاتا ہے) سے مراد وہ امور ہیں جنکی قاعدتاً وحی کی جانی ہے ورنہ خود انسان ان تک نہیں پہنچ سکتا۔

71

5_ بیٹے کی عظمت ماں کے مقام کی بلندی کا سبب ہے۔
 إِذَا وَحِينَا إِلَىٰ أَمْكٍ
 حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کو جو کچھ بتایا گیا اسکے محتوا سے پتا چلتا ہے کہ اصلی ہدف حضرت موسیٰ (ع) کی حفاظت تھا اگرچہ فطری طور پر اس سے حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کو بھی سکون ملا۔ پس مادر موسیٰ کی وحی الہی تک دسترسی کا سبب حضرت موسیٰ (ع) کی عظمت ہے۔
 6_ حضرت موسیٰ (ع) کی جان کی حفاظت اور انکی والدہ کی پریشانی کو دور کرنا خداتعالیٰ کی تدبیر سے ہوا۔
 إِذَا وَحِينَا إِلَىٰ أَمْكٍ

خداتعالیٰ :

اسکی تدبیر 6

بیٹا:

اسکے مقام کا کردار 5

خداتعالیٰ کا لطف:

یہ جنکے شامل حال ہے 2

والدہ:

اسکے مقام کا سرچشمہ 5

موسیٰ (ع) :

آپکی والدہ کی پریشانی کو دور کرنا 6; آپکے فضائل 2، 3; آپکا بچپن 2; آپکی حفاظت 6; آپکی نعمتیں 3; آپکی والدہ کی طرف

وحی 1، 3، 4

نعمت :

اسکے درجے 3; یہ جنکے شامل حال ہے 3

وحی:

اس کا کردار 4

أَنۡ أَقْذِفِيهِ فِي النَّابُوتِ فَأَقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاجِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي (39)
 کہ اپنے بچہ کو صندوق میں رکھ دو اور پھر صندوق کو دریا کے حوالے کر دو جو جیس اسے ساحل پر ڈال دیں گی اور ایک ایسا شخص سے اٹھالے گا جو میرا بھی دشمن ہے اور موسیٰ کا بھی دشمن ہے اور ہم نے ت پر اپنی محبت کا عکس ڈال دیا تا کہ تمہیں ہماری نگرانی میں پالاجائے (39)

1_ پیدائش کے وقت اور بچپن سے ہی فرعونوں کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) کی جان کو خطرہ تھا۔

ان اقدفیه فی التابوت فاقدفیه فی الیم

حضرت موسی (ع) کی والدہ کا اپنے بیٹے کو سمندر میں پھینکنے کا حکم وصول کرنا اس زمانے کے حالات کے سخت ہونے اور حضرت موسی (ع) کی جان کو لاحق خطرے کی علامت ہے۔

2_ خداتعالیٰ نے حضرت موسی (ع) کی والدہ کو حکم دیا کہ وہ موسی (ع) کو صندوق میں ڈال کر دریائے نیل میں پھینک دیں۔

ان اقدفیه فی التابوت فاقدفیه فی الیم

"قذف" کا معنی ہے پھینکنا (مقاییس اللغة) اور "اقدفیه" جو موسی (ع) کو صندوق میں ڈالنے میں بھی استعمال ہوا ہے اور پھر صندوق کو پانی میں پھینکنے میں بھی بتاتا ہے کہ موسی (ع) کو اس طرح صندوق میں قرار دینا اور پھر پانی میں پھینکنا ضروری ہے کہ ہر دیکھنے والا یہ سمجھے کہ اسے دور پھینک دیا گیا ہے "تابوت" یعنی صندوق (نہایہ ابن اثیر) "یم" یعنی سمندر اور آیت میں اس سے مراد دریائے نیل ہے (لسان العرب)۔

3_ فرعون کی حکومت میں بنی اسرائیل کی زندگی بہت دشوار تھی اور انکے لڑکوں کی جان خطرے سے دوچار تھی۔ ان اقدفیه فی التابوت فاقدفیه فی الیم

4_ خداتعالیٰ نے حضرت موسی (ع) کی والدہ کو اطمینان دلایا کہ دریائے نیل کا جوش مارتا پانی حضرت موسی (ع) کے صندوق کو ساحل پر پھینک دیگا۔

فلیلکہ الیم بالساحل

دریا کو حکم دیا گیا کہ وہ صندوق کو ساحل پر پھینک دے مجاز اور اس بات میں مبالغہ کیلئے ہے کہ پانی کی لہروں کے ہمراہ صندوق کا ساحل تک آنا اور پھر اس کا خشکی پر پھینکا جانا یقینی ہے۔

5_ حضرت موسی (ع) کی والدہ گرامی، خداتعالیٰ کے پیغام پر ایمان رکھتی تھیں اور انہیں خدا کی جانب سے حضرت موسی (ع) کی حفاظت کا اطمینان تھا۔

إذا وحینا ... ان اقدفیه ... یا خذہ عدو

بعد والی آیت (انتمشی ا ختک ... فرجعناک الی ا مک) کے قرینے سے پتا چلتا ہے کہ حضرت موسی (ع) کی والدہ نے وحی الہی کے محتوا پر عمل کیا اور حضرت موسی (ع) کو دریائے نیل کے سپرد کر دیا۔ یہ کام حضرت موسی (ع) کی والدہ کے اس اطمینان کی گواہی دیتا ہے کہ موصولہ پیغام، وحی الہی تھا نیز یہ اس پر انکے مکمل ایمان کی علامت ہے۔

6_ دریائے نیل، خداتعالیٰ کی جانب سے حضرت موسی (ع) کے صندوق کو ساحل پر پھینکنے پر مامور تھا۔ فلیلکہ الیم بالساحل

جملہ "فلیلکہ الیم" جس طرح مادر موسی (ع) کو سمجھا رہا ہے کہ موسی (ع) کا ساحل پر پھینکا جانا قطعی ہے اس حقیقت کو بھی بیان کر رہا ہے کہ پانی امر تکوینی کے ساتھ اس کام کو انجام دینے پر مامور تھا۔

7_ حقیقی عوامل، خداتعالیٰ کی حکمرانی میں نہیں اور وہ اس کے فرامین کو عملی کرنے والے ہیں۔ فلیلکہ الیم بالساحل

8_ جناب موسی (ع) کو پانی میں پھینکنے سے پہلے آپ کی

والدہ کو خداتعالیٰ کی طرف سے یہ اطلاع ہو چکی تھی کہ ایک دشمن کے ذریعے حضرت موسی (ع) کو نجات حاصل ہوگی۔

ا وحینا ... یا خذہ عدولی و عدولہ

9_ فرعون، خداتعالیٰ اور حضرت موسی (ع) کا دشمن تھا اور موسی (ع) کو پہنچان کرا نہیں نابود کرنے کے درپے تھا۔ یا خذہ عدولی و عدولہ

فرعون کی حضرت موسی (ع) کے ساتھ دشمنی وہ بھی انکی خصوصیات کے حامل بچے کی پیدائش سے پہلے بتاتی ہے کہ فرعون نے حضرت موسی (ع) کو پہچاننے کی صورت میں انہیں قتل کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔

10_ خداتعالیٰ نے مادر موسی (ع) کی طرف جو وحی کی اس میں خدا اور انکے بچے کے دشمن کو اس بچے کا نجات

دہندہ اور اسکی کفالت کرنے والا متعارف کرایا _

یا خذہ عدولی و عدولہ

11_ ممکن ہے دشمنان خدا بھی با دل نخواستہ خدا کے محبوب بندوں کے فائدے کیلئے کام کریں _

یا خذہ عدولی و عدولہ

12_ حضرت موسیٰ (ع) کے زمانے میں دریائے نیل پانی سے پر تھا اور فرعون کی رہائش گاہ سے زیادہ دور نہیں تھا _

فلیقہ الیم بالساحل یا خذہ عدولی

"یم" کا معنی ہے سمندر اور دریا کو سمندر کہنا اس میں پانی کی کثرت سے حکایت کرتا ہے _

13_ خداتعالیٰ نے اپنی جانب سے حضرت موسیٰ (ع) کو خصوص محبوبیت عطا فرما کر انہیں ہر دیکھنے والے کی نظر

میں محبوب بنادیا _

والقیث علیک محبة منی

"القیث" کا "ا" وحینا" پر عطف ہے کہ جو سابقہ آیت میں تھا اور پھر "محبة" کو نکرہ لانا، جبکہ مقام مدح ہے اسکے خصوصی ہونے کو بیان کرنے کیلئے ہے اور "منی" حضرت موسیٰ (ع) کی محبوبیت کے سرچشمے کو بیان کر رہا ہے اور رسمجہا رہا ہے کہ موسیٰ (ع) کو عطا کردہ محبوبیت کا سرچشمہ ذات باری تعالیٰ تھی _

14_ فرعون اور اسکے حاشیہ نشین، موسیٰ (ع) سے بہت محبت کرتے تھے اور انہیں دوست رکھتے تھے _

والقیث علیک محبة منی

15_ خداتعالیٰ مہر و محبت کا سرچشمہ اور اس کا عطا کرنے والا ہے _

والقیث علیک محبة منی

16_ دلوں میں محبوب ہونا، خداتعالیٰ کی عنایت اور مہربانی ہے _

والقیث علیک محبة منی

17_ فرعونوں کے دلوں میں حضرت موسیٰ (ع) کی محبوبیت انکے خداتعالیٰ کی مکمل نگرانی کے ساتھ رشد و تکامل کا

پیش خیمہ _

ولتصنع علی عینی

"التصنع" اس چیز کی علت کو بیان کر رہا ہے جو کلام کے سیاق سے حاصل ہو رہی ہے یعنی "ولتصنع علی عینی فعلت

ذلك" جو کچھ میں نے انجام دیا ہے وہ اسلئے تھا کہ تو میری

74

مکمل نگرانی کے ساتھ پروان چڑھے "صنيع" اور "صنيعه" (التصنع کامادہ اشتقاق) اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی دوسرے کا تربیت یافتہ ہو اسی طرح یہ عطا، سخاوت اور احسان کے معنی مینبھی آیا ہے (لسان العرب) _

18_ حضرت موسیٰ (ع) کا دلوں اور دربار فرعون میں محبوب ہونا انکے لئے احترام اور بڑی خدمت کا سبب بنا _

والقیث علیک محبة منی و لتصنع علی عینی

اگر "صنيعه" (لتصنع کا مادہ اشتقاق) نیکی کرنے اور کرامت کے معنی میں ہو تو "التصنع" کا مطلب یہ بنے گا میں نے تیری محبت دوسرے کے دلوں میں قرار دی ہے تاکہ تو میری مکمل نگرانی کے ساتھ ان کا مورد احترام و اکرام قرار پائے

19_ خداتعالیٰ حضرت موسیٰ (ع) کی زندگی کے آغاز سے ہی ان پر دقیق نظارت رکھتا تھا اور اس نے انکی تربیت اور

رشد و تکامل کے ذرائع فراہم کر رکھے تھے _

ولتصنع علی عینی

"علی عینی" میں "عین" سے مراد اس کا مجازی معنی یعنی نگرانی ہے اور "علی" دلالت کرتا ہے کہ نظارت الہی ایسی

بنیاد ہے کہ جس پر حضرت موسیٰ (ع) کی تربیت اور احترام استوار تھے _

20_ حضرت موسیٰ (ع) کی زندگی خداتعالیٰ کی طرف سے انبیاء کی زندگی کے آغاز سے ہی انکی پرورش پر نظارت کا

ایک نمونہ _

و لتصنع علی عینی

21_ بچپن ہی میں حضرت موسیٰ (ع) کو پانی میں پھینک کر انکی جان بچانا، فرعونوں کے دلوں میں انکی محبت ڈالنا اور

انکی تربیت اور نشو و نما پر نظارت، خداتعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) پر گراں بہا نعمتیں۔

مننا عليك مرة اخرى ... ان اذفیه ... و لتصنع علی عینی

22_ " عن ابی جعفر (ع) قال: ... انزل الله علی موسی التابوت و نودیت امة ضعیبه فی التابوت فاخذفیه فی الیم و هو البحر;

امام محمد باقر (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا خداتعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) پر تابوت نازل کیا اور

انکی والدہ کو ندا دی کہ انہیں تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دیں۔ (1)

23_ " عن ابی جعفر (ع) قال: ... کان موسی لا یراہ احد الا احبه و هو قول الله: " و ا لقیث علیک محبة منی ..."; امام باقر (ع)

سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) اس طرح تھے کہ انہیں کوئی نہیں دیکھتا تھا مگر یہ کہ ان سے محبت

کرنے لگتا تھا اور خداتعالیٰ کے فرمان "والقیث علیک محبة منی" سے مراد یہی ہے۔ (2)

انبیاء:

انکی تربیت 20

بنی اسرائیل:

یہ فرعون کے زمانے میں 3; انکی تاریخ 3; انکی معاشرتی مشکلات 3

75

جھکاؤ:

حضرت موسیٰ (ع) کے طرف جھکاؤ 14

خداتعالیٰ:

اسکے اوامر 2; اسکی تعلیمات 10; اسکے دشمن 9، 10، 11; اسکے اوامر کو اجرا کرنے والے 7; اسکی نظارت 19، 20;

اس کا کردار ادا کرنا 15

خدا کا لطف:

یہ جنکے شامل حال ہے 16

خدا کے محبوب لوگ:

انکے مفادات 11

دریائے نیل:

اس کا مطیع ہونا 6; اسکی تاریخ 12; یہ موسیٰ کے زمانے میں 12; اس کا جغرافیائی محل وقوع 12

روایت: 22، 23

قدرتی عوامل:

انکا کردار 7

فرعون:

اسکی دشمنی 1، 9; اس کا ظلم 3; اسکی محبت 14

فرعون کے حاشیہ نشین لوگ:

انکی محبت 14

محبت:

اس کا سرچشمہ 15، 16

موسیٰ (ع):

آپکی محبوبیت کے اثرات 17، 18; آپکی والدہ کا اطمینان 4، 5; آپکا دریائے نیل میں امن 4; آپکی والدہ کا ایمان 5; آپکی تربیت 21; آپکی کفالت 10; آپکی والدہ کی شرعی ذمہ داری 2; آپکے دشمن 1، 8، 9، 10; آپکی نشو و نما کا پیش خیمہ 17،

19; آپکا صندوق 6; آپکی ماں کا علم 8; آپکے احترام کے عوامل 18; آپکے فضائل 17، 19، 21، 23; آپکا قصہ 1، 2، 4،

5، 6، 8، 9، 18، 20، 22; آپکی نگرانی 4، 5، 17، 19، 21; آپکی محبوبیت 21، 23; آپکا تربیت کرنے والا 19; آپکی

محبوبیت کا سرچشمہ 13; آپ ساحل نیل پر 4، 6; آپ نیل میں 2; آپکو نجات دینے والا 10; آپکی نجات 8; آپکے صندوق کا

نازل ہونا 22; آپکی نعمتیں 21; آپکی والدہ کو وحی 10، 22

نعمت :

اسکے درجے 21

وحی:

اس پر ایمان لانے والے 5

.....

(1) تفسیر قمی ج 2 ص 135_ نورالثقلین ج 4 ص 112 ح 17
(2) تفسیر قمی ج 2 ص 135_ نورالثقلین ج 4 ص 112 ح 17

76

إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ (٤٠)

اس وقت کو یاد کرو جب تمہاری بہن جاری تھیں کہ فرعون سے کہیں کہ کیا میں کسی ایسے کا پتہ بتاؤں جو اس کی کفالت کر سکے اور اس طرح ہم نے تم کو تمہاری ماں کی طرف پلٹادیا تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں اور رنجیدہ نہ ہوں اور تم نے ایک شخص کو قتل کردیا تو ہم نے تمہیں غم سے نجات دے دی اور تمہارا باقاعدہ امتحان لے لیا پھر تم اہل مدین میں کئی برس تک رہے اس کے بعد تم ایک منزل پر آگئے اے موسیٰ (40)

1_ حضرت موسیٰ (ع) کی پیدائش کے وقت انکی ایک بڑی اور رشیدہ بھی تھیں _

إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ

موسیٰ (ع) کا پیچھا کرنا، دربار میں نفوذ اور دایہ کی پیشکش ان سب سے پتا چلتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن اس عمر میں تھیں کہ ان کاموں اور حیلوں کے سلسلے میں نہ صرف وہ جسمانی اور فکری توانمندی سے بہرہ مند تھیں بلکہ انکی بات جاتی سنی اور قبول کی جاتی تھی _

2_ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن اپنے چھوٹے بھائی کے دریائے نیل میں پھینکے جانے سے مطلع اور اس کی وجہ سے پریشان تھیں اور قدم بقدم انکے صندوق کا پیچھا کر رہی تھیں _

77

إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ

حضرت موسیٰ (ع) کی بہن کا انکے پیچھے پیچھے حرکت کرنا بتاتا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ (ع) کے واقعے ، انکے پانی میں پھینکے جانے اور مستقبل میں پیش آنے والے واقعات سے اجمالی طور پر مطلع تھیں _

3_ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن نے اس وقت تک انکا پیچھا کیا جب تک انہیں پانی سے نجات نہ ملی اور جب تک اس نے فرعون کے درباریوں کو موسیٰ (ع) کیلئے دایہ تلاش کرنے کیلئے انکی کوشش کا مشاہدہ نہیں کیا _

إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ

"ہل ا دلکم" کا ظاہر یہ ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن نے فرعون کو موسیٰ (ع) کو دیکھا اور درباریوں کے پاس جا کر بدون واسطہ انہیں اور جو لوگ دایہ کی تلاش میں تھے اپنی پیشکش سے آگاہ کیا _

4_ فرعون نے حضرت موسیٰ (ع) کی حفاظت اور نگہداشت کا عزم کر لیا _

ہل ا دلکم علی من یكلفه

دایہ کیلئے تلاش اور کوشش سے پتا چلتا ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ (ع) کی نگہداری کا عزم کر لیا _

5_ حضرت موسیٰ (ع) کی نگہداشت ، خوراک اور دیکھ بھال کے سلسلے میں دربار فرعون مشکل سے دوچار ہوا _

ہل ا دلکم علی من یكلفه

"ہل ا دلکم" سے پتا چلتا ہے کہ دربار فرعون حضرت موسیٰ (ع) کیلئے دایہ اور سرپرست کی تلاش میں تھا _ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن کی پیشکش کو قبول کرنا بتاتا ہے کہ کسی درباری کو اس سلسلے میں کامیابی نہیں ہوئی تھی اور وہ

- حضرت موسیٰ (ع) کی نگہداشت اور خوراک کے سلسلے میں پریشان تھے۔
- 6_ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن نے فرعونوں کے سامنے اظہار کیا کہ وہ مناسب دایہ متعارف کرانے کیلئے آمادہ ہیں۔
ہل ا دلکم علی من یکفلہ
- "کافل" اسے کہا جاتا ہے جو کسی کے امور کی انجام دہی کو اپنے ذمے لے (مقایس اللغة)۔
- 7_ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن نے فرعونوں کو مناسب دایہ متعارف کرانے کیلئے اپنی آمادگی کا مکرر اظہار کیا۔
فتقول ہل ا دلکم
- فعل مضارع "تقول" گذشتہ زمانے میں کام کے استمرار پر دلالت کر رہا ہے۔
- 8_ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن نے جس دایہ کی پیشکش کی تھی درباریوں نے اسے قبول کر لیا۔
ہل ا دلکم علی من یکفلہ فرجعناک الی ا مک
- "فرجعناک" میں "فا" فصیحہ ہے یعنی ان محذوف جملوں سے حکایت کرتی ہے کہ جو حضرت موسیٰ کی بہن کی پیشکش کو قبول کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔
- 9_ حضرت موسیٰ کی بہن زیرک اور راز دار تھیں۔
ہل ا دلکم علی من یکفلہ
- 10_ فرعونوں نے حضرت موسیٰ (ع) کو انکی والدہ کے سپرد

78

- کیا اور وہ انہیں اپنے گھر لے گئیں۔
فرجعناک الی ا مک
- موسیٰ (ع) کا اپنی ماں کے پاس واپس آنا اس طرح ہے کہ انکی والدہ انہیں اپنے ہمراہ لے گئی ہوں نہ اس طرح کہ انکی نگہداشت کیلئے دربار میں گئی ہوں۔
- 11_ حضرت موسیٰ (ع) بچپن سے ہی اپنی والدہ کے زیر کفالت تھے۔
علی من یکفلہ
- 12_ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن کا انہیں انکی والدہ کی طرف پلٹا نے میں مؤثر کردار تھا۔
اذ تمشی ا ختک ... فرجعناک الی ا مک
- حضرت موسیٰ (ع) کی بہن اور انکی کوشش کو یاد کرنا انکے حضرت موسیٰ (ع) کو اپنی والدہ کی طرف پلٹا نے میں مؤثر اور کارساز کردار سے حکایت کرتا ہے۔
- 13_ حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ اپنے بیٹے کے نامعلوم انجام پر نظریں لگائے ان کی دوری کی وجہ سے پریشان تھیں۔
کی تقرعینہا ولا تحزن
- آنکھ کا سکون اس شدید غم کے دور ہونے سے کنایہ ہے کہ جو آنکھ کو ایک طرف خیرہ کر دیتا ہے یا اسے مسلسل دائیں بائیں پھیرتا ہے۔
- 14_ موسیٰ (ع) کے دوبارہ دیدار نے انکی والدہ کی آنکھوں کو نور اور سکون بخشا اور انکے غم و اندوہ کو دور کر دیا۔
فرجعناک الی ا مک کی تقرعینہا ولا تحزن
- "قرة العين" یا تو "قرار" سے مشتق ہے کہ جس کا معنی ہے سکون پکڑنا اور یا "قر" سے مشتق ہے کہ جس کا معنی ہے ٹھنڈا ہونا کہ جو گرم آنسوؤں کے رکنے کا نتیجہ ہوتا ہے بہر حال یہ تعبیر اس شادمانی سے کنایہ ہے جو آنکھ کو پریشان ہونے اور اسے دائیں بائیں پھرنے سے دور رکھتی ہے اور غم و اندوہ کے جلا دینے والے آنسوؤں کو روکتی ہے۔
- 15_ حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ خدا تعالیٰ کے ہاں خاص مقام و مرتبہ رکھتی ہیں۔
فرجعناک الی ا مک کی تقرعینہا ولا تحزن
- 16_ ماں کی سرپرستی بچے کی تربیت کیلئے مناسب ترین حالات فراہم کرتی ہے۔
ولتصنع علی عینہا تمشی ... فرجعناک الی ا مک
- 17_ حضرت موسیٰ (ع) کا آغوش مادر میں پلٹ آنا خدا تعالیٰ کی دقیق نظارت میں انکی پرورش اور نشو و نما کا مناسب ذریعہ۔
ولتصنع علی عینی اذ تمشی ... فرجعناک

"اذ تمشي" میں "اذ" ممکن ہے "التصنع" کیلئے ظرف ہو اس صورت میں "اذ" کے بعد والے جملے موسیٰ (ع) کے بارے میں صنع الہی کے وقوع پذیر ہونے کے ظرف کو بیان کر رہے ہیں۔

18_ حضرت موسیٰ (ع) نے کوہ طور میں وحی کو دریافت کرنے اور مقام رسالت پر فائز ہونے سے پہلے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔

و قتل نفس

یہ آیت کریمہ مصر میں ایک قبطی شخص کے قتل کو بیان کر رہی ہے کہ جو حضرت موسیٰ (ع) کے ہم مذہب

79

شخص کے ساتھ جھگڑ رہا تھا اور حضرت موسیٰ (ع) نے اسے قتل کر دیا تھا لیکن اسکے رد عمل کی فکر آپ کو آسودہ خاطر نہیں ہونے دے رہی تھی یہاں تک کہ آپ مصر سے بھاگ نکلے اور مدین پہنچ کر آپ سے خطرہ ٹلا اور غم و اندوہ دور ہوئے۔

19_ قتل کا ارتکاب، حضرت موسیٰ (ع) کی پریشانی اور ان کے غم و اندوہ میں مبتلا ہونے کا سبب بنا۔

و قتل نفسا فنجینک من الغم

حضرت موسیٰ (ع) کا غم و اندوہ ان کے واقعہ قتل اور فرعونوں کی طرف سے خطرہ محسوس کرنے کے بارے میں پریشانی اور اضطراب کی وجہ سے تھا۔

20_ قتل کی وجہ سے حضرت موسیٰ (ع) کو فرعونوں کے ہاں امن نہیں تھا۔

فنجینک من الغم

21_ فرعونوں کی نظر میں قبطیوں پر بنی اسرائیل ترجیح رکھتے تھے حتیٰ کہ اپنے پرورش یافتہ اور محبوب جوان پر بھی۔

فنجینک من الغم

22_ خداتعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو قتل کی پریشانی سے نجات بخشی۔

و قتل نفسا فنجینک من الغم

23_ حضرت موسیٰ (ع) کا قتل کے خطرناک نتائج سے ربانی پانا، خداتعالیٰ کی جانب سے آپ پر ایک عظیم نعمت۔

و قتل نفسا فنجینک من الغم

"قتلت" کا "لقد مننا" پر عطف ہے کہ جو سابقہ آیات میں تھا اور حضرت موسیٰ (ع) پر ولادت کی مشکلات سے ربانی والی نعمت کو ذکر کرنے کے بعد ایک اور نعمت اور احسان کو بیان کر رہا ہے۔

24_ انسان کا غم و اندوہ سے نجات پانا، خداتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

فنجینک من الغم

25_ خداتعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو مدین میں داخل ہونے سے پہلے ایک سخت آزمائشے میں مبتلا کیا۔

و فتنتك فتوناً فلبثت سنين في اهل مدین

"فتنه" کا معنی ہے امتحان اور آزمائشے (مصباح) "فتون" مصدر اور مفعول مطلق ہے اور کلام کی تاکید کیلئے لایا گیا ہے اور جملہ "فتناك فتوناً" یعنی ہم نے تجھے خوب آزمایا۔

26_ حضرت موسیٰ (ع) کے مصر میں ایک قبطی شخص کو قتل کرنے نے انکے خداتعالیٰ کی سخت آزمائشے میں مبتلا ہونے کا راستہ ہموار کیا۔

و قتل نفسا فنجینک من الغم و فتنتك فتون

اگر "فتناك" کا عطف "نجینك" پر ہو تو آزمائشے الہی میں حضرت موسیٰ (ع) کا سختی جھیلنا انکے قتل کا نتیجہ تھا۔

27_ مدین میں وارد ہونے سے پہلے خداتعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) سے متعدد آزمائشے یں لیں۔

و فتنتك فتون

ہوسکتا ہے کلمہ "فتون" فتنہ کی جمع ہو جیسا کہ "كشاف" اور "البحر المحيط" میں ہے۔

28_ حضرت موسیٰ (ع) کو اپنی زندگی میں بہت ساری سختیوں

80

کا سامنا ہوا _

وَفْتَنَكَ فِتُون

جیسا کہ بعض نے کہا ہے "فتون" فتنہ کی جمع ہے اور "فتنہ" کا استعمال زیادہ تر شائد اور سختیوں میں ہوتا ہے (مفردات راغب) _

29_ حضرت موسیٰ (ع) کی آزمائشے اور زندگی کی سختیاں ان پر خداتعالیٰ کی نعمتوں میں سے تھیں۔ چونکہ یہ آیات حضرت موسیٰ (ع) پر خداتعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کر رہی ہیں اور اسی کے ضمن میں حضرت موسیٰ کا (آزمائشے یا سختی) میں مبتلا ہونا ذکر ہوا ہے اس سے لگتا ہے کہ اس قسم کی سختیاں اور آزمائشے بھی خداتعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہیں _

30_ زندگی کی بعض سختیاں، انسان پر خداتعالیٰ کی نعمت اور لطف کی علامت ہیں _
وَلَقَدْ مَنَّا ... وَفْتَنَكَ فِتُون

31_ زندگی کے واقعات اور مشکلات خداتعالیٰ سے مربوط اور اسکی طرف منسوب ہیں _
وَفْتَنَكَ

32_ فرعونیوں کے چنگل سے آزاد ہونے کے بعد حضرت موسیٰ (ع) سختی کے ساتھ مدین پہنچے اور چند سال تک وہیں قیام پذیر رہے _

وَفْتَنَكَ فِتُوناً فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَرْضِ مَدْيَنَ

33_ حضرت موسیٰ (ع) کا مدین کے لوگوں کے درمیان چند سال قیام کرنا انکی آزمائشے اور امتحان کا دوسرا مرحلہ تھا _
وَفْتَنَكَ فِتُوناً فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَرْضِ مَدْيَنَ

"فلبثت" کی فاء ممکن ہے مفصل کے مجمل پر عطف کیلئے ہو اس صورت میں حضرت موسیٰ (ع) کا مدین میں قیام "فتنۃ" (سختی یا آزمائشے) کا مصداق ہوگا _

34_ حضرت موسیٰ (ع) کی زندگی کی سختیاں اور ان سے خداتعالیٰ کی آزمائشے اسلئے تھیں کہ وہ رسالت الہی کا بوجھ اٹھانے کے لئے شائستہ مرتبے پر فائز ہوسکیں _

وَفْتَنَكَ فِتُوناً ... ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ يُّوسُفٰی

"قدر" یعنی مطلوب حد۔ یہ کلمہ اور "مقدار" ایک ہی معنی میں ہیں _ (لسان العرب) "علی قدر" "جنت" کے فاعل کیلئے حال ہے یعنی اے موسیٰ جب تو شائستگی اور استواری کی لازمی حد کو پہنچ گیا تو تونے اس وادی میں قدم رکھا _

35_ حضرت موسیٰ (ع) کو اس وقت کوہ طور میں خداتعالیٰ کے ساتھ مناجات اور حکم رسالت کے دریافت کی توفیق حاصل ہوئی جب آپ نے آزمائشے الہی اور سختیوں کو جھیلنے کے مرحلے سے گزر کر لازمی لیاقت کو پالیا _

وَفْتَنَكَ فِتُوناً ... ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ يُّوسُفٰی

36_ حضرت موسیٰ (ع) کی عمر کے کئی سالوں کا مدین میں بسر ہونا اور رسالت کیلئے لازمی لیاقت کو حاصل کر لینا آپ کیلئے نعمات الہی تھیں _

وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرٰی ... إِذْ تَمْشٰی أُخْتُكَ

37_ نبوت اور رسالت الہی ان لوگوں کیلئے مخصوص ہے جو اسکے لائق ہوں _
ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ يُّوسُفٰی

81

38_ حضرت موسیٰ (ع) کی مدین سے واپسی اور کوہ طور میں وادی طوی میں آنا خداتعالیٰ کی طرف سے ترتیب دیئے گئے پروگرام کے مطابق تھا _

فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَرْضِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ يُّوسُفٰی

"قدر" کا ایک معنی، الہی تقدیر ہے کہا گیا ہے کہ یہ کلمہ "قدر" کا اسم مصدر اور تقدیر بنانے کے معنی میں ہے (لسان العرب) راغب بھی کہتا ہے "قدر" ہر چیز کا معین وقت اور جگہ ہے _

39_ انبیاء کی بعثت کا وقت معین اور خداتعالیٰ کی طرف سے ترتیب دیا گیا ہے _
ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ يُّوسُفٰی

40_ مدین میں حضرت موسیٰ (ع) کی لمبی عمر کا انکے رسالت کے لائق بننے کیلئے بڑا کردار تھا _

فلینٹ سنین فی اہل مدین ثم جنت علی قدری موسیٰ
 "تم" تراخی کیلئے ہے اور یہ دلالت کرتا ہے کہ موسیٰ کا کوہ طور پر آنا ان کی مدین میں رہائش کے آغاز کافی وقت بعد
 تھا۔

41_ خداتعالیٰ نے کوہ طور میں نرمی اور مہربانی کے ساتھ حضرت موسیٰ (ع) سے بات کی۔
 بموسیٰ

سخن کے دوران بار بار حضرت موسیٰ (ع) کا نام لینا خداتعالیٰ کی آپ کے ساتھ مہربانی پر دلالت کرتا ہے۔
 42_ "عن محمد بن مسلم: قلت لا بی جعفر (ع): فکم مکث موسیٰ غائباً عن اُمّہ حتیٰ رَدَّہ اللہ علیہا؟ قال: ثلاثۃ ايام؛ محمد بن
 مسلم کہتے ہیں: میں نے امام باقر (ع) سے عرض کیا حضرت موسیٰ (ع) کتنی مدت اپنی والدہ سے غائب رہے یہاں تک کہ
 خداتعالیٰ نے انہیں انکے پاس لوٹا دیاتو آپ نے فرمایا تین دن (1)

43_ "روی عن النبی (ص) انہ قال: رحم اللہ اخی موسیٰ قتل رجلاً خطاً وکان ابن اِثنتی عشرة سنة؛ پیغمبر اکرم (ص) سے
 روایت کی گئی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا خداتعالیٰ میرے بھائی موسیٰ (ع) پر رحم کرے انہوں نے ایک مرد کو اس وقت
 غلطی سے قتل کیا جب انکی عمر بارہ سال تھی (2)۔

انبیاء (ع):

انکی بعثت کا قانون مند ہونا 39
 بیٹا:

اسکی تربیت 16

خداتعالیٰ:

اسکی حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو 41_ اسکی تقدیر 38؛ اسکی مہربانی 41؛ اس کا نجات دینا 22؛ اسکی مہربانی کی
 نشانیاں 30؛ اسکی نعمتیں 30؛ اس کا کردار ادا کرنا 24

روایت: 42، 43

غم و اندوہ:

اسکے دور کرنے کا سرچشمہ 24

.....

(1) تفسیر قمی ج 2 ص 136 نورالثقلین ج 3 ص 380 ح 66_
 (2) مجمع البیان ج 7 ص 19 نورالثقلین ج 3 ص 380 ح 67_

82

فرعون:

فرعون اور موسیٰ 4؛ اس کا قصہ 5

فرعونی لوگ:

انکا نسلی امتیاز 21؛ یہ اور موسیٰ (ع) 10، 20؛ انکی مشکلات 5

قبطی:

انہیں بنی اسرائیل پر ترجیح دینا 21

ماں:

اس کا کردار ادا کرنا 16

مشکلات:

انکا سرچشمہ 31

موسیٰ (ع):

انکے امتحان کے اثرات 35؛ انکی واپسی کے اثرات 14، 17؛ انکے قتل کے اثرات 19، 20، 26؛ انکی مشکلات کے اثرات

35؛ انکا احساس نا امنی 20؛ انکا امتحان 25، 29، 33؛ انکی ماں کا غم و اندوہ 13؛ انکا غم و اندوہ 22؛ انکی واپسی 10،

38; انکے امتحان کا متعدد ہونا 27; انکا پیچھا کرنا 3; انکی کفالت 10، 11; انکی خطا 43; انکی بہن 1، 6; انکی بہن اور فرعون کے درباری 7; انکی بہن کی راز داری 9; انکے امتحان کا پیش خیمہ 26; انکی تربیت کا پیش خیمہ 17; ان کے رشد و تکامل کا پیش خیمہ 17; انکی مناجات کا پیش خیمہ 35; انکی نبوت کا پیش خیمہ 34، 35، 40; انکی بہن کی صفات 9; انکی بہن کا علم 2; انکے غم و اندوہ کے عوامل 19; انکی واپسی کے عوامل 12; انکی ماں کے غم و اندوہ کے دور ہونے کے عوامل 14; انکی پریشانی کے عوامل 19; انکے فضائل 36; انکے امتحان کا فلسفہ 34; انکی مشکلات کا فلسفہ 34; انکی بہن کی پیشکش کا قبول ہونا 8; انکا قتل کرنا 18، 22، 43; انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 6، 7، 8، 10، 11، 12، 13، 14، 18، 20، 25، 27، 28، 32، 33، 40، 42، 43; انکا بچپن 11; انکی نگرانی 4; انکی جدائی کی مدت 42; انکی نگرانی کی مشکلات 5; انکی مشکلات 28، 29; انکی دایہ کی پہچان کرنا 6، 7، 8; انکی ماں کا مقام 15; آپ کوہ طور میں 35، 38، 41; آپ مدین میں 32، 33، 36، 40; آپ نیل میں 2; آپکے ساتھ مہربانی 41; آپکی نبوت 36; آپکی نجات 22، 23، 32; آپکی نعمتیں 23، 29; آپکی بہن کا کردار ادا کرنا 12; آپکی ماں کا کردار ادا کرنا 10، 11; آپکی بہن کی پریشانی 2، 3; آپکی پریشانی 22; آپکی بہن کی ہوشیاری 9

نبوت:

اسکے شرائط 37

نعمت:

اسکے درجے 23; اسکی مشکلات 30

تفسیر راہنما جلد 11

83

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي (٤١)

اور ہم نے تم کو اپنے لئے منتخب کر لیا (41)

1_ حضرت موسیٰ، (ع) خدا تعالیٰ کے پرورش یافتہ _

اصْطَنَعْتُكَ

"اصطناع" یعنی تربیت کرنا اور با ادب بنانا (قاموس) اور لائق بنانے میں مبالغے پر دلالت کرتا ہے (مفردات راغب) _

2_ حضرت موسیٰ (ع) کا وجود راہ خدا کیلئے وقف _

لِنَفْسِي

"تجھے میں نے اپنے لئے بنایا" مخاطب کو اپنے لئے خالص کرنے سے کنایہ ہے _

3_ خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) کی سرپرستی اور نگرانی انسانوں کے درمیان احکام الہی کو عملی کرنے کیلئے تھا _

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي

"لِنَفْسِي" کی قید بتائی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کی اپنے اہداف کیلئے پرورش کی تھی اور اسے اپنے آسمانی احکام کو عملی کرنے کیلئے طاقتور بنایا تھا بعد والی آیت کریمہ کہ جو فرعون کی طرف جانے کا حکم دے رہی ہے اس

معنی کی شاہد ہے _

4_ حضرت موسیٰ (ع) ، کو بارگاہ خداوندی میں بلند مقام حاصل تھا اور آپ مکمل طور پر خدا تعالیٰ کیلئے مخلص تھے _

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي

5_ خداتعالیٰ انبیاء کی پرورش اور تربیت کرنے والا ہے۔

و اَصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي

6_ رسالت و نبوت کے لائق ہونا، خداتعالیٰ کیلئے مکمل خلوص کے ساتھ مربوط ہے۔

و اَصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي

یہ آیت کریمہ سابقہ آیت کے آخری حصے کی تفسیر ہے اور اس قدر میزان کو بیان کر رہی ہے کہ جس کا انبیاء کیلئے حاصل ہونا ضروری ہے اور حضرت موسیٰ (ع) اس مقام و مرتبے پر فائز ہو کر کوہ طور پر آئے تھے۔

7_ حضرت موسیٰ (ع) کا کامل اخلاص ان پر خداتعالیٰ کی ایک نعمت۔

و اَصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي

84

ہوسکتا ہے اس آیت کریمہ کا عطف "قتلت نفساً" جیسے جملوں پر ہو کہ جو خداتعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کو بیان کر رہے ہیں۔

اخلاص:

اسکے اثرات 6

انبیاء (ع):

انکا تربیت کرنے والا 5

خداتعالیٰ:

اسکی ربوبیت 1، 5

شرعی ذمہ داری:

اس پر عمل کرنے کی اہمیت 3

موسیٰ (ع):

انکا اخلاص 4، 7؛ انکی شخصیت 2؛ انکے فضائل 2، 7؛ انکی تربیت کا فلسفہ 3؛ انکی نگرانی کا فلسفہ 3؛ انکی تربیت کرنے

والا 1؛ انکا مقام 4؛ انکی نعمتیں 7۔

نبوت:

اسکی شرائط 6

نعمت:

اخلاص والی نعمت 7

اَذْهَبْ اَنْتَ وَاُخُوكَ بِاَيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي (٤٢)

اب تم اپنے بھائی کے ساتھ میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا (42)

1_ ہارون، حضرت موسیٰ (ع) کے بھائی اور رسالت الہی کی انجام دہی میں انکے شریک۔

ہارون اخی ... اذہب انت و اخوک

2_ حضرت موسیٰ (ع) اور حضرت ہارون (ع) معجزات و آیات الہی کے ساتھ اپنی رسالت کی انجام دہی کیلئے حرکت

کرنے پر مامور۔

اذہب انت و اخوک ب ای تی

3_ حضرت موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کا دین عالمی تھا اور کسی ایک گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں تھا۔

پہلی اور بعد والی آیات میں فرعون کی طرف جانے کا تذکرہ ہے لیکن چونکہ اس آیت کریمہ نے رسالت کی تبلیغ کیلئے

کوئی خاص مورد معین نہیں کیا اس سے احتمال ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) سب کیلئے مامور تھے اور فرعون پیغام

کے پہچانے کیلئے نقطہ آغاز تھا۔

4_ لوگوں کی طرف حرکت کرنا اور ان میں جانا تبلیغ اور رسالت کیلئے لازمی ہے۔

اذہب الی ... اذہب انت و اخوک

ان چند آیات میں کہ جو مورد بحث ہیں فعل "اذہب" کا تین دفعہ تکرار ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس حکم اور تاکید سے پتا چلتا ہے کہ تبلیغ دین کیلئے بیٹھنا اور لوگوں کے جمع ہونے کا انتظار کرنا کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ ان کے درمیان جاکر دعوت الہی کا پرچم بلند کیا جائے۔

5_ حضرت موسیٰ (ع) اور حضرت ہارون (ع) اپنی دعوت کو انجام دینے کیلئے متعدد معجزات کے حامل تھے۔

اذہب ... ب ای تی

"آیات" کو جمع کی صورت میں لانا موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو عطا کئے گئے معجزات و آیات کے متعدد ہونے کی نشانی ہے۔ اس تعدد کی توجیہ میں دو احتمال ہیں۔ 1_ عصا اور ید بیضا والے معجزے اگرچہ بطور کلی دو معجزے تھے لیکن یہ متعدد معجزوں پر مشتمل تھے کیونکہ عصا کا سانپ بننا، اس کا حرکت کرنا اور پھر سانپ کا عصا بننا ہر ایک الگ سے معجزہ ہے۔ 2_ خدا تعالیٰ نے اس تعبیر کے ساتھ حضرت موسیٰ (ع) کو وعدہ دیا ہے کہ اس کے بعد بھی انہیں معجزات عطا کریگا۔

6_ عصا اور ید بیضا والے معجزوں کے ہمراہ حضرت موسیٰ (ع) کو دیگر معجزات عطا کرنا خدا تعالیٰ کا کوہ طور میں ان کے ساتھ وعدہ۔ *

ب ای تی

بوجود اس کے کہ اس وقت تک حضرت موسیٰ (ع) کو صرف دو معجزے عطا ہوئے تھے "آیات" کو جمع لانا ہوسکتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ دیگر معجزات عطا کرنے کا ضمنی وعدہ ہو۔

7_ معجزہ انبیاء کی نبوت و رسالت کی حقانیت کو ثابت کرنے کا ایک طریقہ۔

اذہب انت و اخوک ب ای تی

8_ رسالت انبیاء کی نشانیاں اور معجزات، خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

ب ای تی

9_ خدا تعالیٰ کو یاد کرنا اور اسکی بات کرنا موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی دعوت کا محور اور نعرہ۔

ولانتیا فی ذکر

10_ یاد خدا، رسالت کی انجام دہی اور پیغام پہنچانے میں سستی نہ کرنا، خدا تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو نصیحت۔

ولانتیا فی ذکر

"وئی" کا معنی ہے سستی اور کوتاہی کرنا (مصباح) "لانتیا" یعنی اے موسیٰ اور ہارون میری یاد میں سستی اور کوتاہی مت کرنا۔ اور خدا تعالیٰ کی یاد کا لازمہ ان ذمہ داریوں کی طرف توجہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے انکے سپرد کی گئی ہیں۔

11_ یاد خدا میں سنجیدگی، اسکی طرف سے سپرد کی گئی ذمہ داریوں کی طرف مسلسل توجہ اور اس میں سستی نہ کرنے کا لازمی ہونا۔

ولانتیا فی ذکر

12_ یاد خدا میں سستی اور اس سے غفلت، راہ خدا میں قیام کرنے والوں اور اس میں چلنے والوں کیلئے ایک قابل توجہ خطرہ۔

اذہب انت ... ولانتیا فی ذکر

13_ آیات الہی اور معجزات انبیاء کی حوصلہ افزائی کا سبب ہیں۔

اذہب ... ب ای تی و لانتیا فی ذکر

14_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو ہارون (ع) کی طرف حکم رسالت پہنچانے پر مامور کیا اور ان سے چاہا کہ

ہارون کو ذکر خدا میں سستی نہ کرنے کی نصیحت کریں۔

اذہب انت و اخوک ب ای تی ولانتیا فی ذکر

موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کے مشترکہ فرائض کے سلسلے میں حضرت موسیٰ (ع) کو مخاطب بنانا تقاضا کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) یہ فرامین ہارون کو پہنچائیں۔
 15_ دوسروں کی راہنمائی پر خودسازی کا مقدم ہونا۔
 و اصطنعتك لنفسی ... اذہب انت و اخوك

آیات خدا:

انکا کردار 13

انبیاء:

انکی حقانیت کے دلائل 7; انکی حوصلہ افزائی کے عوامل 13

تبلیغ:

اسکی روش 4

تزکیہ نفس:

اسکی اہمیت 15

خدا تعالیٰ:

اسکی نصیحتیں 10; اس کا کردار ادا کرنا 8; اس کے وعدے 6

ذکر:

ذکر خدا کی اہمیت 9، 10، 11، 14

غفلت:

خدا سے غفلت کا خطرہ 12

معجزہ:

اس کا سرچشمہ 8، اس کا کردار 7، 13

موسیٰ (ع):

آپ کا بھائی 1، آپ کے معجزوں کا متعدد ہونا 5; آپ کو نصیحت 10; آپ کی رسالت کا عالمی ہونا 3; آپ کی رسالت 2، 14; آپ کی رسالت کا شریک 1; آپ کا عصا 6; آپ کا معجزہ 2، 6; آپ کوہ طور میں 6; آپ کی سب سے اہم دعوت 9; آپ کے ساتھ وعدہ 6; آپ کا ید بیضا 6

ہارون (ع):

انکو رسالت کا پہچانا 14; ان کے معجزوں کا متعدد ہونا 5; انکو نصیحت 10، 14; انکی رسالت کا عالمی ہونا 3; انکی رسالت 2; انکا معجزہ 2; انکی سب سے اہم دعوت 9; انکا کردار ادا کرنا 1

ہدایت:

اسکی شرائط 15

87

اَذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ (۴۳)

تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے (43)

1_ فرعون، سرکش اور خدا ناشناس تھا۔

اذہبا الی فرعون اذہ طغی

2_ موسیٰ و ہارون کا فرعون کی طرف حرکت کرنا اور اسے سرکشی سے روکنا خدا تعالیٰ کی طرف سے ان دو کو موکد اور مکرر حکم۔

اذہب ... اذہب انت و اخوك ... اذہبا الی فرعون

3_ فرعون کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی مقاومت و پائنداری اور سستی سے پرہیز کرنے کی

- ضرورت _
ولانتيا في ذكرى اذبا الى فرعون انه طغى
4_ سرکشوں کا مقابلہ کرنے کیلئے مناسب وسائل فراہم کرنے، تیاری کرنے اور ایسے مردوں کی ضرورت ہے جنہوں نے خودسازی کر رکھی ہو _
ا وحینا الى ا مک ... و اصطنعتك لنفسی ... اذبا الى فرعون انه طغى
5_ سرکشوں کا مقابلہ کرنا انبیاء کے برجستہ ترین پروگراموں میں سے ہے _
اذبا ... انه طغى
6_ سرکشوں کا مقابلہ کرنا اور انکی بیخ کتی کرنا ضروری ہے _
اذبا ... انه طغى
7_ دین الہی سرکشی کرنے اور دوسروں کی سرکشی کے برداشت کرنے کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہے _
اذبا الى فرعون انه طغى
8_ بڑے اہداف کیلئے بچپن سے ہی مستعد افراد کی شناخت و تربیت اور ان پر مسلسل نظر رکھنا ایک خدائی روش اور مطلوب ہے _
اذا وحینا الى ا مک ... و فتتك فتونا ... و اصطنعتك لنفسی ... اذبا الى فرعون انه طغى

88

- آسمانی ادیان:
انکا کردار 7
انبیاء (ع) :
انکی سب سے اہم رسالت 5
تربیت:
اسکی روش 8
تزکیہ نفس:
اسکے اثرات 4
خداتعالی :
اسکے اوامر 2
سرکشی:
اسکے موانع 7
سرکش لوگ :
انکا مقابلہ کرنے کی اہمیت 5، 6; انکا مقابلہ کرنے کی شرائط 4
عمل:
پسندیدہ عمل 8
فرعون:
اسکی صفات 1; اسکی سرکشی 1; اسکی سرکشی کو روکنا 2; اسکی ہدایت 3
مستعد لوگ:
ان پر نظر رکھنا 8
موسی (ع) :
آپکی استقامت 3; آپکی رسالت 2
ہارون (ع) :
انکی استقامت 3; انکی رسالت 2

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيْنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى (٤٤)

اس سے نرمی سے بات کرنا کہ شاید وہ نصیحت قبول کر لے یا خوفزدہ ہو جائے (44)

- 1_ فرعون کے ساتھ گفتگو کے دوران، حضرت موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نرم لہجے میں بات کرنے اور درشت لہجے سے پرہیز کرنے پر ما مور _
فقولا لہ قولاً لین
"لین"، "خسن" کی ضد ہے (مفردات راغب) اور "لین" صفت مشبہہ ہے یعنی نرم اور لطیف _
- 2_ حضرت موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی نرم گفتگو نے فرعون کے

89

حقیقت تک پہنچنے یا اسکے اعتقادات کے تزلزل کی وجہ سے اسکے دل میں خوف و ہراس کے پیدا ہونے کیلئے زمینہ ہموار کیا _

فقولا لہ قولاً لیناً لعلہ یَتَذَكَّرُ ا و یخشی

"خشية" اس خوف کو کہتے ہیں جو طرف مقابل کی عظمت کے احساس کے ہمراہ ہو (مفردات راغب) حرف "او" نے فرعون کو دو احتمالی رد عمل کے درمیان ترسیم کیا ہے پس جملہ "لعلہ" ... بیان کر رہا ہے کہ امید ہے فرعون حقیقت کو سمجھ کر اس پر یقین کر لے یا کم از کم موسیٰ و ہارون کی صداقت کا احتمال دے اور اسکے نتیجے میں بڑے خطرے کا احساس کرتے ہوئے اس سے ہراساں ہو جائے

3_ ہدایت اور اصلاح، انبیاء کی رسالت کا اصلی ہدف _

فقولا لہ ... لعلہ یَتَذَكَّرُ ا و یخشی

بوجود اسکے کہ فرعون سرکش اور جھوٹا تھا لیکن موسیٰ و ہارون کو فوج جمع کرنے اور اسکے خلاف جنگ لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ وہ ما مور تھے کہ آیات الہی کا اظہار کر کے اور نرم گفتگو کے ذریعے اسے ہدایت کریں _

4_ لوگوں کو برائیوں سے منع کرنے کیلئے جب تک گفتار کے اثر کرنے کا احتمال ہو اس وقت تک عملی اقدامات اور طاقت کا استعمال نہ کیا جائے _

فقولا لہ قولاً لیناً لعلہ یَتَذَكَّرُ ا و یخشی

"لعل" سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ جب تک نرم گفتگو کے اثر انداز ہونے کی امید ہو اس وقت تک برائی کو روکنے کیلئے الجھنا اور عملی قدم اٹھانا جائز نہیں ہے _

5_ لوگوں کو پند و نصیحت کرنا اور انہیں برے کردار کے انجام کے بارے میں خبردار کرنا انبیاء کی رسالت کا حصہ ہے _

لعلہ یَتَذَكَّرُ ا و یخشی

"تذکر" "تذکیر" کا مطاوعہ ہے اور قاموس میں "تذکیر" کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ نصیحت کرنے کے معنی میں ہے _

6_ حقیقت سے غافل ہونا اور برے کردار کے انجام سے نہ ڈرنا سرکشی ہے _

انہ طغی ... لعلہ یَتَذَكَّرُ ا و یخشی

خدا تعالیٰ، فرعون کو سرکشی سے روکنے کیلئے موسیٰ و ہارون کو تذکر اور خشیت پیدا کرنے کی تعلیم دیتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دو خصلتوں کا نہ ہونا فرعون کی سرکشی کا سبب تھا _

7_ دین کی تبلیغ میں نرم گفتگو کرنا اور محبت آمیز روش اپنانا ضروری ہے حتیٰ کہ سرکش ترین لوگوں کے ساتھ بھی _
فقولا لہ قولاً لین

8_ تبلیغ میں مہر و محبت پر مبنی گفتگو زیادہ مؤثر ہے _

فقولا لہ قولاً لیناً لعلہ یَتَذَكَّرُ ا و یخشی

کلام خدا میں "لعل" کا معنی اس کا پر امید ہونا نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو شخص گفتگو کی اس روش کو دیکھے وہ پر امید ہوگا _

9_ تبلیغی کام کو مرحلہ بہ مرحلہ انجام دینا اور لوگوں کو ہدایت کرنے کی روش کے انتخاب میں حالات اور ماحول کی طرف توجہ رکھنا ضروری ہے _

فقولا له قولاً ليناً لعله يتذكر ا و يخشى

10_ معاشرتی مفاسد کا مقابلہ کرنے کیلئے مبلغین کی روش میں ہم آہنگی زیادہ کارساز اور کامیابی کی زیادہ نزدیک ہے۔
اذہبا ... فقولا له قولاً ليناً لعله يتذكر

موسی (ع) و ہارون (ع) دونوں فرعون کا مقابلہ کرنے کیلئے ایک روش اپنانے پر ما مور ہوئے۔
11_ "سفیان بن سعید قال: سمعت ابا عبد الله جعفر بن محمد الصادق (ع) ... يقول: يا سفیان ، عليك بالتقية ... ان الله عزوجل قال لموسی و ہارون: "فقولا له قولاً ليناً لعله يتذكر ا و يخشى " يقول الله عزوجل: كنياه و قولاً له : يا ابا مصعب"؛ سفیان بن سعید کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) کو فرماتے ہوئے سنا اے سفیان تقیہ کی رعایت کر ... خداتعالیٰ نے موسیٰ و ہارون کو فرمایا تھا "فقولا له قولاً ليناً لعله يتذكر ا و يخشى " خداتعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ اسے اسکی کنیت کے ساتھ مخاطب کرنا اور اسے کہنا اے ابو مصعب (لوگوں کو کنیت کے ساتھ مخاطب بنانا انکے احترام کی علامت ہے)۔ (1)
12_ "عن موسی بن جعفر (ع) : ا ما قوله: " لعله يتذكر ا و يخشى " فإنما قال ليكون ا حرص لموسی علی الذہاب"؛ امام موسی کاظم (ع) سے روایت کی گئی ہے خداتعالیٰ نے "لعله يتذكر ا و يخشى " اسلئے فرمایا تا کہ حضرت موسیٰ کا (فرعون کی طرف) جانے کا اشتیاق بڑھ جائے۔ (2)

انبياء (ع) :

انکا اصلاح کرنا 3؛ انکا انذار 5؛ انکی رسالت 5؛ انکے مواعظ 5؛ انکی سب سے اہم رسالت 3؛ انکا ہدایت کرنا 3
تبلیغ:

اسکی روش پہچاننے کی اہمیت 9؛ اس میں منصوبہ بندی کرنا 9؛ اسکی روش 7، 9، 10؛ اس میں کامیابی کا پیش خیمہ 10؛
اس میں مؤثر عوامل 8؛ اس میں نرم گفتگو 7، 8
ڈرانا:

ناپسندیدہ عمل کے انجام سے ڈرانا 5

سرکشی:

اسکے عوامل 6

عمل:

ناپسندیدہ عمل کا انجام 6

غفلت :

اسکے اثرات 6

فرعون:

اس کا مقابلہ کرنے کی روش 11؛ اسکے خوف کا پیش خیمہ 2؛ اسکی حق شناسی کا پیش خیمہ 2؛ اسکی کنیت 11
گفتگو:

نرم گفتگو کے اثرات 8

.....

(1) معانی الاخبار ص 386 ح 20 باب نوادر المعانی _ تفسیر برہان ج 3 ص 37 ح 4 _
(2) علل الشرائع ص 67 باب 56 ح 1 _ نورالثقلین ج 3 ص 380 ح 69 _

معاشرتی مفاسد:

انکا مقابلہ کرنے کی روش 10

موسی (ع) :

آپکی نرم گفتگو کے اثرات 2؛ آپکو متحرک کرنے کے عوامل 12؛ آپکی ذمہ داری 1؛ آپکی نرم گفتگو 1

نہی از منکر:

اسکے احکام 4; اسکے درجے 4

بارون (ع):

انکی نرم گفتگو کے اثرات 2; انکی ذمہ داری 1; انکی نرم گفتگو 1

قَالَ رَبَّنَا إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُفْرَطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْعَى (٤٥)

ان دونوں نے کہا کہ پروردگار ہمیں یہ خوف ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیارتی نہ کرے یا اور سرکش نہ ہو جائے (45)

1_ حضرت موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نے فرعون کی طرف جانے سے پہلے آپس میں ملاقات کی اور اسکی راہنمائی کے احتمالی موانع کے بارے میں غور کیا _

قالا ربنا اننا نخاف

حضرت موسیٰ (ع) کے قصے کے بعض حصے جیسے آپ کا اپنے اہل و عیال کے پاس واپس جانا، راہ مصر کو پالینا، اور اپنے بھائی ہارون سے ملاقات کرنا _ چونکہ انکا فرعون کا مقابلہ کرنے میں کوئی خاص دخل نہیں ہے اسلئے یہ ان آیات میں نہیں آئے _ یہ احتمال بھی ہے کہ آیت نمبر 42 (اذب انت و اخوك) میں خداتعالیٰ کا موسیٰ و ہارون کے ساتھ کلام ان دونوں کی ملاقات کے بعد ہو _

2_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نے بارگاہ الہی میں مناجات کر کے اور اپنے اقدام کے احتمالی موانع کو شمار کر کے خداتعالیٰ سے کسی چارے کی درخواست کی _

قالا ربنا اننا نخاف ان يفراط علينا

3_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) معجزے کے اظہار اور حقیقت کے بیان کی فرصت ملنے سے پہلے ہی فرعون کی طرف سے انہیں فوری سزا دینے کے عجولانہ اقدام سے خوف زدہ تھے

قالا ربنا اننا نخاف ان يفراط علينا

"فَرَطٌ" یعنی افراط و تفریط کے بغیر آگے نکلنا (مفردات راغب) موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی مراد فرعون

92

کی طرف سے ایسے اقدام کا احتمال ہے جو انہیں پیام الہی کے ابلاغ کی فرصت نہ دے _

4_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) فرعون کی طرف سے اسے دعوت الہی کے ابلاغ کے بعد، زیادہ سرکشی کے احتمال سے پریشان تھے _

او ان يطغى

خداتعالیٰ نے موسیٰ (ع) کے ساتھ کلام کرتے ہوئے فرعون کی سرکشی کی تصریح کی تھی _ پس اس بات سے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی مراد سرکشی کا اس قدر زیادہ ہونا ہے کہ جس سے اسکے دعوت کو قبول کرنے امکان بالکل ختم ہو جائے _

5_ حضرت موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو فرعون نك پیغام الہی کے پہچانے میں ناکامی کی پریشانی _

اننا نخاف ان يفراط علينا او ان يطغى

6_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی نظر میں فرعون ایک ڈکٹیٹر اور حقیقت کو سرکوب کرنے والا شخص تھا _

نخاف ان يفراط علينا او ان يطغى

یہ احتمال کہ فرعون موسیٰ و ہارون کو بیان حقیقت کی فرصت نہیں دیگا انکے فرعون کی خودسری کو جاننے کی وجہ سے تھا اور اسکی سرکشی کے زیادہ ہونے کا احتمال ان دوکے اس بات سے آگاہی کی وجہ سے تھا کہ فرعون حق کے مقابلے میں ہٹ دھرم مزاج کا مالک ہے _

7_ ذمہ داری کی احتمالی مشکلات اور موانع کے بارے

میں غور کرنا اور الہی پیغام کے پہچانے میں ناکامی کا خوف، مقام نبوت اور خداتعالیٰ کے لئے مخلص ہونے کے ساتھ

من0فات نہیں رکھتا _

و اصطنتك لنفسى ... اننا نخاف ان يفراط علينا او ان يطغى

انبیاء (ع) :
 انکا اخلاص 7; انکا خوف 7; انبیا اور تبلیغ کی مشکلات کے بارے میں غور کرنا 7; انبیا اور نبوت کی مشکلات کے بارے میں غور کرنا 7
 فرعون:
 اس کا استبداد 6; اسکے شکنجے 3; اسکی طرف سے عجولانہ اقدام کی پریشانی 3; اسکی طرف سے حق کو قبول نہ کرنے کی پریشانی 5; اسکی سرکشی کی پریشانی 4
 موسیٰ (ع) :
 انکی سوچ 7; انکی رسالت 5; انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5; موسیٰ و ہارون کی باہمی مشاورت 1; موسیٰ و ہارون کی ملاقات 1; انکی مناجات 2; انکی پریشانی 3، 4، 5
 ہارون (ع) :
 انکی سوچ 6; انکی رسالت 5; انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5; انکی مناجات 2; انکی پریشانی 3، 4، 5

تفسیر راہنما جلد 11

93

قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ (٤٦)

ارشاد ہوا تم ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سن بھی رہا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں (46)

- 1_ خداتعالیٰ نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) سے چاہا کہ اپنی کامیابی کے سلسلے میں پریشان نہ ہوں اور فرعون کے رد عمل سے بھی نہ ڈریں۔
 اِننا نخاف... قال لا تخاف
- 2_ خداتعالیٰ نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو اطمینان دلایا کہ فرعون ان سے پیغام رسالت کو پہچانے کی فرصت نہیں چھینے گا اور اپنی سرکشی میں اضافہ نہیں کریگا۔
 نخاف ان یفرط... قال لا تخاف
- 3_ خداتعالیٰ نے فرعون کا مقابلہ کرنے کے دوران موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو اپنی طرف سے انکی مکمل ہمرابی اور حمایت و حفاظت کا اعلان فرمایا۔
 اِننی معکم
- خداتعالیٰ ہمیشہ سب کے ہمراہ ہے اور ہر جگہ موجود ہے۔ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی پریشانی دور کرنے کیلئے ہے جس چیز پر زیادہ زور دیا گیا ہے وہ خداتعالیٰ کا خصوصی طور پر حاضر رہنا ہے کہ جو اسکی طرف سے انکی بے دریغ حمایت کی حکایت کرتا ہے۔
- 4_ خداتعالیٰ کی طرف سے ہمرابی اور مدد کے باوجود کام کے انجام سے خوفزدہ اور پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔
 لا تخافا اِننی معکم
- "اِننی" "معکم" کی علت کا بیان ہے۔ یعنی خوف نہ کرو کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں خدا کی مدد کی ضمانت ہو وہاں خوف اور پریشانی را کوئی وجہ نہیں ہے۔
- 5_ خداتعالیٰ ہر بات کو سننے والا، ہر کردار کو دیکھنے والا اور ہر شے کو جاننے والا ہے۔

ا سمع واری

"ا سمع" اور "ا ری" کے لئے کسی خاص مفعول کا ذکر نہ ہونا عموم کا فائدہ دیتا ہے اور رخداتعالیٰ کی سب قابل شنید باتوں اور قابل دید چیزوں سے آگاہی سے مراد اس کا علم مطلق ہے۔
6_ خداتعالیٰ کا سننا اور دیکھنا اس کی طرف سے فرعون کے مقابلے میں موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی مدد کی ضمانت

94

کا اطمینان دلانے کا باعث تھا۔

انہی معکما ا سمع واری

7_ خداتعالیٰ کی طرف سے مدد کا وعدہ اور فرعون کو ہدایت کرنے کے واقعے کی جزئیات سے اسکی وسیع آگاہی موسیٰ و ہارون کے پریشان دلوں کے سکون اور انکی امید کا باعث تھی۔
اننا نخاف... لا تخافا انہی معکما ا سمع واری

8_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع)، خداتعالیٰ کی برتر قدرت سے آگاہ تھے اور دوسروں کو اسکے ارادے اور مشیت کا مقابلہ کرنے سے ناتوان سمجھتے تھے۔

انہی معکم

9_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نے خداتعالیٰ کے مشترکہ خطاب کے ذریعے وحی الہی کو حاصل کیا۔
قال لا تخافا انہی معکم

ایمان:

ارادہ خدا پر ایمان 8; قدرت خدا پر ایمان 8

پریشانی:

ناپسندیدہ پریشانی 4

خداتعالیٰ :

اسکی امداد کے اثرات 4; اسکے دیکھنے کے اثرات 6; اسکے سننے کے اثرات 6; اسکے علم کے اثرات 7; اسکے وعدوں کے اثرات 7; اس کا دیکھنا 5; اس کا سننا 5; اس کا علم 5

خوف:

ناپسندیدہ خوف 4

فرعون:

اسکی سرکشی سے پریشانی 2; اسکی ہدایت 7

موجودات:

انکا عاجز ہونا 8

موسیٰ (ع) :

انہیں اطمینان دلانا 1، 2; انکی امداد کرنا 1، 6، 7; انکا ایمان 8; انہیں تسلی دینا 1; انکی رسالت 9; انکے اطمینان کے عوامل 6، 7; انکی امید کے عوامل 7; انکا قصہ 2، 3، 6، 7; انکی حفاظت 3; انکی طرف وحی 9

ہارون (ع) :

انہیں اطمینان دلانا 1، 2; انکی امداد کرنا 3، 6، 7; انکا ایمان 8; انہیں تسلی دینا 1; انکی رسالت 9; انکے اطمینان کے عوامل 6، 7; انکی امید کے عوامل 7; انکا قصہ 2، 3، 6، 7; انکی حفاظت 3; انکی طرف وحی 9

95

فَاتَّبِعْهُ فَوَلَّا إِنَّا لَمَرْسُلٌ فَارْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى (٤٧)
فرعون کے پاس جاکر کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے فرستادہ ہیں بنی اسرائیل کو ہمارے حوالے کردے اور ان پر عذاب نہ کر کہ تم تیرے پاس تیرے پروردگار کی نشانی لے کر آئے ہیں اور ہمارا سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے (47)

- 1_ خداتعالیٰ نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو بے باکی اور بغیر کسی خوف و خطر کے فرعون کے پاس جانے اور اسے اپنی رسالت سے آگاہ کرنے کا حکم دیا۔
لاتخافا ... فاتیہا فقولاً إنا رسولاً ربك
"فاتیہا" کا "لاتخافا" پر عطف ہے اور یہ اس پر متفرع ہے یعنی اب جبکہ تمہارے امن اور حفاظت کی ضمانت آچکی بغیر کسی خوف اور پریشانی کے فرعون کے پاس جاؤ "فای" عاطفہ تعقیب کیلئے ہے اور دلالت کرتی ہے کہ دو کاموں کے درمیان متعارف حد سے زیادہ فاصلہ نہ ہو۔
- 2_ حضرت موسیٰ (ع) کی بعثت کے زمانے میں بنی اسرائیل مصر میں رہتے تھے اور فرعون کے ظلم و ستم کا شکار تھے۔
فارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبہم
فرعون کو بنی اسرائیل کو عذاب اور تکلیف دینے سے منع کرنا اس وقت مصر میں بنی اسرائیل کی سختی اور رنج و الم کا غماز ہے۔
- 3_ بنی اسرائیل کی آزادی اور انہیں موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کے ہمراہ بھیجنا ان دو کا فرعون سے سب سے پہلا مطالبہ تھا۔
فقولاً ... ارسلا معنا بنی اسرائیل
- 4_ بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دلانا اور انہیں فرعون کے دائرہ حکومت سے خارج کرنا موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی رسالت کے اہم اہداف میں سے

96

- تھا۔
فقولاً إنا رسولاً ربك فارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبہم
"فارسل" میں "فای" اسے "إنا رسولاً ربك" پر متفرع کر رہی ہے اور بتا رہی ہے کہ بنی اسرائیل کو بھیجنا موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی الہی رسالت کا حصہ تھا۔
- 5_ فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل کے نکل جانے کو قبول کر لینے کے بعد خداتعالیٰ کے حکم سے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) انکی رہبری کے ذمہ دار تھے۔
فارسل معنا بنی اسرائیل
- 6_ بنی اسرائیل کو فرعون کے ستم سے نجات دینا انہیں مصر اور فرعون معاشرے سے نکالنے کے بغیر ممکن نہیں تھا۔
فارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبہم
"لاتعذبہم" کا "ارسل" پر عطف اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ بھیجنے کی درخواست عذاب اور شکنجوں سے نجات کی غرض سے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہجرت کے بغیر رہائی کا امکان نہیں تھا۔
- 7_ بنی اسرائیل کا مصر میں رہنا، فرعونیوں کیلئے بہت اہم تھا۔
فارسل معنا بنی اسرائیل
- مصر سے بنی اسرائیل کے خروج کیلئے فرعون سے درخواست کرنا مصر میں بنی اسرائیل کی موجودگی کی اہمیت کی علامت ہے اور فرعونیوں کے امور کی انجام دہی میں انکے کردار کو بیان کر رہا ہے۔
- 8_ فرعون، بنی اسرائیل کے مصر سے نکل کر کسی اور جگہ کی طرف ہجرت کرنے میں رکاوٹ بن رہا تھا۔
فارسل معنا بنی اسرائیل
- اگر بنی اسرائیل کا مصر سے نکلنا عادی طور پر ممکن ہوتا تو اس مسئلے فرعون کے سامنے اٹھانا بے معنی تھا پس بنی اسرائیل اگرچہ خود رہائی حاصل کرنا اور ہجرت کرنا چاہتے تھے لیکن فرعون اور اسکی حکومت اس کام میں رکاوٹ تھے۔
- 9_ بنی اسرائیل موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی قیادت میں مصر سے ہجرت کیلئے تیار۔
فارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبہم
فرعون کے سامنے اس درخواست کا پیش ہونا مصر سے ہجرت کیلئے بنی اسرائیل کی ذہنی آمادگی پر دلالت کرتا ہے۔

10_ مظلوموں کو ظلم و ستم اور غلامی کی زنجیروں سے نجات دلانا اور انہیں غیر توحیدی نظاموں کے تسلط سے رہائی دلانا خدا تعالیٰ کو مطلوب اور انبیاء الہی کے اہداف کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔

اذہبا ... فا رسل معنا بنی اسرائیل

11_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) خدا تعالیٰ کی طرف سے ما مور تھے کہ فرعون کو بنی اسرائیل پر ظلم کرنے سے منع کریں

إنا رسول ربك ... ولا تعذبهم

12_ حکمران اپنے ما تحت لوگوں کے کردار کے ذمہ دار ہوتی ہیں۔

لا تعذبهم

بلا شك فرعون بالواسطہ طور پر بنی اسرائیل کو عذاب نہیں دیتا تھا اسکے باوجود خدا تعالیٰ نے

97

انہیں عذاب دینے کی نسبت فرعون کی طرف دی ہے کیونکہ فرعون سربراہ حکومت تھا اور عذاب دینے کا حکم جاری کرتا تھا۔

13_ خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو حکم دیا کہ وہ فرعون کو اس بات کی اطلاع دیں کہ اپنی رسالت کو ثابت کرنے کیلئے ان کے پاس معجزہ ہے۔

قد جئناك ب آية

"آیۃ" اسم جنس ہے اور یہ کم اور زیادہ پر بولا جاسکتا ہے لہذا متعدد معجزات پر بھی "آیۃ" کا اطلاق ہوسکتا ہے۔

14_ فرعون کو اس بات کی طرف توجہ دلانا کہ اسکی زندگی کے امور خدا تعالیٰ کی ربوبیت کے ساتھ وابستہ ہیں موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی فرعون کے ساتھ ملاقات کے پروگراموں میں سے تھا۔

إنا رسول ربك ... ب آية من ربك

فرعون کی طرف سے ربوبیت کے دعویٰ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس آیت میں اور فرعون کو مخاطب کرتے ہوئے "ربك" کا تکرار اسے اس بات کی یاد دہانی کرانے کیلئے ہے کہ ربوبیت خدا تعالیٰ میں منحصر ہے۔

15_ انبیا الہی کو معجزات کے ہمراہ بھیجنا ربوبیت خدا کا ایک جلوہ ہے۔

إنا رسول ربك ... ب آية من ربك

16_ ہدایت الہی کی پیروی کا نتیجہ امن اور سلامتی ہے۔

والسلام علی من اتبع الهدی

"سلام" باب تفعل کا اسم مصدر ہے اور اسم کا معنی مصیبتوں اور آفات سے سلامتی و عافیت ہے (لسان العرب) بعد والی آیت قرینے ہے کہ اس آیت میں سلامتی سے مراد دینا و آخرت کے عذاب سے امان ہے۔

17_ ایمان لانے کی صورت میں فرعون کو مکمل امان اور سلامتی کی ضمانت اس کیلئے خدا تعالیٰ کا ایک پیغام۔

فقل لا ... والسلام علی من اتبع الهدی

18_ امن و صلح کا قیام، انبیا الہی کے اہداف میں سے ہے۔

والسلام علی من اتبع الهدی

19_ ادیان الہی، لوگوں کو ہدایت کرنے والے اور انکے صلح و امن تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔

و السلام علی من اتبع الهدی

20_ سخن کے آخر میں سلام، موسیٰ و ہارون کا نعرہ۔ *

و السلام علی من اتبع الهدی

21_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نے فرعون کے ہدایت سے محروم ہونے کو اسکے گوش گزار کیا اور اسے ہدایت کی پیروی کرنے کی دعوت دی۔

و السلام علی من اتبع الهدی

جملہ "السلام علی..." خبر یہ ہے اور "من اتبع..." کی تعبیر فرعون کے اس صفت سے عاری ہونے کی طرف اشارہ اور اسے اسکے حاصل کرنے کی ترغیب دلانے کیلئے ہے۔

22_ دین کے اصولوں کو قاطعیت و صراحت کے ساتھ بیان کرنا گفتار میں نرمی کے منافی نہیں ہے۔

فقولا له قولاً لينا ... إنا رسولا ربك

98

فارسل ... و لا تعذبهم ... و السلام علی من اتبع الهدی
گذشتہ آیات میں خداتعالیٰ نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو فرعون کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنے کا حکم دیا اور ان آیات میں ان چیزوں کو ذکر فرمایا جو انہوں نے فرعون سے کہنی تھیں۔ قابل ذکر ہے کہ فرعون کو جو پیغامات پہنچائے گئے ان میں بنیادی عقائد، بشارت اور انذار موجود ہیں۔ پس گفتار کی نرمی سے مراد اصولوں کو بیان نہ کرنا اور عقائد کو سینسر کرنا نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود انداز بیان اور پیش آنے کی روش ہے۔

آسمانی ادیان:

انکا کردار 19; انکا ہدایت کرنا 19

امن:

اسکی اہمیت 18; اس کے عوامل 16; 19

انبیاء:

انکے اہداف 10، 18; انکی بعثت 15

ایمان:

اس کے اثرات 17

بنی اسرائیل:

انکی ہجرت کے اثرات 6; انکی اذیت 2; انکی مصر میں رہائش کی اہمیت 7; انکی تاریخ 2، 6، 8، 9; انکی نجات کی درخواست 3; انکے رہبر 5; ان پر ظلم 2; انکی نجات کے عوامل 6; انکی ہجرت پر پابندی 8; انکی نجات 4; انکی ہجرت 9 تبلیغ:

اس میں صراحت 22; اس میں قاطعیت 22; اس میں سخن کی نرمی 22

حکمران:

انکی ذمہ داری 12

خداتعالیٰ :

اس کے اوامر 1، 3، 13; اسکی ربوبیت کی نشانیاں 15

سخن:

آداب سخن 20

سلامتی :

اس کے عوامل 16

صلح:

اسکی اہمیت 18; اس کے عوامل 19

عمل:

پسندیدہ عمل 10

فرعون:

اس تک معجزہ پہنچانا 13; اس سے درخواست 3; اسکو دعوت 21; اس کے امن کا پیش خیمہ 17; اسکی سلامتی کا پیش خیمہ

17; یہ اور بنی اسرائیل 8; اسکی محرومیت 21; اس کے شکنجوں سے ممانعت 11

فرعونی لوگ:

انکی اذیتیں 2; انکے شکنجے 4، 6; انکا ظلم 2; یہ اور بنی اسرائیل 7

کارندے:

انکے کام کا ذمہ دار 12

مظلومین:

انکی نجات کی فضیلت 10

99

معجزہ:

اس کا سرچشمہ 15; اس کا کردار 13

موسیٰ (ع) :

انکی رسالت کا اعلان 1; انکے مطالبات 3; انکی دعوت 21; انکی رسالت 11، 13، 14; انکی راہبری 5، 9; انکا سلام 20;

انکا قصہ 1، 3، 5، 11، 13، 14; انکی سب سے اہم رسالت 4

نبوت:

اسکے دلائل 13

ہارون (ع) :

انکی رسالت کا اعلان 1; انکے مطالبات 3; انکی دعوت 21; انکی رسالت 11، 13، 14; انکی راہبری 5، 9; انکا سلام 20; انکا

قصہ 1، 3، 5، 11، 13، 14; انکی اہم ترین رسالت 4

ہدایت:

اسکے اثرات 16; اسکی دعوت 21; اس سے محروم لوگ 21

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ (٤٨)

بیشک ہماری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ تکذیب کرنے والے اور منہ پھیرنے والے پر عذاب ہے (48)

1_ حضرت موسیٰ (ع) کی طرح حضرت ہارون (ع) بھی وحی الہی دریافت کرتے تھے _

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا

2_ انبیا اور معجزات الہی کو جھٹلانے اور ان سے روگردانی کرنے کا نتیجہ، عذاب الہی ہے _

ان العذاب علی من کذب و تولی

گذشتہ آیات کے قرینے سے "تکذیب" کا متعلق انبیا کی رسالت اور وہ معجزات ہیں جو اسکے ثابت کرنے کیلئے دکھائے

گئے _

3_ بشارت دینے کے بعد، نرم لہجے میں فرعون کو عذاب سے ڈرانا موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی ذمہ داریوں میں سے تھا _

و السلام علی من ... العذاب علی من کذب

ظاہر کلام یہ ہے کہ فرعون کو انذار اسکی تبشیر کے بعد ہوا ہے _ انذار میں غائب کے صیغوں کا استعمال، نیز تاکید کے

ہمراہ اسکے وحی ہونے کی تصریح یہ سب چیزیں موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کے فرعون کے ساتھ نرم گفتگو کے گواہ ہیں _

4_ انذار بھی نرم لہجے میں اور درستی کے بغیر ہوسکتا ہے _

100

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لِّئِنَّا ... ان العذاب علی من کذب

گذشتہ آیات میں خداتعالیٰ نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو نرم گفتگو اور ملائم روش اپنانے کی نصیحت فرمائی پھر

انہیں پیغامات دیئے کہ جن میں انذار بھی شامل تھا _ اس کا لازمہ یہ ہے کہ نرم گفتگو کا مطلب انذار کو ترک کرنا نہیں ہے

بلکہ ملائم اور مناسب لہجے میں بھی انذار ہوسکتا ہے _

5_ فرعون کے مقابلے میں موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی ذمہ داری تھی کہ وہ عذاب کی دھمکی کے وحی ہونے پر زور

دیں _

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا ان العذاب

جملہ "إِنَّا قَدْ ..." اور "قَدْ" کے ساتھ تاکید پر مشتمل ہے کہ جو تمام پیغامات خاص طور پر عذاب سے انذار والے پیغام

کے وحی ہونے کی تاکید ہے _

آیات خدا:

ان سے اعراض کے اثرات 2; انکی تکذیب کے اثرات 2

انبیاء (ع) :

ان سے اعراض کے اثرات 2; انکی تکذیب کے اثرات 2

انذار:

عذاب سے انذار 3; اسکی روش 4; اس میں سخن کی نرمی 4; عذاب سے انذار کا وحی ہونا 5

عذاب:

اسکے اسباب 2

فرعون:

اس کا انذار 3--5

موسیٰ (ع) :

انکی رسالت 3، 5; انکا قصہ 3; انکی سخن کی نرمی 3; انکو وحی 1

ہارون (ع) :

انکی رسالت 3، 5; انکا قصہ 3; انکی سخن کی نرمی 3; انکو وحی 1

قَالَ فَمَنْ رَبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ (۴۹)

اس نے کہا کہ موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے (49)

1_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نے فرعون کو خداتعالیٰ کے پیغامات پہنچا کر اپنی ڈیوٹی انجام دے دی۔

فقولا لہ ... قال فمّن ربکم

گذشتہ سب آیات میں خداتعالیٰ کی موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کے ساتھ گفتگو تھی لیکن انکے فرعون کا سامنا کرنے اور جو کچھ وہاں ہوا اسکے بارے میں ان آیات میں بات نہیں کی گئی۔ فرعون کے جواب سے پتا چلتا ہے کہ انہوں نے اس تک اپنا پیغام پہنچا کر اس کا جواب وصول کر لیا تھا۔

101

2_ فرعون نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی باتیں سن کر انہیں پیغام الہی پہنچانے کی اجازت دی۔

فقولا إنا رسولنا ... قال فمّن ربکم

3_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی باتوں کے رد عمل میں فرعون نے انکے پروردگار کے بارے میں تجاہل اور عدم اطلاع کا اظہار کیا۔

إنا رسولنا ربك ... ب اية من ربك ... قال فمّن ربکم

اگر چہ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نے "ربك" کے عنوان کے ساتھ فرعون تک پیغام پہنچایا لیکن فرعون نے سوال پوچھتے ہوئے "ربکم" کی تعبیر کو استعمال کیا تاکہ خداتعالیٰ کی ربوبیت کا انکار کرنے کے ساتھ ساتھ اسکی نسبت بے خبر ہونے کا اظہار کرے۔

4_ فرعون نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کے پروردگار سے بے خبری کا اظہار کر کے انکے پیغام کے اصلی رکن پر سوالیہ نشان لگادیا۔

إنا رسولنا ربك ... ا وحی إلینا ... فمّن ربکم

5_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کے وحی و رسالت میں شریک ہونے کے باوجود اسکی ذمہ داری حضرت موسیٰ (ع) کے کاندھوں پر تھی۔

قال فمّن ربکم ا موسیٰ

پورے مکالمے میں موسیٰ (ع) و ہارون (ع) فرعون کو اپنا مشترکہ پیغام پہنچانے کے ذمہ دار تھے اسی وجہ سے گذشتہ آیات میں سب ضmann مشترک اور تنہی کی صورت میں تھیں۔ لیکن فرعون اپنے سوال میں دونوں کو مخاطب قرار دینے

کے باوجود موسیٰ (ع) سے جواب طلب کرتا ہے (یاموسی) ان قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ و ہارون کے رسالت میں شریک ہونے کے باوجود سربراہی موسیٰ (ع) کے ہاتھ میں تھی اور فرعون بھی اسے جان چکاتھا۔

انبیاء (ع) :

انکی ہم آہنگی 5

فرعون:

اس کا تجاہل 3; اسکی شبہ انگیزی 4; اسکی تجاہل کے اثرات 4; اسے وحی پہچانا 1، 2;

موسیٰ (ع) :

انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5; انکی رسالت 5; انکی رسالت کا انجام پانا 1; انکی رسالت 5; انکی قیادت 5

ہارون (ع) :

انکی رسالت 5; انکی رسالت کا انجام پانا 1; انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5

102

قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى (٥٠)

موسیٰ نے کہا کہ ہمارا رب وہ جس نے ہر شے کو اس کی مناسب خلقت عطا کی ہے اور پھر ہدایت بھی دی ہے (50)

1_ موسیٰ (ع) نے فرعون کے جواب میں اپنے پروردگار کو سب موجودات کا خالق اور ہدایت کرنے والا متعارف کرایا۔

من ربكما ... قال ربنا الذي ا عطي ... ثم ہدی

2_ خلق کرنا، خداتعالیٰ کا اختیاری فعل اور اسکی عطا ہے۔

الذی ا عطي کل شیء خلقہ

کلمہ "عطائ" اور "اعطا" کے استعمالات میں غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مادہ ایسی جگہ میں استعمال ہوتا ہے جب

کسی چیز کا دینا ایک تو مجبوری کے ساتھ نہ ہو اور دوسرا کسی دوسری چیز کے مقابلے میں نہ ہو۔

3_ سب موجودات کا خالق اور انہیں اپنے راستے کی طرف ہدایت کرنے والا، خداتعالیٰ ہے۔

ا عطي کل شیء خلقہ ثم ہدی

4_ خداتعالیٰ نے ہر موجود کو پوری خلقت اور اسکی حیثیت کے مطابق اعضاء اور خصوصیات عطا کی ہیں۔

الذی ا عطي کل شیء خلقہ

خلق کا معنی پیدا کرنا یا صحیح انداز اور یا شکل و صورت ہے (مفردات راغب) دوسرے اور تیسرے معنی سے مندرجہ

بالا نکتہ حاصل ہوتا ہے۔

5_ خداتعالیٰ نے ہر موجود کو اپنے اعضا اور خصوصیات سے استفادہ کرنے کے طریقہ سے آشنا کیا ہے اور اسے اپنے

مفادات اور ان تک پہنچنے کا راستہ سمجھایا ہے۔

ا عطي کل شیء خلقہ ثم ہدی

سابقہ جملہ قرینہ ہے کہ "ہدی" کا متعلق خلقت کی خصوصیات اور انہیں اپنے مفادات میں استعمال کرنے کا طریقہ ہے۔

6_ عالم خلقت میں حساب و کتاب اور اندازے کا وجود۔

103

ا عطي کل شیء خلقہ

7_ فرعون اور اسکی حواری، خالق کائنات اور موجودات کے رب کے درمیان فرق کا عقیدہ رکھتے تھے۔

من ربكما ... ربنا الذي ا عطي کل شیء خلقہ

سوال کے جواب میں کوشش ہوتی ہے کہ نامعلوم شے کو پہنچانے کیلئے ایک معلوم مطلب سے استفادہ کیا جائے فرعون

کے سوال (من ربكما) کے جواب میں حضرت موسیٰ (ع) نے بھی ایک جانی پہچانی چیز سے استفادہ کرتے ہوئے خداتعالیٰ

کی خالقیت کی صفت کے ساتھ توصیف کی کیونکہ فرعون اور اسکی پیروکار، خداتعالیٰ کے خالق ہونے کا اعتقاد رکھتے

- تھے اور ان کا نقطہ اختلاف صرف، ربوبیت تھی۔
- 8_ فرعون اور اس کے پیروکار معترف تھے کہ عالم ہستی کا خالق، خدا ہے لیکن وہ اس کی ربوبیت کے منکر تھے۔
من ربکما ... ربنا الذی ا عطی کل شیء خلقہ
- 9_ حضرت موسیٰ (ع) نے فرعون کے سامنے کائنات کے خالق اور پروردگار کے ایک ہونے پر زور دیا۔
من ربکما ... ربنا الذی ا عطی کل شیء خلقہ
- 10_ خداتعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا، موجودات کو خلق کرنا اور انہیں اپنے کمال وجودی کی طرف ہدایت کرنا ہے۔
ربنا الذی ا عطی کل شیء خلقہ ثم ہدی
- 11_ تمام موجودات ہستی کی خلقت اور انہیں ہدایت کرنا خداتعالیٰ کی ربوبیت کی دلیل ہے۔
ربنا الذی ا عطی کل شیء خلقہ ثم ہدی
- حضرت موسیٰ (ع) کے کلام کی بازگشت، محکم اور منطقی دلیل کی طرف ہے کہ جس کی صورت یوں ہے "اللہ تعالیٰ رب ہے کیونکہ وہ خالق اور ہادی ہے۔"
- 12_ سب موجودات، خداتعالیٰ کی ہدایات سے بہرہ مند ہیں۔
ا عطی کل شیء خلقہ ثم ہدی
- 13_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی رسالت کو وسیع ربوبی ہدایت کا ایک جلوہ قرار دیا۔
من ربکما ... ربنا الذی ا عطی کل شیء خلقہ ثم ہدی
- فرعون کے ساتھ حضرت موسیٰ (ع) کی بحث کے موقع و محل کا تقاضا ہے کہ آپ (ع)، خداتعالیٰ کی عام ہدایت والا موضوع اٹھائیں تا کہ فرعون کے مخفی سوال کا جواب دیا جاسکے کیونکہ ممکن تھا فرعون کہتا کہ فرض کریں خدائے خالق تیرا رب ہے کیا دلیل ہے کہ اس کے رسولوں کی بات ماننا بھی ضروری ہے حضرت موسیٰ (ع) نے خداتعالیٰ کی عام ہدایت کا تذکرہ کر کے نہ صرف فرعون کے ممکنہ سوال کا جواب دے دیا بلکہ کلی طور پر اپنی رسالت کو ثابت کرنے کا موضوع بھی چھیڑ دیا۔
- 14_ "عن محمد بن مسلم قال: سالت ابا عبد اللہ (ع) عن قول اللہ عزوجل: "ا عطی کل شیء خلقہ ثم ہدی" قال: لیس شیء من خلق اللہ الا و ہو یعرف من شکله الذکر من الانثی قلت: ما یعنی "ثم

104

ہدی ؟ قال: ہداه للنکاح و السفاح من شکله: محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام سے خداتعالیٰ کے فرمان "ا عطی کل شیء خلقہ ثم ہدی" کے بارے میں سوال کیا تو آپ (ع) نے فرمایا خداتعالیٰ کی مخلوقات میں سے کوئی چیز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنی جنس کے نر اور مادہ کو پہچانتی ہے۔ میں نے پوچھا "ثم ہدی" کا معنی کیا ہے تو آپ (ع) فرمایا: خداتعالیٰ نے اسے اپنی نوع کے ساتھ جنسی آمیزش کے درست اور نادرست طریقے سے آشنا کیا ہے۔ (1)

آفرینش:

اسکا اندازہ 6

اقرار:

خداتعالیٰ کی خالقیت کا اقرار 8

بدن:

اسکے اعضا سے استفادے کی روش 5

توحید:

خالقیت میں توحید 3

خداتعالیٰ:

اس کا اختیار 2: اسکی تعلیمات 5: اس کا ہدایت کرنا 1، 3: اسکی خالقیت 1، 2، 4، 9: اسکی ربوبیت 9، 13: اسکی ربوبیت کو جھٹلانے والے 8: اسکی ربوبیت کے اثرات 10: اسکی ربوبیت کے دلائل 11: اسکی ہدایت 12، 14: اسکی ہدایات کی نشانی 13: اس کے افعال 2: روایت 14: اس کے عطیات 2، 4: فرعون:

اس کا اقرار 8; اس کا عقیدہ 7; فرعون اور خالق کائنات 7; فرعون اور موجودات کی تربیت کرنے والا 7
فرعون کے پیروکار:

ان کا اقرار 8; ان کا عقیدہ 7; یہ اور خالق کائنات 7; یہ موجودات کی تربیت کرنے والا 7
موجودات:

انکا خالق 3، 4; انکی آمیزش 14; انکی تعلیم 5; انکی خلقت 6، 11; انکی خلقت کاپیش خیمہ 10; انکی خلقت کا تکامل 4; انکی
ہدایت کا پیش خیمہ 10; انکی ہدایت 11، 12; انکے تکامل کا پیش خیمہ 10;
موسیٰ (ع) :

آپ کی تربیت کرنے والا 13; آپ کا قصہ 1، 9; آپکی رسالت 13; آپ کی سوچ 13;
نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 3

.....

(1) کافی ج 5 ص 567 ح 49_ نورالثقلین ج 3 ص 381 ح 73_

تفسیر راہنما جلد 11

105

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَى (٥١)

اس نے کہا کہ پھر ان لوگوں کا کیا ہوگا جو پہلے گزر چکے ہیں (51)

1_ مصر کی ماضی (حضرت موسیٰ (ع) کے ہم عصر فرعون سے پہلے) کی تاریخ ایسی اقوام کی زندگی کی گواہ ہے جو
شرك ربوبی میں گرفتار تھیں اور خالق ہستی کی ربوبیت کا عقیدہ نہیں رکھتی تھیں۔

من ربكما ... ربنا الذي ... فما بال القرون الا ولي
"قرن" یعنی ایک زمانے والے اور "بال" کا معنی "حال" ہے (قاموس) _ "اولی" "اول" کی مؤنث ہے اور "قرون اولی" سے
مراد فرعون سے پہلے کے مصری لوگ ہیں۔

2_ فرعون نے موسیٰ (ع) کے سامنے گزشتہ اقوام کے شرك ربوبی کو چھیڑ کر توحید ربوبی کے بارے میں شكوك و
شبہات پیدا کئے اور اسے بعید قرار دیا۔

قال فما بال القرون الا ولي

3_ خداتعالیٰ نے گزشتہ غیرمؤمن اقوام کے ساتھ کیسا سلوک کیا فرعون کا حضرت موسیٰ (ع) سے سوال۔

ان العذاب على من كذب ... فما بال القرون الا ولي

چونکہ گزشتہ آیات میں حضرت موسیٰ (ع) نے ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے امن اور اسے جھٹلانے والوں کے عذاب
کے بارے میں بات کی ہے لہذا فرعون نے یہ سوال اسلئے کیا تا کہ حضرت موسیٰ (ع) گزشتہ نسلوں کی حالت کے بارے
میں اپنی رائے کا اظہار کریں اور اس کے سوال کا مقصد موجودہ نسل کو حضرت موسیٰ (ع) کے اس جواب کے مقابلے
میں برانگیختہ کرنا ہو سکتا ہے کہ ان کے آباؤ اجداد عذاب کا شکار ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ کا واضح جواب نہ دینا اس
احتمال کی تقویت کرتا ہے۔

4_ فرعون، گزشتہ اقوام کے بارے میں وعدہ عذاب کے عملی ہونے کو باور نہ کر کے ان کے بارے میں حضرت موسیٰ

(ع) کی رائے جاننے کے درپے ہوا۔

قال فما بال القرون الا ولي

موسی (ع) کے یہ (ان العذاب علی من کذب) کہنے کے بعد فرعون کا گذشتہ اقوام کے بارے

106

میں سوال اسکے باور نہ کرنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ وہ انہیں نابود اور مٹ جانے والی اقوام سمجھتا تھا۔
5_ فرعون نے گذشتہ اقوام کے بارے میں حضرت موسی (ع) سے سوال پوچھ کر انکی سخن کے مقابلے میں اپنی بے بسی کو چھپانے کی کوشش کی۔

من ربکما ... الذی ا عطی کل شیء خلقہ ... فما بال القرون الا ولی

ممکن ہے گذشتہ اقوام کے بارے میں سوال کرنے کا مقصد صرف بحث کا رخ کسی نامشخص نقطے کی طرف موڑنا ہو۔
حضرت موسی (ع) نے اس بحث میں داخل نہ ہو کر فرعون کی اس کوشش کو نقش بر آب کر دیا۔

6_ فرعون نے گذشتہ اقوام کے افکار و عقائد کا سہارا لے کر حضرت موسی (ع) کا مقابلہ کرنے اور شرک کی حقانیت کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔

قال فما بال القرون الا ولی

فرعون کا گذشتہ اقوام کے افکار سے تمسک کرنا اور یہ کہ اگر موسی (ع) کی رسالت حق ہوتی تو کیوں گذشتہ اقوام کیلئے ایسا رسول نہیں آیا اور وہ عذاب کا شکار نہیں ہوئیں بتاتا ہے کہ اسکی نظر میں پہلی اقوام کے اعتقادات صحیح اور قابل پیروی ہیں۔

7_ گذشتہ اقوام کی تاریخ اور اس کا تجزیہ و تحلیل، کفار اور معارف الہی کو باور نہ کرنے والوں کے ایمان و توحید کے انکار اور رد کرنے کیلئے ایک بہانہ۔

قال فما بال القرون الا ولی

تاریخ:

اس سے سو، استفادہ کرنا7

توحید:

اسے جھٹلانے کے عوامل 7

خدا تعالیٰ:

اسکے مشرکین کے ساتھ سلوک کے بارے میں سوال 3_ اسکے عذابوں کو جھٹلانے والے 4

فرعون:

اس کا سوال 3_ 4_ اسکی شبہ انگیزی 2_ اس کا شرک 2،6؛ یہ اور گذشتہ اقوام کا عقیدہ 6_ یہ اور موسی (ع) 3، 6_ اسکے

سوال کا فلسفہ 5 اس کا ذلت کو چھپانا 5

قدیم مصر:

اسکی تاریخ 1_ اسکے مشرکین1

کفار:

انکی بہانہ تراشی 7

گذشتہ اقوام:

انکے عذاب کے بارے میں سوال 4_ انکی تاریخ 1؛ انکے مشرکین 2

موسی (ع) :

ان سے سوال 3، 4، 5_ انکا قصہ 3، 5، 6_ انکا مقابلہ6

107-----115

قَالَ عَلَّمَهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى (٥٢)

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَّكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتَّى (٥٣)

كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النَّهْيِ (٥٤)
 مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى (٥٥)
 وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَى (٥٦)
 قَالَ أَجِئْتَنَا لِنُخْرِجَآ مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَى (٥٧)
 فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى (٥٨)
 قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ وَأَنْ يُخَشِّرَ النَّاسُ ضُحَى (٥٩)
 فَتَوَلَّى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَى (٦٠)

تفسیر راہنما جلد 11

124

قَالَ لَهُمْ مُوسَى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيَسْحَتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنْ افْتَرَى (٦١)
 موسی نے ان لوگوں سے کہا کہ تم پر وائے ہو اللہ پر افترا نہ کرو کہ وہ تم کو عذاب کے ذریعہ تباہ برباد کر دیگا اور جس نے اس پر بہتان باندھا وہ یقیناً رسوا ہوا ہے (61)

- 1_ فرعون اور اس کے پیروکار، خداوند عالم پر افتراء باندھنے والے لوگوں میں سے تھے۔
 لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبَ
- 2_ حضرت موسیٰ (ع) کے معجزات کو شرک اور جادو قرار دینا، انکی مثل لانے کا دعویٰ اور آپ کی رسالت کو جھٹلانا
 خداتعالیٰ پر فرعونوں کی تہمتوں میں سے۔
 لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبَ
- گذشتہ آیات کہ جو حضرت موسیٰ (ع) کی زبانی توحید کے بیان، معجزات دکھانے اور فرعون کی طرف سے انہیں جادو قرار دینے والے عمل پر مشتمل تھیں کو مد نظر رکھتے ہوئے فرعونوں کے تہمتوں کے بعض موارد کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔
- 3_ انبیاء کے معجزات کو جادو قرار دینا، خداتعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے۔
 لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبَ
- "افترا" یعنی جھوٹ باندھنا اور "علی اللہ" قرینہ ہے کہ اس سے مراد وہ جھوٹ ہے جو خداتعالیٰ کے بارے میں گھڑا اور باندھا گیا اور کلمہ "کذباً" تاکید کیلئے ہے۔
- 4_ خداتعالیٰ پر بہتان باندھنے کی وجہ سے فرعونوں کو عذاب سے ڈرانا، فرعون کے جادوگروں کے ساتھ مقابلہ کے میدان میں حضرت موسیٰ (ع) کا سرنامہ کلام۔
 قَالَ لَهُم مُوسَى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيَسْحَتَكُمْ بِعَذَابٍ
- "ویل" یعنی اندوہ، ہلاکت اور ہر وہ سختی جو عذاب کی وجہ سے آئے (لسان العرب) "ویلکم" نفرین ہے یعنی تم پر عذاب ہو بعض نے اسے فعل محذوف کا مفعول قرار دیا ہے یعنی "الزمو"

125

- ویلکم" (اپنے عذاب اور ہلاکت کے ہمراہ رہو) جملہ "فیسحتکم بعذاب"، "ویلکم" کے معنی کو واضح کر رہا ہے۔
- 5_ خداتعالیٰ پر بہتان باندھنا اور اس کے بارے میں جھوٹی اور خود ساختہ باتیں کہنا، عظیم گناہ اور نابودی والے عذاب کے

- مستحق ہونے کا سبب ہے۔
 لا تقفروا علی اللہ کذباً فیسحتکم بعذاب
 "یسحتکم" کے مصدر "اسحات" کا معنی ہے جڑ سے اکھاڑ پھینکنا اور نابود کر دینا عذاب کے نکرہ ہونے کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جو اسکی شدت اور سختی پر دلالت کرتا ہے "فیسحتکم بعذاب" کا معنی یہ ہے کہ خدا سخت عذاب کے ذریعے تمہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا اور تمہیں ہلاک کر دیگا۔
- 6_ حضرت موسیٰ (ع) کا اپنے اور جادوگروں کا مقابلہ دیکھنے کیلئے مصر کے لوگوں کے اجتماع سے انہیں ڈرانے اور توحید و ایمان کی دعوت دینے کیلئے استفادہ کرنا۔
 قال لہم موسیٰ ویلکم لا تقفروا علی اللہ کذب
 7_ لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرانا اور تبلیغ کیلئے فرصت سے استفادہ کرنا، مبلغین دین کے فرائض میں سے ہے۔
 قال ... ویلکم لا تقفروا ... بعذاب
 8_ خدا تعالیٰ پر افترا پردازی اور جھوٹ باندھنے کا اس کے انجام دینے والے کیلئے کوئی فائدہ نہیں ہے۔
 لا تقفروا علی اللہ کذباً ... و قد خاب من افتری
 "خیب" کا معنی ہے بے بہرہ اور محروم ہونا (قاموس) صدر آیہ کہ جس کا موضوع خدا تعالیٰ پر افترا باندھنا ہے۔ کے قرینے سے اس سے مراد خدا تعالیٰ کے بارے میں نادرست باتیں اور جھوٹ بولنے والے کا محروم رہنا اور کوئی نتیجہ حاصل نہ کرنا ہے۔
- 9_ دوسروں پر جھوٹ باندھنا اور افترا پردازی کرنا، ناروا اور بے نتیجہ کام ہے۔
 وقد خاب من افتری
 10_ حضرت موسیٰ (ع) نے خدا تعالیٰ پر فرعونوں کے بہتانوں کو دیکھتے ہوئے انہیں خبردار کیا اور انکی شکست اور ناکامی کی پیشین گوئی کی۔
 ویلکم لا تقفروا علی اللہ ... و قد خاب من افتری
 11_ حضرت موسیٰ (ع) نے سابقہ امتوں میں سے بہتان باندھنے والوں کی ناکامی کی یاد دہانی کرا کے اسے فرعونوں کیلئے عبرت قرار دیا۔
 و قد خاب من افتری
 جملہ "خاب ... گزشتہ لوگوں کے حال کے بارے میں ایک خبر ہے اور اسے موسیٰ (ع) اور فرعون کے میدان مقابلہ میں حاضر ہونے والوں کی عبرت کیلئے بیان کیا گیا ہے۔

انبیاء (ع) :

ان پر جادو کی تہمت 3

بہتان باندھنا:

126

خدا پر بہتان باندھنے کے اثرات 5; خدا پر بہتان باندھنا 3; خدا پر بہتان باندھنے کا بے اثر ہونا 8; بہتان باندھنے کا برا انجام 9; خدا پر بہتان باندھنے کا گناہ 5; بہان باندھنے کا ناپسند ہونا 9 تبلیغ:

اس میں فرصت 6، 7; اس میں انذار 7

توحید:

اسکی دعوت 6

ڈرانا:

عذاب سے ڈرانا 4

خدا تعالیٰ پر بہتان باندھنے والے: 1، 2

انکو ڈرانا 4; ان سے عبرت حاصل کرنا 11

عذاب :

اسکے اسباب 5

فرعون:

اسکے بہتان 1

فرعون کے پیروکار:

انکے بہتان 1، 2؛ انکو ڈرانا 4؛ انکی شکست کی پیشین گوئی 10؛ انکی عبرت کے عوامل 11

فرعون کے جادوگر:

انکے ساتھ مناظرہ 4

گذشتہ اقوام:

ان سے عبرت حاصل کرنا 11

گناہان کبیرہ: 5

فرصت:

اس سے استفادہ 6

مبلغین:

انکی ذمہ داری 7

موسیٰ (ع) :

انکا ڈرانا 4، 6، 10؛ انکی پیشین گوئی 10؛ انکی تعلیمات 11؛ ان پر جادو کی تہمت 2؛ انکی دعوت 6؛ انکی تبلیغ کی روش

6؛ انکا قصہ 2، 4، 6، 10، 11؛ انکی نبوت کو جھٹلانا والے 2؛ انکی مؤع شناسی 6؛ انکے معجزہ کی مثل بنانا 2

ہلاکت :

اسکے عوامل 5

فَتَنَّا عُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَأَسْرُوا النَّجْوَى (٦٢)

اس پر وہ لوگ آپس میں جھگڑا کرنے لگے اور سرگوشیوں میں مصروف ہو گئے (62)

1_ مقابلہ کے میدان میں فرعونوں کو حضرت موسیٰ (ع) کا خبردار کرنا ان کے درمیان اختلاف اور کشمکش ک

127

سبب بنا _

وَلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا ... فَتَنَّا عُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

"فتناز عوا" میں "فا" اس نکتے پر دلالت کر رہی ہے کہ مقابلے کے میدان میں حضرت موسیٰ (ع) کے خبردار کرنے کے فوراً بعد فرعونوں کے درمیان نزاع اور کشمکش ہونے لگی _

2_ فرعونوں کی صفوں میں بعض حق طلب اور نصیحت قبول کرنے والے افراد کا وجود

فَتَنَّا عُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

حضرت موسیٰ (ع) کے بارے میں فرعونوں کی رائے کا مختلف ہونا بتاتا ہے کہ مقابلے والے دن ان میں سے بعض

حضرت موسیٰ (ع) کی طرف تمایل رکھتے تھے _

3_ اہم اور بنیادی امور طے کرنے کیلئے فرعونوں کے درمیان مشاورت ہوتی تھی _

فَتَنَّا عُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

فرعونوں کے درمیان تنازع کھڑا ہونا بتاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فرعون کا بے چون و چرا تابع نہیں سمجھتے تھے بلکہ اہم امور میں اپنے لئے حق رائے کے قائل تھے _

4_ فرعون کے پیروکار حضرت موسیٰ (ع) کے بارے میں اپنے اختلاف نظر کو سختی کے ساتھ لوگوں سے پنهان کرتے تھے _

فَتَنَّا عُوا ... وَ اسروا النجوي

"نجوا" کا معنی ہے مخفی بات اور سرگوشی "اسروا" کا معنی بھی ہے "انہوں نے پنهان کیا" "نجوا" کو پنهان کرنا کہ جو

- خود بھی پنہان ہے فرعونوں کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) سے متعلق امور کو سختی کے ساتھ پنہان کرنے سے حکایت کرتا ہے۔
- 5_ فرعونی لوگ، حضرت موسیٰ (ع) کے بارے میں اپنی مختلف آراء کو پنہان کر کے اپنی خفیہ باتوں تک لوگوں کو دسترس حاصل کرنے سے روکتے تھے۔
- فتنزعوا ... و اسروا النجوى
- "النجوى" میں "ال" عہد ذکری کا ہے کہ جو فرعونوں کے درمیان پیدا ہونے والے نزاع اور ان کے درمیان ہونے والی مختلف باتوں کی طرف اشارہ ہے اور فعل "اسروا" بتاتا ہے کہ اسے دوسروں سے مخفی کرتے اور کسی کو انکی اطلاع نہ ہونے دیتے تھے۔
- 6_ فرعونوں کی آپس میں سرگوشیاں اختلاف اور کشمکش کو ختم کرنے اور اپنی صفوں میں اتحاد قائم کرنے کیلئے تھیں۔
- فتنزعوا ... و اسروا النجوى
- 7_ حضرت موسیٰ (ع) کے مقابلے کے ضروری ہونے پر فرعونوں کے متفق ہونے کے باوجود اسکی روش کے بارے میں ان کا اختلاف تھا۔*
- فتنزعوا امرہم ... و اسروا
- فعل "اسروا" سے اس بات کا استفادہ ہوتا ہے کہ طرفین نزاع اپنی گفتگو کے مخفی ہونے کے خواہان تھے اور جو کچھ لوگوں کو سرکاری طور پر بتایا جاتا "اگر بعد کی آیت کے مطالب وہ ہوں جو فرعونوں کی طرف سے لوگوں کو بتائے جاتے تھے" وہ انکی مشترک باتیں ہوتیں تھیں جو وہ موسیٰ (ع) کا مقابلہ کرنے اور انکی سرگرمیوں کو روکنے

128

کیلئے ان تک پہنچانی جاتیں۔ کلمہ "امرہم" کہ جو نزاع کو فرعونوں کے امور میں قرار دے رہا ہے اسی نکتے کی تائید کرتا ہے۔

فرعون کے ساتھی:

انکے انذار کے اثرات 1; انکا اتحاد 7; انکے اختلاف کا چھپانا 4، 5; انکا اختلاف 7; انکے حق طلب لوگ 2; انکے اختلاف کا پیش خیمہ 1; انکے اختلاف کا حل 6; انکی صفات 3; انکی سرگوشی کا فلسفہ 6; انکی مشاورت 3; انکے نصیحت قبول کرنے والے 2

موسیٰ (ع) :

انکے اندر ز کے اثرات 1; انکے مقابلے کی روش 7; انکا قصہ 1، 4، 5، 7

قَالُوا إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ جَانٌّ أَن يُخْرِجَاكَم مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ (٦٣)

ان لوگوں نے کہا کہ یہ دونوں جادوگر ہیں جو تم لوگوں کو اپنے جادو کے زور پر تمہاری سرزمین سے نکال دینا چاہتے ہیں اور تمہارے اچھے خاصے طریقہ کو مٹا دینا چاہتے ہیں (63)

1_ حضرت موسیٰ (ع) کی گفتگو کے بعد بعض فرعونی، آپ کی طرف متمایل ہونے کی وجہ سے فرعونوں کے درمیان تنازعہ کا باعث بن گئے۔

فتنزعوا ... قالوا إن ہذا لیسحر

بعد والی آیت کا جملہ "فاجمعوا کیدکم" قرینہ ہے کہ "قالوا" کا فاعل فرعونوں کا وہ گروہ ہے کہ جو اپنے ہی دوسرے گروہ کے ساتھ محو گفتگو ہوا پچھلی آیت بھی اس معنی کو صراحت کے ساتھ بیان کر رہی ہے کہ فرعونوں کے درمیان تنازعہ کھڑا ہو گیا تھا یہ تنازعہ حضرت موسیٰ کے بارے میں تھا اور "قالوا" کا فاعل دوسرے گروہ کو سمجھانا چاہتا ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) کی طرف مائل ہونے والوں کو جذب کرنے اور انہیں اپنی سمت لانے کیلئے فرعونوں نے پروپیگنڈا مہم شروع کی۔

فتنزعوا ... و اسروا النجوى قالوا ان ہذا لیسحر

3_ موسیٰ و ہارون کے ساحر ہونے پر زور دینا، فرعونوں کی پروپیگنڈا مہم کا حصہ۔

قالوا إن بذان لسكرن

حرف "ان" "اَن" کا مخفف ہے اور عمل نہیں کر رہا لیکن یہ تاکید کا معنی دیتا ہے۔

129

4_ حضرت ہارون (ع) ، فرعون کے ساتھ مقابلے میں موسیٰ کے قدم بقدم اور موسیٰ اور جادوگروں کے مقابلے کے میدان میں حاضر۔

ان بذن لسكران

5_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) پر جادو کے ذریعے قبطیوں کو مصر سے نکال باہر کرنے کی کوشش کرنے اور منصوبہ بنانے کا الزام، فرعون کی طرف سے موسیٰ (ع) کے خلاف پروپیگنڈا مہم کا حصہ تھا۔

لسكران يریدان ان یخرجاكم من ارضكم بسحرهم

6_ فرعون لوگ (قبطی) سرزمین مصر کو اپنی ملکیت سمجھتے تھے۔
یخرجاكم من ارضكم

7_ فرعون اپنے آپ کو ایک نمونہ اور برتر راہ و روش کے حامل سمجھتے تھے۔
و یذببا بطریقتکم المثلی

"طریقہ" یعنی راہ و روش اور "مثلی"، "مثل" کی مؤنث ہے یعنی حق کے زیادہ مشابہ اور خیر و خوبی کے زیادہ نزدیک (مفردات راغب)

8_ فرعون نے موسیٰ و ہارون کے خلاف پروپیگنڈے میں انہیں اپنے نمونہ اور برتر راہ و روش کو نابود کرنے والے متعارف کرایا۔

و یذببا بطریقتکم المثلی

9_ فرعون کی اپنی پروپیگنڈا مہم میں قبطیوں کی وطن و سرزمین سے محبت اور قومی و مذہبی جذبات سے استفادہ کرنا۔
یخرجاكم من ارضكم ... بطریقتکم المثلی

10_ الزام تراشی اور اپنے دین اور طرز زندگی کی برتری کا دعویٰ ، دین انبیاء اور حق کے رد عمل میں استکبار کا شیوا

ان بذن لسكرن ... بطریقتکم المثلی

11_ فرعون کے طرف دار اور دست و بازو، حضرت موسیٰ (ع) کے بارے میں و فرعون کی انہی باتوں اور نظریات کا تکرار اور پرچار کرتے تھے۔

ا جنتنا لتخرجنا من ارضنا بسحرك ... لسكرن يریدان ان یخرجاكم

استکبار:

اسکی حق دشمنی 10; اس کا سلوک 10

انبیاء:

انکے ساتھ سلوک 10

پروپیگنڈا:

اس میں جذبات کو بھڑکانا 9

تمایلات:

موسیٰ کی طرف تمایل 1

سرزمین:

سرزمین مصر کی مالکیت 6

فرعون:

اسکے پروپیگنڈے کی روش 11; فرعون اور موسیٰ (ع) 11; اسکے ساتھ مبارزت 4

130

فرعون کے پیروکار:

انہیں مصر سے نکالنا 5; انکا دعویٰ 6; انکے دین کی برتری 7; انکی سوچ 7، 8; انکا پروپیگنڈا 2; انکی توجہ 2; انکی تہمتیں 3، 5; انکے جذبات کو بھڑکانا 9; انکے پروپیگنڈے کی روش 3، 5، 9، 11; انکے اختلاف کا پیش خیمہ 1; یہ اور موسیٰ 11; انکی قومیت پرستی 9; انکی طرز زندگی کو نابود کرنے والے 8

فرعون کے جادوگر:

انکا مقابلہ 4

موسیٰ (ع):

انکے سخن کے اثرات 1; انکے خلاف پروپیگنڈا 3، 5، 8، 9، 11; ان پر جادو کی تہمت 3، 5; انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5; انکا مقابلہ 4; انکی تاثیر 8

بارون (ع):

انکے خلاف پروپیگنڈا 1، 3، 5، 8، 9; ان پر جادو کی تہمت 3، 5; انکا قصہ 3، 4، 5; انکا مقابلہ 4; انکی تاثیر 4، 8

فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ اِثْبُوا صَفًا وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنْ اسْتَعْلَىٰ (٦٤)

لہذا تم لوگ اپنی تدبیروں کو جمع کرو اور پرا باندھ کر ان کے مقابلہ پر آجاؤ جو آج کے دن غالب آجائے گا وہی کامیاب کہا جائیگا (64)

1_ فرعون کے مبلغین اور دست و بازو سب فرعونوں کو موسیٰ (ع) کے خلاف ہم فکری، اتحاد اور تمام حربوں کو استعمال کرنے کی دعوت دیتے تھے۔

فتنزعوا... قالوا... فاجمعوا کیدکم ثم اثبوا صف

گذشتہ آیات سے محسوس ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کی گفتگو کے بعد فرعونوں کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے (فتنزعوا) اور فرعون کے حامی اور مبلغین دوسرے گروہ کو کہ جو موسیٰ (ع) اور انکے ساتھ مقابلہ کرنے کے سلسلے میں تردید کا شکار ہو گیا تھا۔

اپنی سمت لانے کی کوشش میں تھے۔ لگتا ہے "اجمعوا" کا بھی اسی گروہ کی طرف سے اپنی سابقہ گفتگو کے نتیجے کے طور پر اظہار کیا گیا ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) کی گفتگو کے بعد فرعونوں کا اختلاف اور انتشار، میدان مقابلہ میں ان کیلئے ایک واقعی خطرہ اور ان کے مورچے کو کمزور کرنے کا باعث۔

ویلکم... قالوا... فاجمعوا کیدکم ثم اثبوا صف

یہ سب آیات موسیٰ (ع) کے مقابلے میں اپنے اتحاد کو

131

بچانے کیلئے فرعونوں کی سخت کوشش سے حکایت کرتی ہیں اور دوسری جہت سے اس خطرے کو بیان کر رہی ہیں جو اختلاف کی وجہ سے ان کو لاحق ہو گیا تھا۔

3_ فرعونی حضرت موسیٰ (ع) کے مقابلے میں اپنے جادو اور پروگرام کے حیلہ اور مکر ہونے اور حقیقت سے خالی ہونے کے معترف تھے۔

فاجمعوا کیدکم

فرعونوں کا اپنے کام اور جادو کے بارے میں لفظ "کید" کا استعمال بتاتا ہے کہ وہ خود اسکے حقیقت سے عاری اور جادو ہونے کا اعتراف کرتے تھے اور اسے حضرت موسیٰ (ع) کے مقابلے میں صرف ایک حیلہ سمجھتے تھے۔

4_ پوری توانائیوں اور خاص نظم و ہیبت کے ساتھ وارد ہونا، فرعونوں کی طرف سے موسیٰ کے مقابلے کیلئے میدان میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کیلئے تجویز۔

فاجمعوا کیدکم ثم اثبوا صف

5_ فرعون کے جادوگروں کے حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ مقابلے کا دن، فرعونوں کی نظر میں تقدیر ساز دن تھا۔

وقد ا فلاح اليوم من استعلى

"فلاح" کا معنی ہے کامیابی۔ فرعونوں کی طرف سے اس بات کا اظہار گواہ ہے کہ وہ اس مقابلے کو زندگی اور موت کا مقابلہ اور اپنی تاریخ میں ایک موڑ سمجھتے تھے۔

6۔ فرعونی اپنی نجات اور بقا کو میدان مقابلہ میں جادوگروں کے حضرت موسیٰ (ع) پر غالب آنے کا مربون منت سمجھتے تھے۔

و قد ا فلح الیوم من استعلیٰ

7۔ فرعونی اپنی باتھوں اور پروپیگنڈے میں برتر اور بے رقیب جادو کو جادوگر کے مقصد اور اسکے عقائد کی حقانیت کی علامت قرار دیتے تھے۔

و قد ا فلح الیوم من استعلیٰ

حضرت موسیٰ (ع) کے دعووں کو باطل کرنے کیلئے جادوگروں کو جمع کرنا بتاتا ہے کہ فرعونوں کی نظر میں جادوگر کی طاقت حق و باطل کا میزان ہے۔

8۔ فرعونوں نے دعوت موسیٰ (ع) کے قبول کرنے کو انکے بے نظیر جادو لانے پر قادر ہونے کے ساتھ مشروط کر رکھا تھا۔

و قد ا فلح الیوم من استعلیٰ

اتحاد:

اسکی دعوت 1

ایمان:

موسیٰ پر ایمان لانے کی شرائط 8

فرعون:

اسکے مبلغین کی دعوتیں 1; اسکے موسیٰ کے ساتھ وعدے کا دن 5

فرعون کے جادوگر :

انکی کامیابی کے اثرات 6

فرعونی :

انکا اتحاد 1; انکا اختلاف 2; انکی حقانیت کا دعویٰ 7;

132

انکا اقرار 3; انکی سوچ 5، 6، 7; انکا جادو 3، 7; انکے مطالبات 4، 8; انکو دعوت 1; انکا سلوک 4; انکے پروپیگنڈے کی روش 7; انکی شکست کا پیش خیمہ 2; انکی نجات کا پیش خیمہ 6; انکی قدرت نمائی 4; انکا مکر 3

موسیٰ (ع) :

انکی سخن کے اثرات 2; انکے خلاف پروپیگنڈا 1; انکے خلاف سازش 1; ان سے جادو کا مطالبہ 8; انکا قصہ 1، 2، 4، 5، 6، 8; انکے ساتھ مکر 3

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ (٦٥)

ان لوگوں نے کہا کہ موسیٰ تم اپنے جادو کو پھینکو گے یا ہم لوگ پہل کریں (65)

1۔ میدان مقابلہ اور موسیٰ (ع) کے ساتھ مقابلے میں فرعون کے جادوگروں نے آغاز کرنے والے کا تعین، حضرت موسیٰ کے سپرد کیا۔

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ ... أَلْقَىٰ

2۔ فرعون کے جادو گروں نے جادو دکھانے میں پیش قدم ہونے کیلئے اپنی آمادگی کا اعلان کیا۔

إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ

3۔ فرعون کے جادو گر میدان مقابلہ میں حضرت موسیٰ (ع) پر اپنی کامیابی سے مطمئن تھے۔

إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ

آغاز کرنے والے کے تعین کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کو پیشکش، جادوگروں کے اپنے کام اور اسکے نتیجے کے بارے میں اطمینان یا کم از کم انکی جانب سے اسکے تظاہر کی حکایت کرتی ہے۔
4_ میدان مقابلہ میں فرعون کے جادوگروں کی حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو اور سلوک آپکے ساتھ نرمی اور آپ کی نسبت اظہار ادب کے ساتھ تھا۔

ی موسیٰ اُن تلقی و اِم
آغاز کرنے والے کے انتخاب کا حضرت موسیٰ کے حوالے کرنا اور اس سلسلے میں اپنی رائے کو مسلط نہ کرنا جادوگروں کی طرف سے نرمی اور ادب کے اظہار سے خالی نہیں ہے۔
5_ حضرت موسیٰ (ع) کے معجزات پیش کرنے سے پہلے اپنا جادو دکھانا، فرعون کے جادوگروں کی خواہش *
اِم اُن تلقی و اِم اُن نکون ا ول من القی
پیشکش کے دوسرے حصے میں تعبیر کا اختلاف اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ جادوگر شروع کرنے کیلئے زیادہ خواہش رکھتے تھے اور اس طریقے سے اس کا اظہار کرتے تھے کیونکہ "ا ن

133

نکون ... " کی جگہ "اِم اُن تلقی" بھی کہہ سکتے تھے۔
6_ حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے جادو پیش کئے جانے کی صورت میں فرعون کے جادوگر انکی شکست کو حتمی سمجھ رہے تھے اور میدان عمل میں اپنے کو دنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے۔ *
اِم اُن تلقی و اِم اُن نکون ا ول من القی
جادوگروں نے اختیار کی دو شقیں اس طرح بیان کیں کہ گویا اگر موسیٰ (ع) اپنے جادو کو پیش کریں تو ان کا کام تمام ہوجائیگا اور ان کی ناتوانی سب کیلئے واضح ہوجائیگی اور صرف اس صورت میں پہلی اور دوسری بارے آئیگی جب وہ خود اسے شروع کریں اسلئے انہوں نے موسیٰ (ع) کے بارے میں "ا ول من القی" کی تعبیر استعمال نہیں کی۔
7_ فرعون کے زمانے میں رائج جادو ایک خاص قسم اور زمین پر پھینکی ہوئی چیزوں کے اوپر جادو کی نمائشے کی صورت میں محدود تھا۔ *
اِم اُن تلقی و اِم اُن نکون ا ول من القی
جادوگروں نے اپنے بیان میں جو تعبیر استعمال کی ہے (یا آپ پھینکیں یا پہلے ہم پھینکیں گے) ہوسکتا ہے اس بات سے حاکی ہو کہ کسی شخص کو کسی دوسری قسم کے جادو کی توقع نہیں تھی رسیوں اور ٹنڈوں کا فراہم کرنا کہ جس پر بعد والی آیت دلالت کر رہی ہے اسی نکتے کو بیان کرتا ہے۔
8_ فرعون کے جادوگروں نے حضرت موسیٰ (ع) کے معجزے جیسے جادو کو نظر میں رکھا ہوا تھا۔
ا ن تلقی ... من القی
9_ حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ مقابلے میں فرعون کے جادوگر يك زبان، يك دل اور ایک دوسری کے بار و مددگار تھے۔
و اِم اُن نکون ا ول من القی
"اول من القی" کا سب جادوگروں پر صدق کرنا ان کے مشترك ہدف اور ایک روش سے حاکی ہے۔

جادو:

اسکی تاریخ 7; فرعون کے زمانے میں اسکی خصوصیات 7

فرعون کے جادوگر:

انکی تیاری 2; انکا اتحاد 9; انکا ادب 4; انکا اطمینان 3, 6; انکی سوچ 6; انکی پیشکش 1; یہ اور موسیٰ 1, 2, 4, 5; انکا

جادو 8; ان کا سلوک 4; ان کے تمایلات 5

موسیٰ (ع) :

انکی شکست کا اطمینان 6; انکا قصہ 1, 2, 3, 4, 5, 6, 8, 9; ان کے ساتھ مبارزت 9; انکا عصا و الا معجزہ 8

قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِبالُهُمْ وَعَصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى (٦٦)
موسی نے کہا کہ نہیں تم ابتدا کرو ایک مرتبہ کیا دیکھا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں جادو کی نیاپر ایسی لگنے لگیں جیسے سب دوڑ رہی ہوں (66)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے مقابلے کا آغاز، فرعون کے جادوگروں کے سپرد کیا اور ان کی طرف سے کام کے آغاز پر زور دیا۔

إِما ان تلقى ... قال بل القوا

2_ حضرت موسیٰ (ع) کو مخالفین پر کامیابی کے سلسلے میں خداتعالیٰ کے وعدوں پر قوی اعتماد تھا۔
قال بل القوا

گذشتہ آیات میں خداتعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو اطمینان دلایا کہ واقعات پر اسکی مکمل نظر ہے اور پریشانی کی ضرورت نہیں ہے (لاتخافا إِنْتَىٰ مَعَكُمْ أَسْمَعُ وَ أَرِي) میدان کارزار دشمن کے حوالے کرنا اور موسیٰ کا خود تماشائی بن کر بیٹھ جانا آپ کے اس وعدہ پر مکمل اعتماد کا غماز ہے

3_ شبہ کو باطل اور ختم کرنے کی تیاری کی خاطر ان کے بیان کرنے کا جائز ہونا۔
قال بل القوا فإذ

حضرت موسیٰ (ع) یہ کرسکتے تھے کہ آغاز کا انتخاب کر کے جادوگروں کی بساط لپیٹ دیتے اور انہیں بالکل اس کام کی اجازت ہی نہ دیتے لیکن انہوں نے جادوگروں کو اس لئے جادو کرنے کی اجازت دی تا کہ فرعون کی طرف سے ڈالا ہوا شبہ (فلنا تینک...) باطل کر کے اپنی حقانیت کا اظہار کرسکیں۔ اس اجازت کا مطلب یہ ہے کہ شبہات کا جواب دینے کیلئے انہیں بیان کرنے کی اجازت دینا اشکال نہیں رکھتا بلکہ یہ مطلوب بھی ہے۔

4_ حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے اجازت ملتے ہی فرعون کے جادوگروں نے اپنے جادو کے آلات کو کام میں لاتے ہوئے اپنے جادو کا آغاز کر دیا۔

قال بل القوا فاذ

"فإذا" میں "فای" فصیحہ اور محذوف و مقدر

جملوں کو بیان کر رہی ہے حرف "اذا" مفاجات کیلئے ہے اور جادوگروں کے عمل کی سرعت کی حکایت کر رہا ہے اس طرح آیت کریمہ کا معنی یہ ہے "موسیٰ (ع) نے کہا تم اپنا جادو پیش کرو اور انہوں نے اپنا جادو دکھایا کہ اچانک انکی رسیاں اور..."

5_ رسیاں اور ڈنڈے، فرعون کے جادوگروں کے کام کے آلات۔
فإذا حبالهم و عصيهم

("حبال" کے مفرد) حبل کا معنی ہے رسی اور ("عصی" کے مفرد) عصا کا معنی ہے لکڑی کا ڈنڈا۔

6_ فرعون کے جادوگروں نے اپنے جادو کے ساتھ یوں اظہار کیا کہ انکی رسیاں اور ڈنڈے ہر طرف بھاگتے اور حرکت کرتے ہیں۔

فإذا حبالهم و عصيهم يخيل إليه من سحرهم أنها تسعى

"انہا تسعی"، "خیل" کا نائب فاعل ہے اور فعل "خیل" الیہ "دالت کر رہا ہے کہ در حقیقت رسیاں اور ڈنڈے بے حرکت تھے نہ یہ کہ ان پر ایسا مادہ لگا ہوا تھا کہ ان پر دھوپ پڑنے کی وجہ سے وہ واقعا حرکت کرنے لگے ہوں۔

7_ فرعون کے جادوگروں کے جادو کا لوگوں کے ادراک کرنے والے قوتوں پر اثر ہوا اور اس نے ان میں تخیل اور توہم پیدا کر دیا۔

یخیل إلیہ من سحرہم ا نہا تسعی

"یخیل إلیہ" یعنی وہم و خیال نے موسیٰ کیلئے یوں اظہار کیا کہ رسیاں اور ٹنڈے حرکت کر رہے ہیں۔ ضمیر "إلیہ" کا مرجع اگر چہ موسیٰ (ع) ہیں لیکن واضح ہے کہ میدان کارزار میں موجود سب لوگ ایسا محسوس کر رہے تھے۔

8_ جادو کا ادراک کرنے والی قوتوں اور خیالی قوت پر اثر ہوتا ہے۔

یخیل إلیہ من سحرہم

9_ فرعون کے جادوگروں نے موسیٰ (ع) کے مقابلے کے میدان میں حاضر ہونے سے پہلے بہت ساری رسیوں اور ٹنڈوں کا انتظام کر رکھا تھا۔

فإذا حبالہم وعصیہم

10_ جادو، اشیا کی حقیقت کو تبدیل نہیں کرتا۔

یخیل إلیہ من سحرہم ا نہا تسعی

11_ حضرت موسیٰ (ع) کی خیالی قوت اور نقطہ نظر بھی فرعون کے جادوگروں کے جادو سے متاثر ہو گیا۔

یخیل إلیہ من سحرہم ا نہا تسعی

12_ انبیاء الہی کی قوت و ہم و خیال پر جادو کے اثر کا امکان۔

یخیل إلیہ من سحرہم

انسان کی نظر میں کسی چیز کو اسکی حقیقی شکل و صورت سے مختلف صورت میں پیش کرنا (جیسے موج والے پانی میں پڑی ہوئی لکڑی کا ٹوٹی ہوئی محسوس ہونا) اس کی حقیقت کی شناخت سے مانع نہیں ہے تا کہ یہ انسان کے درک و فہم کا نقص شمار ہو اور نبوت کے منافی ہو۔

ادراک:

136

ادراک کرنے والی قوتوں پر جادو کا اثر 8

انبیاء (ع) :

ان پر جادو کا اثر 12

جادو:

اسکے اثرات 10; اسکے نفسیاتی اثرات 8

خدا تعالیٰ :

اسکے وعدے 2

شبہ:

اسے دور کرنے کی روش 3

فرعون کے جادوگر 7:

ان کے جادو کے اثرات 11; انکے آلات 5، 9; انکا جادو 4، 6; انکے جادو کی خیال انگیزی 7; انکی رسیاں 5، 6، 9; انکے

ٹنڈے 5، 6، 9

موسیٰ (ع) :

انکی اجازت 4; انکا اطمینان 2; ان میں جادو کی تاثیر 11; انکا قصہ 1، 4، 6، 9، 11; یہ اور فرعون کے جادوگر 1; انکی

کامیابی کا وعدہ 2

تو موسیٰ نے اپنے دل میں (قوم کی گمراہی کا)

فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَى (٦٧)

خوف محسوس کیا (67)

- 1_ فرعون کے جادوگروں کا جادو دیکھنے کے بعد، حضرت موسیٰ (ع) کو اسکے ممکنہ اثرات کی وجہ سے اپنے دل میں پریشانی ہوئی۔
 من سحریم ... فا وجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ
 "ا وجس" کا معنی ہے "ا حس" نیز یہ "ا ضمیر" (مخفی کیا) کے معنی میں بھی آیا ہے (لسان العرب) اس آیت میں "احس" کا معنی زیادہ مناسب لگ رہا ہے کیونکہ "اخفا" کا معنی "فی نفسہ" میں آگیا ہے پس "ا وجس فی نفسہ ... " یعنی موسیٰ نے اپنے دل میں خوف اور پریشانی کا احساس کیا۔
 2_ جادوگروں کے جادو کے نتائج سے حضرت موسیٰ (ع) کی پریشانی فقط ان کے دل میں تھی اور بالکل ظاہر نہ ہوئی۔
 فا وجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ
 3_ فرعون کے جادوگروں کی طرف سے پیش کیا گیا جادو جاذب نظر اور گمراہ کنندہ تھا۔
 فا وجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ
 "خیفۃ" ایک قسم کے خوف اور پریشانی کے معنی میں ہے۔ فرعون کے جادوگروں کے جادو کے بعد موسیٰ (ع) کو یہ پریشانی لاحق ہونا ان کے کام کے

137

- جاذب نظر اور ماہرانہ ہونے سے حکایت کرتا ہے۔ اس طرح کہ حضرت موسیٰ (ع) لوگوں کے دھوکہ کھانے کو واضح طور پر دیکھ رہے تھے۔
 4_ غلط پروپیگنڈے کے نتیجے میں لوگوں کے گرویدہ ہونے اور ان پر حق و باطل کے مشتبہ ہونے سے پریشان ہونا ایک ممکن امر اور اچھا خوف ہے۔
 فا وجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ
 بعدوالی آیت میں نہیں حضرت موسیٰ (ع) کو انکی پریشانی کی وجہ سے منع نہیں کر رہی بلکہ جملہ "إنك انت الا علی" اس کام کے انجام اور یہ کہ کامیابی موسیٰ کو ہوگی کے بارے میں خبر دے رہی ہے اور موسیٰ (ع) کی پریشانی کو زائل کر رہی ہے۔
 5_ انبیاء کے اندر عام انسانوں کی نفسیات اور حالات کا وجود۔
 فا وجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ
 6_ عن امیر المؤمنین (ع): لم یوجس موسیٰ (ع) خیفۃ علی نفسہ بل أشفق من غلبة الجهال و ذُل الضلال؛ امیر المؤمنین (ع) سے روایت کی گئی ہے موسیٰ کو اپنی جان کا خطرہ نہیں تھا بلکہ انہیں خوف تھا کہ مبادا جہال اور گمراہ حکومتیں غالب آجائیں (1)

انبیاء:

ان کا انسان ہونا 5

پریشانی:

پسندیدہ پریشانی 4

خوف:

پسندیدہ خوف 4

روایت: 6

عوام:

انکی گمراہی کا خوف 4

فرعون کے جادوگر:

اسکے جادو کے اثرات 1؛ انکے جادو کے جاذب ہونا 3

فرعون:

انکی کامیابی کا خوف 6

موسیٰ (ع) :

انکی پریشانی کا پنہان ہونا 2; انکی پریشانی کے عوامل 1; انکے خوف کا فلسفہ 6; انکا قصہ 1، 2، 3، 6

.....

(1) نبج البلاغہ خطبہ 4 حصہ پنجم _ نورالثقلین ج 3 ص 384 ح 12 _

138

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ (٦٨)

ہم نے کہا کہ موسیٰ دڑو نہیں تم بہر حال غالب رہنے والے ہو (68)

1_ مضبوط دل رکھنا اور فرعون کے جادوگروں کے جادو کے اثرات سے پریشان نہ ہونا جادوگروں کے ساتھ مقابلے کے میدان میں حضرت موسیٰ (ع) کی طرف خدا تعالیٰ کی وحی کا محتوا _
فأوجس ... قلنا لا تخف

2_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو جادوگروں کے ساتھ مقابلے کے میدان میں اپنی یقینی کامیابی سے آگاہ کر کے ان کا دل مضبوط کیا اور انہیں اطمینان بخشا _
قلنا لا تخف إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ

3_ حضرت موسیٰ (ع) کو شکوک و شبہات پیدا کرنے اور جادوگروں کے جادو سے لوگوں کی گمراہی کے احتمال کی وجہ سے پریشانی تھی _
قلنا لا تخف إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ

جملہ "إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ"، "لا تخف" کی علت ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) اس بات سے پریشان تھے کہ کہیں ان کا معجزہ جادوگروں کے جادو کے ساتھ مشتبہ نہ ہو جائے اور لوگ ان کی حقانیت تک نہ پہنچ سکیں خدا تعالیٰ نے انکی قطعی برتری کو بیان کر کے انکے خوف کی وجہ کو ختم کر دیا _

4_ خدا تعالیٰ، حساس اور تقدیر ساز لمحات میں موسیٰ کا رہنما اور انہیں نفسیاتی بحرانوں اور ذہنی اضطراب سے نجات دینے والا _
قلنا لا تخف

5_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو اطمینان دلایا کہ میدان مقابلہ میں موجود سب جادوگروں سے انکی توان زیادہ ہے اور ان کا مقام، فرعون اور فرعونوں سے بلند ہے _
إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ

بنی اسرائیل:

انکی گمراہی سے پریشانی 3

139

خدا تعالیٰ :

اس کا علم غیب 3; اس کا نجات دینا 4

فرعون:

اسکی کمزوری 5

فرعون کے جادوگر:

انکے جادو کے اثرات 1، 3

فرعونی :

انکی کمزوری 5

موسیٰ (ع) :

انکی برتری 5; انکو تسلی 5; انکا خوف دور کرنا 1; انکی پریشانی کے عوامل 3; انکا قصہ 1، 3، 5; انکا مقام و مرتبہ 5; انکے اطمینان کا سرچشمہ 2; انکا اضطراب ختم کرنے کا سرچشمہ 4; انکی نجات کا سرچشمہ 4; انکی کامیابی 2; انکی طرف وحی 1; انکی ہدایت 4

وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ سَاجِرٌ وَلَا يُفْلِحُ السَّاجِرُ حَيْثُ أَتَى (٦٩)
اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو یہ ان کے سارے کئے دھڑے کو چن لے گا ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے وہ صرف جادوگر کی چال ہے اور بس اور جادوگر جہاں بھی جائے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا (69)

- 1_ فرعون کے جادوگروں کا جادو پیش ہونے کے بعد خداتعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو اپنا ڈنڈا زمین پر پھینکنے کا حکم دیا۔
وَالْقِ مَا فِي يَمِينِكَ
"ما فی یمینک" سے مراد حضرت موسیٰ (ع) کا ڈنڈا ہے کہ جو گذشتہ آیات میں "ما تِلْكَ بِيَمِينِكَ" کے جواب میں حضرت موسیٰ (ع) کی زبانی بیان ہو چکا ہے۔ اس بات کی تصریح نے حضرت موسیٰ (ع) کیلئے اس سوال و جواب کی یاد تازہ کردی اور ان کیلئے زیادہ اطمینان کا موجب بنی۔
- 2_ حضرت موسیٰ (ع) کے ڈنڈے کے ذریعے فرعون کے جادوگروں کے جادو کا نگلا جانا اور انکی خود ساختہ چیزوں کا باطل ہوجانا، خداتعالیٰ کا حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ وعدہ۔
وَالْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا
- 3_ جادوگروں کے ساتھ مقابلے کے میدان میں حضرت موسیٰ (ع) کا ڈنڈا ان کے دائیں ہاتھ میں تھا۔
وَالْقِ مَا فِي يَمِينِكَ

140

- 4_ ڈنڈا پکڑنے کے آداب میں سے ہے اسے دائیں ہاتھ میں پکڑا جائے۔
وَالْقِ مَا فِي يَمِينِكَ
انبیاء کے کام اور انکی سنتیں۔ سوائے ان کے مخصوص شخصی موارد کے سب کے سب ہمارے لئے قابل پیروی ہیں ڈنڈے کا حضرت موسیٰ (ع) کے دائیں ہاتھ میں ہونا اور پھر اس کا قرآن میں مذکور ہونا اس کام کی برتری اور فضیلت کی دلیل ہے
- 5_ جادو، جادوگر کا حیلہ اور مکر ہے اور یہ واقعات کو تبدیل نہیں کرتا۔
إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ سَحَرٌ
- 6_ خداتعالیٰ نے فرعون کے سب جادوگروں کی طرف سے پیش کئے گئے جادو کے ایک جیسا ہونے کو بیان کر کے موسیٰ (ع) کیلئے اس کے ابطال کو آسان ظاہر کیا۔
کید سحر
"ساحر" نکرہ اور وحدت پر دلالت کرنا ہے یعنی ایک جادوگر اور اس سے مراد حقیقی واحد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ سب جادوگروں کا مکر و حیلہ ایک نوعیت کا اور ایک جیسا ہونے کی وجہ سے ایک جادوگر کے حیلے کے مترادف ہے اور جادوگروں کی کثرت سے اس کی پیچیدگی میں اضافہ نہیں ہوا۔
- 7_ حضرت موسیٰ کے ڈنڈے کے ذریعے جادوگروں کے جادو کا نگلا جانا جادو کے بطلان اور موسیٰ (ع) کے معجزے کی حقانیت کی نشانی ہے۔
وَالْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ سَحَرٌ
- جملہ "إِنَّمَا صَنَعُوا..."، "تَلْقَفْ" کی علت ہے یعنی چونکہ جادو محض ایک مکر ہے اسلئے حضرت موسیٰ کے اعجاز کی حقیقت کے سامنے نابود ہوجائیں گے یوں جادوگروں کے جادو کا بطلان اور معجزے کی حقانیت ثابت ہوجائیں گی۔
- 8_ جادوگروں کیلئے کامیابی کا راستہ بند ہے۔
وَالْيَفْلَحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى

- "الساحر" کا "آل" جنس کیلئے ہے اور "حيث اتي" یعنی "حيث اقبل" (یعنی جہاں بھی آئے)۔
- 9_ جادو ایک ناجائز کام ہے اور اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔
- کید سحر و لایفلح الساحر حیث ا تی
- جادو کا مکر ہونا اور اسکی کامیابی کے راستے کا بند ہونا کہ جو اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ اس کے غیر مشروع اور ناجائز ہونے کیلئے کافی ہے۔
- 10_ جادو ایک بے قدر و قیمت عمل ہے اور جادوگر کی جگہ کا تبدیل کرنا اسکے ثمر بخش ہونے میں اثر نہیں رکھتا۔
- و لایفلح الساحر حیث ا تی
- 11_ عن رسول اللہ (ص) قال: إذا أخذتم الساحر فاقتلوه ثم قرأ "لا يفلح الساحر حیث ا تی" لا يأمن وجد؛ پیغمبر اکرم (ص) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جہاں بھی جادوگر آپ کے ہاتھ آجائے اسے قتل کر دو پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "لا یفلح الساحر حیث ا تی" (پھر) فرمایا جادوگر جہاں بھی مل جائے امان میں نہیں ہے۔ (1)
-

(1) الدر المنثور ج 5 ص 586

141

- احکام: 9
- جادو:
- اسکے احکام: 9; اس سے اجتناب کی اہمیت: 9; اس کا بے قدر و قیمت ہونا: 10; اسکی حرمت: 9; اس کا کردار و تاثیر: 5; اس میں جگہ کا کردار: 10
- جادوگر:
- انکی شکست: 8; انکا قتل: 11; انکا مکر: 5; انکی ناامنی: 11
- خداتعالیٰ
- اسکے اوامر: 1; اسکے وعدے: 2
- ڈنڈا:
- اسکے آداب: 4
- روایت: 11
- فرعون کے جادوگر:
- انکے جادو کا باطل کرنا: 2, 7; انکے جادو کے بطلان کے دلائل: 7; انکے جادو کے باطل کرنے کا آسان ہونا: 6
- محرمات: 9
- موسیٰ (ع):
- انکے ڈنڈے کا پھینکنا: 1; انکا داہنا ہاتھ: 3; انکے معجزے کی حقانیت کے دلائل: 7; انکا ڈنڈا: 3; انکا قصہ: 1, 2, 3, 6; انکے ڈنڈے کا کردار: 2; انکے ساتھ وعدہ: 2
- ہاتھ:
- دائیں ہاتھ کا کردار: 4

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَجْدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ (٧٠)

یہ دیکھ کر سارے جادوگر سجدہ میں گر پڑے اور آوازی کہ ہم موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر ایمان لے آئے (70)

1_ حضرت موسیٰ کے اعجاز سے انکا ڈنڈا فرعون کے جادوگروں کے جادو کے تمام وسائل (رسیوں اور ڈنڈوں) کو نکل گیا۔

تلقف ماصنعوا ... فألقى السحرة

"فألقي" کی "فا" فصیحہ اور محذوف جملوں سے حاکی ہے تقدیرات کے ساتھ آیت کریمہ کا معنی

142

- یہ ہے موسیٰ نے اپنا ڈنڈا پھینکا اور ڈنڈا جادو کے آلات کو نکل گیا اس وقت جادوگر سجدے میں گر گئے۔
- 2_ جادوگر، حضرت موسیٰ (ع) کا معجزہ اور اسکے ذریعے اپنے جادو کے نگلے جانے کو دیکھ کر خداتعالیٰ کے سامنے سجدے میں گر گئے۔
- فالقی السحرة سجد
- 3_ جادوگروں نے حضرت موسیٰ (ع) کا معجزہ دیکھ کر اسے قدرت الہی سمجھا اور خداتعالیٰ کی عظمت کے سامنے اظہار تواضع کرنے لگے۔
- فالقی السحرة سجداً قالوا ء امنا برب ہرون و موسیٰ
- 4_ حضرت موسیٰ (ع) کے معجزے کی طاقتور قوت جذبہ نے فرعون کے جادوگروں سے ہر قسم کی مقاومت اور انتظار کی توان کو سلب کر لیا۔
- فالقی السحرة
- فعل "ا" لقی" مجہول ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ جادوگر سجدہ کرنے پر مجبور ہو گئے گویا کسی چیز نے انہیں سجدے پر مجبور کر دیا۔
- 5_ جادوگر چونکہ جادو میں مہارت رکھتے تھے اس لئے انہوں نے حضرت موسیٰ (ع) کی باتوں کی حقانیت اور ان کے کام کے جادو نہ ہونے کا واضح ادراک کر لیا
- فالقی السحرة سجداً قالوا ء امن
- آیت کے ظاہر سے یوں لگتا ہے کہ میدان مقابلہ میں صرف جادوگروں نے اپنے ایمان کا اعلان کیا یا کم از کم یہ ایمان لانے والے پہلے افراد تھے جادوگروں کے ایمان کی طرف یہ سبقت انکی اپنے کام اور ان کے حضرت موسیٰ (ع) کے معجزے سے اختلاف کی شناخت کی وجہ سے تھی۔
- 6_ جادوگروں نے اپنے جادو کے بطلان کا مشاہدہ کر کے تمام موجودات پر خداتعالیٰ کی ربوبیت کو باور کر لیا اور اس پر ایمان لے آئے۔
- قالوا امنا برب ہرون و موسیٰ
- 7_ فرعون کے جادوگروں نے صراحت کے ساتھ خداتعالیٰ پر ایمان کا اعلان کیا۔
- قالوا ء امنا برب ہرون و موسیٰ
- 8_ جادوگروں نے خداتعالیٰ پر اپنے ایمان کا اس طرح اعلان کیا کہ فرعون اس میں تحریف نہ کر سکے اور اس سے سوء استفادہ نہ کر سکے۔
- قالوا ء امنا برب ہرون و موسیٰ
- چونکہ کچھ مدت تک حضرت موسیٰ نے فرعون کے گھر میں پرورش پائی تھی اگر جادوگر "رب موسیٰ (ع)" کہتے تو اس بات کا امکان تھا کہ فرعون انکے سجدے اور اعتراف کا رخ اپنی طرف موڑ کر اپنے آپ کو "رب موسیٰ (ع)" سمجھے لیکن انہوں نے حضرت موسیٰ کے نام کے ساتھ ہارون کا نام ذکر کر کے (رب ہارون و موسیٰ) فرعون کی طرف سے اپنی بات سے سوء استفادہ کرنے کا راستہ بند کر دیا۔
- 9_ حضرت موسیٰ اور ہارون نے ربوبیت خدا کے قبول کرنے کی دعوت کو اپنی دعوتوں میں سرفہرست قرار دیا۔
- رب ہارون و موسیٰ

143

- 10_ فرعون کے جادوگر موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) کا مقابلہ کرنے سے پہلے حضرت موسیٰ (ع) کی دعوت اور ان کے ساتھ ہارون کی ہم آہنگی سے آگاہ تھے۔
- ء امنا برب ہارون و موسیٰ
- 11_ رسالت کی انجام دہی اور پیغام توحید کے پہچانے میں خداتعالیٰ، موسیٰ اور ہارون کا تدبیر کرنے والا۔
- رب ہرون و موسیٰ

12_ انبیاء کو معجزہ عطا کرنا ربوبیت خدا کا ایک جلوہ _

رب ہرون و موسیٰ

13_ فرعون کے جادوگروں کے ساتھ مقابلے کے میدان میں حضرت ہارون حضرت موسیٰ (ع) کے ہمراہ حاضر تھے۔

ء امنا رب ہرون و موسیٰ

14_ خداتعالیٰ کی عظمت کی طرف توجہ کرنا اسکی بارگاہ میں خضوع کرنا انسان کو اسکی ربوبیت کے قبول کرنے پر

مجبور کرتا ہے۔

فا لقی السحرة سجداً قالوا ء امنا رب ہرون و موسیٰ

15_ خاک پر پیشانی رکھنا، قدیم زمانے سے خداتعالیٰ کے سامنے خضوع کرنے کی علامت ہے اور یہ اسکی بندگی کا واضح

جلوہ ہے۔

فا لقی السحرة سجد

16_ خداتعالیٰ کا حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ یہ وعدہ، کہ وہ جادوگروں کے ساتھ میدان مقابلہ میں غالب اور برتر رہیں

گئے، بہترین صورت میں عملی ہوا _

إنك انت الا علي ... فا لقی السحرة سجداً قالوا ء امن

17_ سجدے کے وقت، خداتعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کرنا ضروری ہے۔

فا لقی السحرة سجداً قالوا ء امنا رب ہرون و موسیٰ

اقرار:

خدا کی ربوبیت کا اقرار 17

انبیاء (ع) :

انکا معجزہ 12

ایمان:

خدا کی ربوبیت پر ایمان کی اہمیت 9; موسیٰ (ع) کی حقانیت پر ایمان 5; خدا پر ایمان 7; خدا کی ربوبیت پر ایمان 6; موسیٰ

کے معجزے پر ایمان 5; خدا کی ربوبیت پر ایمان کی پیش خیمہ 14

فرعون کے جادوگر:

انکے جادو کا باطل کرنا 1; انکا ایمان 5، 6، 7; انکی سوچ 3; انکا تواضع 3; یہ اور موسیٰ کی دعوت 10; یہ اور ہارون کی

دعوت 10; یہ اور موسیٰ کا معجزہ 3; انکا سجدہ 2; انکا عجز 4; ان کے ایمان کی خصوصیات 8

خداتعالیٰ :

اسکے وعدہ کا عملی ہونا 16; اسکی تدبیر 11; اسکے سامنے خضوع کے عوامل 14; اسکے سامنے خضوع کی نشانیاں 15;

اسکی ربوبیت کی علامت 12

ذکر :

144

ذکر خدا کی اثرات 14

سجدہ:

اسکے آداب 17; اسکی تاریخ 15; اسکی تاثیر 15

عبودیت:

اسکی نشانیاں 15

فرعون:

اسکے سوء استفادہ کو روکنا 8

موسیٰ :

انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5، 8، 10، 13; انکی تربیت کرنے والا 11; انکا معجزہ 1; انکی سب سے اہم دعوت 9; ان کے ڈنڈے

کا کردار 1; انکے معجزے کا کردار 4; انکو کامیابی کا وعدہ 16; موسیٰ و ہارون کی ہم آہنگی 10 ہارون (ع) : انکی تربیت کرنے والا 11; انکی سب سے اہم دعوت 9; یہ اور موسیٰ (ع) 13

تفسیر راہنما جلد 11

قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَى (٧١)

فرعون نے کہا کہ تم میری اجازت کے بغیر ہی ایمان لے آئے تو یہ تم سے بھی بڑا جادوگر ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے اب میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دوں گا اور تمہیں خرمہ کی شاخ پر سولی دیدوں گا اور تمہیں خوب معلوم ہو جائے گا کہ زیادہ سخت عذاب کرنے والا اور دیر تک رہنے والا کون ہے (71)

1_ موسیٰ (ع) پر ایمان لانے کی وجہ سے جادوگروں کو فرعون کی طرف سے ڈانٹ ڈپٹ اور توبیخ کا سامنا کرنا پڑا _

145

قالوا ء امنا ... قال ء امنتم له قبل ان ء اذن لكم

"آمنت" چاہے جملہ خبریہ ہو چاہے استفہامیہ (ہمزہ کی تقدیر کے ساتھ) اس سے مراد توبیخ ہے اور "لہ" کی ضمیر کا مرجع حرف لام کے قرینے سے کہ جو "آمن" کے غیر خدا کے ساتھ ربط کیلئے استعمال ہوتا ہے اور "ہنہ لکبیرکم" میں "ہنہ" کی ضمیر کے تناسب سے _ موسیٰ (ع) ہیں _

2_ فرعون کے جادوگر، موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) کو پیغمبر خدا سمجھ کران پر ایمان لے آئے _
ء امنتم له

گذشتہ آیت میں جادوگروں کی تعبیر "آمنہا برب ہارون و موسیٰ" تھی لیکن فرعون نے ڈانٹتے ہوئے انہیں موسیٰ پر ایمان لانے والا قرار دیا یہ نکتہ "رب موسیٰ و ہارون" پر ایمان اور ربوبیت خدا کی دعوت کے سلسلے میں ان کی رسالت پر ایمان کے درمیان تلازم کو بیان کر رہا ہے _

3_ فرعون، دین کے انتخاب اور لوگوں کے مسلک کی تبدیلی کو اپنی اجازت کے ساتھ مشروط سمجھتا تھا _
ء امنتم له قبل ان ء اذن لكم

4_ فرعون کی حکومت میں موسیٰ (ع) پر ایمان لانا غیر قانونی اور ممنوع تھا _
امنتم له قبل ان ء اذن لكم

موسیٰ (ع) پر ایمان لانے میں فرعون کی اجازت کی ضرورت اس زمانے میں آپ پر ایمان لانے کے غیر قانونی اور ممنوع ہونے کی علامت ہے _

5_ فرعون کے نظام حکومت میں فکری اضطراب کا وجود اور عقیدے کی آزادی کا نہ ہونا _
ء امنتم له قبل ان ء اذن لكم

عقیدے کیلئے فرعون کی اجازت کی ضرورت فرعون کی حکومت میں مکمل فکری اضطراب اور استبداد کی علامت ہے _

6_ فرعون ایک ڈکٹیٹر، مغرور اور متکبر حکمران تھا _
قبل ان ء اذن لكم

7_ فرعون نے موسیٰ (ع) کو بڑا جادوگر اور آپ کے معجزے کو اس سے بڑا جادو قرار دیا جو انہوں نے دوسروں کو سکھایا تھا _

- انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر
 8_ فرعون نے موسیٰ (ع) پر جادوگروں کا استاد ہونے اور ان کے امور کو چلانے کی تہمت لگائی۔
 آمنتم لہ ... انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر
 9_ موسیٰ (ع) سے جادو سیکھنا اور فرعون کے خلاف سازش میں موسیٰ (ع) کے ساتھ شریک ہونا، فرعون کی طرف سے ایمان لانے والے جادوگروں پر لگائی جانے والی تہمتوں میں سے۔
 انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر
 10_ فرعون نے موسیٰ (ع) کے مقابلے میں جادوگروں کی شکست کو ظاہر سازی اور پہلے سے موسیٰ کے ساتھ مل کر بنائی گئی سازش کا نتیجہ قرار دیا اور ان پر جان بوجھ کر تساہل برتنے کی تہمت لگائی۔
 انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر
 11_ فرعون کی نظر میں جادوگر میدان مقابلہ میں حاضر

146

- ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ (ع) پر ایمان رکھتے تھے اور میدان مقابلہ میں انکا ایمان لانا صرف ظاہری اور پہلے سے ترتیب دیا ہوا تھا۔
 ء امنتم لہ قبل ان ء اذن لکم انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر
 12_ جادو ان علوم میں سے ہے کہ جو تعلیم و تعلم کے قابل ہیں۔
 علمکم السحر
 13_ مخالف سمت کے ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کا کاٹنا اور کھجور کے درخت کے تنے پر سولی دینا فرعون کی طرف سے ایمان لانے والے جادوگروں کیلئے قرار دی جانے والی سزاؤں میں ہے۔
 فلا قطن ایدیکم و ارجلکم من خلف و لا صلیبکم
 جذع (جذوع کا مفرد) کامعنی ہے درخت کا تنہ اور حرف "فی" بتا رہا ہے کہ فرعون نے اپنی دھمکی میں جادوگروں کا ہاتھ پاؤں کاٹنے کے بعد ان کا دائمی ٹھکانا سولی کی لکڑیاں قرار دے رکھا تھا یہ مطلب اس بات سے کنایہ ہے کہ کبھی بھی ان کا بدن نیچے نہیں اتارا جائیگا۔
 14_ مجرموں کے ہاتھ پاؤں کاٹ کے انہیں سولی پر لٹکانا، فرعون کے زمانے کی سخت ترین سزاؤں میں سے تھا۔
 فلا قطن ... و لا صلیبکم فی جذوع النخل
 15_ فرعون کی طرف سے ایمان لانے والے جادوگروں کو سولی دینے انہیں شکنجے دینے اور ان کے اجرا پر بلا واسطہ نظارت کرنے کی تصمیم، قطعی اور آمرانہ تھی۔
 لا قطن ... لا صلیبکم ... لتعلمن اینا اشد عذابا و باقی
 فرعون، موسیٰ کے مقابلے میں پہلے رد عمل میں اپنے حواریوں سے مشورہ کرتا تھا لیکن جادوگروں کی سزا کے سلسلے میں اس نے عمل کرنے کی قسم کے ساتھ اپنی شخصی اور آمرانہ رائے کا اعلان کیا اور اس نے لام قسم، نون تاکید ثقیلہ اور باب تفعل کے فعلوں کے ساتھ اپنی اس تصمیم کی قاطعیت کا اظہار کیا۔ قابل ذکر ہے فعل "لا قطن" اور "لا صلیب" باب تفعل سے ہیں کہ جو ثلاثی مجرد کے ساتھ ہم معنی ہیں صرف اسکی نسبت ان میں تاکید زیادہ ہے۔
 16_ فرعون کا دارالحکومت ایک گرم علاقہ میں تھا اور اس میں کجھور کے درخت تھے۔
 و لا صلیبکم فی جذوع النخل
 17_ فرعون نے اپنی طرف سے دیئے جانے والے عذاب اور شکنجوں کے اس عذاب سے زیادہ سخت ہونے کا اعلان کیا جس کا حضرت موسیٰ (ع) نے وعدہ دیا تھا۔
 و لتعلمن اینا اشد عذاب
 حضرت موسیٰ نے مقابلے کے آغاز میں کہا تھا "ویلکم... فیسحتکم بعذاب" فرعون نے اس بات کے مقابلے میں یوں وعدہ دیا کہ اس کا عذاب اس عذاب سے زیادہ سخت ہے جس کا موسیٰ (ع) نے وعدہ دیا ہے۔
 18_ فرعون نے ایمان لانے والے جادوگروں کی سزا (ہاتھ پاؤں کا کاٹنا اور تختہ دار پر لٹکانا) کے

147

- دورانے کا اس عذاب سے زیادہ طولانی اور دیرپا ہونے کا اعلان کیا کہ جس کا حضرت موسیٰ نے وعدہ دے رکھا تھا۔
و لتعلمن ایّنا اشد عذاباً و ا بقی
"عذاباً"، "ا شد" کی تمیز اور "ا بقی" کی محذوف تمیز کا قرینہ ہے "و ا بقی عذاباً"۔
- 19_ فرعون، موسیٰ (ع) اور ان کے پیروکاروں کو نابود اور ختم کرنے اور اپنی حکومت کو پائیدار ظاہر کرنے پر مصمم تھا۔
و لتعلمن ایّنا اشد عذاباً و ا بقی
فرعون کی طرف سے ایمان لانے والوں کے قتل اور عذاب کا وعدہ نیز زیادہ باقی رہنے کا ادعا (ا بقی) اس نکتہ کو بیان کر رہا ہے کہ وہ ایمان لانے والوں کو نابود کرنے پر مصمم تھا۔ قابل ذکر ہے اس مطلب میں تمیز "عذاباً" کو کلمہ "ا شد" کے ساتھ مختص کیا گیا ہے اور کلمہ "ا بقی" کو تمیز سے خالی سمجھا گیا ہے۔
- 20_ فرعون نے اپنے شکنجوں کے موسیٰ (ع) کی طرف سے وعدہ دیئے گئے عذاب سے زیادہ سخت ہونے کے ادراک کو صرف ان کے چکھنے کی صورت میں ممکن قرار دیا۔
و لتعلمن ایّنا اشد عذاباً و ا بقی
- 21_ جادوگروں کے ماجرا اور ان کے موسیٰ (ع) پر ایمان لانے کے بعد فرعون کی حکومت کی بنیادیں بہت متزلزل ہو گئیں۔
و لتعلمن ایّنا اشد عذاباً و ا بقی
- فرعون کے پہلے رد عمل اور جادوگروں کے ایمان کے بعد کے رد عمل کے درمیان فرق اسکی حکومت کے تزلزل اور موسیٰ (ع) اور ان پر ایمان لانے والوں کی طرف سے شدید خطرے کے احساس سے حکایت کرتا ہے۔
- 22_ شکنجہ، قتل، ڈرانا اور دھمکانا موسیٰ (ع) کی تحریک کو روکنے اور اپنی حکومت کی بقاء کیلئے فرعون کے آخری حربوں میں سے۔
فلا قطعن ... لا صلیبکم ... و لتعلمن
- 23_ تہمت لگانا فرعون کے نظام میں ظالمانہ سزاؤں اور سختی کرنے کیلئے ایک بہانہ۔
ء امنتم ... انہ لکبیرکم ... فلا قطعن ... ا شد عذاباً و ا بقی
- 24_ موسیٰ (ع) اور ہارون فرعون، کے گزند سے محفوظ اور فرعونوں کے تسلط سے باہر۔
انہ لکبیرکم ... فلا قطعن ا یدیکم ... ا شد عذاباً و ا بقی
- موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے جادوگروں کو شکنجے اور پھانسی کی دھمکی اور موسیٰ اور ہارون کی سزا سے خاموشی اسکے فرعون کیلئے ممکن نہ ہونے کی علامت ہے۔

ایمان:

موسیٰ (ع) پر ایمان 1، 2، 4؛ ہارون (ع) پر ایمان 2

جادو:

جادو سیکھنا 9، 12؛ جادو سکھانا 12

فرعون کے جادوگر:

انکے ایمان کے اثرات 21؛ انکا ایمان 1، 2، 11؛

148

انہیں سولی دینا 13، 15؛ ان پر سازش میں شریک ہونے کی تہمت 9، 10، 11؛ انکی سرزنش 1؛ انکی شکست 10؛ انکا شکنجہ

15، 18؛ انکا پاؤں کاٹنا 13؛ انکا ہاتھ کاٹنا 13؛ انکی سزا 23

خداتعالیٰ:

اسکے عذاب کی سختی 17، 18

فرعون:

اسکی حکومت میں سختی 5؛ اسکی اجازت 3؛ اسکا استبداد 3، 4، 6، 15، 22؛ اسکی سوچ 3، 7، 10، 11، 20؛ اس کا

حکومت کو مستحکم کرنا 19؛ اس کا تکبر 6؛ اسکی سازش 22؛ اسکی دھمکیاں 17، 18، 22؛ اسکی تہمتیں 7، 8، 9، 10،

23; اسکی دشمنی 19; اسکے مقابلے کی روش 22; اسکی حکومت کے انحطاط کا پیش خیمہ 21; اسکے شکنجوں کی سختی 17، 20; اسکی سرزنش 1; اسکے شکنجے 14، 15، 22; اسکی صفات 6; اس کا ظلم 23; اسکی سزائیں 13، 23; اسکے دار الحکومت کا گرم ہونا 16; اسکے شکنجوں کی مدت 18; اس سے محفوظ رہنا 24; اسکے دار الحکومت کی موسمی حیثیت 16; اسکے دار الحکومت میں نخلستان 16; اس کا حکومتی نظام 4، 5; اس کا سزا دینے کا نظام 14; اسکی حکومت کی

خصوصیات 23

مجرمین:

انکی سزا 14

موسی:

ان پر جادو کی تہمت 7، 8; ان کے دشمن 19; ان پر ایمان لانے والوں کے دشمن 19; انکے ساتھ مقابلے کی روش 22; انکا قصہ 2، 7، 8، 9، 11، 13، 15، 22، 24; ان پر ایمان لانے والے 11; انکا محفوظ ہونا 24; انکی نبوت 2; انکا مؤثر ہونا 9

بارون (ع) :

انکا قصہ 24; انکا محفوظ ہونا 24; انکی نبوت 2

قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (٧٢)
ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس جو کھلی نشانیاں آچکی ہیں اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے ہم اس پر تیری بات کو مقدم نہیں کر سکتے اب تجھے جو فیصلہ کرنا ہو کر لے تو فقط اس زندگانی دنیا ہی تک فیصلہ کر سکتا ہے (72)

1_ ایمان لانے والے جادوگروں کا پلٹ جانا (مرتد ہونا) اور دین فرعون کی پیروی کرنا انہیں فرعون کی 149

دھمکیوں کے اہداف میں سے _

لا قطع ... قالوا لن نؤثرک

ایمان لانے والے جادوگروں کا فرعون کو جواب (لن نؤثرک) اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ فرعون کی دھمکیاں، جادوگروں کو ایمان کے راستے سے ہٹانے کیلئے تھیں _

2_ ایمان لانے والے جادوگروں نے فرعون کو خداتعالیٰ پر برتری دینے اور موسیٰ (ع) کے واضح دلائل کے مقابلے میں فرعون کی دھمکیوں کو اہمیت دینے کو کلی طور پر منفی قرار دیا اور انہوں نے اپنے ایمان کے محکم ہونے کا اظہار کیا _ قالوا لن نؤثرک علی ما جاءنا من البینت و الذی فطرنا

3_ مصر کے ایمان لانے والے جادوگر آیات الہی اور خداتعالیٰ کے واضح دلائل سے متاثر ہو گئے اور انہوں نے خداتعالیٰ کو فرعون پر ترجیح دی _

لن نؤثرک علی ما جاءنا من البینت و الذی فطرنا

4_ حضرت موسیٰ (ع) کے بینات (واضح دلائل) انکی حقانیت اور فرعون کے دعووں کے بطلان کی واضح دلیلیں _ قالوا لن نؤثرک علی ما جائنا من البینت

5_ ڈنڈے کو ایسی شے میں تبدیل کر دینا کہ جو جادوگروں کے جادو کے آلات کو نگل کر پہلی حالت پر پلٹ گئی حضرت موسیٰ (ع) کی رسالت کی متعدد نشانیوں کا حامل تھا _

ما جاءنا من البینت

چونکہ جادوگروں نے اپنے مشاہدات کو "بینات" (بینہ کی جمع) سے تعبیر کیا ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ ایک معجزے کے ضمن میں متعدد معجزات تھے _

6_ فرعون کے پاس اپنے دعووں پر کوئی واضح دلیل نہیں تھی _

قالوا لن نؤثرک علی ما جاءنا من البینت

7_ ایمان لانے والے جادوگر اپنے خالق کی جانب سے موسیٰ کی رسالت کے معتقد _

علی ما جائنا من البینت و الذی فطرنا

8_ خداتعالیٰ انسانوں کا خالق ہے _

الذی فطرن

"فَطَرَ" مادہ "فطرۃ" سے ابتدا و اختراع کے معنی میں ہے " فطر الله الخلق" یعنی انہیں خلق کیا اور آغاز کیا (لسان العرب)
9_ انسان کے خالق، خدا کے مقابلے میں ناتوان مخلوق کی ربوبیت کے ساتھ توصیف ناروا کام اور ردیل اور برہان سے عاری ہے۔

لن نُؤثِرَكَ ... و الذی فطرن

"و الذی فطرننا" کا عطف " ما جاء نا" پر ہے یعنی "لن نُؤثِرَكَ علی الذی فطرننا" (ہم تجھے اے فرعون کہ جو صرف مخلوق ہے اپنے خدا پر کہ جس نے ہمیں خلق کیا ہے انتخاب نہیں کریں گے) یہ جملہ محکم استدلال پر مشتمل ہے یعنی چونکہ خدا تعالیٰ خالق ہے اور اس نے

150

واضح دلائل کے ساتھ اپنی ربوبیت کو ہمارے لئے بیان کر دیا ہے لہذا اسکے غیر کو ربوبیت کیلئے انتخاب کرنا درست نہیں ہے

10_ خالقیت میں توحید، ربوبیت میں توحید کی دلیل ہے۔

لن نُؤثِرَكَ ... و الذی فطرن

11_ ایمان لانے والے جادوگروں نے اپنے ایمان کو بچانے کی خاطر ہر قسم کے شکنجوں اور قتل کو برداشت کرنے کیلئے اپنی آمادگی کا اعلان کیا۔

لن نُؤثِرَكَ ... فاقض ما انت قاض

"قضا" کا معنی ہے فیصلہ کرنا "فاقض ... " کا جملہ ایمان لانے والے جادوگروں کی زبان سے فرعون کو خطاب ہے یعنی تو جو فیصلہ بھی کرسکتا ہے کر لے ہم اپنے ایمان کی راہ میں ہر قسم کے شکنجے اور عذاب کیلئے تیار ہیں۔

12_ ایمان لانے والے جادوگروں کی طرف سے دنیا اور اس میں فرعون کی محدود وقت کیلئے حکومت کی تحقیر۔
إنما تقضى هذه الحياة الدنيا

فعل "تقضى" فرعون کو خطاب ہے اور " هذه الحياة" اس کا مفعول فیہ ہے یعنی "إنما تقضى مدة هذه الحياة الدنيا" تیری حکمرانی کا دائرہ کار یہی دنیاوی زندگی ہے اور اسکے علاوہ تیری دسترس سے باہر ہے۔

13_ دنیا کی عارضی زندگی کے ساتھ دل لگانا اور اس پر مغرور ہونا ناروا کام ہے۔
إنما تقضى هذه الحياة الدنيا

14_ ایمان لانے والے جادوگروں نے فرعون کی طاقت کی تحقیر کر کے اسے بتادیا کہ تیرے سخت ترین شکنجے بھی صرف انکی دنیاوی زندگی کو ختم کریں گے اور انکی آخرت کو کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے۔

فاقض ما انت قاض إنما تقضى هذه الحياة الدنيا

اگر "هذه الحياة"، "تقضى" کا مفعول بہ ہو تو "قضا" سے مراد ہوگا ختم کرنا اہل لغت کہتے ہیں "قضا" کے تمام معانی کی بازگشت منقطع ہونے اور ختم ہونے کی طرف ہے (لسان العرب) بنابرین آیت کریمہ کا معنی یہ ہوگا اے فرعون تو اپنے فیصلے کے ساتھ جسے ختم کرسکتا ہے کر دے کیونکہ تو صرف اس دنیاوی زندگی کو ختم کرسکتا ہے۔

15_ انبیا اور مؤمنین کے دشمنوں کی طاقت اور حکمرانی صرف دنیاوی زندگی تک محدود ہے۔
إنما تقضى هذه الحياة الدنيا

16_ ایمان لانے والے جادوگر فرعون کی دھمکیوں کے باوجود اسکی ہدایت اور نصیحت و راہنمائی کے در پے تھے۔
ما جاء نا من البینت و الذی فطرننا فاقض ما انت قاض إنما تقضى هذه الحياة الدنيا

فرعون کے دشمنانہ رویے کے بعد جادوگروں کا حضرت موسیٰ (ع) کے واضح دلائل، خدا تعالیٰ کی خالقیت اور فرعون کی قدرت کے محدود ہونے کی طرف اشارہ کرنا ہوسکتا ہے فرعون کو مطمئن کرنے اور اسے پند و نصیحت کرنے کی غرض سے ہو

151

17_ حضرت موسیٰ پر ایمان لانے والے جادوگر، آخرت پر محکم ایمان و اعتقاد رکھنے والے تھے۔
فاقض ... إنما تقضى هذه الحياة الدنيا

آخرت:

اس پر ایمان لانے والے 14، 17

آیات خدا:

ان پر ایمان لانے والے 3

انبیاء:

ان کے دشمنوں کی قدرت کا محدود ہونا 15

انسان:

اس کا خالق 8

ایمان:

موسیٰ پر ایمان 2

توحید:

توحید ربوبی کے دلائل 10; اس کا خالقیت میں کردار 10

فرعون کے جادوگر:

انکی آخرت پرستی 14، 17; انکی آمادگی 11; انکی استقامت 2، 11; انکا ایمان 2، 3، 7، 11، 14، 17; انکی سوچ 12; انکی

تبلیغ 16; انکا خالق 7; انکے مرتد ہونے کا پیش خیمہ 1; انکی دھمکی کا فلسفہ 1; انکی نصیحتیں 16; انکا ہدایت کرنا 16

خدا تعالیٰ :

اسکی خالقیت 8

دنیا پرستی:

اسکا ناپسند ہونا 13

ربوبیت:

غیر خدا کی ربوبیت کا غیر منطقی ہونا 9

زندگی :

دنیاوی زندگی کا بے قدر و قیمت ہونا 12

شرك :

شرك ربوبی کا غیر منطقی ہونا 9

عمل :

ناپسندیدہ عمل 13

فرعون:

اسکی دھمکیوں کے اہداف 1; اسکی حکومت کا بے قدر و قیمت ہونا 12; اس کا غیر منطقی ہونا 6; اسکی تحقیر 14; اسکے

شکنجوں کو برداشت کرنا 11، 14; اسکے باطل ہونے کے دلائل 4; اسکو نصیحت 16

مؤمنین :

انکے دشمنوں کی قدرت کا محدود ہونا 15

موسیٰ :

ان کے واضح دلائل 4; انکے معجزوں کا متعدد ہونا 5; انکی حقانیت کے دلائل 4; انکی نبوت کے دلائل 5; انکا قصہ 2; ان

پر ایمان لانے والے 7; انکے ٹنڈے کا کردار 5; انکی نبوت کے دلائل کا واضح ہونا 2

152

إِنَّا أَمَنَّا بِرَبِّنَا لِيُغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَبِيرٌ وَبَقِي (٧٣)

ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے ہیں کہ وہ ہماری خطاؤں کو معاف کر دے اور اس جادو کو بخش دے جس پر تونے ہمیں

مجبور کیا تھا اور اللہ سب سے بہتر ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے (73)

1_ فرعون اور اسکی دھمکیوں کے مقابلے میں ایمان لانے والے جادوگروں نے اپنے پروردگار پر اپنے ایمان کی تاکید کی

لن نؤثرک ... إنا ء امّنا برین

2_ ایمان لانے والے جادوگر اپنے گناہ و خطا کے معترف اور خداتعالیٰ کی بخشش کے امیدوار تھے۔

إنا ء امّنا برینا لیغفرلنا خطی ن

4_ کفر و شرک گناہ ہے اور اس کیلئے بارگاہ خداوندی سے طلب مغفرت اور توبہ کی ضرورت ہے۔

لیغفرلنا خطی ن

بعد والی آیات کے قرینے سے کہ جن میں جرم اور ایمان کو ایک دوسرے کے مقابلے میں ذکر کیا گیا ہے یہاں پر "خطیئة" کا مورد نظر مصداق خداتعالیٰ کے ساتھ کفر اور حضرت موسیٰ کی رسالت کے انکار والا گناہ ہے۔

5_ ایمان لانے والے جادوگر اپنے باطنی میلان کے برخلاف اور حکومت فرعون کے دباؤ کی وجہ سے حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے پر مجبور ہوئے۔

و ما ا کرہتنا علیہ من السحر

"اِکراہ" یعنی کسی کو ایسے کام پر مجبور کرنا جسکی طرف وہ خودمائل نہ ہو۔ قابل ذکر ہے کہ "ا کرہتنا" فرعون کو

مخاطب بنائے ہوئے ایمان لانے والے جادوگروں کا کلام ہے یعنی تو نے ہمیں جادو اور موسیٰ کا مقابلہ کرنے پر مجبور

کیا۔ جادوگروں نے جادو کو پیش کرنے کے طریقے کے سلسلے میں جو اقدامات کئے اگرچہ وہ اختیاری تھے لیکن حضرت موسیٰ (ع) کے مقابلے میں انہیں میدان میں حاضر کرنا اجباری تھا۔

6_ گناہ اگرچہ اپنے میلان کے بغیر اور کسی کے مجبور کرنے سے انجام پائے بخشش الہی اور توبہ ک

153

نیاز مند ہے۔

إنا ء امّنا لیغفر ... و ما ا کرہتنا علیہ من السحر

ایمان لانے والے جادوگروں کی گفتگو میں "خطایا" کو بھی بخشش کا نیازمند قرار دیا گیا ہے اور "ما ا کرہتنا" کو بھی اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ اگرچہ کسی کے مجبور کرنے اور اپنے ذاتی تمایل کے بغیر ہو اس کیلئے مغفرت الہی کی ضرورت ہے۔

7_ فرعون کی حکومت میں دباؤ اور اجبار کا وجود اور آزادی کا نہ ہونا۔

ما ا کرہتنا علیہ من السحر

8_ جادو اور جادوگری ایسا گناہ ہے کہ جسے توبہ اور بخشش خداوندی کی ضرورت ہے۔

لیغفرلنا ... و ما ا کرہتنا علیہ من السحر

جادو اور جادوگروں کا بخشش کا نیازمند ہونا اس کے گناہ ہونے کی علامت ہے۔ جادوگری کا اس کے اجباری ہونے کی طرف اشارہ بخشش الہی کو حاصل کرنے کیلئے اس گناہ کے سرزد ہونے کے سلسلے میں ایک قسم کا عذر پیش کرنے کے مترادف ہے۔

9_ فرعون کے جادوگر حضرت موسیٰ (ع) پر ایمان لانے کے بعد فرعون کے حق میں جادو کے اقدام سے اظہار ندامت کر کے بخشش الہی کے طالب ہوئے۔

لیغفرلنا ... ما ا کرہتنا علیہ من السحر

10_ خداتعالیٰ خیر محض اور سب سے زیادہ پائندہ ہے۔

و اللہ خیر و ا بقی

"خیر" دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ 1_ وصفی معنی میں (شرک کے مقابلے میں) 2_ تفصیلی معنی میں آیت کریمہ میں

اگرچہ دونوں معنی مراد ہوسکتے ہیں لیکن مذکورہ بالا مطلب میں اس کا وصفی معنی مد نظر رکھا گیا ہے۔

11_ خداتعالیٰ کی جزا، بہترین اور پائندہ ترین جزا ہے۔

و اللہ خیر و ا بقی

خدا تعالیٰ کا انسان کیلئے "خیر" ہونا _ اگر خیر اسم تفضیل ہو _ اسکی جزا کے بہتر ہونے کی طرف بھی ناظر ہے اور "باقی" کا اطلاق خدا تعالیٰ کے ساتھ مربوط ہر شے کو شامل ہے یعنی وہ، اسکی جزا اور اس کا عذاب زیادہ اور سب سے زیادہ باقی رہنے والے ہیں۔

یہ جملہ جادوگروں کی طرف سے جواب ہے فرعون کو کہ جس نے کہا تھا "اینا اشد عذاباً و باقی" 12 _ جادوگروں نے فرعون کے جواب میں خدا تعالیٰ کو اس سے برتر، خدا تک پہنچنے کو دنیاوی آسائش سے زیادہ قدر و قیمت والا اور دنیاوی زندگی سے زیادہ دیرپا متعارف کرایا _

إنما تقضى هذه الحياة الدنيا ... و الله خير و أبقى 13 _ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا اسکی طرف سے گناہوں کی بخشش کیلئے زمین ہموار رکرتا ہے _

إِنَّا ء امنا بربنا لیغفر لنا خطی ن 14 _ گناہوں کی بخشش، خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا ایک

154

جلوہ ہے _
إِنَّا ء امنا بربنا لیغفر لنا خطی ن
15 _ "خیر" خدا تعالیٰ کے اوصاف میں سے ہے _
و الله خير

بخشش:

اس کا پیش خیمہ 13; اس کا سرچشمہ 3، 14

استغفار:

جادو سے استغفار 8; شرك سے استغفار 4; كفر سے استغفار 4; گناہ سے استغفار 6
اسما و صفات:

خیر 15

اقرار:

گناہ کا اقرار 2

امیدوار:

بخشش کا امیدوار 2

ایمان:

خدا پر ایمان کے اثرات 13، خدا پر ایمان 1

جزا:

بہترین جزا 11

توبہ:

جادو سے توبہ 8; گناہ سے توبہ 6

جادو:

اس کا گناہ 8

فرعون کے جادوگر:

انکا استغفار 9; انکی استقامت 1; انکا اقرار 2; انکا اجبار 5; انکی امیدواری 2; انکا ایمان 1، 9; انکی پشیمانی 9; انکی

خدا شناسی 12; انکا زہد 12; انکا گناہ 2

خدا تعالیٰ :

اسکے اختیارات 3; اسکی جزا کا دائمی ہونا 11; اس کا پائندہ ہونا 10; اس کا خیر ہونا 10; اسکی ربوبیت کی نشانیاں 14;

اسکی جزا کی خصوصیات 11

خیر:

اس کا سرچشمہ 10

شرک:

اس کا گناہ 4

فرعون:

اس کا استبداد 7; اسکی دھمکیاں 1; اس کا حکومتی نظام 7

کفر:

اس کا گناہ 4

موسیٰ (ع) :

انکا قصہ 5

155

إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ (٧٤)
یقیناً جو اپنے رب کی بارگاہ میں مجرم بن کر آئے گا اس کے لئے وہ جہنم ہے جس نہ مرسکے گا اور نہ زندہ رہ سکے گا
(74)

- 1_ جو لوگ قیامت کے دن اپنے پروردگار کے بارے میں کفر کے ساتھ حاضر ہوں گے بلاشک جہنمی ہوں گے۔
انہ من یأت ربہ مجرمًا فان لہ جہنم
بعد والی آیت کے قرینے سے اس آیت میں "جرم" کفر کے معنی میں ہے کیونکہ بعد والی آیت میں آیا ہے "و من یأتہ مؤمنا ..."
2_ کفر، جرم اور گناہ ہے اور کفار، مجرم اور دوزخی ہیں "انہ من یأت ربہ مجرمًا فان لہ جہنم" میں لام استحقاق پر دلالت کر رہا ہے۔
3_ جہنم اور اس کے طاقت فرسا عذاب کا خوف فرعون کے جادوگروں کے دلوں میں ایمان کے محکم ہونے کا سبب بنا۔
إِنَّا ء امْنَا بِرَبِّنَا ... انہ من یأت ربہ مجرمًا فان لہ جہنم
جملہ "انہ من یأت ... سابقہ آیت کے محتوا کی علت ہے۔
4_ ایمان اور توبہ، بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے سے پہلے گناہوں کی بخشش کا سبب ہے۔
إِنَّا ء امْنَا بِرَبِّنَا لِيَغْفِر ... انہ من یأت ربہ مجرم
5_ قیامت سب کے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے کا دن۔
انہ من یأت ربہ مجرم
بعد والی آیت (و من یأتہ مؤمنا) قرینہ ہے کہ قیامت میں حاضر ہونا سب کیلئے ہے۔
6_ اعمال کی جزا، خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔
انہ من یأت ربہ مجرمًا فان لہ جہنم
7_ دوزخی لوگ نہ تو دوزخ میں مریں گے تا کہ انہیں عذاب کا احساس نہ ہو اور نہ ہی زندوں کی طرح ہوں گے۔

156

فان لہ جہنم لایموت فیہا و لا یحیی

"لایموت فیہا" قرینہ ہے کہ "لایحیی" میں حیات سے مراد وہ ہے جو موت پر ترجیح رکھتی ہو اور اہل دوزخ کی حیات چونکہ ان کے عذاب میں اضافے کا سبب ہے لہذا موت سے کہ جو عذاب کو ختم کرنے والی ہے زیادہ دردناک اور زیادہ منفور ہے۔
8_ دوزخ کا عذاب دائمی ہے اور کفار اس میں ہمیشہ رہیں گے۔
لایموت فیہ

9_ جہنم کا عذاب سخت اور ناقابل برداشت ہے۔

فان لہ جہنم لایموت فیہا و لایحیی

10_ جہنم کے عذاب کا دائمی ہونا اور اس میں موت کا نہ ہونا اسکے کا فرد کے اس عذاب اور آزار اور شکنجوں سے زیادہ دیرپا ہونے کی دلیل ہے جو وہ مؤمنین کیلئے روا رکھتے تھے۔

و اللہ خیر و ابقى انہ من یا ت ... لایموت فیہ

11_ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے جب اس آیت (انہ من یا ت ربہ مجرما فان لہ جہنم لایموت فیہا و لایحیی) پر پہنچے تو فرمایا جہنم میں رہنے والے کہ جو اسکے اہل ہیں اس میں نہ مریں گے اور زندہ رہیں گے لیکن جو لوگ جہنم کے اہل نہیں ہیں تو آگ انہیں ایک دفعہ مار دے گی پھر شفاعت کرنے والے اٹھ کر انکی شفاعت کر دیں گے (1)

.....

(1) در المنثور ج 5 ص 587_

بخشش:

اس کا سر پیش خیمہ 4

ایمان:

اسکے اثرات 4

خوف:

جہنم سے خوف کی اثرات 3; اخروی عذاب سے خوف کے اثرات 3

توبہ :

اسکے اثرات 4

فرعون کے جادوگر:

انکے خوف کے اثرات 3; ان کا ایمان 3; انکی استقامت کے عوامل 3

جہنم:

اس میں ہمیشہ رہنے والے 8; اس میں ہمیشہ رہنا 8; اس کے عذاب کا دائمی ہونا 8; اس میں حیات 7، 11; اسکے عذاب کی

سختی 9; اس میں موت 7، 11; اسکے اسباب 2

جہنمی لوگ: 1، 2

خداتعالی :

اسکی ربوبیت کی نشانیاں 6

روایت: 11

شرك:

اسکے اخروی اثرات 1

157

عذاب :

اسکے درجے 9

عمل:

اسکی جزا 6; اسکی سزا 6

قیامت:

اس میں جمع ہونا 5; اسکی خصوصیات 5

کفار:

انکے شکنجے 10؛ یہ جہنم میں 8، 10؛ انکی اخروی سزا 10

کفر:

اسکے اخروی اثرات 1؛ اس کا گناہ 2

گناہ کار لوگ، 2

مؤمنین:

انکا شکنجہ 10

وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ (۷۵)

اور جو اس کے حضور صاحب ایمان بن کر حاضر ہوگا اور اس نے نیک اعمال کئے ہوں گے اس کے لئے بلندترین درجات ہیں (75)

1_ عمل صالح رکھنے والے مؤمنین آخرت میں بلند مراتب اور درجات کے حامل ہوں گے _

و من یأتہ مؤمنا ... لہم الدرجات العلی

2_ پروردگار کی بارگاہ (قیامت) میں حاضر ہونے تک ایمان کو محفوظ رکھنا آخرت میں بلند مرتبوں کے حامل ہونے کی شرط ہے _

و من یأتہ مؤمن

3_ آخرت میں بلند درجات کو حاصل کرنے کیلئے ایمان کے ہمراہ عمل صالح کی کثرت لازمی شرط ہے _

و من یأتہ ... مؤمنا قد عمل الصلحت

4_ اہل بہشت مختلف مراتب اور درجات کے حامل ہیں _

لہم الدرجات العلی

"الدرجات" کو جمع کی صورت میں لانا، انکی کثرت اور ان کے درمیان تفاوت سے حکایت کرتا ہے کیونکہ اگر سب کا مرتبہ ایک ہوتا تو اس کیلئے مفرد کا صیغہ کافی تھا _

158

5_ عمل صالح رکھنے والے مؤمنین کا بارگاہ خداوندی میں بلند مقام اور بڑی شان ہے _

و من یأتہ ... فاولئک لہم الدرجت

اسم اشارہ "اولئک" کہ جو بعید کیلئے ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤمنین کے احترام و اکرام پر مشتمل ہے _

ایمان:

اسکی حفاظت کے اثرات 2؛ یہ اور عمل صالح 3

بہشتی لوگ:

انکے مراتب 4؛ انکے مقامات 4

صالحین:

انکا اخروی مقام 1؛ انکا مقام 5

مؤمنین:

انکا اخروی مقام 1؛ انکا مقام 5

مقام و مرتبہ:

اخروی مقام و مرتبہ کے حاصل کرنے کی شرائط 2، 3

تفسیر راہنما جلد 11

جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّى (۷۶)
ہمیشہ رہنے والی جنت جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے کہ یہی پاکیزہ کردار لوگوں کی
جزا ہے (76)

1_ بہشت، امن و آسائش سے سرشار اور بہشتیوں کے رہنے اور ٹھہرنے کیلئے ہر لحاظ سے آمادہ ہے۔
جنت عدن

"عدن" سے کیا مراد ہے اس کے سلسلے میں مفسرین کے مختلف نظریات ہیں بعض نے اسے اٹھ بہشتوں میں سے ایک کا
نام قرار دیا ہے، بعض نے اس کے لغوی معنی کی رعایت کرتے ہوئے اسے قیام کرنے کے معنی میں لیا ہے اس صورت میں
"عدن" جنات کیلئے قید توضیحی ہوگی نہ احترازی، بعض اسے بہشت کی زمین کا خاص نام سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں اس
کے ٹھہرنے کی جگہ ہونا اس نام کا سبب ہے۔ قابل ذکر ہے کہ تمجید کے مقام میں ٹھہرنے کی جگہ (محل اقامت) اس جگہ
کو کہا جاتا ہے کہ جس میں آسائش کی تمام

159

سہولیات فراہم ہوں۔

2_ بہشت، متعدد باغات سے تشکیل پائی ہے۔
جنت عدن

"جنات" کو جمع کی صورت میں ذکر کرنا اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ متعدد اور ایک دوسرے سے ممتاز باغات نے
بہشت کو تشکیل دیا ہے۔

3_ بہشت میں متعدد نہریں ہیں کہ جو اس کے نیچے سے جاری ہوئی ہیں۔
جنت عدن تجری من تحتہا الانہر

4_ بہشتی لوگ، بہشت عدن میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے۔
جنت عدن ... خلدین فیہ

5_ بہشت عدن میں ہمیشہ رہنا آخرت میں عمل صالح رکھنے والے مؤمنین کے عالی درجات کا جلوہ ہے۔
لہم الدرجت العلی جنت عدن ... خلدین

"جنات عدن" الدرجات العلی کیلئے بدل ہے یعنی وہ بلند درجات وہی بہشت عدن کے باغات ہیں۔
6_ بہشت عدن میں ہمیشہ رہنا کفر و شرک اور گناہ سے دور اور پاک رہنے کی جزا ہے۔

جنت عدن ... خلدین فیہا و ذلك جزاء من تزکی

7_ ایمان و عمل صالح، تزکیہ نفس اور انسان کے رشد و تکامل کا ذریعہ ہے۔
و من یأتہ مؤمنًا قد عمل الصلحت ... و ذلك جزاء من تزکی

"تزکیہ" کا معنی ہے تطہیر گذشتہ آیات (کہ جن میں ایمان و عمل صالح رکھنے اور کفر و شرک سے دوری کی بات کی
گئی ہے) کے قرینے سے لگتا ہے اس آیت میں اس سے مراد کفر و گناہ سے طہارت کیلئے ایمان اور عمل صالح کا حاصل
کرنا ہے۔

ایمان :

اس کے اثرات 7

بہشت:

اس میں آسائش 1; اس میں ٹھہرنا 1; اس میں امن 1; اس کے باغوں کا متعدد ہونا 2; بہشت عدن میں ہمیشہ رہنے والے 5;

بہشت عدن میں ہمیشہ رہنا 4; بہشت عدن کے موجبات 6; اسکی نعمتیں 2، 3; اسکی نہریں 3; بہشت عدن کی خصوصیات 1
بہشتی لوگ:

انکا ہمیشہ رہنا 4

جزا:

اسکے اسباب 6

پاکی:

اسکی جزا 6

تزکیہ:

اسکے عوامل 7

رشد و تکامل:

اسکے عوامل 7

160

شرك:

اس سے اجتناب کی جزا 6

صالحین:

ان کا اخروی مقام 5

عمل صالح:

اسکے اثرات 7

کفر:

اس سے اجتناب کی جزا 6

گناہ:

اس سے اجتناب کی جزا 6

مؤمنین:

انکا اخروی مقام 5

وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاصْطُرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ (٧٧)
اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو لے کر راتوں رات نکل جاؤ پھر ان کے لئے دریا میں عصامارا کر
خشک راستہ بنادو تمہیں نہ فرعون کے پالینے کا خطرہ ہے اور نہ ڈوب جانے گا (77)

- 1_ مصر سے نکلنے اور ہجرت کرنے کیلئے حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو رات کے وقت روانہ کرنے پر مأمور۔
و لقد اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی
"اسرا" رات کے وقت سفر کرنے کے معنی میں ہے اور حرف "بای" تعدیہ کیلئے ہے۔ "اسر بعبادی" یعنی میرے بندوں کو
رات کے وقت روانہ کر (اور مصر سے خارج کر)
2_ مصر سے بنی اسرائیل کی روانگی منصوبے کے تحت اور فرعونوں کی آنکھ سے اوجھل تھی۔*
و لقد اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی
حضرت موسیٰ (ع) کا بنی اسرائیل کو رات کے وقت روانہ کرنے پر مأمور ہونا اور فرعون کی طرف سے ان کا پیچھا کرنا
اس احتمال کی تقویت کرتا ہے کہ رات کا انتخاب فرعون کے سپاہیوں سے مخفی اور پنہان رہنے کیلئے تھا۔

161

- 3_ مصر سے بنی اسرائیل کی ہجرت کا راستہ موسیٰ (ع) کی طرف وحی کے ذریعے مشخص ہو چکا تھا۔
و لقد اوحینا الی موسیٰ ... فاصطرب لهم طریقا فی البحر

بنی اسرائیل کو رات کے وقت روانہ کرنے کا حکم اور اس چیز کا بیان کہ دوران سفر انہیں دریا کا سامنا ہوگا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انکے سفر کا راستہ وحی کے ذریعے مشخص ہوچکا تھا۔

4_ سفر رسالت کے تنگ راستوں اور دشوار مراحل میں وحی الہی حضرت موسیٰ کی رہنما۔
و لقد اوحینا الی موسیٰ

5_ فرعونوں کے شکنجے جھیلنے اور ان کا ظلم و ستم سہنے کے زمانے میں بنی اسرائیل پر خداتعالیٰ کا لطف و کرم۔
ا سر بعبادي

عباد کو ضمیر متکلم کی طرف مضاف کرنا بنی اسرائیل کی تکریم اور ان کے ساتھ لطف و کرم کے اظہار کیلئے ہے یہ چیز اس وقت وقوع پذیر ہوئی جب بنی اسرائیل فرعون کی حکومت اور اسکے شکنجوں کی زد میں تھے خداتعالیٰ نے "عبادی" کی تعبیر کے ساتھ فرعونوں کی روش کہ جنہوں نے بنی اسرائیل کو اپنی بندگی میں لے رکھا تھا پر خط بطلان کھینچ دیا اور انہیں صرف اپنے بندے متعارف کر رہا۔

6_ ظالم حکومتوں کے شکنجوں کا شکار اور مظلوم بندوں پر خداتعالیٰ کا لطف و کرم۔
ا سر بعبادي

بنی اسرائیل کو "عبادی" کے عنوان سے یاد کرنا جبکہ وہ فرعون کے ظلم و ستم اور شکنجوں میں پس رہے تھے اس نکتے پر دلالت کرتا ہے کہ ظالم حکومتوں کے شکنجوں کے شکار (اگر وہ آزادی چاہتے ہوں) بندوں پر خدا تعالیٰ کا لطف و کرم ہوتا ہے۔

7_ بنی اسرائیل مصر سے ہجرت اور فرعون کے عذاب سے آزادی حاصل کرنے کیلئے ضروری آمادگی کے حامل تھے۔
ا سر بعبادي

رات کے وقت روانگی ان لوگوں کے چنگل سے فرار کرنا ہے کہ جو اس روانگی کے سامنے رکاوٹیں کھڑی کر رہے تھے بنابرین بنی اسرائیل فرار کرنا چاہتے تھے اور فرعونوں کے پاس رہنے کی طرف تمایل نہیں رکھتے تھے۔

8_ بحیرہ احمر کے عمق میں بنی اسرائیل کے عبور کیلئے خشک راستہ بنانا، حضرت موسیٰ (ع) کی ایک ڈیوٹی۔
فاضرب لہم طریقاً فی البحر بیس

"اضرب لہم... یعنی ان کیلئے راستہ بنا "بیس" یعنی خشک "البحر" کا "ال" عہد ذہنی کا اور ایک مشخص دریا کی طرف اشارہ ہے کہ جو انکی ہجرت کے راستے میں پڑتا تھا بعض مفسرین نے اسے بحیرہ احمر اور بعض نے دریائے نیل قرار دیا ہے۔

9_ قدرتی وسائل (طبیعت) خداتعالیٰ کے ارادے کے سامنے مجبور اور اسکے فرمان کو عملی کرنے والے ہیں۔
فاضرب لہم طریقاً فی البحر بیس

162

"اضرب لہم" میں "ضرب" کا معنی ہے بنانا اور قرار دینا۔ دریا میں خشک راستہ بنانے کا حکم معجزہ دکھائے کا حکم ہے اور یہ خداوند متعال کے ارادے کے سامنے دریا کے مجبور ہونے سے حکایت کرتا ہے۔

10_ انبیاء کے معجزوں کا مؤمنین کے مفاد کیلئے استعمال ہونا۔
فاضرب لہم

دریا میں خشک راستے کا کھل جانا منکرین کیلئے حضرت موسیٰ کی رسالت کو ثابت کرنے کیلئے انجام نہیں پایا بلکہ اس سے مقصود بنی اسرائیل کو نجات دینا اور فرعونوں کو ہلاک کرنا تھا۔

11_ سب بنی اسرائیل کو ایک ہی راستے سے دریا عبور کر دیا گیا۔*
فاضرب لہم طریقاً فی البحر

اگر "طریقاً" سے مراد جنس نہ ہو تو یہ وحدت پر دلالت کریگا۔

12_ حضرت موسیٰ (ع) مصر سے ہجرت کے دوران راستے میں فرعون کی فوج کا سامنا کرنے اور دیگر مشکلات پیش آنے کی وجہ سے پریشان تھے۔

ا سر بعبادي ... لا تخف درکاً و لا تخشی

"درک" کا معنی ہے ملحق ہونا، پہنچ جانا نیز یہ رد عمل کے معنی میں بھی آیا ہے (قاموس) ہر قسم کا پیچھا کرنے اور رد عمل کی نفی نیز ہجرت کے راستے کے امن ہونے کے سلسلے میں حضرت موسیٰ کو اطمینان بخشنا اس بات کی علامت

ہے کہ پیچھا کرنے نیر راستے کی دیگر پریشانیوں کیلئے حالات سازگار تھے۔
 13_ خداتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اطمینان دلایا کہ مصر سے ہجرت کے سفر میں نہ تو دشمن کی فوج کا سامنا ہوگا اور نہ ہی ان کیلئے کوئی دوسری بڑی مشکل کھڑی ہوگی۔
 اُس رعبادی ... لاتخف درکاً و لا تخشی
 "لاتخشی" کے متعلق کا حذف ہونا پر ایسی چیز کے منتفی ہونے کو بیان کر رہا ہے کہ جو ڈر اور خوف کا سبب بنے جیسے دریا میں غرق ہونے کا احتمال یا دیگر ایسی مشکلات جنکی پیشین گوئی نہیں ہو سکتی

بنی اسرائیل:

انکی آمادگی 7; انکی تاریخ 1، 2، 5، 7، 8، 11; ان کا شکنجہ 5; انکا دریا سے عبور کرنا 1; انکا بحیرہ احمر سے عبور کرنا 8; انکا دریائے نیل سے عبور کرنا 8; ان پر لطف و کرم 5; انکی ہجرت کا راستہ 3، 8، 11; انکی ہجرت کی خصوصیات 2; انکی ہجرت 7، 13; انکی رات کے وقت ہجرت 1
 خداتعالیٰ :

اسکے ارادے کی حکمرانی 9; اسکے اوامر کو اجرا کرنے والے 9

قدرتی وسائل:

انکا مطیع ہونا 9

فرعون:

اسکے شکنجوں سے نجات 7

فرعونی:

انکا خطرہ 12

خدا کا لطف و کرم:

163

یہ جنکے شامل حال ہے 5، 6

مؤمنین:

انکے مفادات 10

مظلومین:

انکا حامی 6

معجزہ:

اس کا کردار 10

موسیٰ :

انکا اطمینان 13; انکی رسالت 1، 8; انکا قصہ 1، 8، 12، 13; انکی پریشانی 13; انکی طرف وحی 3، 4; انکی ہدایت 4

وحی :

اس کا کردار 2

فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ اللَّيْلِ مَا عَشِيَهُمْ (٧٨)

تب فرعون نے اپنے لشکر سمیت ان لوگوں کا پیچھا کیا اور دریا کی موجوں نے انہیں باقاعدہ ڈھانک لیا (78)

1_ حضرت موسیٰ (ع)، خدا کے حکم کے مطابق رات کے وقت بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر چلے اور انہیں دریا سے گزارا۔

اُس رعبادی ... فاتبعہم

"فاتبعہم" کی "فا" فصیحہ ہے یعنی اپنے سے قبل چند محذوف جملوں سے حکایت کر رہی ہے ان جملوں کا خلاصہ یہ ہے

کہ موسیٰ (ع) بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر چلے اور فرعونوں کو بھی انکی روانگی کی اطلاع ہو گئی۔

2_ بنی اسرائیل کی مصر سے روانگی کے بعد، فرعون اور اسکے لشکر نے ان کا پیچھا کیا _
فا تبعہم فرعون وجنودہ

3_ بنی اسرائیل کا پیچھا کرنے میں خود فرعون اپنی فوج کی کمان کر رہا تھا _
فا تبعہم فرعون بجنودہ

4_ بنی اسرائیل کا مصر میں رہنا اور ان کا دوسروں سے جدا نہ ہونا فرعون اور فرعونوں کی زندگی کا مسئلہ تھا _
أسر بعبادی ... فا تبعہم فرعون بجنودہ

بنی اسرائیل کا پیچھا کرنا اور انہیں ہجرت سے روکنے کی کوشش کرنا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ بنی اسرائیل کا مصر کے معاشرے سے جدا ہونا ان کیلئے سنگین نتائج اور نقصان کا سبب تھا _

164

5_ بنی اسرائیل کا پیچھا کرنے میں فرعون دریائے خشک راستے میں داخل ہوئے _
طريقاً فی البحر بیساً ... فا تبعہم فرعون بجنودہ

6_ سمندر کی بڑی اور خطرناک لہروں نے فرعون اور اس کے لشکر کو گھیر کر نہیں نگل لیا _
فغشیہم من الیم ما غشیہم

"یم" کا معنی ہے سمندر نیز اس کا اطلاق اس بڑے دریا پر بھی ہوتا ہے جس کا پانی میٹھا ہو (لسان العرب) "غشاوہ" (غشی کا مصدر) ڈھانپنے اور گھیر لینے کے معنی میں ہے "ما غشیہم" کا ابہام، ان لہروں کے عظیم ہونے کو بیان کر رہا ہے کہ جو فرعونوں کے غرق ہونے کا سبب بنیں _

7_ قدرتی وسائل، خداتعالیٰ کے ارادے کے سامنے مجبور بینا و روہ اسکے حکم کو اجرا کرنے والے ہیں _
طريقاً فی البحر بیساً ... فغشیہم من الیم ما غشیہم
حضرت موسیٰ (ع) کے عبور کرنے کیلئے دریا کا کھل جانا اور فرعونوں کے داخل ہونے کے بعد اس کا مل جانا دونوں اعجاز کی صورت میں اور خداتعالیٰ کے حکم سے تھے _

بنی اسرائیل:

انکی تاریخ 1، 2، 3، 4، 5؛ انکا پیچھا کرنا 2، 3، 5؛ انکا دریا سے عبور کرنا 1؛ انکی ہجرت کا راستہ 1؛ مصر میں انکی رہائش کا کردار 4؛ انکی رات کے وقت ہجرت 1
خداتعالیٰ :

اسکے ارادے کی حکمرانی 7؛ اسکے اوامر کو اجرا کرنے والے 7
قدرتی وسائل:

انکا کردار 7

فرعون:

اسکی حکومت کی بقا کے عوامل 4؛ اس کا غرق ہونا 6؛ یہ اور بنی اسرائیل 2؛ اسکے لشکر کا کمانڈر 3؛ اسکی کمان 3
فرعونی :

ان کا غرق ہونا 6؛ یہ دریا میں 5؛ یہ اور بنی اسرائیل 2؛ انکی حرکت کا راستہ 5
موسیٰ :

ان کا شرعی ذمہ داری پر عمل کرنا 1؛ انکا قصہ 1، 6

165

وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ (۷۹)

اور فرعون نے در حقیقت اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا ہے ہدایت نہیں دی ہے (79)

1_ اپنی عوام کی گمراہی میں فرعون کا بنیادی اور مرکزی کردار تھا _

- و ا ضل فرعون قومہ
- 2_ لوگوں کے گمراہی یا ہدایت میں معاشروں کے حکمرانوں اور رہنماؤں کا بہت مؤثر کردار ہے۔
- و ا ضل فرعون قومہ
- 3_ لوگوں کو ہدایت کرنا، حکمرانوں اور پیشواؤں کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔
- و ا ضل فرعون قومہ و ما ہدی
- "ا ضل" اور "ما ہدی" کا معنی ایک ہے اور یہ ایک ہی معنی کا دوسرے لفظ کے ساتھ تکرار ہے شاید "ما ہدی" کا جملہ اس لئے آیا ہے کہ حکمرانوں اور رہنماؤں سے جس چیز کی توقع ہے وہ لوگوں کو ہدایت کرنا ہے۔
- 4_ فرعون کی نابودی اور ان کے نظام حکومت کا ختم ہو جانا ان کے فرعون کی پیروی کے نتائج میں سے تھا۔
- فغشہم ... و ا ضل فرعون قومہ و ما ہدی

رہبر:

انکی ذمہ داری 3; انکا نقش و کردار 2 راہبر; ان کا گمراہ کرنا 2; انکا ہدایت کرنا 2

فرعون:

اسکی پیروی کے اثرات 4; اس کا گمراہ کرنا 1

فرعونی:

انکی گمراہی کے عوامل 1_ انکی ہلاکت کے عوامل 4

گمراہی:

اسکے عوامل 2

لوگ:

انکی ہدایت کی اہمیت 3

ہدایت:

اسکے عوامل 2

166

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنْجَيْنَاكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَوَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَى (٨٠)

بنی اسرائیل 1 ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دلائی ہے اور طور کی داہنی طرف سے توریت دینے کا وعدہ کیا ہے اور من و سلوی بھی نازل کیا ہے (80)

1_ فرعون بنی اسرائیل کا دشمن تھا اور وہ انہیں تباہ کرنے کے در پے تھا۔

فأتبعہم فرعون ... یا بنی اسرائیل قد ا نجیناکم من عدوکم

2_ خداتعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے خطرے سے نجات دلائی اور انہیں اسکی اسارت سے رہائی عطا کی۔

فأتبعہم فرعون ... ی بنی اسرائیل قد ا نجیناکم من عدوکم

3_ بنی اسرائیل کے دریا سے عبور کرنے کے بعد خداتعالیٰ نے انکے ساتھ گفتگو کا فیصلہ کیا اور انہیں قریبی رابطے کا وعدہ دیا۔

و وعدناکم جانب الطور الا یمن

(بعد والی آیات کے جملے) "و ما ا عجلک عن قومک یا موسیٰ" قرینہ ہے کہ "و وعدناکم" کا متعلق حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو اور سرگوشی کرنے کا وعدہ تھا یہ وعدہ اگرچہ سب بنی اسرائیل کے ساتھ نہیں تھا لیکن چونکہ اسکے فوائد (جیسے تورات کا نزول) سب کیلئے تھے لہذا اسے سب بنی اسرائیل پر ایک نعمت کے عنوان سے یاد کیا گیا۔

4_ کوہ طور کی دائیں جانب، بنی اسرائیل کے خداتعالیٰ کی دعوت کا جواب دینے کیلئے شرفیاب ہونے کی وعدہ گاہ۔

و وعدناکم جانب الطور الا یمن

"ا یمن" کا معنی ہے "ایمیں" یعنی دائیں طرف اور "طور کے دائیں جانب" سے مراد اسکی دائیں جانب کی فضا یا دامن ہے۔

5_ کوہ طور ایک مبارک اور خداتعالیٰ کی مورد عنایت جگہ۔

و وعدنکم جانب الطور الا یمن

مذکورہ بالا مطلب میں "ا یمن" کو "یمن" کے مادہ سے لیا گیا ہے اور یہ مبارک کے معنی میں ہے یہ کلمہ اگر چہ "جانب" کی صفت ہے لیکن کسی چیز کے جز کی صفت خود اس کل چیز (کل) کی بھی صفت شمار ہوئی ہے وعدہ گاہ کے طور پر کوہ طور کا انتخاب اسکے خاص امتیاز کی علامت ہے۔

6_ خداتعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کے زمانے کے بنی اسرائیل پر کھانے کی چیزیں "من و سلوی" نازل کیں۔

ونزلنا علیکم المن و السلوی

"من" وہ قطرات ہیں جو آسمان سے درختوں اور پتھروں کے اوپر نازل ہوکر شہد کی صورت اختیار کر جاتے ہیں انکا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے اور درخت کے شیرے کی طرح خشک ہوجاتے ہیں (قاموس) بعض مفسرین نے اس کا معنی ترنگبین کیا ہے۔ "سلوی" کبوتر جیسا ایک پرندہ ہے کہ جس کی ٹانگیں اور گردن لمبی ہوتی ہیں اسکی رفتار تیز اور اس کا رنگ بٹیر کے رنگ جیسا ہوتا ہے (مصباح) بعض نے اسے وہی بٹیر قرار دیا ہے۔

7_ بنی اسرائیل پر من و سلوی کا نزول انکے فرعون کے جنگل سے نجات حاصل کرنے اور بیابان میں ٹھہرنے کے بعد تھا۔

قد انجیناکم ... وعدناکم ... و نزلنا علیکم المن و السلوی

"من و سلوی" کا نزول اس علاقے کے کھانے پینے کی عام چیزوں سے خالی ہونے اور انکے ٹھہرنے کی جگہ کے بیابان ہونے کی علامت ہے۔

8_ "من و سلوی" کا نزول ان معجزات میں سے تھا جو حضرت موسیٰ کی قوم کو دکھائے گئے۔

و نزلن

کھانے پینے کی چیزوں میں سے "من و سلوی" کا مخصوص ہونا اور ان کے بنی اسرائیل پر نزول کی یاد ہانی کرانا ان کے نزول کے غیر معمولی ہونے کی علامت ہے۔

9_ بنی اسرائیل کو فرعونوں سے نجات دینا، انہیں گفتگو کیلئے کوہ طور پر آنے کی دعوت دینا اور ان پر من و سلوی نازل کرنا حضرت موسیٰ (ع) کے زمانے کے بنی اسرائیل پر خداتعالیٰ کی نعمتیں۔

ی بنی اسرائیل قد انجیناکم و نزلنا علیکم المن و السلوی

10_ حضرت موسیٰ (ع) کے زمانے کے بنی اسرائیل، تاریخ کے برجستہ اور بہت ہی قابل تامل ابواب رکھنے والے ہیں۔

انجیناکم ... وعدنکم ... و نزلن

11_ تاریخ کے ان حساس لمحوں اور اہم واقعات کو یاد کرنا ضروری ہے کہ جن میں خداتعالیٰ کا لطف و کرم نازل ہوا۔

انجیناکم ... وعدناکم ... و نزلن

12_ ستمگر دشمن کے جنگل سے نجات دینا، اس دشمن کو

نابود کرنا، مکتب اور زندگی کا لائحہ عمل دینا اور رزق عطا کرنا خداتعالیٰ کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ہیں۔

انجیناکم ... وعدناکم ... نزلنا علیکم المن و السلوی

تین قسم کی نعمتوں کی صورت میں بنی اسرائیل پر احسان کو بیان کیا گیا ہے نجات، طور کے مقام پر ضابطہ حیاط کا عطا کرنا (تورات) اور انہیں رزق عطا کرنا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تین چیزیں خداتعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہیں۔

مقدس مقامات: 5

بنی اسرائیل:

یہ بیابان میں 7; یہ میقات میں 4; انکی تاریخ 2، 6، 7، 10; ان کے دشمن 1; انکی دعوت 9; انکی نجات 2، 7، 9; ان پر بٹیر کا نزول 6; ان پر ترنگبین کا نزول 6; ان پر سلوی کا نزول 6، 7، 8; ان پر من کا نزول 6، 7، 8; انکی نعمتیں 7، 9; ان کے

ساتھ وعدہ 3

خدا تعالیٰ :

اسکی بنی اسرائیل کے ساتھ گفتگو 3، 4؛ اس کا نجات بخشنا 2؛ اسکی نعمتیں 9، 12؛ اس کے وعدے 3
کھانے کی چیزیں:

سلوی 6؛ من 6

ذکر :

تاریخ کے ذکر کی اہمیت 11

فرعون:

اسکی دشمنی 1؛ اس سے نجات 2، 7

فرعونی:

ان سے نجات 9

کوہ طور:

اس کا تقدس 5؛ اسکی طرف دعوت 9؛ اسکی دائیں طرف 4؛ اس میں مناجات 9

موسیٰ (ع) :

انکا معجزہ 8

نعمت:

اس کے درجے 12؛ سلوی والی نعمت کا نزول 9؛ من والی نعمت کا نزول 9؛ دین والی نعمت 12؛ روزی والی نعمت 12؛
ظالموں سے نجات والی نعمت 12؛ دشمنوں کی ہلاکت والی نعمت 12

تفسیر راہنما جلد 11

169

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْعَمُوا فِيهِ فَيَجِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَنْ يَحْلُلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ (۸۱)
تم ہمارے پاکیزہ رزق کو کھاؤ اور اس میں سرکشی اور زیادتی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب نازل ہو جائے کہ جس پر میرا
غضب نازل ہو گیا وہ یقیناً برباد ہو گیا (81)

- 1۔ من و سلوی، خدا تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کیلئے عطیہ اور پاکیزہ و خوش ذائقہ قسم کی روزی تھی۔
و نزلنا علیکم المن والسلوی کلاً من طیبات ما رزقناکم
"طیب" اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس سے انسان کے نفس اور حواس کو لذت حاصل ہو (مفردات راغب) "طاب" یعنی لذیذ
اور پاکیزہ ہو گیا (قاموس) البتہ "طیب" کا ایک معنی حلال بھی ہے لیکن چونکہ ہر رزق الہی حلال ہے لہذا وہ معنی کہ جس کا
مطلب رزق کی حلال و حرام کی طرف تقسیم ہو مناسب معنی نہیں ہے۔
- 2۔ پاکیزہ اور خوش ذائقہ رزق سے بہرہ مند ہونا، خدا تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کو نصیحت۔
کلاً من طیبات ما رزقناکم
- 3۔ دین موسیٰ (ع) میں صحیح و سالم غذا اور اصول صحت پر توجہ۔
کلاً من طیبات ما رزقناکم
- 4۔ کھانے کی چیزیں، خدا تعالیٰ کا رزق اور اس کا عطیہ ہیں۔
کلاً من طیبات ما رزقناکم

5_ خداتعالیٰ، انسان کو روزی دینے والا ہے۔

رزقناکم

6_ خداتعالیٰ کی روزی انسان کیلئے پاکیزہ اور خوشگوار عطیہ ہے۔

طیبت ما رزقناکم

"طیبات" کی "ما رزقناکم" کی طرف اضافت ممکن ہے بیانیہ ہو اور اس نکتے کو بیان کرنے کیلئے ہو کہ جو کچھ ہم نے تمہیں روزی دی ہے وہ طیب اور پاک و پاکیزہ ہے۔

7_ خداتعالیٰ کے عطیات اور نعمتوں کو اپنے اوپر حرام کرنا ایک ناروا عمل اور بے جا پرہیز ہے۔
کلوا من طیبت ما رزقناکم

170

طیبات سے استفادہ کرنے کی نصیحت اس کام کے افراط پر مبنی ریاضتوں کے مقابلے میں برتر ہونے کی علامت ہے۔

8_ روزی اور وسائل سے بہرہ مندی کا جواز اسکے مزاج کے موافق ہونے کا مرہون منت ہے۔

کلوا من طیبت ما رزقناکم

9_ خداتعالیٰ کی نعمتوں سے استفادہ کرنا اور انہیں بے کار نہ رکھنا انکے عطا کرنے کا اصلی ہدف ہے۔
"ما رزقناکم" ایسا عنوان ہے کہ جو "کلوا" کی علت کے مقام میں اور مخاطب کو نعمت سے استفادہ کرنے کے لازمی ہونے کی طرف متوجہ کر رہا ہے اور اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ ہم نے یہ رزق تمہیں دیا ہے تاکہ یہ تمہاری غذا ہو پس اسکے استعمال سے دریغ نہ کرو۔

10_ کھانے پینے کی چیزوں میں اصل اور قاعدہ اولیہ حلیت ہے۔

کلوا من طیبت ما رزقناکم

11_ دریا کو عبور کرنے کے بعد، بنی اسرائیل کے ٹھکانے میں سالم غذا کے وسائل نہیں تھے اور اس میں خراب اور

انسانی مزاج کے منافی غذائی چیزیں تھیں۔

کلوا من طیبت ما رزقناکم و لا تطغوا فیہ

12_ نعمتوں سے استفادہ کرنے میں قوانین الہی اور اعتدال کی حد سے تجاوز نہ کرنا، خداتعالیٰ کی بنی اسرائیل کو نصیحت

کلوا من طیبت ... و لا تطغوا فیہ

13_ نعمات الہی سے استفادہ کرنے میں حدود اور اعتدال کی حفاظت کرنا اور اس میں اسراف و تبذیر اور ناشکری سے

پرہیز کرنا ضروری ہے۔

کلوا من طیبت ما رزقناکم و لا تطغوا فیہ

نعمتوں کے بارے میں سرکشی کا واضح مصداق کفران، ناشکری، اسراف اور تبذیر ہے۔

14_ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رزق سے استفادہ کرنے کیلئے خاص احکام اور قواعد و ضوابط ہیں۔

کلوا من طیبت ... و لا تطغوا فیہ

"طغیان" کا معنی ہے حد سے تجاوز کرنا۔ بنی اسرائیل کو طیبات سے استفادہ کرنے میں طغیان سے نہی اس بات سے حکایت کرتی ہے کہ طغیان سے استفادہ کرنے کے قواعد و ضوابط اور حدود ہیں کہ جن سے خروج طغیان شمار ہوتا ہے۔

15_ کھانے کی چیزوں میں طغیان کرنے کے خطرناک اسباب موجود ہیں۔

کلوا ... و لا تطغوا فیہ

"فیہ" کی ضمیر کا مرجع ممکن ہے "کلوا" کا مصدر (یعنی "اکل") ہو اور ممکن ہے اس کا مرجع "ما رزقناکم" کا "ما" ہو اس لحاظ سے کہ اس کا "کلوا" فعل کے ساتھ ارتباط ہے ہر صورت میں مذکورہ بالا مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

16_ خداتعالیٰ کی نعمتوں کے سلسلے میں حد سے تجاوز کرنا ستم گروں کی حکمرانی سے آزادی حاصل کرنے والے معاشروں کیلئے ایک خطرہ۔

انجیناکم من عدوکم ... کلوا ... لا تطغوا فیہ

بنی اسرائیل کو طغیان سے نہی ان کے دریا سے عبور

171

کرنے اور فرعونوں کے ظلم و ستم سے نجات حاصل کرنے کے بعد ذکر ہوئی ہے اس موقع پر اس مسئلے کو چھیڑنا ایسے حالات میں طغیان کی طرف لے جانے والے اسباب کے وجود کو بیان کرتا ہے۔

17_ نعمتوں سے استفادہ کرنے میں حد سے تجاوز کرنا (ناشکری، اسراف ...) غضب الہی کے نزول اور اسکے انسان پر مسلط ہونے کے اسباب فراہم کرتا ہے۔

کلوا ... و لاتطغوا فیہ فیحل علیکم غضبی

"یحل" یعنی "ینزل" غضب کا نزول اسکے مکمل طور پر مستقر ہونے سے کنایہ ہے۔

18_ سقوط اور ہلاکت ان معاشروں اور افراد کا حتمی مقدر ہے کہ جن پر خدا تعالیٰ کا غضب ہو۔

و من یحل علیہ غضبی فقد ہوی

19_ خداتعالیٰ کی نعمتوں کے سلسلے میں طغیان کرنا اور حد اعتدال سے خارج ہونا بہت بڑا گناہ ہے۔

و لاتطغوا ... و من یحل علیہ غضبی فقد ہوی

نعمتوں کے سلسلے میں طغیان کرنے والوں پر غضب الہی ان کے گناہ کے بڑا ہونے کی علامت ہے۔

20_ راوی کہتا ہے میں امام باقر (ع) کے حضور میں تھا کہ عمر و بن عبید داخل ہوا اور امام (ع) سے کہنے لگا آپ (ع) پر قربان ہوجاؤں اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرمان "و من یحل علیہ غضبی فقد ہوی" میں غضب سے کیا مراد ہے؟ فرمایا یہ عذاب ہے اے عمر و بیشک جو شخص یہ گمان کرے کہ خداتعالیٰ ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہوتا ہے تو اس نے مخلوق کی صفت کے ساتھ اسے متصف کیا ہے اور خداتعالیٰ کو کوئی چیز حرکت نہیں دیتی تا کہ اس میں تبدیلی آئے (1)

اسراف:

اسکے اثرات 17؛ اس سے اجتناب کی اہمیت 13؛ اس کا گناہ 19

انسان:

اس کا مزاج 8

بنی اسرائیل:

انکی تاریخ 11؛ انکو نصیحت 2، 12؛ انکی روزی 1، 2؛ ان کے طبیبات 1؛ انکی رہائش گاہ 11؛ انکی نعمتیں 1

تجاوز:

اس سے اجتناب کرنا 12

غذا:

اس میں حفظانِ صحت کی اہمیت 2

معاشرہ:

اسکی آسیب شناسی 16

خداتعالیٰ:

اسکی نصیحتیں 2، 12؛ اس کا رازق ہونا 4، 5؛ اسکے غضب کا پیش خیمہ 17؛ اسکی نعمتوں کا فلسفہ 9؛ اسکے غضب سے

مراد 20؛ اسکی نعمتیں 1، 6

.....

(1) کافی ج 1 ص 110 ح 5 نور الثقلین ج 3 ص 386 ح 89_

172

کھانے کی چیزیں:

انکا کردار 15

روایت 20

روزی:

اس سے استفادہ کے شرائط 8؛ اس کا سرچشمہ 5

زہد:

اس میں افراط کا ناپسندیدہ ہونا 7

طغیان:

اسکے اثرات 17; اس کا پیش خیمہ 15، 16; اس کا گناہ 19

طبیات:

ان سے استفادہ کرنا 4

عمل:

ناپسندیدہ عمل 7

قواعد فقہیہ: 10

قاعدہ حلیت 10

کفران:

کفران نعمت کے اثرات 17; کفران نعمت سے اجتناب کرنا 13; کفران نعمت کا گناہ 19

گناہان کبیرہ: 19

جن پر خدا کا غضب ہے:

انکا انجام 18; انکی ہلاکت 18

نعمت:

اسکے احکام 4; اس سے استفادہ کرنا 9; اس سے استفادہ کرنے میں اعتدال 12، 13; اس سے استفادہ کرنے کے شرائط 14;

اسکے حرام کرنے کا ناپسند ہونا 7; کھانے کی چیزوں کی نعمت 4; روزی والی نعمت 6; سلوی والی نعمت 1; طبیات والی

نعمت 6; من والی نعمت 1

یہودیت:

اس میں حفظان صحت 3; اس میں غذا 3

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى (۸۲)

اور میں بہت زیادہ بخشنے والا ہوں اس شخص کے لئے جو توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے اور پھر راہ

ہدایت پر ثابت قدم رہے (82)

1_ خداوند متعال، بہت بخشنے والا ہے۔

و اِنِّیْ لَغَفَّارٌ

2_ شرک، کفر اور عصیان سے توبہ کرنے والے با ایمان لوگ کہ جو عمل صالح انجام دیتے ہیں اور ہدایت

173

کے پیچھے جاتے ہیں قطعاً مغفرت الہی کے مستحق قرار پائیں گے۔

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ ... ثُمَّ اهْتَدَى

گذشتہ آیت قرینہ ہے کہ توبہ سے مراد کھانے کی چیزوں کے سلسلے میں حد سے تجاوز کرنے والے گناہ سے توبہ ہے اور

چونکہ "تاب" کے بعد ایمان کی بات کی گئی ہے اس لئے یہ شرک و کفر کے گناہ سے توبہ کو بھی شامل ہے۔

3_ توبہ، ایمان، عمل صالح اور ہدایت کے پیچھے جانا مغفرت الہی کے حصول کے ذرائع ہیں۔

و اِنِّیْ لَغَفَّارٌ ... ثُمَّ اهْتَدَى

اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ توبہ، ایمان اور عمل صالح خود ہدایت یافتہ ہونے سے حکایت کرتے ہیں "ثُمَّ اهْتَدَى"

ہدایت پر باقی رہنے اور مسلسل اس کے پیچھے رہنے کو بیان کر رہا ہے۔

4_ رہبانیت کو اپنانے والے اور فضول خرچی کرنے والے اگر توبہ کر لیں تو مغفرت الہی ان کے شامل حال ہو جائیگی

کلوا ... و لا تطغوا ... و اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَن تَاب

5_ گناہ گاروں اور مغضوبین کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے توبہ اور واپس پلٹنے کا راستہ کھلا ہے۔

- یحلل غضبی ... و اِنی لغفار لمن تاب
حد سے تجاوز کرنے والوں کو دھمکی دینے کے بعد خدا تعالیٰ کی مغفرت واسعہ پر تاکید گناہ گاروں کو بخشش الہی کا امیدوار کرنے اور راہ توبہ کے کھلا ہونے کو بیان کرنے کیلئے ہے۔
- 6_ گناہ سے توبہ کا ضروری ہونا ادیان آسمانی کی مشترکہ تعلیمات میں سے ہے۔
و اِنی لغفار لمن تاب
- 7_ عمل صالح کے انجام کا ضروری ہونا، سب ادیان الہی کے احکام میں سے ہے۔
و اِنی لغفار لمن تاب و امن و عمل صالح
- 8_ توبہ کرنے والے اور نیک کردار مؤمنین کیلئے خدا تعالیٰ کی مغفرت وسیع اور عام ہے۔
و اِنی لغفار لمن تاب
- "غفار" مبالغہ کا صیغہ ہے اور مؤمنین اور نیک کردار توبہ کرنے والوں کے سلسلے میں بخشش الہی کے وسیع ہونے پر دلالت کر رہا ہے
- 9_ آسمانی ادیان کی تربیت کی روش میں بشارت اور انذار ایک دوسرے کو مکمل کرنے والے ہیں
و لا تطغوا فیہ فیحلل علیکم غضبی ... و اِنی لغفار
- 10_ حد سے تجاوز کرنا ایمان کو تباہ کرنے والا ہے۔
و لا تطغوا فیہ ... و اِنی لغفار لمن تاب و امن
- طغیان کے بعد نئے ایمان کی بات ممکن ہے اس نکتے کو بیان کرنے کیلئے ہو کہ طغیان ایمان کو ختم کر دیتا ہے اور یا اسے بہت نقصان پہنچاتا ہے۔
- 11_ بڑھتی ہوئی اور تکامل کا راستہ طے کر تی ہوئی ہدایت، توبہ، ایمان اور عمل صالح کا نتیجہ۔
لمن تاب و امن و عمل صالحاً ثم ابندی
- ممکن ہے "ثم ابندی" ہدایت کے اعلیٰ مراتب اور بلند درجات کی طرف ناظر ہو کہ جو

174

- توبہ، ایمان اور عمل صالح کے نتیجے میں حاصل ہوتے ہیں یہ نکتہ باب افتعال کہ جو مطاوعہ کیلئے آتا ہے کے معنی کو مد نظر رکھتے ہوئے زیادہ واضح ہوتا ہے۔
- 12_ ہدایت ایسی چیز ہے کہ جس میں رشد و تکامل ہو سکتا ہے۔
تاب و امن و عمل صالحاً ثم ابندی
- 13_ توبہ کی قبولیت اور گناہوں کی بخشش انہیں ہمیشہ ترک کرنے اور نئے گناہ سے پرہیز کے ساتھ مشروط ہے۔
و اِنی لغفار لمن تاب ... ثم ابندی
- "ثم ابندی" کہ جو توبہ کے بعد والے مرحلے کی طرف ناظر ہے اس نکتہ کو بیان کر رہا ہے کہ اگر راہ ہدایت کو چھوڑ دیا جائے اور جس گناہ سے توبہ کی تھی اسے دوبارہ انجام دیا جائے تو مغفرت الہی انسان کے شامل حال نہیں ہو گی۔

بخشش:

اس کا پیش خیمہ 3_ اسکی شرائط 13_ یہ جنکے شامل حال ہے 2

ادیان آسمانی:

انکی تعلیمات 6، 7، 9_ انکی ہم آہنگی 6

اسما و صفات:

غفار

ایمان:

اسکے اثرات 2، 3، 11_ اسکے زوال کے عوامل 10

تائیدیں:

انکی بخشش 2، 8

تربیت:

اس میں انذار 9_ اس میں بشارت 9_ اسکی روش 9

توبہ:

اسکے اثرات 11_ یہ ادیان آسمانی میں 6; اسکی قبولیت کے شرائط 13

خدا تعالیٰ:

اسکی بخشش 1_ اسکی بخشش کا پیش خیمہ 3، 4; اسکی بخشش کی وسعت 8

شرک:

اسکی بخشش کے شرائط 2، 3

صالحین:

انکی بخشش 8

طغیان:

اسکے اثرات 10

عصیان:

اسکی بخشش کے شرائط 2

عمل صالح:

اسکے اثرات 2، 3، 11; اسکی اہمیت 7

کفر:

اسکی بخشش کے شرائط 2

گناہ:

اس سے اجتناب 13

175

گناہ گار لوگ;

انکی توبہ 5

مؤمنین:

انکی بخشش 8

اسراف کرنے والے:

انکی توبہ کے اثرات 4_ انکی بخشش کے شرائط 4

خدا کے مغضوب لوگ:

انکی توبہ 5

ہدایت:

اسے قبول کرنے کے اثرات 3_ اس کا زیادہ ہونا 12_ اس کے زیادہ ہونے کا پیش خیمہ 11_ اس کے مراتب 12

وَمَا أَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَا مُوسَى (۸۳)

اور اے موسی تمہیں قوم کو چھوڑ کر جلدی آنے پر کس شے نے آمادہ کیا ہے (83)

1_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) اور ان کی قوم کے ساتھ کوہ طور کے قریب گفتگو کرنا طے فرمایا تھا _

وعدناکم جانب الطور الا یمن ... و ما ا عجلک عن قومک

اس سورت کی آیت 80 میں (کوہ طور میں) بنی اسرائیل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وعدے کی بات ہوئی تھی ظاہراً "ما عجلک"

_ کہ جو حضرت موسیٰ (ع) کے وعدہ گاہ میں آنے کے سلسلے میں عجلت کرنے سے حاکمی ہے _ اسی وعدے کے ساتھ

مربوط ہے _

2_ وعدہ گاہ میں پہنچنے کیلئے حضرت موسیٰ (ع) اپنی قوم کے ہمراہ آنے پر مأمور _

و ا عجلک عن قومک یا موسیٰ

حضرت موسیٰ (ع) سے خدا تعالیٰ کا سوال _ بعد والی آیت میں ان کے جواب کے قریب سے _ تو بیخی اور ملامت کے

مقام میں ہے اس سرزنش سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی قوم کو چھوڑ کر اور ان سے جدا ہو کر ترک اولیٰ کا ارتکاب کیا تھا اور انہیں چاہے تھا کہ اپنی قوم کے ہمراہ چلتے اور ان پر سبقت نہ کرتے۔
 3_ وعدہ گاہ میں پہنچنے کیلئے حضرت موسیٰ (ع) نے جلد سے کام لیا اور اپنی قوم پر سبقت کی۔
 و ما اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَا مُوسَى
 4_ وعدہ گاہ پر پہنچنے میں حضرت موسیٰ (ع) کے قوم پر سبقت کرنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ان سے باز پرس کی۔

176

و ما اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَا مُوسَى
 5_ کوہ طور پر آنے میں عجلت سے کام لینے کے بارے میں خدا تعالیٰ کا حضرت موسیٰ (ع) سے سوال کرنا خدا تعالیٰ کی ان کے ساتھ پہلی گفتگو نہایتھی۔
 و ما اَعْجَلَكَ
 "و ما اَعْجَلَكَ" میں "واو" محذوف پر عطف کیلئے ہے یعنی حضرت موسیٰ (ع) (ع) کے کوہ طور پر حاضر ہونے کے بعد بات یا باتیں ہوئیں اس وقت یہ سوال اٹھا یا گیا۔
 6_ انبیاء الہی تمام مراحل اور پروگراموں میں اپنی امت اور قوم کے ہمراہ رہنے پر مأمور ہیں۔
 و ما اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَا مُوسَى (ع)
 وعدہ گاہ پر پہنچنے کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کے اپنی قوم سے جدا ہونے کی وجہ سے ان کا مؤاخذہ ہونا بتاتا ہے کہ یہ چیز ضروری ہے کہ کسی بھی حالات میں انبیاء اپنی قوم سے جدا نہ ہوں۔
 7_ ضروری ہے کہ انبیاء، خدا تعالیٰ کے حکم کی بغیر اپنی قوم سے جدا نہ ہوں۔
 و ما اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَا مُوسَى (ع)
 8_ ضروری ہے کہ دینی راہنما تمام میدانوں میں لوگوں کے ساتھ ساتھ رہیں۔
 و ما اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَا مُوسَى (ع)

انبیاء (ع) :

انکی ذمہ داری 6، 7

بنی اسرائیل:

وعدہ گاہ میں ان کے نمائندے 1، 2

خدا تعالیٰ:

اسکی طرف سے سرزنش 4، 5؛ اسکی موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو 5

دینی راہنما:

انکی ذمہ داری 8

لوگ:

ان کے ہمراہ رہنے کی اہمیت 6، 7، 8

موسیٰ (ع) :

انکی عجلت کے اثرات 4؛ انکا عجلت سے کام لینا 3، 5؛ انکا قصہ 1، 2، 3؛ انکا مؤاخذہ 4، 5؛ انکی ذمہ داری 2؛ یہ وعدہ گاہ

میں 3، 4

قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ (۸۴)

موسیٰ نے عرض کی کہ وہ سب میرے پیچھے آرہے ہیں اور میں نے راہ خیر میں اس لئے عجلت کی ہے کہ تو خوش ہو جائے (84)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے وعدہ گاہ پر آنے کے سلسلے میں اپنی

قوم پر سبقت کرنے کی وجہ یہ قرار دی کہ انہیں اپنی

قوم کے بارے میں اطمینان تھا کہ وہ انکی پیروی کرے گی اور وعدہ گاہ تک کی مسافت طے کرے گی۔

قال ہم ا ولاء، علی اُثري

"أولاً" اسم اشارہ بعید کیلئے ہے اور "اثر" کا معنی ہے ہر چیز کا باقی ماندہ علامت اس لئے پاؤں کے نشان کو بھی اثر کہتے ہیں۔ "اثر" پیچھے چلنے اور اتباع کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے (مقابیس اللغة) چنانچہ آیت کریمہ کا معنی یہ بنے گا کہ یہ وہی جماعت ہے جو میرے پاؤں کے نشان پر چلتے ہوئے وعدہ گاہ کی طرف رواں رواں ہے یا یہ کہ وہ میرے پیچھے وعدہ گاہ کی طرف آرہے ہیں۔

2_ وعدہ گاہ میں حضرت موسیٰ (ع) اپنی قوم سے تھوڑا سا پہلے پہنچے۔

و ما ا عجلک ... قال ہم ا ولاء علی اُثري

حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے ان کے ہمراہیوں کا مورد اشارہ قرار پانا بتا تا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ (ع) کی نظروں میں تھے اور وعدہ گاہ میں پہنچنے کیلئے انہیں زیادہ وقت نہیں چاہیے تھا۔ بنابرین وعدہ گاہ میں حضرت موسیٰ (ع) کے وارد ہونے اور انکی قوم کے وارد ہونے کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔

3_ موسیٰ (ع) کی قوم تھوڑے وقت کے بعد، حضرت موسیٰ (ع) کے اور انکے پاؤں کے نشانات پر وعدہ گاہ کی طرف روا نہ ہوئی۔

و ما ا عجلک ... قال ہم ا ولاء علی اُثري

4_ حضرت موسیٰ (ع) طے شدہ وقت اور اپنی قوم سے پہلے وعدہ گاہ میں پہنچنے کو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا سبب سمجھتے تھے۔

و ما ا عجلک ... و عجلت إلیک رب لترضي

5_ حضرت موسیٰ (ع) کو اپنے پروردگار کی ملاقات، اسکے ساتھ گفتگو اور اسکی رضا کو حاصل کرنے کا شوق انکے وعدہ گاہ کی طرف آنے میں عجلت کرنے کا سبب بنا۔

و عجلت إلیک رب لترضي

6_ کار خیر میں جلدی کرنے اور وعدے کی وفا میں عجلت سے کام لینا خدا تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کا سبب ہے۔

و ما ا عجلک ... و عجلت إلیک رب لترضي

اگر چہ اپنی قوم سے جدا ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) سے باز پرس کی لیکن اس جلدی سے ان کے ہدف پر تنقید نہیں کی گئی اس کا مطلب یہ ہے کہ وعدے کی وفا میں جلدی کرنا اور وعدہ گاہ میں حاضر ہو جانا بذات مطلوب کام تھا۔

7_ عبادت، خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

عجلت إلیک رب لترضي

8_ ہر کام کی خوبی اسکے نیت خیر کے ساتھ انجام پانے کے علاوہ خدا تعالیٰ کے دیگر احکام اور خواہشات کے ساتھ ہم آہنگ ہونے میں مخفی ہے۔

و ما ا عجلک ... و عجلت إلیک رب لترضي

باوجود اس کے کہ حضرت موسیٰ (ع) جلدی کرنے میں نیت خیر رکھتے تھے لیکن ان سے باز پرس ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عمل کی بلندی کیلئے

صرف نیت خیر رکھنا کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ اس عمل کا دیگر دلیلوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے اگر ان کے کا منافی نہ ہو تو اس کا احترام کیا جائے۔

9_ انبیاء (ع) خدا تعالیٰ کی رضا کے موارد کی تشخیص کیلئے خدا تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی کے محتاج ہیں۔

و ما ا عجلک ... عجلت إلیک رب لترضي

10_ خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے نیت خیر رکھنے والوں اور کار خیر میں سبقت کرنے والوں کو جزا دی جائے۔

و عجلت إلیک رب لترضي

11_ سفر کے دوران ہم سفروں کے ہمراہ رہنا اور راستے میں ان سے جدا نہ ہونا سفر کے آداب میں سے ہے۔
و ما ا عجلک ... قال ہم ا ولاء علی اثری

انبیاء (ع) :

انکی معنوی ضروریات 9; انکی ہدایت 9

بنی اسرائیل:

وعدہ گاہ میں ان کے نمائندے 1، 2، 3

شرعی فریضہ:

اس پر عمل 8

خدا تعالیٰ:

اسکی ربوبیت کے اثرات 11; اسکی رضا کی تشخیص کا پیش خیمہ 9; اسکی رضا کا پیش خیمہ 4، 6، 7; اسکی موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو 5

عبادت:

اسکے اثرات 7

عمل:

عمل خیر میں پیش قدمی کے اثرات 6_ عمل خیر میں پیش قدمی کرنے والوں کی جزا 11; عمل خیر کی جزا کا پیش خیمہ

11; عمل خیر کی شرائط 8; عمل خیر میں نیت 8

سفر:

اسکے آداب 12

موسیٰ (ع) :

انکی سوچ 4; انکی پیروی 1; انکی عجلت 1، 2، 4; انکے تمایلات 5; انکی عجلت کے عوامل 5; انکا قصہ، 2، 3، 5; انکی خدا

کے ساتھ ملاقات 5; آپ وعدہ گاہ میں 1، 2، 3، 4، 5

ضروریات:

خدا تعالیٰ کی ہدایت کی ضرورت 9

نیت:

اسکے اثرات 8

وعدہ:

اسکی وفا میں جلدی کرنے کے اثرات 6

ہم سفر:

انکے ہمراہ رہنا 12

179

قَالَ فَإِنَّا قَدْ فُتِنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ (۸۵)

ارشاد ہوا کہ ہم نے تمہارے بعد تمہاری قوم کا امتحان لیا اور سامری نے انہیں گمراہ کر دیا ہے (85)

1_ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کو آزمائشے الہی کا سامنا _

فإننا قد فتننا قومك من بعدك

"من بعدك" یعنی (اے موسیٰ (ع)) بعد اسکے کہ تو اپنی قوم سے جدا ہوا اور ان کی نظروں سے غائب ہوا _ قابل ذکر ہے کہ

"فتنہ" در اصل اس سونے اور چاندی کے بارے میں استعمال ہوتا ہے جسے آگ کے ساتھ پگھلا کر اچھے اور برے کو جدا

کر لیا گیا ہو (مصباح) اور آیت کریمہ میں اس سے مراد آزمائش ہے کہ جو اچھے اور برے انسانوں کی تشخیص کا

ذریعہ ہے۔

- 2_ حضرت موسیٰ (ع)، وعدہ گاہ میں اور وحی کے ذریعے اپنی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کی آزمائشے اور ان کے گمراہ ہونے سے آگاہ ہوئے۔
و عجلت إليك ... فإنا قد فتنا قومك من بعدك
3_ حقائق کے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) کے علم کا محدود ہونا۔
فإنا قد فتنا قومك
4_ سامری حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کی گمراہی کا سبب بنا۔
و ا ضلهم السامري
"سامري" ایک شخص کا نام ہے جو بنی اسرائیل سے تھا اور انکی گمراہی کا سبب بنا۔
5_ معاشرے میں الہی پیشوا کا وجود، انحراف سے بچانے کیلئے بنیادی کردار کا حامل ہوتا ہے۔
فإنا قد فتنا قومك من بعدك و ا ضلهم السامري
"من بعدك" بتاتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کے اپنی قوم کے درمیان نہ ہونے سے اس گمراہی کے مقدمات کا آغاز ہوا۔
6_ ہر معاشرے کے برجستہ افراد اور شخصیات اس کی تاریخ اور اجتماعی وقائع میں مؤثر کردار کے حامل ہوتے ہیں۔
من بعدك

180

- 7_ انبیاء کی امتیں اپنے رہبروں کی عدم موجودگی کی صورت میں آزمائشے الہی سے دوچار۔
فإنا قد فتنا قومك من بعدك
حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کے آزمائے جانے کی خبر کے ذریعے تمام امتوں کو خبردار کیا جا رہا ہے کہ اپنے پیشواؤں کے کی عدم موجودگی (انکی موت یا عدم موجودگی) کے زمانے میں کافی حد تک ہوشیار رہیں تا کہ آزمائشےوں سے سربلندی کے ساتھ نکل سکیں۔
8_ خاص اوقات میں امتوں کیلئے امداد الہی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بعد والے مراحل میں آزمائشےوں سے معاف ہیں۔
قد ا نجيناكم ... فإنا قد فتنا قومك من بعدك
9_ حضرت موسیٰ (ع) کے عوام سے جدا ہونے اور ان سے سبقت لینے کے سلسلے میں خدا تعالیٰ کا ان پر اعتراض آپ کی عدم موجودگی میں ان کے درمیان انحراف پیدا ہونے کی وجہ سے تھا۔
و ما ا عجلك ... فإنا قد فتنا قومك من بعدك
10_ گمراہی کے عوامل، خدا تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی آزمائشے کے ذرائع اور اسکی قدرت کے سامنے مجبور رہیں۔
فتنا ... و ا ضلهم السامري
با وجود اس کے کہ سامری کا گمراہ کرنا خود اسکی طرف منسوب ہے لیکن اسے آزمائشے الہی کا مصداق قرار دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے کام پر تسلط رکھتا تھا لیکن اس نے اسے اپنی مرضی سے آزاد چھوڑا۔
11_ بنی اسرائیل کا مرتد ہونا اور ان کے درمیان بچھڑا پرستی کا وجود میں آنا ان کے دریا سے عبور کرنے کے بعد تھا۔
یا بنی اسرائیل قد ا نجيناكم من عدوكم ... فتنا قومك من بعدك

آزمائشے:

اس کا ذریعہ 10

امتیں:

انکی آزمائشے 8_ انکی امداد 8_ انکی آزمائشے کا پیش خیمہ 7_ انکی گمراہی کا پیش خیمہ 7_ انکی گمراہی 8

معاشرتی انحرافات:

انکے مواعظ 5

بنی اسرائیل:

اس کا مرتد ہونا 11: اسکی آزمائشے 1، 2: یہ موسیٰ (ع) کی غیبت میں 1، 2، 4، 9: اسکی تاریخ 1، 2، 4، 11: اس کی گمراہی

کا پیش خیمہ 9: سکی گمراہی کے عوامل 4: اسکی گمراہی 2: اسکی بچھڑا پرستی 11

تاریخ:

اسکے تحولات میں مؤثر عوامل 6

معاشرتی تحولات:

اس میں مؤثر عوامل 6

خدا تعالیٰ:

اسکی آزمائشے 1، 10؛ اسکی امداد 8؛ اسکی طرف سے سرزنش 9؛ اسکی قدرت 10

181

رہبر:

انکا نقش و کردار 6

دینی راہنما:

انکا معاشرتی کردار 5؛ انکانقش و کردار 7

سامری:

اس کا گمراہ کرنا 4

گمراہی:

اس کے عوامل کا کردار 10

موسیٰ (ع) :

انکی عجلت 9؛ ان کے مؤاخذے کا فلسفہ 9؛ انکا قصہ 2، 4، 9؛ ان کے علم کا اثر 3؛ انکی طرف وحی 2

وحی:

اس کا کردار 2

تفسیر راہنما جلد 11

فَرَجَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ يَجْلِيَ عَلَيْكُمُ غَضَبُ مَنْ رَبَّكُمْ فَأَخْلَقْتُمْ مَوَاجِدِي (٨٦)

یہ سن کر موسیٰ اپنی قوم کی طرف محزون اور غصہ میں بھرے ہوئے پلٹے اور کہا کہ اے قوم کیا تمہارے رب نے تم سے بہترین وعدہ نہیں کیا تھا اور کیا اس عہد میں کچھ زیادہ طول ہو گیا ہے یا تم نے یہی چاہا کہ تم پر پروردگار کا غضب وارد ہو جائے اس لئے تم نے میرے وعدہ کی مخالفت کی (86)

1_ حضرت موسیٰ (ع) بنی اسرائیل کی گمراہی سے آگاہ ہونے کے بعد، شدید غم و غصے کے ساتھ ان کی طرف واپس پلٹے۔

و ا ضلہم السامری فرجع موسیٰ إلى قومہ غضباناً اسف

اس سلسلے میں قرآن کی دیگر آیات نیز خود ان آیات میں موج

182

ود قرائن کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسے لگتا ہے کہ بنی اسرائیل کا سامری کے ذریعے گمراہ ہونا حضرت موسیٰ (ع) کے چالیس دن کے میقات کے دوران ہوا اور حضرت موسیٰ (ع) کا اپنی قوم کی طرف لوٹنا بھی اس میقات کے مکمل ہونے کے بعد تھا بعض اہل لغت کے بقول "غضبنا" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو شدید غضب میں ہو اور "اسف" اس غصے والے

- شخص کو کہا جاتا ہے جس کو کسی چیز پر افسوس ہو (لسان العرب)
- 2_ ہدایت کے بعد، لوگوں کا مرتد اور گمراہ ہونا ایسی چیز ہے کہ جس پر غصہ آنا اور غم و اندوہ میں مبتلا ہونا بجائے۔
و ا ضلّہم السامري_ فرجع موسیٰ الی قومہ غضباناً چا سف
- 3_ حضرت موسیٰ (ع) پر غصہ اور غم و اندوہ کا اثر۔
غضباناً ا سف
- 4_ عام انسانوں کے حالات کا انبیاء میں موجود ہونا۔
غضباناً ا سف
- 5_ حضرت موسیٰ (ع) کے میقات کی طرف جانے سے پہلے بنی اسرائیل کو خدا کی طرف سے ایک اچھا وعدہ (تورات کا نزول) ملا تھا۔
ا لم یعدکم ربکم وعداً حسن
- حضرت موسیٰ (ع) کا بنی اسرائیل سے استفہام تقریری یا انکاری بتاتا ہے کہ موسیٰ (ع) کے میقات پر جانے سے پہلے انہیں ایک وعدہ دیا جاچکا تھا بعض نے اس وعدے کا محتوا تورات کا نزول قرار دیا ہے۔
- 6_ بنی اسرائیل نے خدا کے وعدے (تورات کا عطا کرنا) کی پروانہ کر کے اپنی گمراہی کا پیش خیمہ فراہم کیا۔
و ا ضلّہم السامري ... ا لم یعدکم ربکم وعداً حسن
- 7_ بنی اسرائیل نے بغیر اس کے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے (تورات عطا کرنا) کے عملی ہونے میں کوئی تاخیر ہوئی ہو گمراہی کو گلے لگالیا۔
ا لم یعدکم ربکم ... ا فطال علیکم العہد
- "افطال" کا استفہام انکاری ہے اور "عہد" سے مراد وقت ہے (قاموس) اور اس سے مراد اس وعدے کے عملی ہونے کا وقت ہے کہ جس پر "ا لم یعدکم" دلالت کر رہا ہے اور ممکن ہے "عہد" سے مراد حضرت موسیٰ (ع) کی دوری کا وقت ہو۔
- 8_ بنی اسرائیل، خدا تعالیٰ کی عظیم آیات اور معجزات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود راسخ ایمان سے عاری تھے۔
یا بنی اسرائیل قد ا نجیناکم ... ا ضلّہم السامري ... ا لم یعدکم ربکم
- اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ سامری کے ذریعے بنی اسرائیل کی گمراہی فرعون کے جنگل سے نجات پانے، دریا سے عبور کرنے اور اس پورے عرصے میں متعدد آیات الہی کا مشاہدہ کرنے کے بعد تھی لگتا ہے کہ وہ کمزور سوچ اور ایمان کے حامل تھے کہ اس طرح سامری کے گمراہ کرنے سے گمراہوں کی صف میں جا کھڑے ہوئے۔
- 9_ بنی اسرائیل نے سامری کی پیروی کر کے اور وعدہ الہی کی پروانہ کر کے اپن

183

- ے غضب خداوند میں گرفتار ہونے کیلئے زمین ہموار کی۔
و ا ضلّہم السامري ... ا م اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم
- اس آیت میں "ام" منقطعہ ہے اور "ا م اردتم" کا معنی یہ ہے کہ بچھڑا پرستی کی وجہ وعدہ کا مؤخر ہونا نہ تھی بلکہ تم لوگوں نے اس طرح عمل کیا ہے جیسے غضب الہی کا شوق رکھنے والے کرتے ہیں پس جملہ "ا م اردتم" استعارہ ہے کہ جو ان کے کام کی ظاہری صورت کے بارے میں بتا رہا ہے۔
- 10_ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان لانا اور ان کے بارے میں بے اعتنائی سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔
ا فطال علیکم العہد ا م اردتم ان یحل علیکم غضب
- 11_ حضرت موسیٰ (ع) نے میقات پر جانے سے پہلے بنی اسرائیل کو ضروری ہدایات جاری کردی تھیں اور ان کے ساتھ ایمان کی حفاظت کیلئے عہد و پیمان باندھ چکے تھے۔
فا خلفتم موعدی
- اس آیت میں "موعد" مصدر اور "وعدہ" کے معنی میں ہے پس "فأخلفتم" یعنی تم نے میرے ساتھ اپنے عہد و پیمان کی مخالفت کی اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) نے میقات پر جانے سے پہلے اس کی پیشین گوئی کردی تھی چنانچہ اس لحاظ سے انہوں نے بنی اسرائیل پر اتمام حجت کر دیا تھا۔
- 12_ گمراہی کے مقدمات اور لغزش کے مقامات کی پیشین گوئی کرنا اور انکی بادے میں خبردار کرنا انبیاء اور دینی رہنماؤں کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔

فأخلفتم موعدی

13_ انبیاء کے ساتھ وعدہ خلافی کرنا اور انکے عہد و پیمان کو توڑنا غضب الہی میں گرفتار ہونے کیلئے زمین ہموار کرتا ہے۔

ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم فأخلفتم موعدی

14_ حضرت موسیٰ (ع) نے بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں کو عہد شکنی کرنے والے لوگ قرار دیا اور انہیں خداتعالیٰ کے سخت عذاب کی نسبت خبردار کیا۔

ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم

15_ مرتد ہوجانے والوں اور شرک و بت پرستی کی طرف پلٹ جانے والوں پر غضب الہی اسکی ربوبیت کا تقاضا ہے۔

اضلہم السامری ... ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم

16_ ہدایت کے بعد گمراہی اور توحید کے بعد شرک خداتعالیٰ کے شدید اور دائمی غضب اور اسکی طرف سے سخت

اور طولانی عذاب میں گرفتار ہونے کا سبب ہے۔

اضلہم السامری ... ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم

"حلول غضب" اسکے

184

دائمی ہونے اور "غضب" کا نکرہ ہونا اسکے عظیم اور شدید ہونے سے کنایہ ہے اور غضب الہی نازل ہونا نزول عذاب سے کنایہ ہے۔

مرتد ہونا:

اسکے اثرات 16; اسکی سزا 16

انبیاء (ع):

ان کے ساتھ عہد شکنی کے اثرات 13; انکا بشر ہونا 4; انکی ذمہ داری 12

غم و اندوہ:

اسکے عوامل 2

ایمان:

خداتعالیٰ کے وعدوں پر ایمان 10

بت پرست لوگ:

انکا مغضوب ہونا 15

بنی اسرائیل:

انکی گمراہی کے اثرات 1; ان کے بچھڑا پرستوں کو انذار 14; یہ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں 1; انکی ہے

ایمانی 8; انکی تاریخ 1، 5، 7، 9، 11، 14; انکو نصیحت 11; انکی گمراہی کا پیش خیمہ 6; انکی صفات 8; ان کے مغضوب

ہونے کے عوامل 9; ان کی عہد شکنی 14; انکی گمراہی 7; انکی ہٹ دھرمی 8; انکا نقش و کردار 6; ان کے ساتھ وعدہ 5، 7

تورات:

اس کا نزول 5

خداتعالیٰ:

اسکے وعدوں سے بے اعتنائی کے اثرات 9; اسکی ربوبیت کے اثرات 15; اسکے وعدوں سے بے اعتنائی 6; اسکے غضب

کا پیش خیمہ 9، 13، 16; اسکے وعدے 5، 7

دینی راہنما:

انکی ذمہ داری 12

سامری:

اسکی پیروی کے اثرات 9

عذاب:

اسکے درجے 16؛ اسکے اسباب 16

غضب:

اسکے عوامل 2

گمراہی:

اسکی پیش گوئی 12

مرتد ہوجانے والے:

انکا مغضوب ہونا 15

لوگ:

لوگوں کے مرتد ہوجانے کے اثرات 2؛ لوگوں کی گمراہی کے اثرات 2

مشرکین:

انکا مغضوب ہونا 15

خداتعالیٰ کے مغضوبین: 9، 15

موسیٰ (ع) (ع):

انکا غم و اندوہ 3؛ انکا انذار 14؛ انکی بازگشت 1؛ انکی نصیحتیں 11؛ انکے غم و اندوہ کے عوامل 1؛ ان کے غضب کے

عوامل 1؛ انکا بنی اسرائیل کے ساتھ عہد 11؛ انکا غضب 3؛ انکا قصہ 1، 11، 14

185

قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلَكِنَا وَلَكِنَّا حُمَلْنَا أَوْ زَارَ مَنْ زِينَةُ الْقَوْمِ فَقَدَفْنَا هَا فَكَذَلِكَ أَلْفَى السَّامِرِيُّ (٨٧)

قوم نے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدہ کی مخالفت نہیں کی ہے بلکہ ہم پر قوم کے زیورات کا بوجھ لاد دیا گیا تھا تو ہم نے اسے آگ میں ڈال دیا اور اس طرح سامری نے بھی اپنے زیورات کو ڈال دیا (87)

1_ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ (ع) کی جانب سے اپنی باز پرس اور ڈانٹ ڈپٹ کے بعد، بچھڑا پرستی کے ماجرا میں اپنے آپ کو بے قصور ظاہر کرنے کی کوشش کی۔

أَلَمْ يَعْذِبْكُمْ ... أَفْطَال ... ا م ا ر د ت م ... قَالُوا مَا ا خ ل ف ن ا م و ع د ك ب م ل ك ن

جملہ "ما ا خلفنا" نیز "حملنا" یہ سب بنی اسرائیل کی طرف سے بچھڑا پرستی کو قبول کرنے کے سلسلے میں بہانہ تراشیاں تھیں۔

2_ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ اپنی پیمان شکنی اور وعدہ خلافی کے معترف تھے۔

ما ا خ ل ف ن ا م و ع د ك ب م ل ك ن

3_ اپنے آپ کو بے اختیار قرار دینا، بنی اسرائیل کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ عہد شکنی کرنے اور اپنے درمیان بچھڑا پرستی کو قبول کرنے کا ایک بہانہ۔

ما ا خ ل ف ن ا م و ع د ك ب م ل ك ن

"موعِد" مصدر اور "وعده" کے معنی میں ہے اور "مَلِك" بھی مصدر ہے اور بنی اسرائیل کی مراد یہ ہے کہ وہ اپنے امور کے مالک نہیں تھے اس وجہ سے "ما ا خلفنا" کا معنی یوں ہوگا کہ ہم نے آپ کے ساتھ کئے گئے عہد و پیمان کی مخالفت اپنے اختیار کے ساتھ نہیں کی۔

4_ بنی اسرائیل، فرعونوں

186

کے بہت سارے زیورات اپنے ہمراہ لے آئے تھے۔

وَلَكِنَّا حُمَلْنَا ا و ز ا ر ا م ن ز ي ن ة القوم

ظاہراً "القوم" سے مراد فرعونی ہیں اور "وزر" کا معنی ہے بوجھ اور ثقل اسی لئے گناہ کو بھی "وزر و ثقل" کہا جاتا ہے

- کیونکہ اس سے گناہ گار کے کندھوں پر بوجھ آجاتا ہے اس کلمے کا استعمال شاید اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل فرعونوں کے ان زیورات کو ہمراہ لانا جائز نہیں سمجھتے تھے۔
- 5_ بنی اسرائیل فرعونوں کے زیورات ہمراہ لانے میں بھی اپنے آپ کو بے اختیار قرار دیتے تھے۔
- و لکننا حملنا أوزاراً من زينة القوم
- بنی اسرائیل کے اپنے عمل کی بہانہ تراشیوں کے تسلسل میں "حملنا" کے مجہول آنے کا مطلب یہ ہے کہ فرعونوں کے زیورات اٹھانے میں بھی ہم نے بادل نحواستہ کام کیا اور ہمیں اس پر مجبور کیا گیا
- 6_ بنی اسرائیل کا فرعونوں کے زیورات اپنے ہمراہ لانا اور ان پر قبضہ کرنا، حضرت موسیٰ (ع) کے حکم کے بغیر انجام پایا تھا
- و لکننا حملنا أوزاراً من زينة القوم
- "حملنا" کی تعبیر اور کلمہ "وزر" اس بات سے حکایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ (ع) نے اس سلسلے میں کوئی حکم نہیں دیا تھا اور بنی اسرائیل نے خود سری کے ساتھ یہ کام انجام دیا تھا۔
- 7_ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی اور ان کے میقات پر جانے کے زمانہ میں اپنے لوٹے ہوئے زیورات پھینک دیئے تھے۔
- حملنا أوزاراً من زينة القوم فقد فنه
- "فنه" کا معنی ہے پھینک دینا جملہ "حملنا أوزاراً" کو مد نظر رکھتے ہوئے لگتا ہے بنی اسرائیل نے لوٹے ہوئے زیورات کو اس بنا پر کہ یہ گناہ ہے دور پھینک دیا تھا یا صحرا و بیابان کی زندگی میں انکے بے قدر و قیمت ہوجانے کی وجہ سے انہوں نے انہیں پھینک دینے کا عزم کیا۔
- 8_ بنی اسرائیل کے ہاتھوں زیورات پھینک دیئے جانے کے ماجرے میں سامری کا برجستہ کردار تھا۔
- فقد فنه فكذلك ا لقي السامري
- جن لوگوں نے زیورات پھینک دیئے تھے ان میں سامری کو مشخص کرنا اس سلسلے میں اس کے برجستہ کردار کی علامت ہے۔
- 9_ بنی اسرائیل اس چیز کے گواہ ہیں کہ فرعونوں کی رہ جانے والی غنیمتوں کے پھینک دینے میں سامری نے بنی اسرائیل کے عمومی اقدام کے مشابہ اقدام کی
- فقد فنه فكذلك ا لقي السامري
- "كذلك" یعنی اسکی مانند جو ہم نے انجام دیا تھا۔ یہ وصف اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ سامری نے بنی اسرائیل کے حضور میں اور ان کی مثل عمل کرتے ہوئے چیزوں کو دور پھینک دیا تھا۔
- 10_ سامری نے اپنی چیزیں پھینک دینے والا اقدام اس کے بعد کیا کہ بنی اسرائیل نے اپنے ساتھ والی غنیمت کی چیزوں کو پھینک دیا تھا۔
- فكذلك ا لقي السامري

187

- 11_ بنی اسرائیل نے فرعونوں کے مال غنیمت کو بچھڑا بنانے کے اخراجات مہیا کرنے کا ذریعہ بتایا اور اپنے آپ کو اسکی ہر قسم کی مالی امداد سے مبرا قرار دیا۔
- ما ا خلفنا موعدك بملكنا ولكننا حملنا أوزار
- "ملك" کے جو معانی بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک "مملوك" ہے (قاموس) اس معنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے آیت کریمہ کا مطلب یہ بنے گا ہم نے اپنے اموال کے ذریعے اپنے آپ کو اس انحراف میں حصہ دار نہیں بنایا بلکہ جو اموال ہم نے پھینک دیئے تھے ان کے ذریعے سامری نے یہ فتنہ کھڑا کیا۔

بنی اسرائیل:

- ان کا اقرار 2; یہ موسیٰ (ع) کی غیبت میں 7; انکی تاریخ 1, 2, 4, 5, 6, 7, 8, 9, 10, 11; انکی بہانہ تراشی 1, 3; انکی جبر پرستی 3, 5; انکا زیورات کو دور پھینکنا 7, 8, 9, 10; ان کے زیورات 4, 5, 6; انکی سرزنش 1; انکی عہد شکنی 2, 3; انکی بچھڑا پرستی 1, 3

سامری:

اس کا زیورات کو درو پھینکو دینا 9، 10؛ اس کا نقش و کردار 8؛ اسکے بچھڑے کے اخراجات 11

فرعونی:

فرعونوں کے زیورات 4، 5، 6، 9، 11

موسیٰ (ع) :

انکی طرف سے سرزنش 1؛ ان کے ساتھ عہد شکنی کرنے والے 2؛ 3؛ انکا نقش و کردار 6

فَأَخْرَجَ لَهُمْ عَجَلًا جَسَدًا لَهُ خُورًا فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ (۸۸)

پھر سامری نے ان کے لئے ایک مجسمہ گائے کے بچے کا نکالا جس میں آواز بھی تھی اور کہا کہ یہی تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے جس سے موسیٰ غافل ہو کر اسے طور پر ڈھونڈتے چلے گئے ہیں (88)

1_ سامری نے بنی اسرائیل کے پھینکے ہوئے زیورات سے بچھڑے کی صورت کا پتلا بنا کر پیش کیا _

فَأَخْرَجَ لَهُمْ عَجَلًا جَسَد

"عجل" یعنی بچھڑا "عجل" کا "جسد" کے ساتھ وصف بیان ك

188

رنا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ بچھڑا ایک پتلے کی صورت میں تھا نہ واقعی بچھڑا جملہ "فأخرج لهم..." ممکن ہے خدا تعالیٰ کا کلام ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ بنی اسرائیل کی گفتگو کا تسلسل ہو دوسری صورت میں "لنا" کی بجائے "لهم" کہنا قرینہ ہے کہ انکی مراد بچھڑے کی پرستش سے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دینا ہے۔

2_ سامری نے چھپ کر اور بنی اسرائیل کی آنکھوں سے دور سنہرے رنگ کا بچھڑا بنایا _

فَأَخْرَجَ لَهُمْ عَجَلًا جَسَد

"اخرج" صرف بنی اسرائیل پر بچھڑا پیش کرنے کے مرحلے کی طرف ناظر ہے اور اس سے پہلے کے مراحل (بچھڑے کی ساخت) کا تذکرہ نہ ہونا ان مراحل کے عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

3_ سامری کے بچھڑے کے سنہری پتلے سے بچھڑے کی آواز جیسی آواز نکلتی تھی _

فَأَخْرَجَ لَهُمْ عَجَلًا جَسَدًا لَهُ خُورًا

"خوار" یعنی گائے اور بچھڑے کی بلند آواز (لسان العرب) _

4_ سامری مجسمہ سازی کے فن کا ماہر اور بنی اسرائیل کی فکری کمزوریوں سے آشنا تھا _

فَأَخْرَجَ لَهُمْ عَجَلًا جَسَدًا لَهُ خُورًا

یہ تعبیر (اس نے بچھڑا پیش کر دیا) بچھڑے کے مجسمے کے اسکی حقیقی شکل کے ساتھ شدت مشابہت کو بیان کر رہی ہے۔

5_ سامری کے ہاتھ سے بنے ہوئے پتلے سے بچھڑے کی آواز کا سنا جانا، بنی اسرائیل کے گرویدہ ہونے اور اسے معبود

سمجھنے کا سبب بنا _

لہ خوار

بچھڑے کے اوصاف میں سے ہر ایک کا تذکرہ اسکے بنی اسرائیل کے تمایل میں دخیل ہونے کو بیان کر رہا ہے _

6_ سامری نے بچھڑے کے سنہری پتلے کو بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ (ع) کا "معبود" متعارف کرایا _

فَأَخْرَجَ ... فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَىٰ

7_ سنہری بچھڑے کو معبود کے طور پر متعارف کرانے میں بنی اسرائیل کا ایک گروہ سامری کے ساتھ تھا _

عَجَلًا ... فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَىٰ

فعل جمع "قالوا" بتاتا ہے کہ کچھ لوگ سامری کے اردگرد جمع ہو کر اسکے مقصد کی ترویج کر رہے تھے یا یہ کہ یہ لوگ پہلے سے ہی عملی اور فکری لحاظ سے اسکے ہمراہ تھے اور رجب بچھڑے کی نمائش کی گئی تو یہ اپنے باطل عقیدے کی ترویج کرنے لگے۔

8_ بنی اسرائیل سنہری بچھڑے کو معبود ماننے کیلئے مناسب فکر رکھتے تھے _

فقالوا هذا الهكم و إله موسي

بنی اسرائیل کو بت پرستی میں مبتلا کرنے کیلئے بچھڑے کی شکل کا انتخاب اور پھر بنی اسرائیل کا جلدی سے گمراہ ہوجانا بالخصوص حضرت موسیٰ (ع) کے معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔
9_ سامری اور اسکے پیروکاروں نے جھوٹا دعویٰ کیا کہ حضرت موسیٰ (ع) (ع)

189

بچھڑے کو معبود کے طور پر متعارف کرانا بھول گئے۔

هذا الهكم و إله موسي (ع) فَنَسِي

"نسی" کی فاعلی ضمیر کے مرجع کے بارے میں دو احتمال ہیں: 1_ یہ کہ موسیٰ (ع) ہوں۔

2_ یہ کہ سامری ہو مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنا پر ہے

10_ سامری، اسکے حامیوں اور اسکے مبلغین نے بچھڑے کی پرستش کو حضرت موسیٰ (ع) کے عقائد میں سے بیان کیا

فقالوا هذا الهكم و إله موسي فَنَسِي

11_ منحرف عقائد گھڑنے اور ان کے انبیاء (ع) اور ان کے مکتب کی طرف منسوب کرنے کے مقابلے میں ہوشیار رہنا

ضروری ہے۔

هذا الهكم و إله موسي فَنَسِي

سامری اور اسکے پیروکاروں کے حضرت موسیٰ (ع) پر افترا اور اپنے انحرافی عقائد کو حضرت موسیٰ (ع) (ع) کے عقائد کے طور پر پیش کرنے کا تذکرہ کرنا سب کو بالخصوص ادیان الہی کے پاسداروں کو خبردار کرنے کیلئے ہے کہ اہم ترین عقائد میں انبیاء الہی پر جھوٹ باندھنے کا خطرہ ہمیشہ موجود ہے۔

12_ معاشرے کی محبوب شخصیات سے استفادہ کرنا اور اپنے عقائد و افکار کو ان سے وابستہ ظاہر کرنا گمراہی کے

راہبروں کے ہتھکنڈوں میں سے ہے۔

فقالوا هذا ... إله موسي (ع) فَنَسِي

13_ سامری اور اسکے پیروکاروں کی نظر اور پروپیگنڈے میں حضرت موسیٰ (ع) ایک ایسے راہبر تھے جو حتیٰ کہ سب سے اہم اعتقادی مسائل میں بھی فراموشی کا شکار ہوجاتے تھے۔

فقالوا هذا الهكم و إله موسي فَنَسِي

14_ سامری، خداتعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں ناشکرا اور اسکی خاص امداد اور لطف و کرم سے بے پروائی کرنے والا تھا۔

فَنَسِي

اگر "نسی" کی فاعلی ضمیر کا مرجع سامری ہو تو سامری کے بھولنے سے مراد اس کا فرعونوں سے نجات، من و سلویٰ کے نزول اور اس جیسے دیگر کاموں کے سلسلے میں عنایات الہی کی پروانہ کرنا ہوگا۔

آسمانی ادیان:

ان پر تہمت لگانے کا خطرہ 11

انبیاء (ع) :

ان پر تہمت لگانے کا خطرہ 11

بنی اسرائیل:

انکے بچھڑے کی ساخت کا مخفی ہونا 2; انکی تاریخ 1، 2، 6، 7، 8، 9، 10، 13; انکی بچھڑا پرستی کا پیش خیمہ 8; انکی

کمزوری 4; انکا عقیدہ 7; انکی گمراہی کے عوامل 5; انکے بچھڑا پرست لوگ 7; انکے معبود 6، 9

معاشرہ:

معاشرتی آسیب شناسی 12

راہبر:

گمراہی کے راہبروں کے ساتھ نمٹنے کی روش 12

190

سامری:

اسکے پیروکاروں کی سوچ 13; اسکی سوچ 13; اسکے پیروکار 7; اسکے پیروکاروں کی تہمتیں 9، 10; اسکی تہمتیں 9، 10; اسکے بچھڑے کی نوع 1، 2; اسکے بچھڑے کی نوعیت 1; اسکے پیروکاروں کی دروغگوئی 9; اسکی دروغگوئی 9; اسکی نفسیات شناسی 4; اسکی شخصیت 4; اسکے بچھڑے کی آواز 3; اسکی غفلت 14; اس کی ناشکری 14; اس کا بچھڑا 6; اسکی مجسمہ سازی 1، 4; اسکی مہارت 4; اسکے بچھڑے کی آواز کا کردار 5

بچھڑا:

اس کامجسمہ 1، 3، 6

محبوبین:

ان سے سوء استفادہ کرنا 12

موسیٰ(ع) :

ان پر فراموشی کی تہمت 9، 13; ان پر بچھڑا پرستی کی تہمت 10

أَفَلَا يَرْوُونَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا (۸۹)

کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ یہ نہ انکی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ان کے کسی نقصان یا فائدہ کا اختیار رکھتا ہے (89)

1_ سامری کا بچھڑا ایک ایسا پیکر تھا جو جواب دینے سے عاجز اور نفع و نقصان پہچانے سے ناتوان تھا۔

ا فلا يرون الا يرجع اليهم قولاً و لا يملك لهم ضرراً و لا نفع

فصیح عربی میں "رجوع" متعدی کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے (مصباح) اور "لا يرجع..." یعنی بچھڑا کسی بات کو انکی طرف نہیں پلٹتا اور انہیں جواب نہیں دیتا اور "لا يملك..." یعنی بچھڑا انکے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہے۔

2_ سوچ اور فکر، حقیقی معبود کو خیالی اور تصوراتی معبودوں سے پہچاننے کی بنیاد ہے۔

ا فلا يرون الا يرجع اليهم قول

لغت میں "رؤیت" کے دو معنے ہیں 1_ آنکھ کے ساتھ دیکھنا 2_ علم و درک "لا يرجع" میں "ان" مخففہ کا وجود دوسرے

معنی کے مراد ہونے کا قرینہ ہے۔

3_ سامری کے بچھڑے کے معبود ہونے کے اندھے اور غیر منطقی عقیدے کی وجہ سے خداتعالیٰ کی

191

طرف سے بنی اسرائیل کی توبیخ اور سرزنش۔

ا فلا يرون الا يرجع اليهم قول

"ا فلا يرون" میں استفہام انکار توبیخی کیلئے ہے

4_ جواب دینے اور خواہشات کو قبول کرنے کی قدرت اور نفع و ضرر پہچانے کی توان حقیقی معبود کی لازمی

خصوصیات میں سے ہے۔

ا فلا يرون الا يرجع اليهم قولاً و لا يملك لهم ضرراً و لا نفع

"قول کو واپس پلٹانا" ایسا مفہوم ہے جو دعا قبول کرنے کو بھی شامل ہے۔

5_ بنی اسرائیل کے بچھڑا پرست، ایسے لوگ تھے جو جاہل اور فکر سے دور تھے۔

ا فلا يرون الا يرجع اليهم قول

6_ سامری کے بچھڑے سے نکلنے والی آواز ہر قسم کے لفظی مفہوم سے خالی تھی۔

لہ خوار... ا فلا يرون الا يرجع اليهم قول

بنی اسرائیل:

ان کے بچھڑا پرستوں کا بے عقل ہونا 5; انکے بچھڑا پرستوں کی جہالت 5; ان کی سرزنش 3; انکا باطل عقیدہ 3; ان کی بچھڑا پرستی 3
تعقل:
اسکے اثرات 2
تقلید:
اندھی تقلید 3
خدا تعالیٰ :
اسکی طرف سے سرزنش 3; خدا شناسی کے مبنی 2
سامری:
اسکے بچھڑے کی آواز 6; اسکے بچھڑے کا عاجز ہونا 1
حقیقی معبود:
انکا نقصان پہچانا 4; ان کا نفع پہچانا 4; انکی خصوصیات 4

192

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَا قَوْمِ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي (٩٠)
اور ہارون نے ان لوگوں سے پہلے ہی کہہ دیا کہ اے قوم اس طرح تمہارا امتحان لیا گیا ہے اور تمہارا رب رحمان ہی ہے
لہذا میرا اتباع کرو اور میرے امر کی اطاعت کرو (90)

- 1_ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کا انحراف اور بچھڑا پرستی حضرت ہارون (ع) کے خبردار کرنے کے باوجود انجام پایا _
و لقد قال لهم هرون من قبل
"من قبل" یعنی حضرت موسیٰ (ع) کے میقات سے واپس پلٹنے سے پہلے _
- 2_ سامری کا بچھڑا بنی اسرائیل کی آزمائش کے ذریعہ تھا _
إنما فتنتم به
- 3_ سامری کے سنہرے بچھڑے کا آزمائش ہونا ان چیزوں میں سے تھا کہ جن کے بارے میں حضرت ہارون (ع) نے بنی اسرائیل کو خبردار کیا _
و لقد قال لهم هرون ... إنما فتنتم به
- 4_ حضرت ہارون (ع) نے توحید اور ربوبیت خدا کے ایمان پر ثابت قدم رہنے کو آزمائش کے ذریعہ الہی مینکامیابی کی شرط قرار دیا _
إنما فتنتم به وإن ربكم الرحمن
- 5_ حضرت ہارون (ع) نے بنی اسرائیل کے سامنے خدا تعالیٰ کی وسیع رحمت کا تذکرہ کر کے انہیں شریک و ارتداد سے واپس پلٹنے کیلئے راستہ کھلا ہونے کی یاد دہانی کرائی _
إنما فتنتم به وإن ربكم الرحمن
- بنی اسرائیل کی نافرمانی اور بچھڑا پرستی کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت ہارون (ع) کے کلام میں خدا تعالیٰ کی "الرحمان" کے ساتھ توصیف، شریک سے توبہ کی صورت میں ان کے ساتھ رحمت الہی کے وعدہ پر مشتمل ہے _
- 6_ منحرفین اور خطاکاروں کو رحمت اور مغفرت الہی سے امیدوار رکھنا ضروری ہے _
إنما فتنتم به وإن ربكم الرحمن

193

- 7_ خداوند رحمن (وسیع رحمت والا) سب لوگوں کا پروردگار ہے _
وإن ربكم الرحمن

8_ رحمن ہونا، معبود ہونے کی لازمی خصوصیات میں سے ہے۔

فَقَالُوا بِذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَى ... وَإِنْ رَبُّكُمْ الرَّحْمَنُ

حضرت ہارون (ع) نے سامری کے بچھڑے کے معبود ہونے کو رد کرنے کے مقام میں حقیقی معبود کی بعض خصوصیات بیان کی ہیں کہ جن میں سے اس کا "رحمان" ہونا ہے۔

9_ رحمان ہونا، ربوبیت کی شرط ہے۔

وَإِنْ رَبُّكُمْ الرَّحْمَنُ

10_ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون (ع) بنی اسرائیل کی رہنمائی اور ہدایت کے ذمہ دار۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ

11_ حضرت ہارون (ع) کی بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں کے ساتھ گفتگو محبت آمیز اور رہنمائی و ہدایت کے ہمراہ تھی۔

ی قوم إنما فتنتم به

بنی اسرائیل کو "اے میری قوم" کہہ کر اپنی طرف منسوب کرنا محبت کا اظہار ہے اور سامری کے ماجرا کو آزمائشے کہہ کر اسکی وجوہات تلاش کرنا واضح اور رہنمائی کرنا ہے۔

12_ گمراہ لوگوں کے ساتھ اظہار مہر و محبت انکی ہدایت کے سلسلے میں ایک پسندیدہ روش ہے۔

ی قوم إنما فتنتم به وَإِنْ رَبُّكُمْ الرَّحْمَنُ

13_ گمراہ لوگوں کو فکری اور نفسیاتی طور پر آمادہ کرنا اور زمینہ ہموار کرنا انکی رہنمائی اور ہدایت میں انبیاء کی ایک روش۔

ی قوم إنما فتنتم به وَإِنْ رَبُّكُمْ الرَّحْمَنُ

14_ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون (ع) بنی اسرائیل پر ولایت و اطاعت کا حق رکھتے تھے۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ ... فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي

حضرت ہارون (ع) کا لوگوں کو اپنی پیروی اور اطاعت کا حکم دینا اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل پر ولایت و اطاعت کا حق رکھتے تھے۔

15_ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون (ع) نے لوگوں کو سامری کی پیروی ترک کر کے اپنی اطاعت کا حکم دیا۔

لَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ ... فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي

16_ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون (ع) نے رہنمائی، خبردار کرنا، امر بالمعروف اور نہی از منکر کا فریضہ پوری طرح انجام دیا۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ ی قوم ... فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي

17_ بچھڑا پرستی کا مقابلہ کرنے اور بنی اسرائیل میں توحید کو زندہ کرنے کیلئے حضرت ہارون (ع) کے پاس مشخص پروگرام تھا۔

أَطِيعُوا أَمْرِي

194

"اتبعونی" کے حکم کے بعد حضرت ہارون (ع) کا بنی اسرائیل کو اپنے اوامر کی اطاعت کا حکم دینا اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ انہوں نے بنی اسرائیل کیلئے انکی طرف سے اپنی پیروی کی صورت میں اوامر کا انتظام کر رکھا تھا۔

18_ فتنوں میں محفوظ رہنے کیلئے انبیاء الہی کے اوامر اور ہدایات کی اطاعت اور پیروی کرنا ضروری ہے۔

إِنَّمَا فَتَنَّتُمْ بِهِ ... فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي

اسما و صفات:

رحمان 7

اطاعت:

انبیاء کی اطاعت کے اثرات 18; ہارون (ع) کی اطاعت 14، 15

آزمائشے:

اس کا ذریعہ 2; سامری کے بچھڑے کے ذریعے آزمائشے 3

امیدوار ہونا:

بخشش کا امیدوار ہونا 6; رحمت خدا کا امیدوار ہونا 6

انبیائے (ع):

انکی سیرت 13; ان کا ہدایت کرنا 13

ریمان:

توحید پر ایمان 4; ربوبیت خدا پر ایمان 4

بنی اسرائیل:

انکے امتحان کا ذریعہ 2; ان میں توحید کا احیا 2; انکو انذار 1; یہ موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں 10; انکی تاریخ 1، 3،

5، 10، 11، 14، 15; انکو نصیحت 5; انکو دعوت 15; ان کے بچھڑا پرستوں کے ساتھ نمٹنے کی روش 11; انکی گمراہی

1; انکی بچھڑا پرستی 1; ان پر ولایت 14; انکی ہدایت 10، 11; انکو خبردار کرنا 3

یاددہانی کرانا:

رحمت خدا کی یاد دہانی کرنا 5

توبہ:

مرتد ہونے سے توبہ 5; شرک سے توبہ 5

خدا تعالیٰ:

اسکی ربوبیت 7; اسکی رحمانیت 7; اسکی آزمائشے وں میں کامیابی کے شرائط 4

ربوبیت:

اس میں رحمان ہونا 9; اس کے شرائط 9

سامری:

اس سے منہ موڑنا 15; اس کے بچھڑے کا کردار 2

گمراہ لوگ:

انکو امید دلانے کی اہمیت 6; انکی محبت 12

گمراہی:

اس کے موانع 18

بچھڑا پرستی:

اس کا مقابلہ 17

سچے معبود:

ان کا رحمن ہونا 8; انکی خصوصیات 8

بارون (ع):

195

ان کا امر بالمعروف 16; انکا ڈرانا 1، 16; انکی منصوبہ بندی 17; انکی تبلیغ 10; انکی نصیحتیں 5; انکی دعوت 15; انکی

تبلیغ کی روش 17; انکی شرک دشمنی 17; انکا عقیدہ 4; انکا شرعی ذمہ داری پر عمل کرنا 16; انکا قصہ 14، 15، 16،

17; انکی ذمہ داری 10; انکا مقام و مرتبہ 14; انکی مہربانی 11; ان کا نبی از منکر 16; انکی ولایت 14; انکی مینیجمنٹ کی

خصوصیات 17; یہ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں 14، 16; انکا ہدایت کرنا 11، 16; انکا خبردار کرنا 3

ہدایت:

اس کے لئے مقدمات فراہم کرنا 13; اسکی روش 12، 13

تفسیر راہنما جلد 11

قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَى (۹۱)
ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے گرد جمع رہیں گے یہاں تک کہ موسی ہمارے درمیان واپس آجائیں (91)

- 1_ بنی اسرائیل، حضرت ہارون (ع) کے احکام کو قبول کرنے اور بچھڑا پرستی سے توبہ کرنے کیلئے تیار نہ ہوئے۔
فاتبعونی و اطیعوا امری ... قالوا لن نبرح عليه عكفين
"لن نبرح" یعنی "لا نزال" (ثابت قدم رہیں گے) "عاکف" اسے کہتے ہیں جو کسی چیز کی طرف توجہ کرے اور اپنے آپ کو اسکی تعظیم پر مجبور کرے (مفردات راغب)
 - 2_ بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں کی طرف سے حضرت موسی (ع) کے میقات سے واپس آنے اور ذمہ داری کے تعین تک سامری کے بچھڑے کی پرستش کا فیصلہ۔
لن نبرح عليه عكفين حتى يرجع إلينا موسى
 - 3_ بنی اسرائیل نے سامری کے بچھڑے کے ٹھہرنے کی جگہ کو اپنی عبادت گاہ بنالیا اور بہت ساری گھڑیاں اسکی عبادت کیلئے مختص کر دیں۔
لن نبرح عليه عكفين
تسلسل اور دوام "عکفین" کے لفظ سے حاصل ہوتا ہے۔
 - 4_ بنی اسرائیل شخصیت پرست لوگ تھے نہ حقیقت طلب۔
لن نبرح ... حتى يرجع إلينا موسى
- بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں نے حضرت ہارون (ع) کی باتوں میں غور کرنے اور حقیقت کو پہچاننے کی بجائے انہیں صرف یہ جواب دیا کہ انہوں نے حضرت موسی (ع) کے میقات سے واپس پلٹنے کو اپنے عقائد میں نظر ثانی کی شرط قرار دیا ہے جبکہ معقول یہ تھا کہ وہ اپنے کام

196

- اور حضرت ہارون (ع) کی باتوں میں صحیح طور پر غور و فکر کرتے۔
- 5_ بنی اسرائیل کی نظر میں حضرت موسی (ع) کی شخصیت حضرت ہارون (ع) کی شخصیت سے زیادہ برجستہ تھی۔
و لقد قال لهم برون ... قالوا لن نبرح عليه عكفين حتى يرجع إلينا موسى
- حضرت ہارون (ع) کی باتوں سے بے اعتنائی اور حضرت موسی (ع) کے لوٹنے کو مؤثر سمجھنا بنی اسرائیل کی نظر میں ان دو کی شخصیت کے مختلف ہونے سے حکایت کرتا ہے۔

بنی اسرائیل:

انکی سوچ: 5; انکی تاریخ: 1، 2، 3; انکا حق کو قبول نہ کرنا: 4; انکی شخصیت پرستی: 4; انکی صفات: 4; انکی عبادت گاہ: 3;
انکی نافرمانی: 1; انکی بچھڑا پرستی: 1; انکی ہٹ دھرمی: 1، 2; انکی بچھڑا پرستی کی مدت: 2; انکی بچھڑا پرستی کی جگہ: 3
نافرمانی:

حضرت ہارون (ع) کی نافرمانی: 1

موسی (ع):

انکی ہارون (ع) پر برتری: 5; انکا قصہ: 2

ہارون (ع):

انکا قصہ: 1

قَالَ يَا هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا (۹۲)

موسی نے ہارون سے خطاب کر کے کہا کہ جب تم نے دیکھ لیا تھا کہ یہ قوم گمراہ ہو گئی ہے تو تمہیں کون سی بات آڑے آگئی تھی (92)

- 1_ حضرت موسیٰ (ع) نے میقات سے واپس پلٹنے کے بعد حضرت ہارون (ع) سے انکے بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں کے مقابلے میں رد عمل کے سلسلے میں باز پرس اور توبیخ کی _
ی ہرون ما منعك اذ رأيتهم ضلُّو
- 2_ بنی اسرائیل کو گمراہی اور انحراف سے روکنا حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون (ع) کی ذمہ داری تھی _
ی ہرون ما منعك اذ رأيتهم ضلُّو
- 3_ حضرت موسیٰ (ع) نے بنی اسرائیل کے انحراف اور ان کے بچھڑا پرستی کی طرف مائل ہو

197

- نے میں اپنے بھائی ہارون (ع) کو قصور وار ٹھہرایا _
قال ی ہرون ما منعك اذ رأيتهم ضلُّو
"ما منعك ..." استفہام انکاری ہے اور ہارون (ع) پر حضرت موسیٰ (ع) کے اعتراض کو بیان کر رہا ہے _
4_ دینی رہنما، رشتہ داری کی بنا پر قصور واروں کا مواخذہ کرنے سے چشم پوشی نہ کریں _
قال ی ہرون ما منعك
5_ دینی معاشروں کے ذمہ دار لوگوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے اعتقادی انحرافات کے سلسلے میں حساس ہوں اور اپنے رد عمل کا اظہار کریں _
ی ہرون ما منعك
6_ بنی اسرائیل کو انحراف اور گمراہی سے روکنا حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون (ع) کی ذمہ داری تھی _
ی ہرون ما منعك اذ رأيتهم ضلُّو

بنی اسرائیل:

- انکی تاریخ 1، 2، 3، 6؛ انکی گمراہی کے عوامل 3؛ انکی بچھڑا پرستی کے عوامل 3؛ انکی بچھڑا پرستی 1؛ انکی گمراہی کو روکنا 2، 6
دینی رہنما:
ان کے رشتہ داروں کی سزا 4؛ انکی ذمہ داری 4، 5
گمراہی:
اسکو روکنا 5
موسیٰ (ع) :
انکی سوچ 3، انکی طرف سے سرزنش 1؛ انکا قصہ 1، 3
ہارون (ع) :
انکا قصہ 1، 3، 6؛ ان کا مواخذہ 1؛ انکی ذمہ داری 2، 6؛ انکا نقش و کردار 3؛ یہ موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں 2، 6

أَلَا تَتَّبِعُنِ أَفْعَصَيْتَ أَمْرِي (۹۳)

کہ تم نے میرا اتباع نہ کیا کیا تم نے میرے امر کی مخالفت کی ہے (93)

- 1_ انبیاء (ع) اور ان کے جانشین اپنی توان کی حد تک لوگوں کو گمراہ اور منحرف ہونے سے بچانے کے ذمہ دار ہیں _
ما منعك اذ رأيتهم ضلُّوا اَلَا تَتَّبِعُنِ

ہارون (ع) کی طرف سے موسیٰ (ع) کے اتباع سے مراد کہ جسے "ما منعك ... ألا تتبعن" کا جملہ بیان کر رہا ہے۔ یہ ہے کہ حضرت ہارون (ع) کیلئے ضروری تھا کہ حضرت کی عدم موجودگی میں ان جیسا عمل کرتے اور انحراف کے سلسلے میں لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آنے اور یا یہ کہ حضرت موسیٰ (ع) کی ہدایات اور نصیحتوں (اصلاح و لا تتبع سبیل المفسدین) لانے بعض نے کہا ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون (ع) بنی اسرائیل کی ہدایت اور راہنمائی کے ذمہ دار تھے۔
ی ہرون ما منعك ... ألا تتبعن

3_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی عدم موجودگی میں ہارون کیلئے ان کی ذمہ داریوں کو معین کر دیا تھا۔
ما منعك ... ألا تتبعن افعصیت امری
"ألا تتبعن" میں "لا" اس نفی کی تاکید کیلئے ہے جو "منعك" سے حاصل ہو رہی ہے اور دراصل مراد یہ تھی "ما منعك ان تتبعن" بعض نے کہا ہے "لا" زائدہ نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ "ما الذی صدك و حملك علی ألا تتبعن" یعنی کس چیز نے تجھے روکا اور میری پیروی نہ کرنے پر مجبور کیا (مفردات راغب)

4_ بنی اسرائیل کے انحراف کے مقابلے میں خاموش رہنے اور کسی رد عمل کے اظہار نہ کرنے کی وجہ سے حضرت ہارون (ع) پر حضرت موسیٰ (ع) کے اوامر کی مخالفت کا الزام۔
ما منعك ... افعصیت امری

"افعصیت ... حضرت موسیٰ (ع) کا حضرت ہارون (ع) کو خطاب ہے آیت کے ظاہر کو دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے حضرت ہارون کا ان کے فرامین کی مخالفت کرنا کم از کم ایک الزام کی صورت میں سامنے آیا تھا

5_ لوگوں کی گمراہی اور انحراف کے مقابلے میں ذمہ دار لوگوں کا خاموش رہنا اور کسی رد عمل کا اظہار نہ کرنا تو بیخ اور باز پرس کے مقابل ہے۔

مامنعك اذ رايتهم ضلوا ... افعصیت امری

6_ ذمہ دار لوگ حتیٰ کہ معاشرے کے بالاترین مقام پر فائز حضرات کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کے دائرے میں رہتے ہوئے انحرافات کے مقابلے میں جواب دہ ہوں۔
ما منعك ... ألا تتبعن افعصیت امری

حضرت موسیٰ (ع) نے میقات سے واپس آنے کے بعد حضرت ہارون (ع) سے انکی ذمہ داری کے سلسلے میں باز پرس اور توبیخ کی اور بچھڑا پرستوں کے ساتھ انکے نمٹنے کی روش اور اسکے علل و اسباب کے بارے میں جستجو کی۔ اس چیز کے پیش نظر کہ حضرت ہارون (ع) پیغمبر تھے اور اس کے باوجود ان سے باز پرس ہوئی اس سے ذمہ دار لوگوں کی خصوصی ذمہ داری اور اسکے مقابلے میں لازمی طور پر ان کا جوابدہ ہونا واضح ہوتا ہے۔

7_ ہارون (ع) مقام نبوت کے حامل ہونے کے باوجود حضرت موسیٰ (ع) اور ان کے فرامین کی پیروی کرنے پر مأمور تھے۔

ما منعك ... ألا تتبعن افعصیت امری

"ألا تتبعن" حضرت ہارون (ع) کو خطاب اور اس نکتہ پر دال ہے کہ آپ نبی ہونے کے باوجود حضرت موسیٰ (ع) کے فرامین کی پیروی کرنے پر مأمور تھے۔

8_ معاشرے میں ایک راہبر کی پیروی ہونا ضروری ہے

ما منعك ... ألا تتبعن افعصیت امری

9_ الہی ذمہ داریوں میں کلمہ "امر" وجوب میں ظہور رکھتا ہے۔

افعصیت امری

امر کی مخالفت پر عصیان کا صدق کرنا مذکورہ نکتے پر دلالت کر رہا ہے۔

اطاعت:

موسیٰ (ع) کی اطاعت 7; راہبر کی اطاعت کی اہمیت 8

امر:

صیغہ امر کا معنی 9

انبیاء (ع) :

انکی ذمہ داری کا دائرہ 1; انکے جانشینوں کی ذمہ داری کا دائرہ 1

بنی اسرائیل:

انکی تاریخ 2، 3، 4; انکی گمراہی کے عوامل 4; انکی ہدایت 2

راہبر:

اسکے جوابدہ ہونے کی اہمیت 6; ان کے رد عمل ظاہر نہ کرنے کی سرزنش 5; انکی ذمہ داری 6

نافرمانی:

حضرت موسیٰ (ع) کی نافرمانی 4

لوگ:

لوگوں کی ہدایت کی اہمیت 1; لوگوں کو گمراہی سے بچانا 1

موسیٰ (ع) :

ان کے اوامر 3، 4; انکا قصہ 2، 3، 4

بارون (ع) :

انکی شرعی ذمہ داری 7; انکی راہبری 2; انکا قصہ 2، 3، 4; انکی ذمہ داری کا دائرہ 3; انکی ذمہ داری 2; انکا مقام و مرتبہ

7; انکی نبوت 7; انکا کردار و تاثیر 4; یہ موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں 2، 3

قَالَ يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي (٩٤)

بارون نے کہ کہ بھیا آپ میری ڈاڑھی اور میرا سر نہ پکڑیں مجھے تو یہ خوف تھا کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی

اسرائیل میں اختلاف پیدا کر دیا ہے اور میری بات کا انتظار نہیں کیا ہے (94)

1_ حضرت موسیٰ (ع) میقات سے واپس آنے کے بعد بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی کو دیکھ کر سخت ناراض ہوئے۔

200

بینوم لا تاخذ بلحیتی و لا برأسی

بارون (ع) کا سر اور داڑھی پکڑنا بنی اسرائیل کے انحراف کے سلسلے میں حضرت موسیٰ (ع) کے سخت غصے کی

علامت ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت ہارون (ع) کا سر اور داڑھی پکڑ کر ان سے اپنی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کے

بچھڑا پرست ہونے کے سلسلے میں باز پرس کی۔

ی ہرون ما منعك ... لا تأخذ بلحیتی ولا برأسی

3_ حضرت موسیٰ (ع) کی نظر میں حضرت ہارون (ع) بنی اسرائیل کے گمراہ ہونے اور ان کی بچھڑا پرستی کے مقابلے

میں ذمہ دار تھے۔

ی ہرون ما منعك ... لا تأخذ بلحیتی ولا برأسی

4_ انحرافات اور گمراہی کو دیکھ کر غضب ناک ہونا قابل تعریف ہے۔

لا تأخذ بلحیتی و لا برأسی

حضرت موسیٰ (ع) کے غضب کے ماجرا کو جو انکے اپنے بھائی کا سر اور داڑھی کے بال پکڑنے میں کی صورت میں

ظاہر ہوا انکی مذمت کے بغیر نقل کرنا دینی امور میں اس حالت کے پسندیدہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

5_ حضرت ہارون (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کا غضب دیکھ کر اسے ٹھنڈا کرنے، ان کی محبت حاصل کرنے اور ان کے

جذبات کو جگانے کی کوشش کی۔

حضرت موسیٰ (ع) کو "یا بن ام" کہہ کر پکارنا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ حضرت ہارون (ع) نے موسیٰ (ع) کے جذبات کو بھڑکا کر ان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اور اسکے بعد اپنی وضاحت پیش کی۔ کلمہ "ام" کے مفتوح ہونے کے بارے میں متعدد توجیہات پیش کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ اصل میں "یا بن امہ" تھا اور تخفیف کی وجہ سے اس طرح ہو گیا۔

6_ انبیاء کی مختلف روشوں میں جذبات کی تاثیر۔

قال بینوم

7_ موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) دونوں مادری بھائی تھے۔ *

قال یا بن ام

حضرت موسیٰ (ع) کا حضرت ہارون (ع) کی طرف سے "یا بن ام" (ماں کا بیٹا) کی تعبیر کے ساتھ مخاطب قرار پانا ممکن ہے اس وجہ سے ہو کہ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) دونوں مادری بھائی تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کلمہ "ماں" کا تذکرہ صرف حضرت موسیٰ (ع) کے احساسات اور جذبات کو جذب کرنے کیلئے ہو۔

8_ حضرت ہارون (ع) نے بچھڑا پرستوں کے ساتھ اپنے سلوک کی علل و اسباب کی وضاحت کرنے کیلئے حضرت موسیٰ (ع) سے مہلت طلب کی۔

لا تأخذ بلحیتی و لا برأسی اِنی خشیت

9_ ملزمین کو اپنے دفاع کا موقع دینا ضروری ہے۔

لا تأخذ بلحیتی و لا برأسی اِنی خشیت

10_ انبیاء کا علم محدود ہے۔

ما منعك ... لا تأخذ بلحیتی ... اِنی خشیت

11_ حضرت ہارون (ع) کی طرف سے بچھڑا پرستوں کا مقابلہ کرنے کیلئے عملی اور سنجیدہ قدم اٹھانے کی صورت میں بنی اسرائیل کو انتشار و افتراق کا خطرہ۔

201

اِنی خشیت ا ن تقول فرقت بین بنی اسرائیل

12_ وحدت کو بچانا اور افتراق کو روکنا بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں کے خلاف عملی اقدام نہ کرنے کے سلسلے میں حضرت ہارون (ع) کا عذر۔

اِنی خشیت ا ن تقول فرقت بین بنی اسرائیل

13_ بنی اسرائیل کی وحدت اور یکجہتی کی حفاظت کرنا حضرت موسیٰ (ع) کی حضرت ہارون (ع) کو ایک سفارش۔

فرقت بین بنی اسرائیل و لم ترقب قولی

"ترقب" کا معنی ہے "تحفظ" اور "لم ترقب" کے "فرقت" پر عطف کو مد نظر رکھتے ہوئے جملہ "اِنی خشیت ..." کا معنی یہ ہے کہ میں اس چیز سے پریشان تھا کہ مبادا آپ مجھے کہیں تو نے بنی اسرائیل کو متفرق کر دیا ہے اور میری بات کا خیال نہیں رکھا اور حضرت ہارون (ع) کا یہ کہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) نے میقات پر جانے سے پہلے بنی اسرائیل کے اتحاد کو بچانے کے سلسلے میں انہیں ضروری ہدایات دے دی تھیں۔

14_ معاشرے کی وحدت کی حفاظت کرنے اور اسے انتشار و افتراق سے بچانے کی مصلحت اسکے افراد کے ایک گروہ کے انحراف کے خطرے سے زیادہ ہے اگر از سر نو انکی ہدایت کا امکان باقی رہے۔

اِنی خشیت ا ن تقول فرقت بین بنی اسرائیل

حضرت ہارون (ع) نے "حتی یرجع إلینا موسیٰ (ع)" کا جملہ سننے کے بعد بچھڑا پرستوں کی از سر نو ہدایت کو منتفی نہ سمجھا اور مؤمنین اور کفار کو با ہم دست و گریبان کرنے اور بنی اسرائیل کی وحدت کی حفاظت کرنے میں سے دوسری صورت کا انتخاب کیا حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے اس انتخاب کا قبول ہونا اور قرآن کا اس پر کوئی تنقید نہ کرنا ایسے حالات میں ایسے موقف کے صحیح ہونے کی علامت ہے۔

15_ عملی میدان میں تمام معیاروں کی طرف توجہ کرنا، انکی درجہ بندی کرنا اور اہم و مہم کو مشخص کرنا ضروری ہے۔

ما منعك ... اِنی خشیت ا ن تقول فرقت بین بنی اسرائیل

حضرت ہارون (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کے فرامین پر عمل کے سلسلے میں صرف ایک جہت کو مد نظر نہیں رکھا تھا بلکہ انہوں نے تمام معیاروں کا آپس میں مقابلہ کرنے کے بعد ایک راستے کا انتخاب کیا تھا ان کا یہ عمل سب کیلئے نمونہ ہے کہ میدان عمل میں صرف ایک جہت کو نظر میں نہ رکھیں بلکہ سب جہات کو مد نظر رکھیں اور معیاروں کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد دینی احکام کو ایک مجموعہ کی صورت میں دیکھیں۔

16_ فرائض پر عمل کے سلسلے میں ایک جہت کو مد نظر رکھنے اور جمود سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔
ما منعك ... انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل

17_ بچھڑا پرست لوگ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کی عمومی صورتحال پر غالب تھے۔
انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل

202

بنی اسرائیل کے اتحاد و یگانگت کا منظر ان کے ارتداد کے زمانے میں، مرتد اور بچھڑا پرستوں کی حکمرانی کو بیان کر رہا ہے۔

18_ حضرت ہارون (ع) حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی اور ان کے میقات پر رہنے کی پوری مدت میں ان کے فرامین کو دقیق طور پر عملی کرنا چاہتے تھے اور ان کے معیاروں سے ہٹنا نہ چاہتے تھے۔
انی خشیت ان تقول ... و لم ترقب قولی

19_ حضرت ہارون (ع) کی نظر میں حضرت موسیٰ (ع) معاشرے کے انتشار و افتراق کے مقابلے میں ایک حساس اور عوامل اختلاف کے ساتھ قاطعیت کے ساتھ نمٹنے والے رہبر تھے۔
انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل

20_ انتشار و افتراق ڈالنے کا الزام حضرت ہارون (ع) کیلئے سخت اور ناقابل برداشت تھا۔
انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل

حضرت ہارون (ع) کا تفرقہ ڈالنے کے الزام سے خوف کلمہ "خشیت" کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جس میں خوف کے ہمراہ بڑا شمار کرنا بھی ہے اس کے لئے سخت ناگوار ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

21_ لمبی ڈاڑھی، ادیان آسمانی کے ماننے والوں کی تاریخ میں مطلوب وضع قطع کا حصہ رہی ہے۔
لا تأخذ بلحیتی

22_ "علی بن سالم عن ابیہ قال: قلت لابی عبد اللہ (ع) اخبرنی عن ہارون لم قال لموسیٰ (ع) یابن ام ... و لم یقل یابن ابی فقال: ان العداوات بین الاخوة اکثر با تکنون اذا كانوا بنی علات و متی كانوا بنی ام قلت العداوة بینہم ... قال: قلت له: فلم اخذ برا سہ یجرہ الیہ و بلحیتہ و لم یکن له فی اتخاذہم العجل و عبادتہم له ذنب؟ فقال: انما فعل ذلك به لأنه لم یفارقہم لما فعلوا ذلك و لم یلحق بموسیٰ (ع) و کان اذا فارقہم ینزل بہم العذاب؛ علی ابن سالم نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا میں نے امام صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا مجھے حضرت ہارون (ع) کے بارے میں بتائیے انہوں نے کیوں اپنے بھائی موسیٰ (ع) سے کہا "اے میری ماں کے بیٹے ... اور نہیں کہا اے میرے باپ کے بیٹے؟ تو امام (ع) نے فرمایا بھائیوں کے درمیان اس وقت دشمنی زیادہ ہوتی ہے جب ان کی مائیں مختلف ہوں اور اگر انکی ماں ایک ہو تو ان کے درمیان دشمنی کم ہوتی ہے۔ میں نے امام (ع) سے عرض کیا کیوں حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے بھائی کی ڈاڑھی پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا تھا جبکہ اس قوم کی بچھڑا پرستی میں ہارون (ع) کا کوئی قصور نہیں تھا امام نے فرمایا اس لئے کہ وہ بچھڑا پرستی کے زمانے میں ان سے جدا ہو کر موسیٰ (ع) کے ساتھ ملحق نہ ہوئے اور اگر انہیں چھوڑ دیتے تو ان پر عذاب نازل ہوجاتا۔
(1)

23_ "عن ابی جعفر (ع) قال: ... ان امیر

.....

(1) علل الشرائع ص 68 ب 58 ح 1؛ نور الثقلین ج 3 ص 72 ج 27۔

203

المؤمنین (ع) خطب الناس ... فقال: ... کان ہارون ا خا موسیٰ لابیہ و امہ؛ امام محمد باقر (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ

(ع) نے فرمایا امیر المؤمنین (ع) نے لوگوں کو خطبہ دیا ... پھر فرمایا ... ہارون (ع)، حضرت موسیٰ (ع) کے باپ اور ماں کی طرف سے بھائی تھے۔ (1)

اتحاد:

اسکی اہمیت 14

انبیاء (ع) :

ان کا اثر قبول کرنا 6; ان کے احساسات کو تحریک کرنا 6; ان کے علم کا دائرہ 10

اہم و مہم: 14

ان کے درجہ 15

بنی اسرائیل:

انکی بچھڑا پرستی کے اثرات 1، 2; ان کے اتحاد کی اہمیت 12; یہ موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں 17; انکی تاریخ 1، 2، 3، 12، 17; انکی گمراہی کو بیان کرنا 8; ان کے بچھڑا پرستوں کی حکمرانی 17; ان کے اختلاف کا خطرہ 11; ان کے بچھڑا پرستوں کے ساتھ نمٹنے کی روش 8; انکی گمراہی کے عوامل 3; انکی بچھڑا پرستی کے عوامل 3; ان کے بچھڑا پرستوں کا مقابلہ 11

جمود:

اس سے اجتناب 16

شرعی ذمہ داری:

اس پر عمل کی روش 16

خود:

خود کا دفاع 9

روایت: 22، 23

داڑھی:

اسکی تاریخ 21; یہ آسمانی ادیان میں 21

غضب:

پسندیدہ غضب 4

ملزمین:

ان کے حقوق 9

موسیٰ (ع) :

انکا اتحاد کو اہمیت دینا 13; انکا باپ اور ماں کی طرف سے بھائی 23; انکا مادری بھائی 7، 22; انکی سوچ 3، 19; ان کے جذبات کو تحریک کرنا 5; انکی نصیحتیں 13; انکا سلوک 2; ان کے غضب کے عوامل 1; انکا غضب 2، 5; انکی قاطعیت 19; انکا قصہ 1، 2، 3، 5، 8، 13، 17، 18; یہ اور ہارون (ع) 19

ہارون (ع) :

ان کا مہلت طلب کرنا 8; انکا باپ اور ماں کی طرف سے بھائی 23; انکا مادری بھائی 7، 22; ان کے ساتھ سلوک 2; انکو اتحاد کی نصیحت 13; ان پر اختلاف ڈالنے کی تہمت 20; ان کے رد عمل کا اظہار نہ کرنے کی وجوہات 12; انکا شرعی ذمہ داری پر عمل کرنا 18; انکا قصہ 2، 3، 5، 8، 12، 13، 18، 20; انکی داڑھی پکڑنا 2; انکا سر پکڑنا 2; انکا مواخذہ 2; انکا ذمہ داری قبول کرنا 18; انکا کردار و تأثیر 3، 5; یہ موسیٰ (ع) کے عدم موجودگی میں 18

ہدایت:

اس کا پیش خیمہ 14

(1) کافی ج 8 ص 72 ص 4; نور الثقلین ج 2 ص 72 ح 272_

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ (۹۵)

پھر موسیٰ نے سامری سے کہا کہ تیرا کیا حال ہے (95)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے بنی اسرائیل کی توبیخ اور ہارون (ع) کے ساتھ سختی سے نمٹنے کے بعد، بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی میں سامری کی بلا واسطہ مداخلت کو دیکھ کر اس سے باز پرس اور تفتیش کی۔
قال فما خطبك يا سمري

2_ سنہری بچھڑا بنانے اور لوگوں کو گمراہ کرنے میں سامری کے ہدف اور مقصد کے بارے میں سوال، حضرت موسیٰ (ع) کے باز پرس کے موارد میں سے
فماخطبك يا سمري

بعض اہل لغت کے نزدیک "خطب" کا معنی ہے سبب امر (لسان العرب) زمخشری نے اسے طلب کے معنی میں قرار دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ "ما خطبك" یعنی تیرے کام کا سبب یا تیرا مطلوب اور مقصود کیا تھا؟ نیز اس کلمے کے معانی میں سے "شأن" اور "امر" بھی شمار کئے گئے ہیں (قاموس)

3_ لوگوں کے اعتقادی اور فکری انحرافات کے بارے میں تحقیق اور ان کے علل و اسباب کی شناخت ضروری ہے۔
قال فما خطبك يا سمري

مسلم ہے کہ سامری کا کام، انحراف، مذہم اور حضرت موسیٰ (ع) کے اعتقادات کے مخالف تھا اس کے باوجود حضرت موسیٰ (ع) اس کے کام کے بارے میں سوال کر کے اس کے علل و اسباب جاننا چاہتے ہیں۔

4_ حضرت موسیٰ (ع) نثر، اور مضبوط ارادے اور بلند ہمت والے شخص تھے۔
ی ہرون ... قال فما خطبك يا سمري

قال ی قوم ... قال

حضرت موسیٰ (ع) نے میقات سے واپسی کے بعد تن تنہا بنی اسرائیل کے سردار و رعایا اور فردو گروہ کی باز پرس کی اور ان کے غالب نظام کے ساتھ ٹکرائے اور ان سب سے قوت کے ساتھ مخاطب ہوئے یہ روش، انکی شجاعت اور بلند ہمت ہونے کی علامت ہے۔

بنی اسرائیل:

انکی تاریخ 1، 2؛ انکی سرزنش 1؛

انکی گمراہی کے عوال 2؛ انکی بچھڑا پرستی کے عوامل 1

سامری:

اس کا گمراہ کرنا 2؛ اسکی مجسمہ سازی کا مقصد 2؛ اس کا قصہ 1، 2؛ اس کا مواخذہ 1، 2؛ اس کا نقش و تاثیر 1

گمراہی:

اس کے عوامل تلاش کرنا 3

موسیٰ (ع)

ان کا ارادہ 4؛ ان کے سلوک کی روش 1؛ انکی طرف سے سرزنش 1؛ انکی شجاعت 4؛ ان کے فضائل 4؛ انکی قدرت 4؛ انکا

قصہ 1، 2؛ پہ اور ہارون (ع) 1

ہارون (ع) :

ان کا قصہ 1

تفسیر راہنما جلد 11

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي (٩٦)
اس نے کہا کہ میں نے وہ دیکھا ہے جو ان لوگوں نے نہیں دیکھا ہے تو میں نے نمائندہ پروردگار کے نشان قدم کی ایک مٹھی خاک اٹھالی اور اس کو گوسالہ کے اندر ڈال دیا اور مجھے میرے نفس نے اسی طرح سمجھایا تھا (96)

1_ سامری اس بات کا مدعی تھا کہ وہ ممتاز فکر، درک حقائق اور ان علوم کا مالک ہے کہ جن سے دوسرے لوگ بے بہرہ ہیں۔

قال بصرت بمالم يبصروا به
فعل "بصر" اس وقت آنکھ کے ساتھ دیکھنے کے بارے میں استعمال ہوتا ہے کہ جب اسکے ہمراہ قلبی ادراک بھی ہو اور ایسے موارد میں اس کا استعمال نہایت کم ہے کہ جہاں قلبی ادراک نہ ہو (مفردات راغب) اس بارے میں کہ سامری کی اس بات سے مراد کیا تھی کئی احتمالات ذکر کئے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ مجھے ایسے فنون و حقائق سے آگاہی حاصل ہوئی کہ جن کی بنا پر میں رسالت کے اثرات سے زیادہ استفادہ کرسکا اور دوسرے لوگ اس سے محروم رہے۔

2_ سامری کو بنی اسرائیل پر علمی برتری حاصل تھی۔
قال بصرت بمالم يبصروا به
3_ سامری نے اپنے علم و آگاہی کی مدد سے خدا کے ایک بھیجے رسولوں میں سے ایک رسول کے بعض آثار اور تعلیمات تک دسترسی حاصل کی اور انہیں اپنے اختیار میں لے لیا۔
بصرت ... فقبضت قبضة من اثر الرسول

206

ممکن ہے "اثر الرسول" سے مراد وہ علم و اسرار ہوں کہ جو حضرت موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) یا ان سے پہلے کے انبیاء کے پاس تھے اور وہ سامری کے ہاتھ لگ گئے تھے اور اس نے اپنے نفس کی گمراہی کے ذریعے انہیں لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے استعمال کیا۔ "الرسول" کا "ال" دلالت کر رہا ہے کہ سامری کے مد نظر شخص کو حضرت موسیٰ (ع) بھی پہچانتے تھے لیکن گویا سامری نے دوسرے لوگوں کے ماجرا کی حقیقت تک نہ پہنچنے کی خاطر بنی اسرائیل کے عام لوگوں کیلئے رسول کا نام اور اس کا اثر معین نہ کیا۔

4_ بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے اور ان کے درمیان بچھڑا پرستی کو ترویج دینے کیلئے دین اور تعلیمات آسمانی سے سوء استفادہ کرنا، حضرت موسیٰ (ع) کے سامنے سامری کے اعترافات میں سے تھا۔
فنبذته

ممکن ہے "نبذتہ" میں "نبذ" اپنے حقیقی معنی "یعنی آثار رسالت کو دور پھینکنا" میں ہو اور ممکن ہے مجاز اور خدا کے رسولوں کی تعلیمات سے سوء استفادہ کے معنی میں ہو دوسرے معنی کی بنیاد پر سامری اعتراف کرتا ہے کہ اس نے اپنی معلومات سے غلط استفادہ کر کے انہیں ضائع اور نابود کر دیا۔

5_ سامری نے اپنی خصوصی اور الہی معلومات کی بے اعتنائی کر کے اور انہیں دور پھینک کر بچھڑا سازی اور لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا۔
فنبذتها و كذلك سولت لي نفسي

مندرجہ بالا آیت کے معانی میں ایک احتمالی معنی یہ ہے کہ "نبذتہا" سے مراد معلومات (بصرت ... قبضت) سے بے اعتنائی کرنا ہو یعنی سامری نے اعتراف کیا تھا کہ میں نے الہی علوم و دانش کہ جو میں نے انبیاء سے حاصل کئے تھے کو دور پھینک دیا اسکے نتیجے میں اپنے نفس سے دھوکہ کھا کر یہ سب انجام دے دیا۔

6_ سامری کا مرتد ہونا، بنی اسرائیل کے انحراف کا سبب بنا۔
فنبذته

7_ خطا کرنا اور نفس کی تسویل (نفس کا عمل کو مزین کر کے پیش کرنا) بازپرسی کے وقت سامری کے اعترافات میں سے۔

قال بصرت ... و كذلك سولت لی نفسي

"تسویل" کا معنی ہے کسی چیز کو دوسرے کی نظر میں خوبصورت کر کے اور محبوب صورت میں پیش کرنا تا کہ وہ مخصوص بات کے کہنے یا خاص کام کے انجام دینے پر مجبور ہو جائے (لسان العرب) بعض نے اسے "سول" بمعنی "استرخا" (نرمی و آسانی) سے مشتق قرار دیا ہے اور اسے آسان کرنے کے معنی میں لیا ہے۔

8_ نفس کی فریب کاری اور اسکی ظاہر سازی نے سامری کو بنی اسرائیل میں بچھڑا پرستی والا انحراف پیدا کرنے پر مجبور کیا۔

و كذلك سولت لی نفسي

ایسے موارد میں "کذلك" ایک چیز کو اپنے ساتھ تشبیہ دینے کیلئے ہوتا ہے اس بنا پر سامری ك

207

ی اس تشبیہ سے مراد یہ کہ ہے میری نفسانی تسویلات کیلئے خود اسی تسویل۔ کہ جو لوگوں کو بچھڑا پرستی کی دعوت دینا ہے۔ سے بہتر مثال نہیں ہے۔

9_ نفس کے وسوسے اور تسویلات، لوگوں کو گمراہ کرنے اور انحراف پیدا کرنے کی خاطر دین و دانش کے استعمال کیلئے زمینہ ہموار کرتے ہیں۔

بصرت ... فنبذتها و كذلك سولت لی نفسي

جو کچھ سامری کے ہاتھ میں تھا جو خود اسکی اور بہت سارے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنا وہ علوم و معارف تھے کہ جنہیں اس نے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے استعمال کیا۔

10_ نفس کی تسویلات (برے اور ناروا کاموں کو خوبصورت کر کے پیش کرنا) ایسا خطرہ جو افراد اور جوامع کیلئے کمین لگائے ہوئے ہے۔

و كذلك سولت لی نفسي

11_ ناروا کاموں کو خوبصورت بنانا، انسانی نفس کی خصوصیات میں سے ہے۔

و كذلك سولت لی نفسي

12_ انسان کے لئے اپنے نفس کی تسویلات کے مقابلے میں ہوشیار رہنا ضروری ہے۔

و كذلك سولت لی نفسي

اقرار:

ناپسندیدہ عمل کو خوبصورت بنانے کا اقرار 7

انبیاء (ع):

ان کے علم تک دسترسی 3

بنی اسرائیل:

انکی تاریخ 4، 6، 7، 8؛ انکی گمراہی کے عوامل 6؛ انکی بچھڑا پرستی کے عوامل 8

معاشرہ:

معاشرتی آسیب شناسی 9، 10؛ اسکے انحطاط کے عوامل 10

خدا تعالیٰ:

اسکی تعلیمات سے بے اعتنائی 5

دین:

اس سے سوء استفادہ کرنے کا پیش خیمہ 9؛ اس سے سوء استفادہ کرنا 4

سامری:

اسکے مرتد ہونے کے اثرات 6؛ اسکی خواہش پرستی کے اثرات 8؛ اسکے گمراہ کرنے کا آلہ 4؛ اسکے دعوے 1؛ اس کا

گمراہ کرنا 5، 7، 8؛ اس کا اقرار 4، 7؛ اسکی تبلیغ کی روشن 4؛ اس کا سود استفادہ 4؛ اس کا علم 1، 2؛ اسکے فضائل 2؛ اس

کا قصہ 3، 4، 5، 6، 7؛ اسکی مجسمہ سازی 5؛ اسکے علم کا سرچشمہ 3
عمل:

ناپسندیدہ عمل کو خوبصورت بنانے کے اثرات 10؛ ناپسندیدہ عمل کو خوبصورت بنانا 11
لوگ:

لوگوں کو گمراہ کرنے کا پیش خیمہ 9

خواہش پرستی:

اسکے اثرات 9، 11؛ اسکے مقابلے میں ہوشیاری کی اہمیت 12

208

قَالَ فَادْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَنْ تُخْلَفَهُ وَانْظُرْ إِلَى إِلْهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا (٩٧)

موسیٰ نے کہا کہ اچھا جا دور ہو جا اب زندگانی دنیا میں تیری سزا یہ ہے کہ ہر ایک سے بھی کہتا پھرے گا کہ مجھے چھو نا نہیں اور آخرت میں ایک خاص وعدہ ہے جس کی مخالفت نہیں ہوسکتی اور اب دیکھ اپنے خدا کو جس کے گرد تونے اعتکاف کر رکھا ہے کہ میں اسے جلا کر خاکستر کر دوں گا اور اس کی راکھ دریا میں اڑا دوں گا (97)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے سامری کی عدالتی کارروائی کے بعد اسکے فوری طور پر معاشرے سے نکل جانے، تنہا ہوجانے اور پوری زندگی میں لوگوں کے ساتھ اسکی قطع تعلقی کا فیصلہ سنایا _

قَالَ فَادْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ

"فادھب" کی "فای" اس بات پر دلالت کرنے کے علاوہ کہ سامری کے نکل جانے کا حکم اس کے خلاف فیصلے پر مترتب تھا اسکے فوری ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے "مساس" باب مفاعلہ کا مصدر ہے اور "لامساس" کا مطلب ہے ہر قسم کے رابطے اور تعلق کی نفی یعنی تو اپنی زندگی میں اس انجام کا مستحق ہے کہ تیری پہلی اور آخری بات اپنی ہے کسی اور اس بات کی خبر دینا ہوگی کہ تیرے ساتھ کوئی بھی رابطے میں نہیں ہے۔

2_ دین موسیٰ (ع) میں دہنکارنا اور تن تنہا کر دینا، مرتدوں اور گمراہ کرنے والوں کی سزا تھی

قَالَ فَادْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ

"لامساس" کے بارے

209

میں دو رائے کا اظہار کیا گیا ہے 1_ یہ حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے عدالتی فیصلہ تھا 2_ یہ سامری کے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) کی نفرین ہے مذکورہ مطلب پہلی رائے کے مطابق ہے _

3_ سامری کا لوگوں سے دور ہونے اور لوگوں کا اس سے دور ہونے سے دوچار ہونا اسکے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) کی نفرین کا نتیجہ تھا _

فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ

جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے احتمال ہے کہ "فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ..." سامری کے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) کی نفرین ہو _ یعنی سامری اپنی خاص نفسیاتی یا جسمانی بیماری میں مبتلا ہوجائے کہ لوگ اس سے دور رہیں اور وہ لوگوں سے دوری اختیار کرے _

4_ لوگوں سے رابطہ ختم ہونا اور معاشرے سے دہنکارا جانا اور تنہا ہوجانا ایسی سزا تھی کہ جو سامری کیلئے سزاوار تھی _

قَالَ فَادْهَبْ فَإِنَّ لَكَ ... لَا مِسَاسَ

"لَكَ" کا "لام" سامری کے استحقاق پر دلالت کرتا ہے اور (پچھلی آیت میں مذکور) "نَبَذْتَهَا" کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ معاشرے سے دہنکارا جانا سامری کی طرف سے رسالت کے آثار کو درو پھینکنے والے گناہ کے مناسب سزا تھی _

- 5_ معاشرے کو گمراہ کرنے والے عناصر سے پاک کرنا اور ان کے اور لوگوں کے دو طرفہ روابط کو منقطع کرنا ضروری ہے۔
قال فاذنب ... لامساس
- 6_ سامری کو دنیاوی سزا کے علاوہ آخرت میں حتمی اور قطعی سزا کا سامنا ہوگا۔
لك في الحياة ... و إن لك موعداً لن تخلفه
- "موعد" "وعدہ، وعدہ کی جگہ اور وعدہ کا وقت کے معانی میں استعمال ہوتا ہے اور ظاہراً اس سے مراد وہ عذاب ہے جس کا قیامت میں وعدہ دیا گیا ہے۔
- 7_ گمراہ قائدین دنیاوی سزا کی وجہ سے اخروی سزا سے معاف نہیں ہوں گے۔
في الحيوة ... لامساس و إن لك موعداً لن تخلفه
- 8_ خداتعالیٰ کی بعض دھمکیوں کا قطعی ہونا۔
موعداً لن تخلفه
- "لن تخلفه" مجہول ہے اور اس کا غیر مذکورہ فاعل خداتعالیٰ ہے۔
- 9_ سامری خود بھی اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بچھڑے کی پرستش کرتا تھا۔
و انظر إلى إلهك الذي ظلت عليه عاكف
- "إلهك" سامری کے معبود کی تحقیر کے علاوہ اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ خود سامری نے بھی اسے معبود کے طور پر قبول کر رکھا تھا۔
- 10_ سامری نے خود کو اپنے دست ساز بچھڑے کی مکمل نگرانی کا پابند بنارکھا تھا اور مسلسل اس کے ہمراہ رہتا۔
ظلت عليه عاكف
- "ظلت"، "ظلت" (تو اس پر کاربند تھا) کا مخفف ہے "عكوف" کا معنی ہے کسی چیز کو چمٹا رہنا اور اسی سے دائمی سرکشی ہے (مصباح) اور "ظ"

210

- لت عليه عاكفاً" یعنی اسکی طرف تیری بہت توجہ تھی اور تو ہمیشہ اس کا دیدار کر رہا تھا۔
- 11_ سامری کے بچھڑے کو مکمل طور پر جلا کر اس کے آثار کو ختم کر دینا اور اسکی راکھ کو دریا میں پھینک دینا سامری کے سنہرے بچھڑے کے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) کی قطعی اور مؤکد تصمیم۔
و انظر إلى إلهك ... لنحرقه ثم لننصفه في اليم نصف
- ("لنحرقه" کے مصدر) تحریق کا معنی ہے زیادہ جلانا (مصباح) نصف کا معنی ہے جڑ سے اکھاڑنا، گردینا اور ہوا میں منتشر کر دینا (قاموس) قابل ذکر ہے کہ آیت میں آخری معنی زیادہ مناسب لگ رہا ہے پس "ثم لننصفه" یعنی بچھڑے کو جلانے کے بعد (اسے راکھ کرنا) اسکی راکھ کو دریا میں پھینک دیں گے۔
- 12_ سامری کے بچھڑے کو جلانا اور اسکی راکھ کو دریا میں پھینکنا، سامری اور دیگر لوگوں کے سامنے انجام پایا۔
و انظر ... لنحرقه ثم لننصفه في اليم
- "انظر" حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے سامری کو حکم ہے اور ظاہراً اس سے مراد جلانے اور دریا میں پھینکنے والے پروگرام کا نظارہ کرنا ہے۔ "لنحرقه" اور "لننصفه" کی جمع کی ضمیر میں موقع پر لوگوں کے حاضر ہونے کو بیان کر رہی ہیں۔
- 13_ حضرت موسیٰ (ع) نے سامری کے بچھڑے کو نابود کرنے کیلئے بنی اسرائیل کی مدد کا انتظام کیا تھا اور آپ انہیں اس کام میں شریک کرنے پر مصمم تھے۔
لنحرقه ثم لننصفه
- "لنحرقه" اور "لننصفه" کی جمع کی ضمیر میں مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہیں۔
- 14_ سامری کے بچھڑے کو تراش کر اسے ناقابل استعمال برادے میں تبدیل کرنا اور پھر اسے دریا میں منتشر کر دینا بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستی والے انحراف کا قلع قمع کرنے کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کا پروگرام۔
لنحرقه
- "حرق" اور "تحریق" کے معانی میں سے ایک نرم کرنا اور پگھلانا ہے۔ اور "تحریق" اس کے تسلسل اور شدت پر دلالت کر

- رہا ہے (لسان العرب) مذکورہ مطلب اسی معنی کی بنا پر ہے۔
- 15_ شرک کے فکری اور عینی ذرائع کے ساتھ مقابلہ کرنا اور انہیں نابود کرنا، بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی کے خلاف حضرت موسیٰ (ع) کی روش۔
- إلہک الذی ... لنحرقہ ثم لننسفنہ
- سامری کے بچھڑے کو جلانا چند جہات سے قابل تامل ہے 1: نابود کرنے اور اسے لوگوں کی نظروں سے مٹا دینے کی جہت سے تا کہ دوبارہ اسکی طرف مائل نہ ہوجائیں 2: اس سنہرے بچھڑے کو جلا کر راکھ کر دینے سے ظاہر بینوں کیلئے اس کے معبود نہ ہونے کو ثابت کرنا۔ پہلی جہت عینی اور دوسری فکری ہے۔
- 16_ شرک اور غیر خدا کی پرستش کی جڑوں کو کاٹنا اور لوگوں

211

- کی زندگی سے اسکے آثار کو محو کر دینا ضروری ہے۔
- إلہک ... لنحرقہ ثم لننسفنہ فی الیم نسف
- 17_ مادی اور فنی اقدار کو شرک کے خلاف مقابلے اور اسکے آثار اور ذرائع کو نابود کرنے میں سستی کاموجب نہیں بننا چاہیے۔
- و انظر إلی إلہک ... لنحرقہ ثم لننسفنہ فی الیم نسف
- بوجود اسکے کہ سامری کا بچھڑا قیمتی دھاتوں سے بنایا گیا تھا اور اس سے صحیح استفادے کا امکان تھا حضرت موسیٰ (ع) نے جلانے اور نابود کر دینے کا حکم دیا کیونکہ صحیح عقائد کی حفاظت اور اعتقادی انحرافات کے ساتھ مقابلے کی قدر و قیمت مادی اقدار کے ساتھ قابل قیاس نہیں ہے۔

ہنری آثار:

انکا کردار 17

مدد طلب کرنا:

بنی اسرائیل سے مدد طلب کرنا 13

بنی اسرائیل:

انکی تاریخ 1، 3، 13، 14، 15؛ انکی بچھڑا پرستی کے خلاف مبارزت کی روش 14، 15؛ انکا کردار نقش و 13

خداتعالیٰ:

اسکی دھمکیوں کا قطعی ہونا 8

راہنما:

گمراہی کے راہنماؤں کی اخروی سزا 7؛ گمراہی کے راہنماؤں کی دنیوی سزا 7

سامری:

اسکے بچھڑے کو دریا بردہ کرنا 11، 12؛ اسکی جلا وطنی 1؛ اسکے بچھڑے کو نابود کرنے کی روش 14؛ اسکے بچھڑے

کو جلانا 11، 12؛ اسے مطرود کرنا 3، 4، 6؛ اس کا قصہ 1، 3، 9، 10؛ اسکے ساتھ قطع تعلقی 1؛ اسکی اخروی سزا کا

قطعی ہونا 6؛ اسکی دنیوی سزا 6؛ اسکی سزا 4؛ اسکی بچھڑا پرستی 9؛ اسکے بچھڑے کی نگرانی 10؛ اسکے خلاف عدالتی

کا روائی 1؛ اسکے بچھڑے کی نابودی 13؛ اس پر نفرین 3؛ اس کا کردار و نقش 10

شرک دشمنی:

اسکی اہمیت 16، 17

گمراہ لوگ:

انکے ساتھ نمٹنے کی روش 5؛ انہیں مطرود کرنا 5؛ انکے ساتھ قطع تعلقی 5

مرتد:

اسکے احکام 2؛ اسکی جلا وطنی 2؛ یہ یہودیت میں 2

موسیٰ (ع) (ع):

انکی نفرین کے اثرات 3; انکی تصمیم 11; انکی شرك دشمنی کی روش 15; انکا قصہ 1، 3، 11، 12، 13، 14، 15; انکا فیصلہ 1; یہ اور سامری کا بچھڑ 11
یہودیت:
اسکی تعلیمات 2

212

إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (۹۸)
یقیناً تم سب کا خدا صرف اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور وہی ہر شے کا وسیع علم رکھنے والا ہے (98)

1_ لوگوں کو عبادت میں توحید کی طرف متوجہ کرنا، حضرت موسیٰ (ع) کا سامری کے بچھڑے کو جلا کر راکھ کر دینے کا مقصد _
لنحرقنه ... إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ
ظاہراً یہ آیت حضرت موسیٰ (ع) کی اپنی قوم کے ساتھ گفتگو کا تسلسل ہے _ سامری کے خلاف عدالتی کاروائی اور اسکے خلاف فیصلے نیز اسکے بچھڑے کو نابود کرنے کے بعد ان بیانات کو پیش کرنا کی تصمیم اس پورے واقعے کا نتیجہ ہے اور یہ اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) نے یہ نتیجہ (شرك کا ابطال اور توحید کا اثبات) اخذ کرنے کیلئے یہ سب کام انجام دیئے تھے _

2_ صرف اللہ تعالیٰ، انسانوں کا حقیقی معبود ہے _
إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ
3_ "اللہ" عالم ہستی کے واحد حقیقی معبود کا مخصوص نام ہے _
إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
4_ انسان کا حقیقی معبود، عالم ہستی کا یکتا معبود ہے
إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
"الذی..." کا وصف تعلیل کیلئے ہے یعنی چونکہ "اللہ" وہ ذات ہے کہ کائنات میں اسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے لہذا تمہارا خدا بھی وہی ہے _

5_ کائنات کی تمام مخلوقات، خدائے یکتا کے علم میں ہیں
اللہ الذی ... وسع كل شيء علم
"علماً"، "وسع" کے فاعل کیلئے تمیز ہے یعنی خدا تعالیٰ علم و آگاہی کے لحاظ سے تمام مخلوقات پر محیط ہے _

6_ وہ معبود لائق عبادت ہے جو شریک سے بے نیاز ہو اس کا علم مطلق ہو اور سب چیزوں پر محیط ہو _
إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ... وسع كل شيء علم

213

"وسع" کا جملہ "لا إله إلا هو" کیلئے بدل ہے اور یہ دونوں "إِنَّمَا إِلَهُكُمُ ..." کیلئے تعلیل ہیں _

اسما و صفات : الله 3

انسان:

اس کا معبود 4

توحید:

توحید عبادی کی اہمیت 1; توحید عبادی 4

خدا تعالیٰ :

اسکی خصوصیات 2; اسکے علم کی وسعت 5

سامری:

اسکے بچھڑے کو نابود کرنے کا فلسفہ 1

سچامعبود 2، 4

اس کا احاطہ 6؛ اس کا بے مثال ہونا 6؛ اس کا بے نیاز ہونا 6؛ اسکی شرائط 6؛ اس کا علم 6؛ اس کا نام 3

موجودات:

ان کا علم 5

موسیٰ (ع) :

انکے اہداف 1

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا (۹۹)

اور ہم اسی طرح گزشتہ دور کے واقعات آپ سے بیان کرتے ہیں اور ہم نے اپنی بارگاہ سے آپ کو قرآن بھی عطا کر دیا ہے (99)

1_ سابقہ اقوام کی سرگذشت نقل کرنے میں قرآنی روش کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے _

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ

"كَذٰلِكَ" دوسروں کی سرگذشت کے نقل کرنے کو موسیٰ(ع) کی داستان کے نقل کرنے کے ساتھ تشبیہ دینے کیلئے ہے اور آیت کا ذیل "آتیناک ... ذکرأ" اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ خداتعالیٰ ان قصوں میں بھی پندآموز نکات کا انتخاب کر کے انہیں قرآن میں بیان کرتا ہے جیسا کہ اس نے حضرت موسیٰ (ع) اور بنی اسرائیل کی داستان میں کیا ہے _

2_ گزشتہ انبیاء (ع) اور امتوں کی اخبار کو مسلسل نقل کرنا، خداتعالیٰ کا پیغمبر (ص) کے ساتھ ایک وعدہ _

214

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ

"نقص عليك ... گزشتہ لوگوں کی تاریخ کے گوشوں کو نقل کرنے کے سلسلے میں خداتعالیٰ کا وعدہ ہے _

3_ قرآن مجید کی داستانیں، تاریخی واقعات سے ماخوذ ہیں

نقص عليك مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ

"نبا" خبر کے معنی میں ہے "ما قد سبق" یعنی وہ جو ماضی میں واقع ہو چکا ہے نہ یہ کہ صرف خیالی اور غیر واقعی امور ہوں _

4_ قرآن مجید خداتعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم(ص) کیلئے ایک عظیم عطیہ اور نصیحت گیری اور ہوشیار رہنے کا ایک ذریعہ ہے _

وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا

"ذکرأ" کا نکرہ ہونا اسکی عظمت پر دلالت کرتا ہے (بعد والی آیت میں) "مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ" قرینہ ہے کہ ذکر سے مراد قرآن ہے _

5_ قرآن کریم میں گزشتہ لوگوں کی داستانوں کو نقل کرنا یادآوری اور بیدار کرنے کیلئے ہے _

نقص عليك مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ... ذکر

6_ نصیحت گیری اور سبق حاصل کرنے کیلئے قرآن کی داستانوں میں غور و فکر کرنا ضروری ہے _

نقص عليك مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ... ذکر

7_ "ذکر" قرآن مجید کے ناموں اور اوصاف میں سے ہے _

وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا

8_ قرآن مجید کی داستانیں، خداتعالیٰ کے علم کے سرچشمہ سے نازل ہوئی ہیں نہ یہ کہ دوسروں کی باتوں سے مأخوذ ہوں _

من لدن

آنحضرت(ص) :

آپ(ص) کے ساتھ وعدہ 2

تدبر:

قرآن کے قصوں میں تدبر 6

خدا تعالیٰ :

اسکے عطیات 4; اس کا علم 8; اسکے وعدے 2

ذکر: 7

قرآن مجید:

اس میں تاریخ 1، 2; اسکی تعلیمات کی روش 1; اس کی فضیلت 4; اسکے قصوں کا فلسفہ 5; اسکے نزول کا فلسفہ 4; اسکے

قصوں کا سرچشمہ 8; اسکے نام 7; اسکے قصوں کی حقیقت 3

نعمت:

قرآن کی نعمت 4

یاد دہانی:

پیغمبر کو یاد دہانی 4; اسکے عوامل 4، 5، 6

215

مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا (۱۰۰)

جو اس سے اعراض کرے گا وہ قیامت کے دن اس انکار کا بوجھ اٹھائے گا (100)

1_ قرآن مجید اور اسکی نصیحتوں سے روگردانی کرنے والے قیامت کے دن اپنے کندھوں پر گناہ کا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

من أعرض عنه فإنه يحمل يوم القيامة وزر

2_ قرآن مجید سے روگردانی گناہ ہے اور قیامت والے دن یہ انسان کے دامنگیر ہوگی۔

من أعرض عنه فإنه يحمل يوم القيامة وزر

3_ قرآن اور اسکی نصیحتوں سے روگردانی کرنے والے دنیا میں انحراف اور گناہ میں گرفتار ہوتے ہیں۔

ء اتيناك من لدنا ذكراً من أعرض عنه فإنه يحمل ... وزر

جملہ "فإنه يحمل..." ممکن ہے قرآن مجید سے اعراض کرنے والوں کے دیگر گناہوں میں گرفتار ہونے کو بیان کر رہا ہو یعنی یہ لوگ اس روگردانی کی وجہ سے دنیا میں گناہ کے جال میں پھنس جائیں گے اور قیامت میں اس کے بوجھ تلے اور اسے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

4_ قیامت، انسان کے دنیاوی اعمال کے ظہور کا دن ہے۔

من أعرض عنه فإنه يحمل يوم القيامة وزر

"وزر" کا معنی ہے بھاری بوجھ اور چونکہ گناہ بھی گناہ گار کے کا ندھے پر بھاری بوجھ ہوتا ہے اس لئے اسے بھی "وزر" کہتے ہیں (مفردات راغب) "حمل وزر" اس چیز کی حکایت کر رہا ہے کہ قیامت کے دن گناہ، گناہ گار کے کندھے پر بوجھ کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

5_ قرآن مجید اور اسکی نصیحتوں کی طرف توجہ قیامت والے دن بوجھ کے ہلکا ہونے اور نجات کا سبب ہے۔

من أعرض عنه فإنه يحمل يوم القيامة وزر

جس طرح قرآن مجید سے روگردانی قیامت کے دن بوجھ کے بھاری ہونے اور پریشانی کا سبب ہے اسی طرح قرآن مجید کی طرف پلٹنا اور اسکے ساتھ تمسك قیامت والے دن انسان کے بوجھ کے ہلکا کرنے اور اسکی نجات کا سبب ہے۔

216

6_ قرآن مجید، قیامت والے دن اعمال کے پرکھنے کا محور اور میزان ہے۔

من أعرض عنه فإنه يحمل يوم القيامة وزر

آیت کا منطوق دلالت کر رہا ہے کہ قرآن سے روگردانی "وزر" آور ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسکی طرف توجہ نجات

کا سبب ہے پس قیامت کے دن انسان کے اعمال اور عقائد کی قدر و قیمت کا معیار اس کی قرآن سے دوری اور نزدیکی ہوگی اور اس ذریعہ سے اس کیلئے ثواب و عقاب کی درجہ بندی ہوگی۔
ذکر:

قرآن کے ذکر کے اثرات 5

عمل:

اس کا میزان 6

قرآن مجید:

اس سے روگردانی کے اثرات 3; اس سے روگردانی کرنے والوں کے گناہ کا سنگین ہونا 1; اس سے روگردانی کرنے والوں کی گمراہی 3; اس سے روگردانی کرنے کا گناہ 2; اس سے روگردانی کرنے والے قیامت میں 1; اس کا اخروی کردار 6 قیامت:

اس میں پاداش 4; اس میں عمل کا مجسم ہونا 4; اس میں حقائق کا ظہور 4; اس میں سزا 4; اس کی خصوصیات 4 گمراہی:

اس کے عوامل 3

گناہ:

اس کے عوامل 3

نجات:

اخروی نجات کے عوامل 5

تفسیر راہنما جلد 11

خَالِدِينَ فِيهِ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا (۱۰۱)

اور پھر اسی حال میں رہے گا اور قیامت کے دن یہ بہت بڑا بوجھ ہوگا (101)

1_ قرآن مجید سے اعراض کرنے کی سزا، قیامت میں بھاری بوجھ کی طرح اعراض کرنے والوں کے گندھوں پر ہوگی۔

من ا عرض عنه ... وزراً خلدین فیہ ... حمل

"حمل" اس اٹھائی ہوئی چیز کو کہتے ہیں کہ جو سر یا پشت پر اٹھائے ہوئے وزن کی طرح آشکار ہو (لسان العرب) اور اس کا نکرہ ہونا اس کے بھاری ہونے کو بیان کر رہا۔

2_ قرآن مجید سے روگردانی کرنے والوں کی اخروی سز

217

اور نتائج ابدی ہوں گے اور کبھی جدا نہیں ہوں گے۔

وزرا خلدین فیہ و ساء لہم

"فیہ" کی ضمیر کا مرجع "وزرا" ہے جو گذشتہ آیت میں تھا "وزر" میں خلود اور ہمیشگی کا معنی اس کے اثرات اور نتائج کا دائمی ہونا۔

3_ قیامت کے دن قرآن مجید سے روگردانی کا وزر اور عقوبت روگردانی کرنے والوں کے کندھوں پر ناگوار اور مشقت

بار وزن ہوگا۔

وزراً ... و ساء لہم یوم القی مة حمل

4_ اخروی سزائیں، دنیوی اعمال کا تجسم ہیں _
 فَإِنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزراً خَلْدِينَ فِيهِ ... حَمَلٌ
 گناہ گاروں کا وزر اور گناہ میں ہمیشہ رہنا اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ قیامت کی عقوبتیں اور مشکلات دنیوی اعمال کا
 تجسم ہیں کیونکہ وہ اپنے گناہ میں ہمیشہ ہیں _
 5_ قیامت، گناہ گاروں کی سزا کا دن ہے _
 و ساء لهم يوم القيامة حمل

عذاب:

اس میں ہمیشہ رہنا 2

عمل:

اس کا مجسم ہونا 4

قرآن مجید:

اس سے روگردانی کرنے والوں کی سزا کا سخت ہونا 3; اس سے روگردانی کرنے والوں کی سزا کا سنگین ہونا 1; اس سے
 روگردانی کرنے والوں کی اخروی سزا 1، 2

قیامت:

اسکی خصوصیات 5

سزا:

اخروی سزا کی حقیقت 4

گناہ گار لوگ:

انکی اخروی سزا 5

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا (۱۰۲)

جس دن صور پھونکا جائے گا اور ہم تمام مجرمین کو بدلے ہوئے رنگ میں اکٹھا کریں گے (102)

1_ صور (بگل یا صورت اور پیکر) میں پھونکا جانا، روز قیامت کے واقعات میں سے ہے _

يوم ينفخ في الصور

ممکن ہے صور ان دو معنوں میں سے ایک میں ہو _ 1_ سینگ کے

218

معنی میں تو اس صورت میں مراد بگل میں پھونکا جانا ہوگا کیونکہ قدیم زمانے میں جانوروں کے سینگ میں سوراخ کر کے
 اس سے بناتے تھے 2_ ممکن ہے صور "صورة" کی جمع ہو تو اس صورت میں مراد مردوں کے جسموں اور پیکروں میں
 پھونکا جانا ہوگا تا کہ وہ زندہ ہو جائیں بعض آیات کہ جن میں کلمہ "صور" آیا ہے دوسرے معنی کے ساتھ سازگار نہیں ہیں

2_ صور میں پھونکا جانا اور قیامت میں محشور ہونا ایسے دو واقعات ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں _

يوم ينفخ في الصور و نحشر المجرمين

"حشر" کا "نفخ صور" پر عطف بتاتا ہے قیامت کے برپا ہونے کے سلسلے میں یہ دو واقعات آپس میں مربوط ہیں _

3_ قیامت، مردوں کے اجساد میں دوبارہ روحوں کے پھونکے جانے کا دن _ *

يوم ينفخ في الصور

مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنا پر ہے کہ "صور" "صورة" کی جمع اور "اجساد" کے معنی میں ہو _

4_ مجرمین جس لمحے قیامت میں حاضر ہوں گے پریشانی کے ساتھ اپنے انجام پر نظر یں لگائے مہبوت اور حیرت زدہ
 ہوں گے _

و نحشر المجرمين يومئذ زرق

"زرقاً"، "المجرمین" کیلئے حال ہے اور اس کا مفرد "ارزق" یا "رزقائ" اس شخص کو کہاجاتا ہے کہ جس کی آنکھ کی سفیدی اسکی سیاہی کو ڈھانپ لے (لسان العرب) یہ حالت مجرمین کے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے کی علامت ہے اور ان کے شدید اندرونی اضطراب کو بیان کر رہی ہے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آنکھ کے سفید ہونے کا لازمہ اس کا اندھا ہونا ہے (لسان العرب)۔

5_ قیامت میں مجرمین کا محشور ہونا شدید رنج، الم اور وحشت کے ساتھ ہوگا۔

و ساء لهم يوم القيامة حملاً ... نحش المجرمین يومئذ زرق

"حملاً" اور "زرقاً" قیامت کے دن منکرین قرآن کی پریشان حالی اور سخت حالات پر دلالت کر رہے ہیں۔

6_ قیامت کے دن مجرمین نیل پڑے اور اترے ہوئے چہروں کے ساتھ محشور ہوں گے۔ *

و نحش المجرمین يومئذ زرق

ممکن ہے ("زرقاً" کے مفرد) "ارزق" یا "رزقائ" سے مراد لاجوردی رنگ ہو کہ جسے آسمانی رنگ یا نیلگوں بھی کہا جاتا ہے یہ صفت اگرچہ عام طور پر آنکھ کیلئے استعمال ہوتی ہے لیکن آنکھ کے غیر میں بھی استعمال ہوتی ہے (لسان العرب) مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "زرقاً" مجرمین کی جسمانی حالت کو بیان کر رہا ہو۔

7_ قیامت انسانوں کے جمع اور اکٹھا ہونے کا دن۔

نحش المجرمین

"نحش" کا معنی ہے جمع کرنا (لسان العرب) اور اس میں چلانے کا معنی ہی ملحوظ ہوتا ہے۔

219

8_ قیامت برپا کرنا اور اس میں مجرمین کو حاضر کرنا خدا تعالیٰ کے اختیار میں اور اسکے ارادے کے ساتھ مربوط ہے۔
نحش

9_ قرآن مجید سے روگردانی کرنے والے ایسے مجرم ہیں جن کا برا انجام ہے۔

ء اتینك ... من أعرض ... و نحش المجرمین يومئذ زرق

انسان:

اس میں روح پھونکنا 3

خدا تعالیٰ :

اسکے ارادے کے اثرات 8

قرآن مجید:

اس سے روگردانی کرنے والوں کا انجام 9

قیامت :

اس میں جمع ہونا 7; اس میں محشور ہونا 2; اس میں آنکھ خیرہ ہونا 4; اسکے برپا ہونے کا سرچشمہ 4; اس میں صور

پھونکنا 1، 2; اسکی خصوصیات 1، 3، 7

گناہ گار لوگ:

انکی اخروی حیرت 4; ان کا اخروی خوف 5; انکے چہرے کا رنگ 6; انکی آنکھ کا خیرہ ہونا 4; انکا برا انجام 9; انکے

محشور ہونے کا سرچشمہ 8; انکی اخروی پریشانی 4; ان کے محشور ہونے کی خصوصیات 5

مردے:

انہیں آخرت میں زندہ کرنا 3

يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا (۱۰۳)

یہ سب آپس میں یہ بات کر رہے ہوں گے کہ ہم دنیا میں صرف دس ہی دن تو رہے ہیں (103)

1_ گناہ گار اور قرآن سے روگردانی کرنے والے روز قیامت ایک دوسرے کے ساتھ آہستہ آہستہ باتیں کریں گے۔

يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ

"خفت" کا مطلب ہے بات کو مخفی رکھنا (لسان العرب) "یتخافتون" باب تفاعل سے ہے اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو کرتے وقت انکی آواز سنائی نہیں دیں گی قابل ذکر ہے کہ (بعد والی آیات میں مذکور) "خشعت الا صوات للرحمان" قرینہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت کے احساس اور اسکی رحمت کی توقع نے مجرمین کو آوازینا نیچی رکھنے پر مجبور کیا۔

220

2_ برزخ میں ٹھہرنے کی مدت کا اندازہ قیامت کے دن قرآن سے روگردانی کرنے والوں کی آپس میں خفیہ گفتگو کا حصہ

یتخفتون بینہم ان لبثتم

اپنے ٹھہرنے کی مدت کے بارے میں مجرمین کا سوال _ اس قرینے کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ دنیا میں انکی عمر یں بہت مختلف تھیں _ موت کے بعد گزرنے والی مدت کے بارے میں سوال ہے۔

3_ مجرمین اور قرآن سے روگردانی کرنے والا ایک گروہ، قیامت کے دن برزخ میں اپنے ٹھہرنے کی مدت کا اندازہ دس دن لگائے گا۔

ان لبثتم إلا عشر

"البث" کا معنی ہے ٹھہرنا اور بعد والی آیت میں مذکورہ "یوماً" قرینہ ہے کہ "عشرأ" سے مراد دس دن ہیں یہ کلمہ اگر چہ صرف مونث (جیسے لیالی) کیلئے استعمال ہوتا ہے لیکن اگر تمیز محذوف ہو تو مذکر (جیسے ایام) کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

4_ موت سے روز قیامت تک کا فاصلہ، حاضرین قیامت کی نظر میں بہت ہی کم اور معمولی فاصلہ ہے۔

یتخفون بینہم ان لبثتم إلا عشر

5_ قیامت میں بھی بعض لوگوں کیلئے بعض حقائق مخفی رہیں گے۔

یتخفتون بینہم ان لبثتم إلا عشر

جملہ "یتخفتون" بتاتا ہے کہ "ان لبثتم إلا عشرأ" کا محتوا مجرمین کی گفتگو کا محور تھا نہ یہ کہ اس پر ان کا اتفاق رائے ہو اور مختلف نظریات کا پیش کرنا ان میں سے بعض کیلئے حقیقت کے مشخص نہ ہونے سے حکایت کرتا ہے۔

عدد:

دس کا عدد 3

عالم برزخ

اسکی مدت کا کم ہونا 4; اسکی مدت 2، 3

قرآن مجید:

اس سے روگردانی کرنے والوں کی آخری سرگوشیاں 1، 2، 3

قیامت:

اس میں حقائق کا مخفی رہنا 5

گناہ گار لوگ:

انکی اخروی سرگوشیاں 1

موت:

اس کا قیامت تک کا فاصلہ 4

221

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا (١٠٤)

ہم ان کی باتوں کو خوب جانتے ہیں جب ان کا سب ہے ہوشیار یہ کہہ رہا تھا کہ تم لوگ صرف ایک دن رہے ہو (104)

- 1_ اللہ تعالیٰ، قیامت کے دن مجرمین کی برزخ مینان کے ٹھہرنے کی مدت کے بارے میں ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو کے بارے میں سب سے زیادہ آگاہ ہے۔
 "إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ"
 "ما يقولون" یعنی جو وہ کہتے ہیں اور ممکن ہے اس سے مراد مجرمین کی طرف سے آپس میں بولے گئے جملے ہوں اور ممکن ہے اس سے مراد وہ موضوع ہو کہ جسکے بارے میں مجرمین اظہار نظر کرتے ہیں مذکورہ مطلب میں پہلا احتمال مد نظر رکھا گیا ہے۔
- 2_ خداتعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔
 یخفون ... نحن أعلم بما يقولون
- 3_ خداتعالیٰ برزخ میں انسانوں کے ٹھہرنے کی مدت کے بارے میں سب سے زیادہ آگاہ ہے۔
 نحن أعلم بما يقولون
- "ما يقولون" کے دو احتمالی معنوں میں سے ایک کی بنیاد پر اس سے مراد وہ موضوع ہے کہ جو روز قیامت مجرمین کی گفتگو کا محور ہوگا۔
- 4_ روز قیامت سب سے زیادہ صحیح فکر والے مجرمین سب کیلئے برزخ میں ٹھہرنے کی مدت کا اندازہ ایک دن لگائیں گے۔
 إِذْ يَقُولُ أَ مِثْلَهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا
 "أَمْثَلَهُمْ طَرِيقَةً" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو افراد میں سے سب سے زیادہ منصف اور حق پرستوں کے سب سے زیادہ مشابہ ہو اور جو کچھ کہتا ہو زیادہ اطمینان سے کہتا ہو (قاموس)۔
- 5_ برزخ کی تھوڑی سی مدت کا ایک دن یا اس سے زیادہ اندازہ لگانا، ایک نادرست اور حقیقت سے دور اندازہ ہے
 نحن أعلم ... إِذْ يَقُولُ ... إِلَّا يَوْمًا
 "إِذْ"، "أَعْلَمُ" کیلئے ظرف ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ صحیح ترین فکر والے مجرمین کی طرف سے اظہار رائے کی صورت میں بھی خداتعالیٰ سب سے زیادہ آگاہ ہے۔ اور یہ چیز کنایہ ہے کہ ان میں

222

- سے کسی نے بھی حقیقت کا اظہار نہیں کیا۔
- 6_ روز قیامت مینلوگوں کی درک اور فہم مختلف ہوگی۔
 عَشْرًا ... إِذْ يَقُولُ أَ مِثْلَهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا
 ان لوگوں کا موجود ہونا کہ جو نسبتاً صحیح سوچتے ہیں اور دوسروں کی نسبت واقعیت سے قریب تر فیصلہ کرتے ہیں اس تفاوت کو بیان کر رہا ہے کہ جو قیامت کے دن لوگوں کے درمیان اس لحاظ سے ہوگا۔
- 7_ انسانوں کی مہارتیں اور فرق، قیامت کے دن بھی ظہور کریں گے۔
 إِذْ يَقُولُ أَ مِثْلَهُمْ طَرِيقَةً
 "أَمْثَلَهُمْ طَرِيقَةً" اس شخص کی حالت کو بیان کر رہا ہے کہ جس نے ایک دن والا نظریہ پیش کیا اور اس شخص کیلئے آخرت میں اس حالت کا پیدا ہونا بعید نظر آتا ہے پس یہ کہنا ضروری ہے کہ یہ خصوصیت ان مہارتوں کا ظہور ہے کہ جو دنیا میں انسان کو حاصل ہوئی ہیں۔
- 8_ نظریات کا واقعیت سے فاصلہ ان کی قدر و قیمت لگانے اور جاننے کا معیار ہے۔
 إِذْ يَقُولُ أَ مِثْلَهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا
- 9_ قیامت کی سختیوں اور عظمت کے مقابلے میں برزخ کا زمانہ بہت ہی کم اور معمولی ہے۔
 إِذْ يَقُولُ أَ مِثْلَهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا
 موت سے قیامت تک کی مدت کا کم ظاہر ہونا ظاہراً قیامت اور برزخ کے درمیان ایک قسم کے موازنے کا نتیجہ ہے اور اس فیصلے کا سرچشمہ ممکن ہے قیامت کی سختیوں کا مشاہدہ اور اسکے خلود اور دائمی ہونے کو مد نظر رکھنا ہو "إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا" کہنے والے کو حق کے نزدیک تر کہنا گویا قرآن کی طرف سے برزخ کے زمانے کے کم ہونے کی تاکید ہے کیونکہ اس نے ایک روز اور دس روز میں سے پہلے کو حقیقت سے نزدیک تر قرار دیا ہے۔

قدر و قیمت لگانا:

اس کا معیار 8

انسان:

ان کا اخروی تفاوت 6، 7؛ انکی اخروی فہم 6

سوچ:

اسکی قدر و قیمت کا معیار 8

خدا تعالیٰ :

اس کا علم 3، اس کا علم غیب 1، 2

عالم برزخ :

اسکی مدت کی کمی 9؛ اسکی مدت 3، 4، 5

قیامت:

اس کے ہول 9؛ اس میں حقائق کا ظہور 7؛ اسکی خصوصیات 7

گناہ گار لوگ:

انکی اخروی گفتگو 1

223

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا (۱۰۵)

اور یہ لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا ہوگا تو کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار انہیں ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا (105)

1_ قیامت کے دن، دنیا کا نظام اور اس کا جغرافیہ گہرے تغیر و تبدل سے دوچار ہو جائیگا _

و يسئلونك عن الجبال فقل ينسفها ربي

لوگوں کا پیغمبر اکرم (ص) سے قیامت کے دن پہاڑوں کے انجام کے بارے میں سوال اس بات کا گواہ ہے کہ موجودہ جہان کا درہم برہم ہو جانا ارتکاز کی صورت میں یا دیگر آیات سے استفادہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کے اذہان میں ایک مسلم چیز تھی لیکن پہاڑوں کی عظمت نے ان کیلئے یہ سوال پیدا کیا کہ ان کا انجام کیا ہوگا _

2_ پہاڑوں کی عظمت اور ان کے محکم و مضبوط ہونے کی وجہ سے کائنات کے انجام کی تحلیل کرنے والے ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جانے کو بعید سمجھتے ہیں _

و يسئلونك عن الجبال فقل ينسفها ربي

3_ صدر اسلام کے کچھ لوگ، پیغمبر اکرم (ص) سے قیامت کے وقت پہاڑوں کے انجام کے بارے میں وضاحت طلب کرتے تھے _

و يسئلونك عن الجبال

4_ قیامت کے وقت زمین کے سب پہاڑ جڑ سے اکھڑ کر اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جائیں گے _

و يسئلونك عن الجبال فقل ينسفها ربي

"نسف" کا معنی ہے جڑ سے اکھاڑنا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جانا (مصباح)

5_ قیامت کے وقت پہاڑوں کا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر منتشر ہو جانا، خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا جلوہ اور اس کے حکم سے ہوگا _

فقل ينسفها ربي

6_ لوگوں کا پیغمبر اکرم (ص) سے سوال بعض آیات کے نزول اور ان کیلئے مطالب کے بیان کا سبب بنتا تھا _

و يسئلونك عن الجبال فقل

7_ پیغمبر اکرم (ص) لوگوں تک معارف الہی کے پہنچانے کا ذریعہ تھے _

224

- و یسنلونك ... فقل ینسفہا ربی
- 8_ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) اکرم کو لوگوں کے سوالوں کا جواب دینے کا طریقہ سکھایا _
- و یسنلونك ... فقل ینسفہا ربی
- 9_ قیامت اور اس سے پہلے رونما ہونے والے واقعات کے بارے میں پیغمبر (ص) اکرم کی آگاہی، وحی کی مربون منت اور علم الہی کے سرچشمہ سے منسلک تھی _
- و یسنلونك ... فقل
- 10_ صدر اسلام کے مسلمانوں میں تحقیق اور تفحص کے جذبے کا وجود _
- و یسنلونك
- 11_ معارف الہی اور حقائق دینی کو آہستہ آہستہ بیان کیا گیا _
- و یسنلونك ... فقل

خلقت:

اس کا انجام 2

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 3

خدا تعالیٰ :

اسکے اوامر 5; اسکی تعلیمات 8; اسکی ربوبیت کی

نشانیوں 5; اسکے علم کا کردار 9

دین:

اس کا تدریجی نزول 11

قرآن مجید:

اسکی آیات کے نزول کا پیش خیمہ 6

قیامت:

اسکے وقت زمین 1; اسکے وقت پہاڑ 3، 4، 5; اسکی نشانیاں 1، 4

پہاڑ:

ان کے محکم ہونے کے اثرات 2; انکی عظمت کے اثرات 2; انکے انہدام کا بعید ہونا 2; انکا منہدم ہونا 4، 5; انکے انجام کے

بارے میں سوال 3; انکا انجام 2

آنحضرت (ص) :

آپ سے سوال 3، 6; آپکی تبلیغ 7; آپکا معلم 8; آپکے علم کے سرچشمہ 9; آپ کا نقش و کردار 7

لوگ:

صدر اسلام کے لوگوں کی پرستش کے اثرات 6; صدر اسلام کے لوگوں کی پرستش 3

مسلمان:

صدر اسلام کے مسلمانوں کا سوال پوچھنا 10; صدر اسلام کے مسلمانوں کی صفات 10

وحی:

اس کا کردار 9

تفسیر راہنما جلد 11

فَيَذَرُهَا قَاعاً صَفْصَفًا (۱۰۶)
پھر زمین کو چٹیل میدان بنادے گا (106)

- 1_ قیامت والے دن پہاڑ ہموار زمین میں تبدیل ہو جائیں گے۔
عن الجبال ... فيذربا قاعاً صفصف
"قاع" کا معنی ایسی ہموار اور صاف زمین ہے کہ جس میں درخت نہ اگیں اور "صفصف" کا معنی ایسی ہموار زمین ہے کہ جس میں کسی قسم کے نباتات کے اگنے، امکان نہ ہو (لسان العرب)
- 2_ قیامت کے وقت زمین کا جغرافیہ بڑے تغیر و تبدل سے دوچار ہو جائیگا۔
الجبال ... ينسفها ... قاعاً صفصف
- 3_ قیامت کے وقوع پذیر ہونے کے وقت سطح زمین ہر قسم کے نباتات سے خالی ہو جائیگی۔
فيذربا قاعاً صفصف
- 4_ قیامت کے وقت، پہاڑوں کو ہموار اور مسطح زمین میں تبدیل کرنا خداتعالیٰ کا کام اور اس کے حکم سے ہوگا۔
ينسفها ربي ... فيذربا قاع

پہاڑ:

ان کو ہموار کرنا 1

خداتعالیٰ:

اسکے افعال 4; اسکے اوامر 4

زمین:

اسے ہموار کرنے کا سرچشمہ 4

قیامت:

اسکے وقت زمین 2، 3، 4; اسکے وقت پہاڑ 1; اسکی نشانیاں 1، 2، 3

لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا (۱۰۷)
جس میں تم کسی طرح کی کجی یا ناہمواری نہ دیکھو گے (107)

- 1_ قیامت کے دن، سطح زمین کے اوپر معمولی سا نشیب و فراز بھی نظر نہیں آئیگا۔
لا تری فیہا عوجاً ولا امت
"عوج" اعتدال کی ضد ہے (مصباح) اور "امت" کا معنی ہے بلند جگہ اور نشیب و فراز کو بھی کہا جاتا ہے (قاموس)
"لا تری..." کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے وقت زمین میں کسی قسم کی ناہمواری اور کجی نظر نہیں آئیگی۔
- 2_ زمین، قیامت کے وقوع پذیر ہونے اور انسانوں کے محسوس ہونے کی جگہ۔
فيذربا قاعاً صفصفاً لا تری فیہا عوجاً ولا امت
زمین کا ہموار ہونا ممکن ہے لوگوں کو اٹھنے کیلئے آمادہ کرنے کیلئے ہو بنابرین قیامت اور اس کا خوفناک منظر اسی زمین پر وقوع پذیر ہوگا۔

حشر:

اسکی جگہ 2

زمین:

اسے ہموار کرنا 1; اس کا کردار 2

قیامت :

اس میں زمین 1; اسکی جگہ 2; اسکی خصوصیات 1

يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا (۱۰۸)

اس دن سب داعی پروردگار کے پیچھے دوڑ پڑیں گے اور کسی طرح کی کجی نہ ہوگی اور ساری آوازیں رحمان کے سامنے دب جائیں گی کہ تم گھنگھناہٹ کے علاوہ کچھ نہ سونگے (108)

1_ روز قیامت پہاڑوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھرنے کے وقت ایک دعوت دینے وال

227

انسانوں کو قبروں سے باہر آنے کی دعوت دیگا _

یومئذ یتبعون الداعی لا عوج له

ظاہراً داعی، کہ تمام لوگ جسکی اتباع کریں گے اور اسکی ندا پر لبیک کہیں گے سے مراد وہ ہے کہ جو انسانوں کو قبروں سے محسوس ہونے کی دعوت دیگا _

2_ روز قیامت سب لوگ بغیر کسی مخالفت کے اور مکمل نظم کے ساتھ داعی کی ندا کا جواب دیں گے اور اسکی پیروی کریں گے _

یومئذ یتبعون الداعی لا عوج له

ممکن ہے "لہ" کی ضمیر کامرجع اتباع ہو (جو "یتبعون" سے مستفاد ہے) اس صورت میں "لا عوج لہ" کا معنی یہ ہوگا کہ روز قیامت کے داعی کی پیروی میں کسی قسم کی مخالفت اور انحراف نہیں ہوگا _

3_ قیامت میں انسانوں کو حاضر کرنے کا حکم سب کیلئے اور ہر قسم کی بد نظمی اور کجی سے دور ہوگا _

یومئذ یتبعون الداعی لا عوج له

ممکن ہے "لہ" کی ضمیر داعی کی طرف پلٹ رہی ہو اور دعوت میں "عوج" اور کجی کے نہ ہونے سے حاکی ہو _

4_ روز قیامت میں خداتعالیٰ کی حاکمیت مطلق کا ظہور _

یومئذ یتبعون الداعی

5_ میدان قیامت میں حاضر لوگ اپنی گفتگو آہستہ آواز کے ساتھ زبان پر لائیں گے _

یومئذ ... خشعت الا صوات للرحمن

"خشوع صوت" کا معنی آواز کو نیچے لانا ہے (تاج العروس)

6_ واقعہ قیامت کی عظمت اور اس دن رحمت خدا پر نظریں لگانا آوازوں کو سینوں میں روک دیگا _

یومئذ ... و خشعت الا صوات للرحمن

روز قیامت آواز کو نیچے رکھنے کا سرچشمہ خشوع قلب ہے کہ جو انسان کے اس دن کے مناظر کے مشاہدہ کا نتیجہ ہے

7_ قیامت، خداتعالیٰ کی رحمانیت کے ظہور کا دن _

و خشعت الا صوات للرحمن

"رحمن" یعنی وسیع اور سب کے شامل حال رحمت کا مالک _

8_ خدا کی رحمانیت قیامت کے دہشت ناک اور خوفناک منظر میں سب لوگوں کی امید اور پناہ گاہ _

و خشعت الا صوات للرحمن

9_ قیامت کے دن مخفی اور زیر لب آواز یا قدموں کی آہستہ آہٹ کے علاوہ انسانوں کی کسی قسم کی آواز سنائی نہیں دے گی _

و خشعت الا صوات للرحمن فلا تسمع إلا همس

"ہمس" یعنی مخفی آواز اور "ہمس الا قدام" مخفی ترین قدم اٹھانے کو کہا جاتا ہے (معجم مقاییس اللغة) اس آیت میں دونوں

معنوں کا احتمال ہے۔

امید:

خدا کی رحمانیت کی امید 8

انسان:

اسکی اخروی امید 8; یہ قیامت میں 5; اس ك

228

آخرت میں محشور ہونا 3; اس کا محشور ہونا 1، 2

محشور ہونا:

اس کا سب کو شامل ہونا 3

خدا تعالیٰ :

اسکی رحمت کی توقع 6; اسکی اخروی حاکمیت 4; اسکی اخروی رحمانیت 7، 8

زمین:

اسے ہموار کرنا 1

قیامت:

اس میں آہستہ بولنا 5، 9; اسکی منادی کو جواب دینا 2; اسکی بولناکیاں 9; اس میں زمین 1; اس میں حقائق کا ظہور 4، 7;

اسکی عظمت 6; اس میں آہستہ بولنے کے عوامل 6; اس کا منادی 1; اسکی خصوصیات 6، 7، 9

پہاڑ:

پہاڑوں کا انہدام 1

يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا (۱۰۹)

اس دن کسی کی سفارش کام نہ آنے گی سوائے ان کے جنہیں خدا نے اجازت دیدی ہو اور وہ ان کی بات سے راضی ہو

(109)

1_ روز قیامت، شفاعت کارساز ہوگی۔

يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا

شفاعت کے سودمند نہ ہونے کی بات سوائے ان لوگوں کیلئے کہ جن کو اذن ہوگا اصل شفاعت کے مسلم ہونے کو بیان

کر رہا ہے۔

2_ شفاعت ایک با ضابطہ اور محدود و معین چیز ہے۔

يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ

3_ شفاعت کا سودمند ہونا ان لوگوں کیلئے ہے کہ جنہیں خدا تعالیٰ نے شفاعت کے لائق ہونے کی اجازت دی ہے۔

لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ

ممکن ہے "من أذن له الرحمن" میں "مَنْ" "لَا تَنْفَعُ" کا مفعول ہو اس صورت میں جملے کا معنی یہ ہوگا کہ قیامت کے دن

شفاعت کسی کو فائدہ نہیں پہنچائے گی مگر جنہیں اذن ہوگا۔

229

4_ قیامت کے دن شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان لوگوں کیلئے قبول کی جائیگی کہ جنکی گفتگو سے خدا تعالیٰ راضی

ہوگا۔

لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا ... وَ رَضِيَ لَهُ قَوْل

5_ خدا تعالیٰ روز قیامت کا مطلق اور بے چون و چرا حاکم ہوگا۔

إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ

- 6_ شفاعت، قیامت کے دن خداتعالیٰ کی مطلق حاکمیت کے ساتھ تضاد نہیں رکھتی۔
یومئذ لا تنفع الشفاعة إلا من أذن له الرحمن
- 7_ قیامت کے دن، شفاعت کے وجود اور محدود دائرے میں اس کے مؤثر ہونے کا سرچشمہ خداتعالیٰ کی رحمانیت ہے۔
لا تنفع الشفاعة إلا من أذن له الرحمن
- 8_ قیامت کے دن صرف وہ لوگ شفاعت کریں گے جنہیں خدا کی طرف سے اذن ہوگا۔
لا تنفع الشفاعة إلا من أذن له الرحمن
- ممکن ہے جملہ "لا تنفع..." شفاعت کرنے والوں کی طرف ناظر ہو اس احتمال کی بنا پر آیت کی ترکیب کے سلسلے میں متعدد وجوہ ذکر کی گئی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ "الشفاعة" شافع کی طرف اشارہ ہے اور آیت کا حقیقی مفاد یہ ہے کہ "لا ینفع شافع إلا..."
- 9_ قیامت کے دن ان لوگوں کو شفاعت کرنے کی اجازت ہوگی کہ جنکی گفتگو سے خداتعالیٰ راضی ہوگا۔
لا تنفع الشفاعة إلا من... رضی له قول
- "اٰ ذن" قرینہ ہے کہ جملہ "رضی له قولاً" قیامت سے مربوط ہے اور اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ شفاعت کرنے والے اس صورت میں شفاعت کر سکتے ہیں کہ نادرست بات زبان پر نہ لائیں اور شفاعت کے وقت جو کچھ زبان پر لائیں وہ حق اور خدا کو پسند ہو۔ یہ بھی بعید نہیں ہے کہ یہ جملہ شفاعت کرنے والوں کی دنیاوی گفتگو کی طرف نظر رکھتا ہو۔
- 10_ خداتعالیٰ کا راضی ہونا قیامت کے دن انسانوں کی گفتگو کے ثمر بخش ہونے کی شرط ہے۔
و رضی له قول
- 11_ انسان کیلئے ضروری ہے کہ اپنی گفتگو کی دقیق نگرانی کرے اور ایسی گفتگو سے پرہیز کرے جو خداتعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو۔
و رضی له قول
- 12_ گفتگو کا انسان کی تقدیر اور خداتعالیٰ کی خوشنودی اور ناراضگی کے حاصل کرنے میں بڑا کردار ہے۔
لا تنفع الشفاعة... و رضی له قول

انسان:

اسکی تقدیر میں مؤثر عوامل 12

خداتعالیٰ:

اسکی رحمانیت کے اثرات 7; اسکی خوشنودی کے اثرات

230

9, 10; اس کے غضب سے اجتناب کرنا 11; اس کا اذن 3, 8; اسکی اخروی حاکمیت 5; اسکی خوشنودی کا پیش خیمہ 11;

اس کے غضب کا پیش خیمہ 12

خداتعالیٰ کی خوشنودی:

یہ جنکے شامل حال ہے انکی شفاعت 4

گفتگو:

اس کے اثرات 12; اس کی نگرانی کے اہمیت 11

شفاعت:

اس کے اثرات 1; اس کا قطعی ہونا 1; اس کے شرائط 3, 4, 8; یہ اور خدا کی حاکمیت 6; اس کا تحت قانون ہونا 2; اس کا

دائرہ کار 2; یہ جنکے شامل حال ہے 3; اس کا سرچشمہ 7

شفاعت کرنے والے:

ان سے راضی ہونا 9; انکی شرائط 9

قیامت:

اس کا حاکم 5; اس میں گفتگو کی تاثیر کے شرائط 10; اس میں شفاعت 1, 2, 7

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا (۱۱۰)

وہ سب کے سامنے اور پیچھے کے حالات سے باخبر ہے اور کسی کا علم اس کی ذات کو محیط نہیں ہے (110)

- 1_ خداتعالیٰ سب انسانوں کے ماضی و حال سے مکمل اور دقیق آگاہی رکھتا ہے۔
یعلم ما بین ایدیہم و ما خلفہم
"ما بین ایدیہم" کی تعبیر اس چیز پر بولی جاتی ہے کہ جس کا زیادہ وقت نہ گزرا ہو اور (آیت جیسے) موارد میں "ما بین ایدیہم و ما خلفہم" سے مراد سب زمانوں میں انسان کے سب حالات ہیں قابل ذکر ہے کہ جو چیز افراد کے سامنے ہو اسے بھی "ما بین ایدیہم" کہتے ہیں۔
- 2_ خداتعالیٰ مخفی اور آشکار کا مطلق جاننے والا ہے
یعلم ما بین ایدیہم و ما خلفہم
"آگے اور پیچھے" ممکن ہے ظاہر اور مخفی سے کناہ ہو کیونکہ عام طور پر جو چیز انسان کی آنکھوں کے سامنے نہ ہو وہ اس سے مخفی ہوتی ہے۔
- 3_ خداتعالیٰ قیامت کے دن شفاعت کرنے والوں کے (ماضی، استقبال اور ظاہر اور مخفی) حالات سے مکمل آگاہ ہے۔
لا تنفع الشفاعة إل

231

- من أذن له ... يعلم ما بین ایدیہم و ما خلفہم
"ایدیہم" اور "خلفہم" کی ضمیر کا مرجع سابقہ آیت میں مذکور "من" ہے کہ جو جمع کے معنی میں ہے اور لفظ کے اعتبار سے ضمیر مفرد اور معنی کے اعتبار سے جمع کی ضمیر کا مرجع بن سکتا ہے۔
- 4_ بندوں کے اعمال اور حالات سے خداتعالیٰ کی وسیع آگاہی، قیامت کے دن شفاعت والے قانون اور اسکی اجازت کے صادر ہونے یا نہ ہونے کا سرچشمہ ہے۔
لا تنفع الشفاعة إلا من أذن ... يعلم ما بین ایدیہم و ما خلفہم
 - 5_ مکمل اور دقیق آگاہی، قانون بنانے اور اسے اجراء کرنے والوں کی لازمی شرط ہے۔
لا تنفع الشفاعة إلا من أذن له ... يعلم ما بین ایدیہم و ما خلفہم
 - 6_ کوئی بھی شخص، خداتعالیٰ کے علم اور معلومات پر محیط ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔
یعلم ما ... ولا یحیطون بہ علم
 - صدر آیت کے قریب سے خداتعالیٰ کے علمی احاطے سے مراد اسکی معلومات اور اسکی کاموں میں مخفی اسرار کا احاطہ ہے۔
 - 7_ انسان، خداتعالیٰ کے کاموں کے سب اسرار اور معیاروں سے مطلع ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔
ولا یحیطون بہ علم
 - 8_ روز قیامت میں دھوکہ بازی اور شفاعت سے سوء استفادہ کا کوئی راستہ نہیں ہے۔
لا تنفع الشفاعة إلا من أذن له ... يعلم ... ولا یحیطون بہ علم

انسان:

اس کا عاجز ہونا 7:6

خداتعالیٰ :

اسکے علم غیب کے اثرات 4: اسکی خصوصیات 6: اسکے افعال کار از 7: اس کا علم غیب 1، 2، 3: اسکے اذن کے عوامل

4: اسکے علم کی وسعت 1، 6

شفاعت :

اس کا تحت ضابطہ ہونا 4

شفاعت کرنے والے:

یہ قیامت میں 2

قانون:

اسے اجرا کرنے والوں کے شرائط 5

قانون بنانے والے:

انکے شرائط 5; انکا علم 5

قیامت:

اس میں شفاعت 4، 8; اس میں مکر 8; اسکی خصوصیات 8

تفسیر راہنما جلد 11

232

وَعَنْتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا (۱۱۱)

اس دن سارے چہرے خدائے حی و قیوم کے سامنے جھکے ہوں گے اور ظلم کا بوجھ اٹھانے والا ناکام اور رسوا ہوگا (111)

1_ قیامت کے دن خداتعالیٰ کے مقابلے میں خضوع و خشوع کی علامات سب انسانوں کے چہروں پر منقوش ہوں گی۔

و عننت الوجوه للحي القيوم

"عنا" کا معنی ہے خاضع اور مطیع ہونا (لسان العرب) اور "وجه" کا معنی ہے چہرہ اور چونکہ خضوع و ذلت کے آثار سب سے زیادہ چہرے پر ظاہر ہوتے ہیں اس لئے یہ کلمہ استعمال ہوا ہے "الوجوه" کے "ال" کے بارے میں احتمال ہے کہ یہ استغراق کیلئے ہو یا مضاف الیہ کے عوض ہو اور اس سے مراد "وجوه مجرمین" ہو مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

2_ مجرمین اور متکبرین روز قیامت ذلت آمیز اور خاضع چہروں کے ساتھ خداتعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔

و عننت الوجوه للحي القيوم

"عنائ" کے معانی میں سے ہے ذلیل ہونا (مصباح) اور "الوجوه" میں "ال" مضاف الیہ کی جگہ پر ہے یعنی "وجوبہم" اور اس سے مراد ان مجرمین کے چہرے ہیں کہ جنکے بارے میں گذشتہ آیات میں بات ہو چکی ہے۔ فعل "عننت" بتاتا ہے کہ ان کا خضوع تازہ ہے اور اس سے پہلے دنیا میں خداتعالیٰ کے مقابلے میں خضوع نہیں کرتے تھے۔

3_ خداتعالیٰ حی و قیوم (زندہ اور ہستی کو قائم رکھنے والا) ہے

و عننت الوجوه للحي القيوم

"قیوم" اسے کہا جاتا ہے کہ جو خود بخود قائم ہو اور سب چیزوں کا محافظ اور ہر چیز کو اس کا ذریعہ قوام عطا کرنے والا ہو (مفردات راغب)

233

4_ خداتعالیٰ جہان ہستی کا چلانے والا اور اسکی تدبیر کرنے والا ہے اور جہان ہستی کا قوام اور دوام اسکے ذریعے سے

ہے۔

للحي القيوم

بعض اہل لغت کے قول مطابق "قیوم" وہ ذات ہے کہ جو مخلوق کے امور کو قائم کرے اور اس نے تمام حالات میں کائنات کی تدبیر اپنی ذمے لے رکھی ہو (لسان العرب)۔

- 5_ خداتعالیٰ کی اپنے غیر سے مطلق بی نیازی _
القیوم
"قیوم" اسے کہا جاتا ہے کہ جو قائم بالذات ہو اور اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہ ہو _ (لسان العرب)
6_ قیامت کے دن خداتعالیٰ کے دائمی ہونے اور عالم ہستی پر اسکی قیومیت کا ظہور اس کے مقابلے میں لوگوں کے گہرے
خضوع اور ذلت کا سبب ہوگا _
و عنت الوجوه للحي القيوم
7_ دنیا میں ہر قسم کا ظلم و ستم قیامت کے دن ظالموں کے کندھوں پر بھاری بوجھ ہوگا _
من حمل ظلم
8_ ظلم، قیامت کے دن انسان کے نقصان اور محرومیت کا سبب ہوگا _
و قد خاب من حمل ظلم
"خبيّة" یعنی مطلوب کو ہاتھ سے دے بیٹھنا (مفردات راغب)
9_ قرآن سے روگردانی ظلم ہے _
و قد خاب من حمل ظلم
گذشتہ آیات قرینہ ہیں کہ ظلم سے مراد قرآن مجید سے منہ موڑنا ہے کہ جسے "وزر" کہا گیا تھا _
10_ اپنے اور دوسروں کے حق میں ہر قسم کے ظلم و ستم سے پرہیز کرنا ضروری ہے _
و قد خاب من حمل ظلم
11_ ستم کرنے والے (قیامت کے دن) شفاعت کرنے اور شفاعت کے لائق ہونے کے اذن سے محروم ہوں گے _
يومئذ لا تنفع الشفاعة ... و قد خاب من حمل ظلم
12_ قیامت کے دن صرف وہ مجرمین ناکام اور محروم ہوں گے کہ جن کے پاس کچھ ایمان اور عمل صالح نہیں ہوگا _
من حمل ظلم
بعد والی آیت میں جملہ "ومن يعمل من الصالحات ..." اس بات کا قرینہ ہو سکتا ہے کہ "من حمل ظلماً" مطلق نہیں ہے بلکہ
صرف وہ لوگ مراد ہیں کہ جو نہ مؤمن ہیں اور نہ نیکوکار _

خلقت:

اسکی تدبیر 4; اسکی بقا کا سرچشمہ 4

اسما و صفات:

حي 3; صفات جلال 5; قیوم 3

234

انسان:

یہ قیامت میں 1; اس کا اخروی خضوع 1، 6; اسکی اخروی ذلت 6; اس کا اخروی حلیہ 1

خداتعالیٰ :

اس کے دائمی ہونے کا اثرات 6; اسکی قیومیت کے اثرات 6; اسکی بی نیازی 5; اسکی تدبیر 4; اس کے مقابلے میں خضوع 6;

اس کے مقابلے میں خضوع کی نشانیاں 1

نقصان:

اخروی نقصان کے عوامل 8

شفاعت:

اس سے محروم لوگ 11

سرکشی کرنے والے:

انکا اخروی خضوع 2; انکی اخروی ذلت 2; انکا اخروی حلیہ 2

ظلم:

اسکے اثرات 8_ اس سے اجتناب کی اہمیت 10 اس کا آخرت میں بہاری ہونا 7

قرآن کریم:

اس سے روگردانی کرنے کا ظلم 9

قیامت:

اس میں خضوع 6; اس میں شفاعت 11

کفار:

انکی اخروی محرومیت 12

گناہ گار لوگ:

انکا اخروی خضوع 2; انکی اخروی ذلت 2; انکا اخروی حلیہ 2; انکی اخروی محرومیت 12

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا (۱۱۲)

اور جو نیک اعمال کرے گا اور صاحب ایمان ہوگا وہ نہ ظلم سے ڈرے گا اور نہ نقصان سے (112)

1_ مؤمنین جو اعمال صالح رکھتے ہیں قیامت کے دن اپنے کام کے ثمرات میں ہر قسم کی کمی اور تباہی سے محفوظ ہوں گے۔

و من يعمل من الصلحت و ہو مؤمن فلا یخاف ظلماً و لا ہضم
"ہضم" یعنی ناقص کرنا اور کم کرنا (مصباح) پس "لا یخاف ظلماً و لا ہضماً" یعنی نہ اس پر کوئی ستم کو روا رکھے گا تا کہ اس کا ناحق مؤاخذہ کرے اور نہ اسکے عمل کی جزا میں نقصان اور کمی آئیگی۔

235

2_ قیامت کے دن مؤمنین کے امن اور قلبی سکون کا انحصار دنیا میں ان کے اعمال صالح پر ہے۔

و من يعمل من الصلحت ... فلا یخاف ظلماً و لا ہضم
"من الصلحت" میں "من" تبعیض کیلئے ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ قیامت کے دن مؤمنین کی نجات کیلئے بعض اعمال صالح کا صدور کافی ہے۔

3_ بے ایمانی اور اعمال صالح سے دوری ایسے ظلم ہیں کہ جو روز قیامت انسان کے دامنگیر ہوں گی۔
و قدخاب من حمل ظلماً و من يعمل من الصلحت و ہو مؤمن

اس آیت اور اس سے پہلے والی آیت کے درمیان مقابلے سے یہ ظاہر ہے کہ اس آیت کا موضوع ظالموں کے مقابل والا گروہ ہے۔

4_ خدا تعالیٰ بندوں کا مو اذہ کرنے میں ہرگز حق سے تجاوز نہیں کرتا۔
فلا یخاف ظلماً و لا ہضم

ظلم اور ہضم کے درمیان فرق کے سلسلے میں کئی احتمالات دیئے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ظلم یعنی حق سے زیادہ کا مطالبہ کرنا اور ہضم یعنی حق سے کم کرنا۔

5_ قیامت کے دن اعمال کی پاداش عادلانہ اور ہر قسم کے نقص و کمی سے دور ہوگی۔
و من يعمل ... فلا یخاف ظلماً و لا ہضم

6_ ایمان، قیامت کے دن اعمال صالح کے ثمر بخش ہونے اور انکی مکمل جزا سے بہرہ مند ہونے کی شرط ہے۔
و من يعمل ... و ہو مؤمن فلا یخاف ظلماً و لا ہضم

آخرت میں مؤمن کے عمل کی جزا میں کمی کی نفی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان نہ ہونے کی صورت میں انجام دیا گیا عمل صالح نقص اور کمی سے دوچار ہو جائیگا۔

7_ "عن ابی جعفر (ع) فی قولہ "لا یخاف ظلماً و لا ہضماً" یقول: لا ینقص من عملہ شیء و اما "ظلماً" یقول: لن یدب بہ;
امام محمد باقر (ع) سے خدا تعالیٰ کے اس فرمان "لا یخاف ظلماً و لا ہضماً" کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے اعمال سے کمی نہیں کی جائیگی اور (کلمہ) "ظلماً" (تو خدا تعالیٰ اس کلمے کے ساتھ) فرما رہا ہے کہ اسکے اعمال ختم نہیں ہونگے۔ (1)

اسما و صفات:

صفات جلال 4

ایمان:

اس سے روگردانی کرنے کے اخروی آثار 3; اسکے اخروی آثار 6; اس سے روگردانی کرنے کا ظلم 3

.....

(1) تفسیر قمی ج 2 ص 67 _ نورالثقلین ج 3، ص 395 ج 123 _

236

پاداش:

اس میں عدل 5

خداتعالیٰ :

خداتعالیٰ اور ظلم 4; خداتعالیٰ کا عدل 4

روایت: 7

ظلم:

اسکے اخروی آثار 3

عمل:

اسکی بقا 7; اسکی اخروی جزا 5; اسکی اخروی سزا 5

عمل صالح:

اس سے اعراض کے اخروی اثرات 3; اسکے اخروی اثرات 1; اسکی پاداش 6; اس سے اعراض کا ظلم 3

قیامت:

اس میں عدل 5

سزا:

اس میں عدل 5

مؤمنین:

ان کے اخروی سکون کے عوامل 1; ان کے اخروی امن کے عوامل 1

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا (۱۱۳)

اور اسی طرح ہم نے قرآن کی عربی زبان میں نازل کیا ہے اور اس میں طرح طرح سے عذاب کا تذکرہ کیا ہے کہ شاید یہ

لوگ پرہیزگار بن جائیں یا قرآن ان کے اندر کسی طرح کی عبرت پیدا کر دے (113)

1_ قرآن ایسی کتاب ہے جو فصیح اور واضح بیان کے ساتھ خداتعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

و كذلك انزلناه قرء انا عربي

"عربی" کا معنی یا تو فصیح اور واضح ہے (مفردات راغب) اور یا یہ اسکے عرب زبانوں کی طرف منسوب ہونے کو بیان

کر رہا ہے (لسان العرب) مذکورہ مطلب پہلے معنی کی طرف ناظر ہے۔

2_ حقائق و معارف کو بیان کرنے میں بیان کا واضح ہونا تبلیغ کیلئے لازمی خصوصیات میں سے ہے۔

237

قرآن عربیاً و صرفنا فیہ من الوعد لعلہم یتقون

3_ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور یہ اسکے قواعد و ضوابط کے مطابق ہے۔

و كذلك انزلناه قرء انا عربي

- مذکورہ مطلب اس احتمال کی طرف ناظر ہے کہ "عربیاً" عربوں کی مخصوص زبان کے معنی میں ہو۔
- 4_ قرآن، پیغمبر (ص) اکرم پر نازل شدہ کتاب کا نام ہے۔
انزلناہ قرأنا عربی
- 5_ قرآن مختلف اور گوناگون دھمکیوں اور تہدیدات پر مشتمل ہے۔
و صرفنا فیہ من الوعد
- "صرف" یا "تصریف" کا معنی ہے ایک چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت میں پھیرنا یا اسے تبدیل کرنا۔ قابل ذکر ہے کہ تصریف میں زیادہ مبالغہ ہے (مفردات راغب) بنابرین "صرفنا..." سے مقصود یہ ہے کہ ہم نے دھمکیوں کو مختلف صورتوں میں پیش کیا ہے۔
- 6_ بیان کا متنوع ہونا اور اسکی مختلف صورتوں کو پیش کرنا تبلیغ و تربیت میں قرآن کی ایک روش ہے۔
و صرفنا فیہ من الوعد لعلمہم یتقون
- 7_ انسان میں روح تقویٰ کا پیدا ہونا نزول قرآن کے اہداف میں سے ہے۔
انزلناہ ... لعلمہم یتقون
- 8_ قرآن کے واضح بیانات کی مخالفت سے لوگوں کو باز رکھنا قرآن کی دھمکیوں کا فلسفہ۔
و صرفنا فیہ من الوعد لعلمہم یتقون
- قرآن سے روگردانی کرنے والوں کو گذشتہ آیات میں دھمکیاں ملنا نیز جملہ "انزلناہ قرأنا عربیاً" اس بات کا قرینہ ہے کہ "یتقون" کا متعلق قرآن سے روگردانی کرنا ہے۔
- 9_ انسان میں روح تقویٰ کا پیدا کرنا دھمکیوں اور تہدیدات کے استعمال کا محتاج ہے۔
و صرفنا فیہ من الوعد لعلمہم یتقون
- 10_ انسان کو متنبہ کرنا اور اسے یاد دہانی کرنا قرآن کے اہداف اور اس کے واضح بیانات میں سے ہے۔
و صرفنا فیہ من الوعد لعلمہم ... ا و یحدث لہم ذکر
- "ذکر" نسیان اور بھولنے کی ضد ہے (مقاییس اللغة) پس "ذکر" یعنی فراموش نہ کرنا اور دل میں محفوظ رکھنا۔
- 11_ خدا تعالیٰ قرآن کے الفاظ اور کلمات کو نظم دینے والا اور متنوع آیات کے قالب میں انسان کو متنبہ کرنے والا ہے۔
انزلناہ قرأنا عربیاً و صرفنا فیہ من الوعد
- (نزول کی حالت میں) قرآن کے عربی ہونے کا وصف بیان کرنا اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ قرآن کے محتوا کے علاوہ اس کے الفاظ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔
- 12_ قرآن کے معارف لوگوں کیلئے قابل درک ہیں۔

238

- و صرفنا فیہ من الوعد لعلمہم یتقون
- 13_ قرآن کی مکرر اور متنوع تنبیہات کو سنجیدہ لینا اور اس کے معارف اور تعلیمات کو خاطر میں رکھنا ضروری ہے۔
انزلناہ ... لعلمہم یتقون ا و یحدث لہم ذکر
- "العل" امید کے اظہار کیلئے ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام میں اس سے مقصود مخاطبین کی امید ہے یعنی یہ مخاطبین کو فراہم شدہ حالات سے فائدہ اٹھانے کی دعوت دیتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ اس کے نتیجے سے امیدوار ہونا چاہیے۔
- 14_ قیامت اور مجرمین کے مستقبل کے حالات کی تشریح تقوا کے پیدا ہونے اور انسان سے غفلت کو دور کرنے کا سبب ہے۔
و كذلك انزلناہ ... لعلمہم یتقون ا و یحدث لہم ذکر
- "کذلك" میں حرف کاف تشبیہ کیلئے ہے اور یہ گذشتہ آیات کو تقوا اور یاد دہانی پیدا کرنے کیلئے آیات الہی کے نمونے کے طور پر متعارف کر رہا ہے۔

انسان:

اس کا خیردار ہونا 10

تبلیغ:

اس میں بیان کا متنوع ہونا 6؛ اسکی روش 6؛ اسکے شرائط 2؛ اس میں فصاحت 2
یاد دہانی کرانا:
انسان کو یاد دہانی کرانا 10
تقوا:
اس کا پیش خیمہ 7، 9، 14
خداتعالیٰ:
خداتعالیٰ کا نقش اور کردار 11
ذکر:
قرآن کی دھمکیوں کا ذکر 13
غفلت:
اسے دور کرنے کا پیش خیمہ 14
قرآن کریم:
اسکی تعلیمات 5؛ اسکے بیان کا متنوع ہونا 5، 11؛ اسکے فہم کا آسان ہونا 12؛ اس کا عربی ہونا 3؛ اسکی فصاحت 1؛ اسکے
نزول کا فلسفہ 7، 10؛ اسکی دھمکیوں کا فلسفہ 8؛ اسکی مخالفت سے ممانعت 8؛ اسکی تدوین کا سرچشمہ 11؛ اس کا وحی
ہونا 1؛ اس کا واضح ہونا 1، 12؛ اسکی دھمکیاں 5، 11؛ اسکی خصوصیات 1، 3
قیامت:
اسکے واقعات کا بیان کرنا 14
گناہ گار لوگ:
انکے انجام کا بیان کرنا 4
محمد-(ص):
آپ کی آسمانی کتاب 14
دھمکی:
اسکے اثرات 9

239

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (۱۱۴)
پس بلند و برتر ہے وہ خدا جو بادشاہ برحق ہے اور آپ وحی کے تمام ہونے سے پہلے قرآن کے بارے میں عجلت سے کام
نہ لیا کریں اور یہ کہتے رہیں کہ پروردگار میرے علم اضافہ فرما (114)

- 1_ خداتعالیٰ، بلند مرتبہ حقیقت، بے نظیر اور کمال کے عروج پر ہے۔
فتعلیٰ اللہ
- "تعالیٰ" کا معنی ہے بلند مرتبہ اور اس سے مراد خداتعالیٰ کی صفات کا مخلوقات کی صفات سے برتر ہونا ہے۔
- 2_ خداتعالیٰ کائنات کا حقیقی مالک اور اس کا مطلق فرمان روا ہے۔
فتعلیٰ اللہ الملك
- 3_ خداتعالیٰ حق محض ہے اور اس میں کسی قسم کا باطل روا نہیں ہے۔
فتعلیٰ اللہ الملك الحق
- 3_ خداتعالیٰ کے افعال اور موجودات کی آفرینش حکیمانہ اور خردمندانہ ہے۔
الحق
- حق اسے کہا جاتا ہے کہ جو کسی چیز کو حکمت کی بنیاد پر خلق کرے (مفردات راغب)
- 5_ خداتعالیٰ کی عالم ہستی پر فرمانروائی اور اسکی مالکیت ایسی ثابت حقیقت ہے کہ جس کا فنا ہونا ممکن نہیں ہے۔
الملك الحق

"حق" یعنی واجب و ثابت (مصباح) اور آیت میں "الحق" ممکن ہے "الملک" کی صفت ہو نیز ممکن ہے یہ "اللہ" کی دوسری صفت ہو اور اسکے صفت "الملک" کے بعد مذکور ہونے کو مد نظر رکھتے ہوئے مذکورہ نکتہ حاصل ہوتا ہے۔
6_ حق کی حکومت خداتعالیٰ سے مخصوص ہے۔

240

الملک الحق

- 6_ قرآن کا نزول خداتعالیٰ کی مطلق فرمانروائی اس کی حقانیت اور اسکے بلند مرتبہ ہونے کا ایک جلوہ ہے۔
و كذلك انزلہ ... فتعلیٰ اللہ الملک الحق
"فتعلیٰ" میں "فائی" تفریع کیلئے ہے اور اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ اسکے بعد کے مطالب تک پہنچنا اسکے ماقبل کی طرف توجہ کا نتیجہ ہے۔
- 8_ قیامت کا عظیم واقعہ، کائنات میں بڑی تبدیلیاں اور اس کا دقیق اور عادلانہ نظام خداتعالیٰ کے بلند مرتبہ اسکی مطلق فرمانروائی اور ہر قسم کے باطل سے منزہ ہونے کے جلوے ہیں۔
فتعلیٰ اللہ الملک الحق
اس آیت کا سابقہ آیات کے ساتھ ارتباط کہ جو قیامت کے قریب کے اور روز قیامت کے واقعات کے بارے میں تھیں۔
مذکورہ نکتے کو بیان کر رہا ہے۔
- 9_ پورے قرآن کا نسبتاً جلدی نزول اور اسکی آیات کے مجموعے کی جلدی تکمیل پیغمبر اکرم (ص) کا قلبی تقاضا۔
و لاتعجل بالقرء ان من قبل ان یقضیٰ الیک وحیہ
اس آیت کریمہ کے نزول کی علت کے بارے میں مختلف آراء ہیں 1_ پیغمبر (ص) اکرم جبرائیل کی قرائت کے ہمراہ آیات کی قرائت کرتے تا کہ مکمل طور پر اسکے حصول سے مطمئن ہو جائیں۔
- 2_ پیغمبر (ص) اکرم آیات کا معنی واضح ہونے سے پہلے اسے اصحاب کو لکھوا دیتے تھے۔
- 3_ پیغمبر (ص) اکرم کم وقت میں پورے قرآن کا نزول چاہتے تھے اور چونکہ "القرء ان" کی تعبیر پورے قرآن کے مراد ہونے کے ساتھ زیادہ سازگار ہے اسلئے تیسرے احتمال کو ترجیح دے جاسکتی ہے۔
- 10_ پیغمبر (ص) اکرم وحی کے ختم ہونے سے پہلے قرآن کی آیات کو زبان پر جاری کرتے اور انکی تلاوت میں عجلت سے کام لیتے۔ *
- و لاتعجل بالقرء ان من قبل ان یقضیٰ الیک وحیہ
- 11_ پیغمبر (ص) اکرم آیات قرآن کو حفظ کرنے اور انہیں سپرد خاطر کرنے کیلئے بہت اشتیاق رکھتے تھے۔
و لاتعجل بالقرء ان من قبل ان یقضیٰ الیک وحیہ
کہا جاچکا ہے کہ جبرائیل کی قرائت کے ہمراہ پیغمبر اکرم (ص) کے قرائت کا محرک وحی کے کامل حصول کا اطمینان تھا۔
- 12_ خداتعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) کو وحی کے ختم ہونے سے پہلے آیات کی تلاوت میں عجلت نہ کرنے کی نصیحت کی۔
و لا تعجل بالقرء ان من قبل ان یقضیٰ الیک وحیہ
- 13_ قرآن پورے کا پورا وحی الہی ہے۔
من قبل ان یقضیٰ الیک وحیہ
- 14_ پیغمبر اکرم (ص) پر قرآن کی آیات اور کلمات کا نزول

241

تدریجی تھا۔

- و لا تعجل بالقرء ان من قبل ان یقضیٰ الیک وحیہ
- 15_ پیغمبر اکرم (ص) قرآن کی آیات کے تدریجی نزول سے پہلے اس سے آگاہ تھے۔ *
- و لاتعجل بالقرء ان من قبل ان یقضیٰ الیک وحیہ
- آیت کے بارے میں مذکور احتمالات میں سے ایک یہ ہے کہ جب بھی جبرائیل پیغمبر اکرم (ص) کے سامنے کوئی نئی آیت

پڑھتے تو آپ (ص) چونکہ پہلے سے ہی پورے قرآن سے آشنا تھے۔ کیونکہ شب قدر میں اسے حاصل کرچکے تھے۔ اسلئے آیت کا بعد والا حصہ خود ہی آگے آگے تلاوت کرتے جاتے اور اس آیت میں آپ (ص) کو ہر آیت کی وحی کے مکمل ہونے تک پوری طرح خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

16_ قرآن کا مکرر نزول _

ولاتعجل بالقرآن

مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنیاد پر ہے کہ پورا قرآن شب قدر میں نازل ہوا تھا کہ جسکے نتیجے میں پیغمبر (ص) اکرم آیات کے تدریجی نزول سے پہلے ہی ان سے آگاہ تھے۔

17_ علم کے زیادہ ہونے کی دعا، خداتعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کو نصیحت _

و قل رب زدنی علم

18_ علم انسان کیلئے ایک لامتناہی چیز ہے اور ہمیشہ قابل اضافہ ہے _

و قل رب زدنی علم

19_ علم، خداتعالیٰ کا عطیہ ہے اور یہ اسکی ربوبیت سے نشأت پکڑتا ہے _

و قل رب زدنی علم

20_ قرآن ، علم میں اضافہ کرتا ہے _

ولاتعجل بالقرآن ان ... و قل رب زدنی علم

21_ خداتعالیٰ انبیاء کو تعلیم دینے والا اور انکی تربیت کرنے والا ہے _

و قل رب زدنی علم

22_ خداتعالیٰ کے علم کے مقابلے میں پیغمبر (ص) اکرم کا علم محدود اور قابل اضافہ تھا _

و قل رب زدنی علم

23_ پورے قرآن کے نزول میں جلدی نہ کرنا اور ہر آیت کے نزول کے ختم ہونے تک مکمل خاموشی خداتعالیٰ کی جانب سے علوم پیغمبر (ص) میں اضافے کا سبب _

ولاتعجل بالقرآن ان ... و قل رب زدنی علم

24_ پیغمبر (ص) اکرم کا علم و آگاہی آپ (ص) کیلئے خدا کا عطیہ _

و قل رب زدنی علم

25_ جلد بازی اور عجلت، تحصیل علم کی آفات میں سے ہیں _

ولاتعجل بالقرآن ان ... و قل رب زدنی علم

26_ علم میں اضافہ کیلئے بارگاہ الہی میں دعا کرنا ضروری

242

ہے _

و قل رب زدنی علم

27_ دعا میں "رب" کے نام کو ذکر کرنا دعا کے آداب میں سے ہے _

و قل رب زدنی علم

آفرینش :

اس کا حاکم 2، 5؛ اس کا تحت قانون ہونا 4؛ اس کا مالک 2، 5؛ اس کا نظام 8

اسما و صفات:

صفات جلال 3

انبیاء (ع) :

ان کے علم کا دائرہ 22؛ انکی تربیت کرنے والا 21؛ انکا معلم 21

خداتعالیٰ :

اسکی ربوبیت کے اثرات 19؛ اسکی خصوصیات 6؛ اس کا بے نظیر ہونا 1؛ اسکی تعلیمات 21؛ اسکی نصیحتیں 12، 17؛

اسکی حاکمیت کا دائمی ہونا 5; اسکی مالکیت کا دائمی ہونا 5; اسکی حکمرانی کی حقانیت 7; اسکی حکومت کی حقانیت 6; اسکی حقانیت 3; اسکی حکمت 4; یہ اور باطل 3; اسکی ربوبیت 21; اس کا علو 1; اس کا کمال 1; اسکی مالکیت 2; اسکی حاکمیت کی نشانیاں 7، 8; اس کے علو کی نشانیاں 7، 8; اس کے علم کی وسعت 22 دعا:

اس کے آداب 7; علم میں اضافے کی دعا 17، 26

ذکر:

ربوبیت خدا کا ذکر 27

عجلت:

اس کے اثرات 25

محبت:

حفظ قرآن کی محبت 11

علم:

اسکی آفات 25; اس کا زیادہ ہونا 18; اس کا سرچشمہ 19; اسکی وسعت 18; اسکی خصوصیات 18

قرآن کریم:

اس میں عجلت کرنے سے اجتناب کرنا 23; اس کے حفظ کی اہمیت 11; اس کے نزول کی اہمیت 7; اس کے نزول میں عجلت کرنا 9; اس کے نزول کا متعدد ہونا 16; اس کا علم ہونا 20; اس کا تدریجی نزول 14; اس کا وحی ہونا 13; اسکی خصوصیات

13

قیامت:

اس کا کردار 8

محمد(ص) :

آپ(ص) کے علم کا زیادہ ہونا 22; آپ کی تلاوت قرآن 10، 12; آپ کو نصیحت 12، 17; آپ(ص) کے مطالبے 9; آپ کے علم کے زیادہ ہونے کا پیش خیمہ 23; آپ کی عجلت 10، 12; آپ کی محبت 11; آپ کا علم 15، 24; آپ(ص) اور قرآن 15; آپ

کا معلم 23; آپ کی نعمتیں 24; آپ کی طرف وحی 10

نعمت:

یہ جنکے شامل حال ہے 24; علم کی نعمت 19

243

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَتَسَيَّ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا (۱۱۵)

اور ہم نے آدم سے اس سے پہلے عہد لیا مگر انہوں نے اسے ترک کر دیا اور ہم نے ان کے پاس عزم و ثبات نہیں پایا (115)

1_ قرآن خدا تعالیٰ کے وعدوں اور نصیحتوں پر مشتمل ہے۔

و كَذٰلِكَ اَنزَلْنٰهُ ... لَعَلَّهُمْ ... و لَقَدْ عٰهَدْنَا اِلٰی

ء ادم من قبل

"عہد" یعنی نصیحت (قاموس) اور "و لقد عہدنا" میں "واو" نے حضرت آدم (ع) کی داستان کا اس سے پہلے والے مطالب (و كَذٰلِكَ اَنزَلْنٰهُ) پر عطف کیا ہے خدا تعالیٰ کے حضرت آدم کے ساتھ عہد کا قرآن کے نازل کرنے کے ساتھ ارتباط اس بات کو بیان کر رہا ہے کہ قرآن لوگوں کو خدا تعالیٰ کی نصیحتیں سکھانے کیلئے ہے۔

2_ خدا تعالیٰ نے انسان کی خلقت کے آغاز میں اور نزول قرآن کے زمانے سے پہلے ابوالبشر آدم(ع) کے سامنے خواہش اور نصیحت رکھی تھی۔

و كَذٰلِكَ اَنزَلْنٰهُ ... و لَقَدْ عٰهَدْنَا اِلٰی ء ادم من قبل

گذشتہ آیت قرینہ ہے کہ کلمہ "قبل" کا مضاف الیہ قرآن کے نزول کا زمانہ ہے اور ممکن ہے اس سے مراد ان واقعات سے

- قبل ہو جن کا تذکرہ اس سورت کے آغاز سے ہی کیا گیا ہے اور خداتعالیٰ نے حضرت آدم کے ساتھ جو عہد کیا تھا اس سے مراد _ جیسا کہ حضرت آدم کے قصے کی دیگر آیات سے استفادہ ہوتا ہے _ ممنوعہ درخت سے نہ کھانا تھا _
- 3_ حضرت آدم (ع) نے خداتعالیٰ کی نصیحت پر عمل نہ کیا _
- و لقد عهدنا إلىٰ آدم من قبل فنسي
- حضرت آدم (ع) کے ساتھ شیطان کی گفتگو (ما نہاکما ربكما ... اعراف 20) قرینہ ہے کہ نسیان سے مراد حقیقی فراموشی نہیں تھی بلکہ اس کا لازمہ (ترك عمل) تھی _
- 4_ حضرت آدم (ع) میں خداتعالیٰ کی نصیحت پر کاربند ہونے کیلئے لازمی عزم و ارادہ نہیں تھا _
- و لقد عهدنا إلىٰ آدم ... فنسي و لم نجد له عزم
- 5_ خداتعالیٰ کی نصیحتوں پر عمل کرنے کیلئے سنجیدہ عزم

244

- اور تصمیم قابل قدر عادت ہے _
- و لقد عهدنا إلىٰ آدم ... فنسي و لم نجد له عزم
- "نہیں تھا" کی بجائے "ہم نے نہیں پایا" کی تعبیر اس بات کو بیان کر رہی ہے کہ ایسے موارد میں عزم کا وجود مطلوب اور متوقع ہے _
- 6_ خداتعالیٰ کی نصیحتوں پر عمل کرنے کیلئے سنجیدہ عزم و تصمیم انسان کے بارگاہ خداوندی میں قابل قدر ہونے کا سبب ہے _
- و لم نجد له عزم
- "لم نجد" میں فاعلیٰ ضمیر دلالت کرتی ہے کہ حضرت آدم (ع) میں عزم کا وجود خداتعالیٰ کو مطلوب تھا اور اس کا نہ ہونا خلاف توقع تھا _
- 7_ "عن اب جعفر (ع) قال: ان الله تبارك و تعالىٰ عهد إلىٰ آدم (ع) ان لا يقرب الشجرة ... نسي فا كل منها وهو قول الله تبارك و تعالىٰ : "و لقد عهدنا إلىٰ آدم من قبل فنسي و لم نجد له عزمًا" ; امام باقر (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ خداتعالیٰ نے حضرت آدم (ع) کو حکم دیا تھا کہ اس درخت کے نزدیک نہ جائیں ... انہوں نے وہ حکم فراموش کر دیا اور اس درخت سے کھا لیا اور یہی مراد ہے خداتعالیٰ کے فرمان "و لقد عهدنا ... " سے _ (1)

آدم (ع) :

انکو نصیحت 2، 7؛ انکی نافرمانی 4؛ انکی عہد شکنی 3، 7؛ انکی فراموشی 7؛ انکا قصہ 2، 3، 4

اخلاق:

اخلاقی فضائل 5

اقدار:

انکا معیار 6

خداتعالیٰ :

اسکی نصیحتوں پر عمل کے اثرات 6؛ اس کے عہد پر عمل کی تصمیم 5؛ اسکی نصیحتیں 1، 2، 7؛ اسکی نصیحتوں پر عمل

4؛ اس کا عہد 1؛ اس کے ساتھ عہد شکنی 3، 7

روایت: 7

قرآن کریم:

اسکی تعلیمات 1

.....

(1) کمال الدین صدوق ص 213 ب 22 ح 2 نور الثقلین ج 3 ص 399 ح 147 _

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى (۱۱۶)
اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ تم سب آدم کے لئے سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کر لیا اور اس نے انکار کر دیا (116)

- 1_ فرشتوں کے حضرت آدم (ع) کے سامنے سجدہ کرنے اور ابلیس کے سجدہ نہ کرنے کی داستان قابل توجہ اور سبق آموز ہے۔
و إِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسجدوا
"إِذْ" فعل محذوف کا مفعول ہے اور اس جیسی آیات کے قرینے سے وہ فعل "اذکر" (یاد کرو اور خاطر میں رکھو) ہے۔
- 2_ خداتعالیٰ کے حکم سے فرشتے حضرت آدم (ع) کیلئے سجدہ کرنے اور ان کے سامنے خاضع ہونے پر مامور ہوئے
و إِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسجدوا لا دم
- 3_ سب فرشتوں نے حضرت آدم (ع) کیلئے سجدے کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور ربا توقف ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔
فسجدوا
- حرف "فای" سجدے والے حکم اور اسکے انجام کے درمیان فاصلہ نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔
- 4_ فرشتوں کی طرح ابلیس بھی حضرت آدم (ع) کے سامنے سجدہ کرنے پر مامور تھا۔
للملائكة اسجدوا لا دم فسجدوا إلا إبليس
- 5_ ابلیس نے حضرت آدم (ع) کے سامنے سجدہ کرنے کے سلسلے میں حکم خداوندی کی نافرمانی کی۔
فسجدوا إلا إبليس ا بی
- 6_ ابلیس خدا کی اطاعت یا معصیت پر مجبور نہیں تھا۔
فسجدوا لا دم إلا إبليس ا بی
- 7_ فرشتوں اور ابلیس کی خلقت انسان کی خلقت پر مقدم تھی۔
للملائكة اسجدوا ... إلا إبليس ا بی

- 8_ حضرت آدم (ع) کا مقام اور مرتبہ فرشتوں سے برتر تھا۔
و إِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسجدوا لا دم
- 9_ انسان اپنی وسیع استعداد اور ذاتی صلاحیتوں کی وجہ سے فرشتوں سے برتر ہے۔
للملائكة اسجدوا لأدم
- 10_ کسی دوسری چیز کے سامنے سجدہ خداتعالیٰ کے حکم سے اور اسکی اطاعت کرتے ہوئے جائز ہے اور اس شے کی پرستش کی علامت نہیں ہے۔
و إِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسجدوا لأدم

آدم (ع) :

انکی فرشتوں پر برتری 5; ان کے قصے سے عبرت حاصل کرنا 1; انکا قصہ 3، 4، 8; انکا مقام و مرتبہ 5
ابلیس:

اس کا اختیار 9; اسکی خلقت کی تاریخ 10; اسکی شرعی ذمہ داری 8; اسکی نافرمانی 1، 4
احکام: 7

اطاعت:

خدا کی اطاعت 7

انسان:

اسکی استعداد 6; فرشتوں پر اسکی برتری 6; اسکی خلقت کی تاریخ 10; اسکی فضائل 6

جبر و اختیار: 9

خدا تعالیٰ :

اسکے اوامر 2، 7

ذکر:

آدم کے قصے کا ذکر 1

سجدہ:

اسکے احکام 7; غیر خدا کو سجدے کا جواز 7; آدم (ع) کے سامنے سجدہ 2، 3، 8; آدم (ع) کے سامنے سجدے کو ترک کرنا

4

عبرت:

اسکے عوامل 1

نافرمانی:

خدا کی نافرمانی 4

فرشتے:

انکی استعداد 6; انکا مطیع ہونا 3; انکی خلقت کی تاریخ 10; انکی شرعی ذمہ داری 2، 8; انکا سجدہ 3; انکا آدم (ع) کے

سامنے سجدہ 1; انکے فضائل 6; انکا مقام و مرتبہ 5

247

فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكَمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى (۱۱۷)

تو ہم نے کہا کہ آدم یہ تمہارا اور تمہاری زوجہ کا دشمن ہے کہیں تمہیں جنت سے نکال نہ دے کہ تم زحمت میں پڑ جاؤ

(117)

1_ حضرت آدم (ع) اور ان کی بیوی حوا، بہشت میں رہائشے پذیر تھے۔

فَقُلْنَا ... فَلَا يُخْرِجَنَّكَمَا مِنَ الْجَنَّةِ

"جنت" کا معنی باغ ہے اور قرآن میں عام طور پر "الجنت" بہشت کے معنی میں استعمال ہوا ہے قابل ذکر ہے کہ آدم و حوا کا

اپنی بہشت سے نکلنا اس بات کی علامت ہے کہ وہ بہشت موعود کے علاوہ تھی۔

2_ ابلیس، آدم (ع) و حوا (ع) کو بہشت سے نکالنے کیلئے کمین لگائے ہوئے تھا۔

إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكَمَا مِنَ الْجَنَّةِ

3_ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم (ع) کو ابلیس کی ان کے ساتھ اور انکی بیوی کے ساتھ دشمنی سے آگاہ کیا۔

اسجدوا ... اَبی فَقُلْنَا یَ آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ

4_ ابلیس کا حضرت آدم (ع) کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار اسکی حضرت آدم (ع) اور دیگر انسانوں کے ساتھ دشمنی

کی علامت ہے۔

إِلَّا ابْلِیْسُ اَبی فَقُلْنَا یَ آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ

سجدے سے انکار کے بعد ابلیس کو آدم (ع) و حوا (ع) کے دشمن کے طور پر متعارف کرانا اس بات کا غماز ہے کہ ترک

سجدہ اس دشمنی کی علامت تھی اور اس کا حوا کا دشمن ہونا اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ حضرت آدم (ع) کے سامنے

سجدے والے ماجرا کے بعد ابلیس پوری نوع انسانیت کا دشمن ہو گیا تھا۔

5_ بہشت جو آدم و حوا کی رہائش گاہ تھی وہ ایسی جگہ تھی جو آرام و آسائش کیلئے تیار کی گئی تھی اور وہ ہر قسم کی سختی و مشقت سے دور تھی۔

فلا یخرجنکما من الجنة فتشقی

6_ خداتعالیٰ نے حضرت آدم (ع) کی بہشت سے باہر والی زندگی کو سخت اور رنج آور زندگی قرار دیا اور انہیں

248

اس میں مبتلا ہونے سے ڈرایا۔

فلا یخرجنکما من الجنة فتشقی

"شقاوۃ" کا معنی ہے سختی اور تنگی (قاموس) بعد والی آیات میں ان سختیوں کے بعض نمونے تلویحاً بیان کئے گئے ہیں۔

7_ خداتعالیٰ نے آدم (ع) و حوا (ع) کو انکے ساتھ شیطان کی دشمنی کے سلسلے میں اس لئے خبردار کیا تا کہ وہ رنج و الم

اور سختی میں گرفتار نہ ہوں۔

فلا یخرجنکما من الجنة فتشقی

8_ ابلیس انسان کا دشمن اور بدخواہ ہے اور اسے نعمات الہی سے محروم کرنے اور رنج و الم میں گرفتار کرنے کے در

پے ہے

إن هذا عدو لك و لزوجك ... فتشقی

ابلیس کی حوا (ع) کے ساتھ دشمنی اس بات کو بیان کر رہی ہے کہ وہ سب انسانوں کا دشمن ہے۔

9_ آدم (ع) و حوا (ع) اپنی رہائش گاہ والی بہشت میں بھی بعض شرعی ذمہ داریوں کے انجام دینے کے پابند تھے۔

فلا یخرجنکما

اگر چہ "فلا یخرجنکما" ابلیس کو نہیں ہے لیکن اسکے ساتھ آدم و حوا کو مخاطب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان دو کو شیطان

کے القابات سے متاثر ہونے سے نہیں ہے۔

10_ حوا (ع) اپنی رہائش گاہ کی بہشت میں حضرت آدم (ع) کی بیوی اور انکی سرپرستی میں تھیں۔

عدو لك و لزوجك فلا یخرجنکما

خداتعالیٰ نے حوا (ع) سے متعلق ہدایات حضرت آدم (ع) کے سامنے رکھیں اور حضرت آدم (ع) کو حکم دیا کہ وہ دونوں

بہشت سے نکلنے کے اسباب فراہم کرنے سے پرہیز کریں اس طرح کے خطاب کو آدم (ع) کی سرپرستی کی نشانی قرار دیا

جاسکتا ہے۔

11_ خداتعالیٰ کے نزدیک حضرت آدم (ع) حوا (ع) سے بلند مرتبہ رکھتے تھے۔

عدو لك و لزوجك

اگر چہ بہشت کے ماجرا میں جناب حوا (ع) حضرت آدم (ع) کے ساتھ انجام میں شریک تھیں لیکن خداتعالیٰ نے صرف

حضرت آدم (ع) کو مخاطب کیا یہ خصوصیت حضرت آدم (ع) کی برتری کی علامت ہے۔

12_ خداتعالیٰ کی حضرت آدم (ع) کے ساتھ بلاواسطہ گفتگو۔

فقلنا یا ادم

13_ آدم (ع) اور انکی بیوی حوا (ع) خداتعالیٰ کے یہاں بلند مقام رکھتے تھے۔

اسجدوا لآدم ... إن هذا عدو لك و لزوجك

آدم (ع) کے سامنے سجدہ کا حکم کہ جو گذشتہ آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور خداتعالیٰ کا حضرت آدم (ع) کو ابلیس کی ان

کے ساتھ اور حوا (ع) کے ساتھ دشمنی کے بارے میں خبردار کرنا ان دونوں کے خدا کے نزدیک بلند مرتبہ ہونے کی علامت

ہے۔

14_ عورت اور مرد دونوں شیطان کے وسوسوں کے شکار ہونے کے خطرے سے دوچار ہیں۔

فلا یخرجنکما

15_ شوہروں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے رنج و الم اور سختیوں کو دور کرنے کیلئے کوشش کریں۔

فلا یخرجنکما من الجنة فتشقی

249

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ شیطان کی آدم (ع) و حوا (ع) کے ساتھ دشمنی ایک جیسی تھی اور وہ اس بات کے درپے تھا کہ دونوں کو بہشت سے نکال کر انہیں مشقت میں ڈالے لیکن اسکے باوجود فعل "تشقی" مفرد آیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حوا (ع) کی سختیوں اور رنج و الم کو دور کرنا بھی حضرت آدم (ع) کی ذمہ داری تھی۔

16_ "حسین بن میسر قال: سالت ابا عبد الله (ع) عن جنة آدم فقال: جنة من جنات الدنيا تطلع فيها الشمس والقمر و لو كانت من جنات الآخرة ما خرج منها أبداً" حسین بن میسر کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے حضرت آدم (ع) کی بہشت کے بارے میں سوال کیا تو آپ (ع) نے فرمایا وہ دنیا کے باغوں میں سے ایک باغ تھا کہ جس پر آفتاب و مہتاب طلوع کرتے تھے اور اگر وہ آخرت کا باغ ہوتا تو ہرگز وہ اس سے خارج نہ ہوتے۔ (1)

آدم (ع) :

انکی بہشت میں آسائس 5; انکا انذار 6; انکی حوا پر برتری 11; بہشت میں انکی شرعی ذمہ داری 9; انکی بہشت کی حقیقت 16; ان کے دشمن 2، 3، 4، 7; زمین میں انکی زندگی کی سختی 6; بہشت میں انکی رہائش 1; بہشت سے ان کے اخراج کے عوامل 2; ان کے فضائل 11، 13; ان کے انذار کا فلسفہ 7; ان کا قصہ 1، 4، 5، 7، 9، 10; ان کی مشکلات 7; انکی بہشت کی خصوصیات 5، 9، 10; انکی بیوی 10

ابلیس:

اس کا دھوکہ دینا 2، 8; اسکی دشمنی 2، 3، 7، 8; اسکی نافرمانی 4; اسکی دشمنی کی علامتیں 4 انسان:

اسکے دشمن 4، 8

حوا (ع) :

انکی کفالت کرنا 10; بہشت میں انکی شرعی ذمہ داری 9; ان کے دشمن 2، 3، 7; بہشت میں انکی رہائش 1; ان کے فضائل 11، 13; ان کے انذار کا فلسفہ 7; انکی مشکلات 7

فیملی:

اسکی مشکلات کو دور کرنے کا ذمہ دار 15

خداتعالی :

اس کا انذار 6; اسکے انذار کا فلسفہ 7; اسکی آدم (ع) کے ساتھ گفتگو 12

روایت 16:

عورت:

اسکے دھوکہ کھانے کا پیش خیمہ 14

سجدہ:

آدم (ع) کے سامنے سجدہ ترک کرنا 4

شوہر:

اسکی ذمہ داری 15

شیطان:

اسکے وسوسوں کا خطرہ 14

مرد:

اسکے دھوکہ کھانے کا پیش خیمہ 14

مشکلات:

ان کا پیش خیمہ 8

نعمت:

اس سے محرومیت کے عوامل 8

.....

(1) کافی ج 3 ص 247 ح 2 نور الثقلین ج 1، ص 62، ص 117 و 118۔

250

إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى (۱۱۸)

بیشک یہاں جنت میں تمہارا فائدہ یہ ہے کہ نہ بھوکے رہو گے اور نہ برہنہ رہو گے (118)

1۔ آدم (ع) کیلئے ان کی بہشت میں خوراک اور لباس کا انتظام تھا۔

إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى

"إِنَّ لَكَ..." کی تعبیر خدا تعالیٰ کی جانب سے حضرت آدم (ع) کے ساتھ وعدہ ہے اور یہ بہشت کی خاصیت کا بیان نہیں ہے کیونکہ ممنوعہ درخت سے کھانا اسی بہشت میں حضرت آدم (ع) کے عریان ہونے کا سبب بنا اور "لا تعری" کا وعدہ ان کے حق میں عملی نہ ہوا۔

1۔ آدم (ع) و حوا (ع) کو اپنی رہائش والی بہشت میں لباس و خوراک کی ضرورت تھی۔

إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى

فعلوں کا حضرت آدم (ع) کے ساتھ مختص ہونا شاید اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کی اصل گفتگو آدم (ع) کے ساتھ تھی اور دونوں کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ پس لباس اور خوراک کی جہت سے آدم (ع) کی طرح حوا کی ضرورت بھی پوری ہو رہی تھی۔

3۔ انسان کی آفرینش کے آغاز سے ہی لباس اور خوراک اسکی اصلی ضروریات میں سے تھے۔

إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى

آدم (ع) :

انکا لباس 2؛ انکی بہشت میں لباس 1؛ انکا کھانا 2؛ انکی بہشت میں کھانا 1؛ انکا قصہ 1، 2؛ انکی مادی ضروریات 2؛ انکی بہشت کی خصوصیات 1، 2

انسان:

اسکی مادی ضروریات 3

حوا (ع) :

انکا لباس 2؛ انکا کھانا 2؛ انکی مادی ضروریات 2

ضروریات:

لباس کی ضرورت 2، 3؛ کھانا کی ضرورت 2، 3

251

وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَصْحَى (۱۱۹)

اور یقیناً یہاں نہ پیاس سے رہو گے اور نہ دھوپ کھاؤ گے (119)

1۔ حضرت آدم (ع) اپنی بہشت میں پیاس اور دھوپ کی تپش سے محفوظ تھے۔

وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَصْحَى

"لا تضحی" یعنی آپ سورج کے روبرو قرار نہیں پائیں گے اور اسکی تپش آپ تک نہیں پہنچے گی (لسان العرب) یہ وصف "جنة" کے لغوی معنی کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جو درختوں سے ڈھکا ہوا باغ ہے۔ آدم (ع) کی رہائش گاہ میں کثیر سایہ کے وجود کی طرف اشارہ ہے۔

2۔ آغاز خلقت سے پانی اور گھر انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہیں۔

وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَصْحَى

3_ بہشت سے باہر انسان کی بنیادی ضروریات (خوراک، لباس، پانی، گھر) کی فراہمی کا مشکل ہونا خداتعالیٰ کی طرف سے حضرت آدم(ع) کو تنبیہ _
فتشقی إن لك لا تجوع فيها ولا تعري و أنك ... لاتضحی
"نك" کا عطف "لا تجوع" پر ہے اور جملہ "إن لك ... "فتشقی" کی تفسیر ہے بھوک، برہنگی، دھوپ اور پیاس کی نفی
ان سختیوں کی طرف اشارہ ہے کہ جنکا بہشت سے اخراج کی صورت میں حضرت آدم(ع) کو سامنا ہوگا _

آدم(ع) :

انکی بہشت میں تشنگی 1; انکا قصہ 1; انکی بہشت میں گرمی 1; انکی بہشت کی خصوصیات 1; انکو خبردار کرنا 3
انسان:

اسکی مادی ضروریات 2

خداتعالیٰ :

اس کا خبردار کرنا 3

ضروریات:

دنیوی ضروریات کی فراہمی کا مشکل ہونا 3; پانی کی ضرورت 2; گھر کی ضرورت 2

252

فَوَسَّسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَى (١٢٠)
پھر شیطان نے انہیں وسوسہ میں مبتلا کرنا چاہا اور کہا کہ آدم میں تمہیں ہمیشگی کے درخت کی طرف رہنمائی کردوں
اور ایسا ملک بتادوں جو کبھی زائل نہ ہو (120)

1_ شیطان، ابلیس کا دوسرا نام اور پہچان ہے _

إلا إبليس ... إن هذا عدو ... فوسوس إليه الشيطان

"شیطان"، "شطن" کے مادہ سے لیا گیا ہے کہ جس کا معنی ہے دوری یا لمبی رسی یہ اشتقاق ابلیس کی رحمت خدا سے
دوری یا لمبی خبائثت کی طرف اشارہ ہے _

2_ شیطان انسانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے _
فوسوس إليه الشيطان

3_ شیطان بہشت میں حضرت آدم(ع) کو وسوسے میں ڈال کر انہیں بہشت سے نکلوانے کیلئے زمینہ ہموار کر رہا تھا _
فلا بخرجنكما ... فوسوس إليه الشيطان

4_ شیطان، حضرت آدم(ع) کی بہشت میں حاضر ہوا تھا _
قال يا آدم

5_ شیطان کی حضرت آدم(ع) کے ساتھ بلاواسطہ گفتگو _
قال يا آدم

6_ آدم (ع) کی ہمیشگی درخت اور دائمی مملکت و سلطنت کی طرف رہنمائی شیطان کا آدم و حوا(ع) کو دھوکہ دینے اور
انہیں ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر مجبور کرنے کیلئے جال _

ہل ا ذلك على شجرة الخلد و ملك لا يبلى

"شجرة الخلد" سے مراد وہ درخت ہے کہ جسکے پھل کا کھانا دوام کا سبب ہو "ملك" کا معنی مال ہے اور سلطنت بھی ہے
(قاموس) "ملك لا يبلى" سے مراد وہ سلطنت اور حکمرانی ہے جسے کبھی زوال نہ ہو _

253

7_ خیر خواہیکا لبادہ، انسانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے اور انہیں دھوکہ دینے کیلئے شیطان کی روش ہے _
فوسوس إليه الشيطان فقال بل ا ذلك

- 8_ انسان دائمی زندگی اور فنا نہ ہونے والے ملک اور مالکیت کا خواہاں ہے۔
ہل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لايبلى
شیطان نے حضرت آدم(ع) کے سلسلے میں اپنے وسوسوں کو مؤثر بنانے کیلئے ان چیزوں سے استفادہ کیا جو آدم(ع) میں موجود تھیں وہ چیزیں ہمیشہ رہنے اور فنا نہ ہونے والی مالکیت کی طرف تھیں۔
9_ حضرت آدم(ع) کو بہشت میں اپنی دائمی رہائشے کا اطمینان نہیں تھا۔
ان لك ا لاتجوع ... ہل ا دلك على شجرة الخلد
خدا تعالیٰ نے حضرت آدم(ع) کو خوراك، لباس، پانی اور رہائشے جیسی ضروریات پوری ہونے کی خبر دی تھی لیکن گویا حضرت آدم(ع) کو ان نعمتوں کی ضمانت کے باوجود اس بہشت میں اپنے ہمیشہ رہنے کا اطمینان نہ تھا اسی وجہ سے شیطان کا وسوسہ ان پر اثر کر گیا۔
10_ شیطان، انسان کی خواہشات اور آرزوں سے آگاہ ہے۔
ہل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لايبلى
11_ شیطان انسان کو دھوکہ دینے اور اس کے دل میں وسوسہ ڈالنے کیلئے اسکی ضروریات اور خواہشات سے استفادہ کرتا ہے۔
ہل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لايبلى
12_ شیطان اپنے اہداف کی خاطر حقائق کو الٹا کر کے دکھاتا ہے۔
فلايخرجنكما ... ہل ا دلك على شجرة الخلد
13_ شیطان انسان کو اپنی خواہشات کے مطابق مجبور نہیں کرسکتا۔
فوسوس ... ہل ا دلك
14_ حضرت آدم(ع) بہشت کی بعض درختوں کی خاصیات سے بے خبر تھے۔
ہل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لايبلى

آدم(ع) :
آپ(ع) اور ممنوعہ درخت6; انکی بہشت میں دوام9; بہشت سے ان کے اخراج کا پیش خیمہ3; انکی بہشت میں شیطان4;
انکی بہشت کے پھلوں کے فوائد14; انکا قصہ5، 6، 9; 14; ان کے علم کا دائرہ14; انکا وسوسہ3
ابلیس:
اسکی شیطنت1; اسکے نام1
انسان:
اسکی آرزوئیں10; اس کا اختیار13; اسکی خواہشات8، 10; اسکے وسوسے کا پیش خیمہ11; اسکی ضروریات11; اس کا
وسوسہ7
حکومت:

254

دائمی حکومت تک پہنچانا6; دائمی حکومت کی درخواست8
درخت:
دائمی درخت تک پہنچانا6
زندگی:
دائمی زندگی کی درخواست8
شیطان:
اسکی طرف سے خیرخواہی کا مظاہر7; اسکے دھوکے کی روش6، 11، 12; اسکے وسوسوں کی روش7; اس کا علم10;
اسکی آدم(ع) کے ساتھ گفتگو5; اس کا نقش و کردار13; اسکے وسوسے2، 3; اسکی خصوصیات2
مالکیت:

دائمی مالکیت تک پہنچانا 6; دائمی مالکیت کی درخواست 8

ممنوعہ درخت:

اس سے کھانے کا پیش خیمہ 6

تفسیر راہنما جلد 11

فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَّتْ لُهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى (١٢١)
تو ان دونوں نے درخت سے کھالیا اور ان کے لئے ان کا آگا پیچھا ظاہر ہو گیا اور وہ اسے جنت کے پتوں سے چھپانے لگے
اور آدم نے اپنے پروردگار کی نصیحت پر عمل نہ کیا تو راحت کے راستہ سے بے راہ ہو گئے (121)

- 1_ آدم (ع) و حوا (ع) نے شیطان کے وسوسے میں آکر ممنوعہ درخت سے کھالیا _
فوسوس إليه الشيطان ... فأكلا منه
- 2_ ممنوعہ درخت سے کھانے کے واقع میں جناب حوا (ع) اپنے شوہر آدم (ع) کی تصمیم کے مطابق عمل کر رہی تھیں۔
فوسوس إليه الشيطان ... فأكلا منه
- آدم (ع) کا ممنوعہ درخت سے کھانا شیطان کے وسوسوں سے متاثر ہونے کی وجہ سے تھا لیکن حوا (ع) ایسے نہیں تھیں
(فوسوس إليه الشيطان) ممکن ہے حوا (ع) کے اقدام کا سرچشمہ یہ ہو کہ وہ آدم (ع) کے عمل سے متاثر تھیں۔
- 3_ آدم (ع) کے خلود، دوام اور لا زوال ملک کی طرف تمایل اور اسکی طمع نے انہیں اور انکی بیوی کو ممنوعہ درخت سے
کھانے پر مجبور کیا _

255

- بل ا ذلك على شجرة الخلد ... فأكلا منه
- 4_ آدم (ع) و حوا (ع) باوجود اسکے کہ خداتعالیٰ نے انہیں شیطان کی ان کے ساتھ دشمنی کے بارے میں شدت سے خبردار
کیا تھا شیطان کی باتوں سے متاثر ہو گئے۔
إن هذا عدوك و لزوجك ... فأكلا منه
- 5_ آدم (ع) کا شیطان کے وسوسے سے متاثر ہونا اور ممنوعہ درخت سے کھانا ان کے عہد الہی کو فراموش کرنے کا ایک
نمونہ تھا۔
و لقد عهدنا ... فنسي ... فأكلا منه
- آدم (ع) و حوا (ع) کی داستان، ان کے ممنوعہ درخت سے کھانے اور اسکے نتائج کا بیان یہ سب اس مجموعہ کی پہلی آیت
کی وضاحت ہے اور عہد الہی کے سلسلے میں حضرت آدم (ع) کی فراموشی اور ان میں سنجیدہ عزم کے نہ ہونے کا بیان
ہے۔
- 6_ خداتعالیٰ کے فرامین اور عہد کی طرف متوجہ رہنا اور انہیں ہمیشہ یاد رکھنا انسان کو شیطان کے وسوسوں میں گرفتار
ہونے سے بچاتا ہے۔
و لقد عهدنا ... فنسي ... فأكلا منه
- 7_ انسان دھوکے کھانے والا ہے۔
فوسوس ... فأكلا منه
- 8_ ممنوعہ درخت سے کھانے سے پہلے آدم (ع) و حوا (ع) کی شرمگاہ خود ان سے پوشیدہ تھی۔
فأكلا منها فبدت لهما سوءئ تهم

"سَوَاءٌ" کا معنی ہے شرمگاہ (لسان العرب) اور ممکن ہے "بدت لہما" کا معنی یہ ہو کہ ہر ایک کی شرمگاہ دوسرے کیلئے آشکار ہوگئی اور ممکن ہے مراد یہ ہو کہ انکی شرمگاہ خود ان کیلئے آشکار ہوگئی دوسرے احتمال کی بنیاد پر ممنوعہ درخت کا پھل کھانا سے پہلے ان کی شرمگاہ خود ان کیلئے بھی پوشیدہ تھی۔

9_ ممنوعہ درخت سے کھانا آدم (ع) و حوا (ع) کی شرمگاہ کے آشکار ہونے اور ان کی عریانی کا سبب بنا۔

فأکلا منها فبدت لہما سوئ تہم

10_ آدم (ع) و حوا (ع) کی نافرمانی ان کے خداتعالیٰ کے اس وعدے سے محرومیت کا سبب بنی کہ بہشت میں ان کے لباس والی ضرورت پوری ہوگی۔

إن لك ... لاتعری ... فبدت لہما سوئ تہم

11_ جھوٹ انسان کو دھوکہ دینے کیلئے شیطان کا ایک ہتھکنڈا۔

ہل ا ذلك علی شجرة الخلد و ملك لا یبلی ... فبدت لہما سوئ تہم

12_ شرمگاہوں کے ظاہر ہونے کے بعد آدم (ع) و حوا (ع) انہیں درختوں کے پتوں سے چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔ فبدت لہما سوئ تہما و طفقا یخصفان علیہما من ورق الجنة

"طفقا" یعنی انہوں نے آغاز کیا اور "خصف" اگر "علی" کے ساتھ متعدی ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے چیزوں کو ملا کر سینا اور انہیں ایک جگہ پر ڈالنا یعنی آدم و حوا نے درختوں کے پتوں کو آپس میں ملا کر اپنے اوپر ڈال دیا۔

256

13_ آدم (ع) و حوا (ع) اپنے آپ انسانی غریزے یا عادت کی وجہ سے حتیٰ ایک دوسرے سے بھی اپنی شرم گاہ کو چھپانے کا پابند کئے ہوئے تھے۔

و طفقا یخصفان علیہما من ورق الجنة

14_ انسانی فطرت اپنی شرمگاہ کے ظاہر ہونے سے متنفذ ہے اور اسے برا سمجھتی ہے۔ *

و طفقا یخصفان علیہما

آدم (ع) و حوا (ع) کی خود کی ڈھانپنے کی کوشش برہنگی کو ناپسندیدہ شمار کرنے کی حکایت کرتی ہے۔

15_ وہ بہشت کہ جس میں آدم و حوا رہائش پذیر تھے ایک مادی باغ اور مادہ کے آثار و خواص کی حامل تھی۔

یخصفان علیہما من ورق الجنة

16_ حضرت آدم (ع) نے ممنوعہ درخت سے کھا کر پروردگار کی معصیت کا ارتکاب کیا۔

فأکلا ... و عصی ء ادم ربہ

17_ ممنوعہ درخت سے کھانے سے پہلے حضرت آدم (ع) کو خداتعالیٰ کی جانب سے اسکی ممنوعیت کا حکم مل چکا تھا۔

فأکلا منها ... و عصی ء ادم ربہ

"عصیان" اس صورت میں ہو سکتا ہے جب خداتعالیٰ کی جانب سے امر یا نہی صادر ہو چکا ہو بنابرین اگر چہ ان آیات میں اس درخت کے ممنوع ہونے کی تصریح نہیں کی گئی لیکن عصیان کا ذکر کرنا اس درخت سے کھانے کے سلسلے میں نہی کے صادر ہونے کا واضح گواہ ہے۔

18_ خداتعالیٰ کے اوامر و نواہی اور متنبہ کرنا سب، انسان کے رشد و تکامل اور تربیت کیلئے ہے۔

ربہ

19_ حضرت آدم (ع) بہشت میں دائمی زندگی اور ابدی حکومت کو حاصل نہ کر سکے اور اپنی خواہش کے سلسلے میں ناکام رہے۔

ہل ا ذلك علی شجرة الخلد ... فأکلا ... فعصی ء ادم ربہ فغوی

"غوی" یعنی ناکام ہو گیا اور راستے کو گم کر بیٹھا (مصباح) ابلیس کے وسوسے قرینہ ہیں کہ آدم (ع) کی ناکامی اور

گمراہی سے مراد ان کا شیطان کی طرف سے القاء کی گئی آرزوں کو نہ پانا ہے۔

20_ پروردگار کی نافرمانی انسان کی ناکامی اور اسکے رشد و تکامل سے محروم رہنے کا سبب ہے۔

و عصی ء ادم ربہ فغوی

21_ آدم (ع) خداتعالیٰ کی نافرمانی اور ممنوعہ درخت سے کھانے کے نتیجے میں اپنی ترقی سے محروم رہے۔

فغوی

"غوی کا مصدر" "غی" ہے جو کہ "رشد" کی ضد ہے (مقایس اللغة)

22_ ہر گناہ کے نتائج اس گناہ کا ارتکاب کرنے والے سب افراد کیلئے ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں۔

فأكلآ ... و عصی ء ادم ربہ فغوی

جناب حوا (ع) کی نافرمانی کا تذکرہ کرنا شاید اس وجہ سے ہو کہ اپنی نافرمانی میں وہ خود اصل نہیں تھیں بلکہ انہوں نے اپنے شوہر کے عمل کو اپنے لئے

257

نمونہ بنایا تھا لہذا انکی نافرمانی حضرت آدم (ع) کی نافرمانی کی حد تک نہیں تھی۔

23_ "رب" خداوند متعال کے اسماء و صفات میں سے ہیں۔

و عصی ء ادم ربہ

24_ "عن ابي عبد الله (ع) في قوله: "بدت لها سوا تهما" قال: كانت سوا تهما لا تبدو لهما؛ يعني، كانت داخلية؛ خداتعالی کے فرمان "بدت لهما سوء تهما" کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ اس سے پہلے ان دونوں (آدم و حوا) کی شرمگاہیں ان کیلئے آشکار نہیں تھیں کیونکہ انکی شرمگاہیں (انکے بدن کی جلد کے) اندر تھیں (1)

25_ "قال ابو عبد الله (ع) : ... فلما سكن الله عز وجل آدم و زوجته الجنة قال لهما؛ " ... و لا تقربا هذه الشجرة ... " ... فلما اكلا من الشجرة طار الحلي و الحلل عن اجسادهما و بقيا عريانين؛ (ايك حديث میں) امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا جب خداتعالی نے آدم و حوا کو بہشت میں جگہ دی تو انہیں فرمایا ... اس درخت کے نزدیک نہ جانا ... اور انہوں نے جونہی اس درخت سے کھایا تو ان کے جسم سے زیور اور لباس اڑ گئے اور وہ عریان رہ گئے۔ (2)

26_ "عن الرضا (ع) قال: ... كان ذلك من آدم قبل النبوة و لم يكن ذلك بذنب كبير استحق به دخول النار و إنما كان من الصغائر الموبوءة التي تجوز على الا نبياء قبل نزول الوحي عليهم ...؛ (خداتعالی کے فرمان) و عصی آدم ربہ فغوی " کے بارے میں امام رضا (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا حضرت آدم (ع) کی یہ نافرمانی نبوت سے پہلے تھی اور یہ کوئی ایسا بڑا گناہ نہیں تھا کہ جسکی وجہ سے حضرت آدم (ع) آگ کے مستحق ہوتے بلکہ صغیرہ گناہوں میں سے تھا کہ جو بخش دیا گیا اور وحی کے نازل ہونے سے پہلے یہ انبیاء کیلئے ممکن ہے۔ (3)

آدم (ع) :

انکی طمع کے اثرات 3؛ انکی نافرمانی کے اثرات 10، 21؛ آپ نبوت سے پہلے 25؛ آپ اور ممنوعہ درخت 1، 2، 5، 8، 9، 17؛ آپکا دھوکے میں آنا 1، 4، 5؛ آپکی بہشت کے مادی وسائل 15؛ آپکے تمایلات 13؛ آپکی نافرمانی کا پیش خیمہ 3؛ آپکی شرمگاہ کا چھپانا 8، 13، 23؛ آپکی نافرمانی 1، 16؛ آپکی شرمگاہ کے ظاہر ہونے کے عوامل 9، 10؛ آپ کی محرومیت کے عوامل 10؛ آپکا غریزہ 13؛ آپکی فراموشی 5؛ آپکا فانی ہونا کو 19؛ آپکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5، 8، 9، 10، 12، 16، 17، 19، 21، 23، 24؛ آپکی شرمگاہ کا ظاہر ہونا 12، 24؛ آپکا گناہ

.....

(1) تفسیر قمی ج 1، ص 225؛ نورالثقلین ج 2 ص 15 ح 41_

(2) معانی الاخبار، ص 109؛ ح 1_ نورالثقلین ج 2، ص 12، ح 35_

(3) عیون اخبار الرضا ج 1، ص 195، ح 1_ نورالثقلین ج 3، ص 403، ح 60_

258

صغیرہ 25؛ آپکی نافرمانی سے مراد 25؛ آپکا نقش و کردار 2؛ آپکی بہشت کی خصوصیات 15؛ آپکو خبردار کرنا 4 احکام:

انکا فلسفہ 18

انبیاء (ع) :

یہ نبوت سے پہلے 25

انسان:

اس کا دھوکے میں آنا 7; اسکی فطرت 14; اسکی محرومیت کے عوامل 20
تربیت:

اس میں مؤثر عوامل 18

تکامل:

اسکے عوامل 18; اسکے موانع 20

حوالہ (ع) :

انکی نافرمانی کے اثرات 10; انکا دھوکے میں آنا 1، 4; انکا آدم کی پیروی کرنا 2; یہ اور ممنوعہ درخت 1، 2، 8، 9; انکی نافرمانی کا پیش خیمہ 3; انکی شرمگاہ کا چھپانا 8، 13، 23; انکی نافرمانی 1; انکی شرمگاہ کے ظاہر ہونے کے عوامل 9، 10; انکی محرومیت کے عوامل 10; انکا غریزہ 13; انکی شرمگاہ کا ظاہر کرنا 12، 24; انکو خبردار کرنا 4
خدا تعالیٰ :

اسکے عہد کی فراموشی 5; اسکے اوامر کا فلسفہ 18; اسکے نواہی کا فلسفہ 18; اسکے متنبہ کرنا کا فلسفہ 18; اس کا متنبہ کرنا 4

ممنوعہ درخت:

اس سے کھانے کے اثرات 9، 16، 21; اس سے کھانا 1، 2، 5; اس سے کھانے کا پیش خیمہ 3
جھوٹ:

اسکے اثرات 11

ذکر:

عہد خدا کے ذکر کے اثرات 6

روایت: 23، 24، 25

شخصیت:

اسکی آسیب شناسی 20

شیطان:

اسکے فریب دینے کا آلہ 11; اس کا جھوٹ بولنا 11; اسکی دشمنی 4; اسکے وسوسوں کی تاثیر کے موانع 6; اسکے وسوسے 1، 5

نافرمانی:

خدا کی نافرمانی کے اثرات 20

شرمگاہ:

اسے درخت کے پتوں سے چھپانا 12; اسے ظاہر کرنے کا ناپسند ہونا 14
گمراہی:

اسکے عوامل 11

گناہ:

اسکے اثرات 22

گناہ گار لوگ:

انکا تفاوت 22

259

ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَبَّأَ عَلَيْهِ وَهَدَى (۱۲۲)

پھر خدا نے انہیں چن لیا اور انکی توبہ قبول کرلی اور انہیں راستہ پر لگادیا (122)

1_ حضرت آدم (ع) نافرمانی اور ممنوعہ درخت سے کھانے کے بعد اپنے کئے سے پشیمان ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں

توبہ کرنے لگے۔

ثم اجتنبہ ربہ فتاب علیہ

"اجتنبی" کے اصل مادہ "جبابۃ" کا معنی ہے جمع کرنا اور حاصل کرنا اور "اجتنبائی" کا معنی ہے "اصطفائی" (خالص چیز کو انتخاب کرنا) اور اختیار (لسان العرب) اس بنا پر "اجتنباہ ربہ" یعنی خداتعالیٰ نے حضرت آدم (ع) کے ادھر ادھر کے تمایلات کو ختم کر دیا اور سب کو اپنے لئے جمع کر لیا اور انہیں اپنے لئے خالص کر لیا۔ یہ تعبیر حضرت آدم (ع) کے غیر خدا سے مکمل طور پر منقطع ہونے اور انکی حقیقی توبہ سے حکایت کرتی ہے۔

2_ خداتعالیٰ نے حضرت آدم (ع) کے رشد و ترقی کیلئے ان کے غیر الہی تمایلات کو ان سے دور کر دیا اور انہیں اپنے لئے خالص کر لیا۔

ثم اجتنبہ ربہ فتاب علیہ

3_ خداتعالیٰ کی طرف سے حضرت آدم (ع) کو دوبارہ قبول کرنا اور انہیں چن لینا ممنوعہ درخت سے کھانے والی خطا سے کچھ مدت گزرنے کے بعد ہوا۔

ثم اجتنبہ ربہ فتاب علیہ

"ثم" تراخی کیلئے ہے اور بتاتا ہے کہ اجتنبائے الہی کہ جو آدم (ع) کو توبہ اور غیر خدا سے منقطع ہونے کی توفیق دینا تھا۔ کچھ دیر سے انجام پایا۔

4_ خداتعالیٰ کی طرف سے حضرت آدم (ع) کو چننا اسکی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔

ثم اجتنبہ ربہ

5_ خداتعالیٰ نے عذوبت اور مہربانی کی ساتھ حضرت آدم (ع) کی توبہ قبول کی اور انکا گناہ معاف کر دیا۔

ثم اجتنبہ ربہ فتاب علیہ

"تاب" یعنی لوٹ آیا اور حرف "علی" کی وجہ سے اس میں عذوبت و رحمت کا معنی تضمین کیا گیا ہے یعنی خداتعالیٰ نے اس حالت میں آدم (ع) کی

260

طرف توجہ اور ان پر عنایت کی کہ وہ ان پر عذوبت اور مہربان تھا۔

6_ حضرت آدم (ع) کا غیر خدا سے مکمل طور پر منقطع ہونے اور ان کی پوری توجہ کے خدا کی طرف مڑ جانے کی وجہ سے خداتعالیٰ نے انہیں اپنی عنایات سے دوبارہ نوازا۔

اجتنبہ ربہ فتاب علیہ

حرف "فا" "تاب علیہ" کے اس سابقہ جملہ پر متفرع ہونے کو بیان کر رہا ہے کہ جو حضرت آدم (ع) کی تمام وابستگیوں اور تمایلات کے سمٹ کر خداتعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

7_ حضرت آدم (ع) منتخب اور معاف ہونے کے بعد ہدایت الہی سے بھی بہرہ مند ہوئے۔

ثم اجتنبہ ربہ فتاب علیہ و ہدی

8_ حضرت آدم (ع) نے گناہ کی بخشش کے بعد اپنے رشد و ترقی کی راہ کو پالیا۔

و ہدی

گذشتہ آیت میں آیا تھا کہ حضرت آدم (ع) نافرمانی اور عصیان کے بعد اپنے رشد و تکامل سے محروم رہ گئے (غوی) اس آیت میں فعل "ہدی" دلالت کر رہا ہے کہ خداتعالیٰ نے اس گمراہی کے آثار کو ختم کر دیا اور انہیں کمال اور برگزیدگی کی راہ دکھا دی۔

9_ حضرت آدم (ع) بارگاہ خداوندی میں قابل قدر شخصیت کے مالک تھے۔

ثم اجتنبہ ربہ فتاب علیہ و ہدی

10_ حضرت آدم (ع) کی توبہ کو قبول کرنا اور انہیں خدا کی طرف حرکت کی رہنمائی کرنا ان کیلئے خداتعالیٰ کی تربیت اور اسکی ربوبیت کا ایک جلوہ تھا۔

ثم اجتنبہ ربہ فتاب علیہ و ہدی

کلمہ "ربہ" کا فعل "تاب" اور "ہدی" کے ساتھ ارتباط مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے اور "اجتنباہ ربہ" قرینہ ہے کہ ہدایت سے مراد خداتعالیٰ کی طرف ہدایت ہے۔

آدم(ع) :

ان کے منقطع ہونے کے اثرات 6; انکی نافرمانی کے اثرات 1; آپ اور ممنوعہ درخت 1; انکی بخشش 8،5; انکا برگزیدہ ہونا 2، 3، 4، 7; انکی تربیت 2، 10; انکا تکامل 2، 8; انکی توبہ 1; انکی پشیمانی کے عوامل 1; انکے فضائل 9; انکی توبہ کی قبولیت 3، 5، 10; انکا قصہ 1، 2، 3، 5، 6، 7، 8; انکے اخلاص کا سرچشمہ 2; انکی ہدایت 7، 8، 10 خداتعالیٰ :

اسکے لطف و کرم کا پیش خیمہ 6; اسکی مہربانی 5; اسکی ربوبیت کی نشانیاں 4، 10 ممنوعہ درخت:

اس سے کھانے کے اثرات 1

ہدایت یافتہ فوگ: 7

261

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هَذَا فَلَا يُضِلُّ وَلَا يَشْقَى (١٢٣)
اور حکم دیا کہ تم دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ سب ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے اس کے بعد اگر میری طرف بے ہدایت آجائے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ پریشان (123)

1_ آدم(ع) و حوا(ع) نے ممنوعہ درخت سے کھا کر بہشت میں رہنے کی صلاحیت ضائع کر دی۔
فأكلَا منها ... قال ابیطا منہ

"اہبطائ" ممکن ہے آدم(ع) و حوا(ع) کو خطاب ہو اور ممکن ہے آدم اور ابلیس کو خطاب ہو دوسری صورت میں چونکہ حوا(ع) اپنی نافرمانی اور اس کے نتیجے میں حضرت آدم کے تابع تھیں اسلئے مخاطب قرار نہیں پائیں۔ دونوں صورتوں میں مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

2_ خداتعالیٰ نے حضرت آدم(ع) کو دھوکہ دینے اور انہیں وسوسے میں ڈالنے کی وجہ سے شیطان کو بہشت سے نکال دیا اور اسے زمین پر آنے کا حکم دیا۔
فوسوس إلیہ الشیطان ... قال ابیطا منہا جمیع

مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "اہبطا" میں مخاطب آدم(ع) اور شیطان ہوں۔
3_ آدم(ع) و حوا(ع) بہشت میں شیطان کے وسوسے پر عمل کرنے اور خداتعالیٰ کے خبردار کرنے کی پروانہ کرنے کی وجہ سے اس بلند مقام سے نکال دیئے گئے اور زمین پر اتر آئے۔

فأكلَا منها ... و عصی ء ادم ... قال ابیطا منہا جمیع
"ہبوط" یعنی "نزول" (مصباح) اور "اہبطا" کا حکم ایک حکم تکوینی ہے کیونکہ عام طور پر انسان کیلئے زمین پر ہبوط نہیں ہے۔

4_ شیطان نے اپنے وسوسے اور فریب دہی کے ساتھ آدم(ع) و حوا(ع) کو بہشت سے نکالنے اور ان کے زمین پر ہبوط کے اسباب فراہم کئے۔

262

فوسوس إلیہ الشیطان ... قال ابیطا منہ

5_ پروردگار کے حکم کی مخالفت اور نافرمانی انسان کے سقوط اور اسکے مقام کے تنزل کا سبب ہے۔
و عصی ء ادم ... قال ابیطا منہ

جملہ "ثم اجتباہ ..." اگر چہ ہبوط والے واقعے سے پہلے ذکر ہوا ہے لیکن ان آیات کی بنیاد پر کہ جو سورہ بقرہ میں گزر چکی ہیں حضرت آدم(ع) کی توبہ ہبوط کے بعد وقوع پذیر ہوئی تھی اس بنا پر جملہ قال "اہبطا ..." حضرت آدم(ع) کی نافرمانی کی سزا کا بیان ہے اور "ثم اجتباہ ..." جملہ معترضہ ہے۔

6_ آدم(ع) و حوا(ع) کے زمین پر اترنے کا لازمہ پوری نسل انسانی کو اس میں باقی رکھنا ہے۔

قال ابیطا ... بعضکم لبعض عدو فإما یأتینکم
 "بعضکم" اور "یا تینکم" کی جمع کی ضمیریں اس نکتے کو بیان کر رہی ہیں کہ بیہوش والے حکم کے صادر ہونے کے وقت زمین میں انسانی زندگی کا مسلسل ہونا قطعاً تھا۔
 7_ زمین میں انسان کی زندگی ہمیشہ انسانوں کی آپس میں دشمنی اور مخالفت کے ہمراہ رہی ہے۔
 ابیطا منہا جمیعاً بعضکم لبعض عدو
 "بعضکم لبعض عدو" کے بارے میں دو نظر ہیں 1_ اس سے مراد شیاطین کی انسانوں کے ساتھ دشمنی ہے اس نظریے کے مطابق "ابیطا" ابلیس اور آدم (ع) کو خطاب ہوگا 2_ اس سے مراد انسانوں کی آپس کی دشمنی ہے اس نظریہ کی بنیاد یہ ہے کہ "ابیطا" کے مخاطب آدم (ع) و حوا ہیں۔ دونوں صورتوں میں آدم (ع) اور حوا و ابلیس کو مخاطب بنانا انکی اولاد کے لحاظ سے ہوگا۔ مذکورہ مطلب دوسرے نظریے کی بنیاد پر ہے۔
 8_ انسان اور شیطان ایسے دشمن ہیں کہ جن میں صلح کا امکان نہیں ہے۔
 ابیطا ... بعضکم لبعض عدو
 مذکورہ مطلب میں "ابیطا" آدم (ع) اور ابلیس کو خطاب ہے۔
 9_ حضرت آدم (ع) کی بہشت ایسی جگہ تھی کہ جس میں صلح و آشتی، اور مکمل ضروریات کی فراہمی تھی اور اسکے باسیوں کے درمیان دشمنی نہیں تھی۔
 إن لك ألا تجوع ... ابیطا ... بعضکم لبعض عدو
 چونکہ افراد بشر کی آپس میں دشمنی کا موضوع، سزا اور بیہوش کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے اس سے لگتا ہے کہ حضرت آدم (ع) کے پہلے گھر (بہشت) میں یہ چیز نہیں تھی اور ضروریات کی فراہمی کی وجہ سے اس میں دشمنی کا پیش خیمہ ہی نہیں تھا۔
 10_ خداتعالیٰ نے زمین پر انسان کے اترنے کے آغاز سے ہی اسکی زندگی کیلئے رہنمائی اور منصوبہ بندی کر رکھی تھی۔
 ابیطا منہا ... فإما یأتینکم منی ہدیٰ
 "إما یأتینکم" میں مخاطب صرف انسان ہیں (اگرچہ "ابیطا" کے مخاطب آدم (ع) اور ابلیس ہیں) کیونکہ شیاطین کی گمراہی کے حتمی ہونے کے بعد انہیں ہدایت دینا بے سود ہے۔

263

11_ انسان کو ہدایت سے بہرہ مند کرنا انسان کے پہلے افراد کو خداتعالیٰ کی بشارت۔
 ابیطا ... فإما یأتینکم منی ہدیٰ
 "إما یأتینکم" دو تاکیدوں پر مشتمل ہے 1_ "إما" (ان ما) میں مازائدہ 2_ نون تاکید اس طرح عبارت کا معنی یہ ہے کہ اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئی۔ کہ جو یقیناً آئیگی۔
 12_ آدم (ع) و حوا (ع) کے ممنوعہ درخت سے کھانے کی وجہ سے انسانوں میں دشمنی پیدا ہونے کے اسباب فراہم ہوئے۔
 فأکلا ... بعضکم لبعض عدو
 13_ خداتعالیٰ نے افراد بشر کی آپس کی دشمنی کے بارے میں آدم (ع) و حوا (ع) کو مطلع کر دیا اور انہیں اسکے نتائج سے بچنے کا راستہ بھی دکھا دیا تھا۔
 بعضکم لبعض عدو ... فمن إتبع ہدای فلا یضل و لا یشتی
 14_ خدا تعالیٰ کی ہدایات کی پیروی انسان کو زمین پر رہنے والوں کی باہمی کشمکش اور دشمنی کے برے انجام سے بچاتی ہے۔
 بعضکم لبعض عدو فإما یأتینکم منی ہدیٰ
 15_ انسان ہدایت یا گمراہی کے راستے کے انتخاب کے سلسلے میں با اختیار ہے۔
 فإما یأتینکم منی ہدیٰ فمن إتبع ہدای
 16_ ہدایت الہی کی پیروی گمراہی اور بدبختی سے مانع ہے۔
 فمن إتبع ہدای فلا یضل و لا یشتی
 17_ ہدایات الہی سے روگردانی انسان کی گمراہی اور اسکے رنج و الم میں گرفتار ہونے کا سبب ہے۔

فمن اتبع ہدای فلا یضل و لا یشقی
 " شقاوت" کا معنی ہے سختی اور دشواری (قاموس) اور بعد والی آیت قرینہ ہے کہ اس سے مراد زندگی کا دباؤ اور مشکلات ہیں۔

18_ انسان، غلطیوں سے بچنے اور خوش بختی تک پہنچنے کیلئے ہدایت الہی کا محتاج ہے۔
 فمن اتبع ہدای فلا یضل و لا یشقی

آدم (ع) :

انکے دھوکہ کھانے کے اثرات 3; یہ اور ممنوعہ درخت 1، 3، 12; انہیں بہشت سے نکالنا 2، 3; انکی بہشت میں امن 9;
 انکو بشارت 11; انکی بہشت میں ضروریات کی فراہمی 9; انکی بہشت سے نکالنے کا پیش خیمہ 4; انکے ہبوط کا پیش خیمہ
 4; انکی بہشت میں صلح 9; انکی محرومیت کے عوامل 1; انکی بہشت سے محرومیت کے عوامل 1; انکے ہبوط کے عوامل
 3; انکے ہبوط کا فلسفہ 6; انکا قصہ 1، 2; انکا معلم 13; انکی بہشت کی خصوصیات 9
 اطاعت:

خداتعالیٰ کی اطاعت کے اثرات 14، 16

انسان:

اس کا اختیار 15; زمین میں اسکی نسل کی بقا 6; اسکے دشمن 8; اس کی دشمنی 7، 13; اس کی دشمنی کا پیش

264

خیمہ 12; اسکے انحطاط کے عوامل 5; اسکی نجات کے عوامل 14; اسکی معنوی ضروریات 18; اسکی ہدایت 10
 بشارت:

ہدایت کی بشارت 11

جبر و اختیار 15

حوالہ (ع) :

انکے دھوکہ کھانے کے اثرات 3; یہ اور ممنوعہ درخت 1، 3، 12; ان کے ہبوط کا پیش خیمہ 4; انکی محرومیت کے
 عوامل 1; ان کے ہبوط کے عوامل 3; ان کے ہبوط کا فلسفہ 6; انکا معلم 13
 خداتعالیٰ :

اسکی بشارتیں 11; اسکی تعلیمات 13; اسکی راہنمائی 10; اسکی ہدایات 11، 18
 ممنوعہ درخت:

اس سے کھانے کے اثرات 1، 12

دشمنی:

اس سے نجات کے عوامل 14; اس سے نجات 13

زمین:

اس میں دشمنی 7

سختی :

اسکے عوامل 17

سعادت:

اسکے عوامل 18

شخصیت:

اسکی آسیب شناسی 5

شقاوت:

اسکے موانع 16

شیطان:

اسکے دھوکہ دینے کے اثرات 2، 4؛ اسکے وسوسوں کے اثرات 3، 4؛ اسے نکال باہر کرنا 2؛ اسکی دشمنی 8؛ اس کا نقش و کردار 4؛ اس کا ہیبت 2

نافرمانی:

خدا تعالیٰ کی نافرمانی کے اثرات 5، 17

گمراہی:

اس کا پیش خیمہ 15؛ اسکے عوامل 17، اس کے موانع 16

ضروریات:

ہدایت الہی کی ضرورت 18

ہدایت:

اس کا پیش خیمہ 15

265

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى (۱۲۴)

اور جو میرے ذکر سے اعراض کرے گا اس کے لئے زندگی کی تنگی بھی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا بھی محسوس کریں گے (124)

1_ ہدایت الہی اور اسکی یاد سے روگردانی لئے انسان کے لئے سخت اور مشکلات سے پر زندگی میں گرفتار ہونے کا سبب ہے۔

من اتبع ہدای ... و من أعرض عن ذکری فان له معیشتہ ضنک

"معیشتہ" یا تو مصدر میمی ہے اور یا "ما یعاش بہ" کے معنی میں ہے یعنی وہ چیز جسکے ساتھ زندگی گزرتی ہے "ضنک" کا معنی ہے تنگی اور سختی (لسان العرب)

2_ ہدایت الہی کی پیروی اور خدا کی یاد میں رہنا زندگی کی آسانی اور مشکلات کے دور ہونے کا سبب ہے۔

من اتبع ہدای ... لا یسقی _ و من أعرض عن ذکری فان له معیشتہ ضنک

3_ الہی تفکر اور ہدایات کو مدنظر رکھے بغیر دنیاوی زندگی ایک تنگ اور محدود زندگی ہے۔

و من أعرض عن ذکری فان له معیشتہ ضنک

جس طرح خدا تعالیٰ نے دیگر آیات میں دنیاوی زندگی کو "متاع قلیل" قرار دیا ہے ممکن ہے اس آیت میں بھی دنیاوی زندگی کو "تنگ" زندگی کے طور پر متعارف کرایا ہو یعنی دنیا ہر حد و اندازے اور ہر مقدار میں اگر ہدایت سے خالی ہو تو یہ "تنگ زندگی" کے سوا کچھ نہیں ہوگی کیونکہ بلا مقصد اور آخرت پر اعتقاد کے بغیر زندگی تھکا دینے والی، روزمرہ کا تکرار اور فضول زحمت ہے۔

4_ ہدایت الہی کی پیروی اور اسکی طرف توجہ یاد خدا کا جلوہ ہے۔

من اتبع ہدای ... و من أعرض عن ذکری

اس آیت میں "من أعرض" سابقہ آیت میں "من اتبع" کے مقابلے میں ہے مقابلے کا تقاضا یہ تھا کہ فرماتا "و من لم یتبع ہدای" لیکن

266

اس کے بجائے فرمایا ہے "و من أعرض عن ذکری" اس انتخاب کی وجہ یا تو ہدایت میں ذکر خدا کا کردار ہے اور یا ذکر و ہدایت کا ایک ہونا ہے۔

5_ ہدایت الہی اور یاد خدا سے روگردانی کرنے والے میدان قیامت میں اندھے محسوس ہوں گے۔

و من أعرض عن ذکری ... و نحشرہ یوم القیامۃ اعمی

6_ ہدایت الہی اور ہمیشہ خدا کی یاد میں رہنا زندگی میں بصیرت کا سبب ہے۔

و من أعرض عن ذکری ... و نحشرہ یوم القیامۃ اعمی

گمراہ لوگوں کا اندھا محشور ہونا دنیا میں ان کے ہدایت کو دیکھنے اور پانے سے اندھا ہونے کا نتیجہ ہے۔ اس خاص سزا سے یہ نتیجہ لیا جاسکتا ہے کہ ہدایت، زندگی کی راہ میں بصیرت کا سبب ہے۔

7_ قیامت کے دن حقائق واضح ہوجائیں گے۔

و نحشرہ يوم القيامة اعمى

8_ قیامت انسانوں کو جمع کرنے اور ان کو حاضر کرنے کا دن ہے۔

و نحشرہ يوم القيامة

"حشر" کا معنی ہے جمع کرنا کہ جس کے ہمراہ پیچھے سے چلانا اور ہانکنا ہو (مقایس اللغة) یہ کلمہ صرف گروہ کے بارے میں استعمال ہوتا ہے (مفردات راغب) اور آیت کریمہ میں ضمائر اگرچہ مفرد کی استعمال کی گئی ہیں لیکن چونکہ یاد خدا سے غافل سب لوگوں کا انجام یہی ہوگا اس لئے "حشر" کو در حقیقت گروہ کی طرف نسبت دی گئی ہے۔

9_ قیامت کو برپا کرنا اور اس میں یاد خدا سے غافل لوگوں کو حاضر کرنا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وہ اس کے ارادے سے مربوط ہے۔

و نحشرہ يوم القيامة اعمى

10_ مشکل زندگی یاد خدا سے غافل ہونے کا فطری اثر اور روز قیامت نابینائی اس کی الہی سزا ہے۔

فان له معيشة ضنكاً و نحشرہ يوم القيامة اعمى

"فان له..." اور "نحشرہ..." کی تعبیروں میں فرق کہ دوسری کو خدا تعالیٰ کی طرف نسبت دی گئی ہے اور پہلی خود عمل پر متفرع ہوئی ہے ممکن ہے مذکورہ مطلب کی طرف اشارہ ہو۔

11_ دنیا میں سخت زندگی اور قیامت میں نابینا محشور ہونا انسان کی گمراہی اور بدبختی کے جلوے ہیں۔

فمن اتبع هداى فلا يضل ولا يشقى و من أعرض عن ذكرى فان له معيشة ضنكاً و نحشرہ يوم القيامة اعمى

مذکورہ مطلب ہدایت یافتہ اور غافلین کے گروہوں کے درمیان تقابل کا لازمہ ہے کہ جسے دو آیتیں مجموعی طور پر بیان کر رہی ہیں۔

12_ "عن امير المؤمنين (ع) : و ان المعيشة الضنك التي حذر الله منها عدوه عذاب القبر، انه يسلط على الكافر في قبره تسعة و تسعين تنينا فينهن لحمه و

267

یکسرن عظمه و یترددن علیہ کذلک الی یوم یبعث؛ امیر المؤمنین (ع) سے روایت کی گئی ہے "معيشة ضنك" کہ جس سے خدا تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کو ڈرایا ہے عذاب قبر ہے خدا تعالیٰ کافر پر اس کی قبر میں 99 سانپ مسلط کرتا ہے جو اس کے گوشت کو ڈستے ہیں اور اس کی ہڈی کو توڑتے ہیں اور اسی طرح اس پر آتے جاتے رہتے ہیں اس دن تک کہ اسے اٹھایا جائے۔ (1)

13_ "معاویہ بن عمار عن ابی عبد اللہ (ع) قال: سالتہ عن رجل لم یحج قط و له مال قال: ہو ممّن قال اللہ : " و نحشرہ يوم القيامة اعمى " قلت : سبحان اللہ اعمى؟ قال: اعماه اللہ عن طریق الجنة؛ معاویہ بن عمار کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس کے پاس مال تھا لیکن اس نے حج نہ کیا تو آپ (ع) نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے " و نحشرہ يوم القيامة اعمى " میں نے کہا سبحان اللہ نابینا؟ فرمایا خدا تعالیٰ نے اسے بہشت کا راستہ (دیکھنے) سے نابینا کر دیا ہے (2)۔

اطاعت:

خدا کی اطاعت کے اثرات 2، 4

انسان:

اس کا محشور ہونا 8؛ اس کی شقاوت کی نشانیاں 11؛ اس کی گمراہی کی نشانیاں 11

بصیرت:

اس کے عوامل 6

حج:

تارکین حج قیامت میں 13؛ تارکین حج کا آخرت میں اندبہاؤں 13

خدا تعالیٰ :

اس سے روگردانی کے اثرات 10; اسکی ہدایت کے اثرات 3، 6; اس کا ارادہ 9; اس کے افعال 9; اس سے غفلت کرنے والوں کا آخرت میں اندھاپن 10; اس سے روگردانی کی سزا 10
ذکر:

ذکر خدا کے اثرات 2، 6; ذکر خدا کی نشانیاں 4

روایت: 12، 13

زندگی:

اسکی سختی 11; اسے آسان کرنے کے عوامل 1; اسکی سختی کے عوامل 1، 3، 10; سخت زندگی سے مراد 12
سختی:

اسے دور کرنے کے عوامل 2

نافرمانی:

خدا کی نافرمانی کے اثرات 1

غافلین:

ان کا آخرت میں اندھاپن 5; ان کے محسور ہونا کا سرچشمہ 9
غفلت:

خدا سے غفلت کے اثرات 1

قیامت:

.....

(1) امالیٰ شیخ طوسی ج 1، ص 27; تفسیر برہان ج 3، ص 48، ح 9
(2) تفسیر قمی ج 2، ص 66_ نور الثقلین ج 3، ص 406، ح 173_

268

اس میں حقائق کا ظہور 7; اس میں اندھاپن کے عوامل 10; اس میں اندھاپن 11; اس میں محسور ہونے کا سرچشمہ 9
کفار:

انکا عذاب قبر 12

گمراہ لوگ:

ان کا آخرت میں اندھاپن 5

خدا سے اعراض کرنے والے:

ان کا آخرت میں اندھاپن 5، 10

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا (۱۲۵)

وہ کہے گا کہ پروردگار یہ تو نے مجھے اندھا کیوں محسور کیا ہے جب کہ میں دار دنیا میں صاحب بصارت تھا (125)

1_ ہدایت اور یاد الہی سے روگردانی کرنے والے روز قیامت نابینا محسور ہوں گے _

قال رب لم حشرتني اعمى

2_ یاد خدا سے غافل لوگ روز قیامت تعجب کے ساتھ اور شکایت کے انداز میں خدا تعالیٰ سے اپنے اندھے پن کی علت کے بارے میں سوال کرینگے _

قال رب لم حشرتني اعمى

3_ یاد خدا سے غافل لوگ روز قیامت محسور ہونے کے بعد اپنی نجات کے راستے کی شناخت سے ناتوان ہوں گے _ *

قال رب لم حشرتني اعمى

ممکن ہے اندھے پن سے مراد قیامت کے ماحول اور اسکی مشکلات سے نجات کا راستہ پانے سے آگاہ نہ ہونا ہو اس بنا پر

"قد كنت بصيراً" کہنے والے اپنے آپ کو اس طرح سمجھتے ہیں کہ جو دنیا میں سب چیزوں کو خوب سمجھتے تھے اور عمیق فکر رکھتے تھے۔

4_ روز قیامت انسان کو خداتعالیٰ سے سوال پوچھنے کی اجازت ہے۔

قال رب لم حشرتنی أعمی

"قال" کے ظاہر سے یوں لگتا ہے کہ یہ سوال لفظوں میں ہوگا اور نابیناؤں کی طرف سے روز قیامت کیا جائیگا۔

5_ قیامت کے دن انسان اپنے نقائص کو درك اور محسوس کریگا۔

قال رب لم حشرتنی أعمی

6_ یاد خدا سے اعراض کرنے والے میدان قیامت میں

269

حاضر ہو کر خداتعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کریں گے۔

قال رب

7_ بصیرت و بینائی کو عطا کرنا اور اس کا چھپ لینا خداتعالیٰ کی ربوبیت کے جلوے ہیں۔

قال رب لم حشرتنی أعمی

8_ حاضرین قیامت خداتعالیٰ کو انسانوں کا محسوس کرنے والا اور فہم و درك کی قوتوں کا اختیار رکھنے والا سمجھتے ہیں۔

لم حشرتنی أعمی

9_ یاد خدا سے غافل لوگ قیامت میں حاضر ہونے کے وقت اپنی دنیاوی زندگی کو ہوشمندانہ قرار دیکر فہم و درك کے راستے کے بند ہونے سے تعجب کریں گے۔*

قال رب لم حشرتنی أعمی و قد كنت بصیراً

مذکورہ مطلب بالا اس بنا پر ہے کہ "ا عمی" سے مراد "دل کا اندھا" ہو۔

10_ قیامت کے دن انسان دنیا میں زندگی کے حالات اور اس میں اپنی جسمانی خصوصیات سے آگاہ ہوگا۔

قال رب لم حشرتنی أعمی و قد كنت بصیر

11_ حاضرین قیامت کی نظر میں ضروری ہے کہ انسان کا وہاں کا جسم اسکے دنیاوی بدن جیسا ہو۔

لم حشرتنی أعمی و قد كنت بصیر

12_ روز قیامت انسان کا محسوس ہونا جسمانی خصوصیات کے ہمراہ ہوگا۔

قال رب لم حشرتنی أعمی و قد كنت بصیر

13_ ہدایت الہی کی پیروی روز قیامت بصیرت اور بینائی کا سبب ہے۔

فمن اتبع ہدای ... و من اعرض ... لم حشرتنی أعمی

14_ خدا سے غفلت کے ہوتے ہوئے گہری فکر بھی در حقیقت اندھا پن اور بے بصیرتی ہے۔

لم حشرتنی أعمی و قد كنت بصیر

قیامت میں اندھا پن دنیا میں انسان کی حقیقت کا جلوہ ہے یعنی اگر چہ وہ اپنے آپ کو با بصیرت سمجھتا ہے لیکن در حقیقت بصیرت سے عاری ہے۔

اطاعت:

خدا کی اطاعت کے اثرات 13

اقرار:

ربوبیت خدا کا اقرار 6

اندھا پن:

اس کا سرچشمہ 7

انسان:

اسکی اخروی سوچ 8، 11؛ اس کا اخروی تنہ 10؛ اسکے محسوس ہونے کا سرچشمہ 8؛ اسکے درك کا سرچشمہ 8؛ اسکے

محشور ہونے کی خصوصیات 12

بصیرت:

اخروی بصیرت کے عوامل 13; اس کا سرچشمہ 7

270

خدا تعالیٰ :

اسکے افعال 8; اس سے سوال 2، 4; اسکی ربوبیت کی نشانیاں 7

خدا سے اعراض کرنے والے:

انکا اخروی اقرار 6; انکا اخروی تعجب 9; انکا محشور ہونا 1، 3; انکا عجز 3; انکا اخروی اندھاپن 1; انکی دنیوی ہوشیاری 9 غافلین:

انکا اخروی اقرار 6; انکا اخروی سوال 2; انکا اخروی تعجب 2، 9; انکا محشور ہونا 3; انکا عجز 3; انکا اخروی اندھاپن 1، 2; انکا اندھاپن 14; انکا اخروی گلہ 2

غفلت:

خدا تعالیٰ سے غفلت کے اثرات 14

قیامت:

اس میں سوال 4; اس میں نقائص کا درک 5; اس میں حقائق کا ظہور 5، 10 گمراہ لوگ:

ان کا محشور ہونا 1; ان کا اخروی اندھاپن 1

معاد:

معاد جسمانی 11، 12

تفسیر راہنما جلد 11

إِنْ كَذَّبَكَ أَنتُكَ آيَاتُنَا فَنَسِيْنَهَا وَكَذَّبَكَ الْيَوْمَ تُنْسَى (۱۲۶)

ارشاد ہوگا کہ اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئے اور تونے انہیں بھلادیا تو آج تو بھی نظر انداز کردیا جائے گا (126)

1_ خدا تعالیٰ نے بشر کی ہدایت اور اسے یاد دہانی کرانے کیلئے متعدد آیات بھیجی ہیں _

قال كذلك انتك ء اتين

2_ آیات اور ہدایت الہی کو فراموش کرنا اور ان سے غافل ہونا روز قیامت نابینا محشور ہونے کا سبب ہے _

لم حشرتنى ا عمى ... قال كذلك انتك و ء اى تنافسيتہ

3_ خدا تعالیٰ فرائض کے بیان کرنے اور انہیں بندوں تک پہنچانے بغیر انہیں سزا نہیں دیتا _

قال كذلك ء اتيتك ء اى تن

روز قیامت غافلین کو کہا جائیگا "انتك

ء اياتنا" یعنی تیرے پاس ہماری آیات آئیں تھیں نہ یہ کہ ہم نے آیات بھیجیں تھیں آپ تک پہنچی ہوں یا نہ لہذا خدا تعالیٰ نے

مواخذے کا معیار آیات کے ابلاغ کو قرار دیا ہے _

271

- 4_ مجرمین کا خداتعالیٰ سے سوال اور اس کا جواب وصول کرنا میدان قیامت کے واقعات میں سے۔
رب لم حشر تنی ... قال كذلك ائتک ای تن
"قال كذلك" کے ظاہر سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ "لم حشر تنی" کے سوال کا جواب بھی الفاظ کے ساتھ بیان ہوگا نہ کہ صرف نفس میں ایک حالت پیدا ہوگی اگرچہ ممکن ہے یہ جواب بلاواسطہ نہ ہو بلکہ فرشتوں و غیرہ کے ذریعے انجام پائے۔
- 5_ خداتعالیٰ کی طرف سے پہنچائی گئی ہدایات اسکی آیات ہیں۔
إما یا تینکم منی ہدیٰ فمن اتبع ہدای ... قال كذلك ائتک ای تن
گذشتہ آیات میں "ہدایت" کلام کامحور تھا اس آیت میں "ہدایات الہی" کہ جن کا "ہدیٰ" اور "ہدای" کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے کو "ایاتنا" کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے تا کہ اس حقیقت کو بیان کرے کہ ہدایات الہی وہی اسکی آیات ہیں۔
- 6_ روز قیامت خداتعالیٰ آیات اور معارف الہی کی اعتناء نہ کرنے والے افراد سے روگردانی کرے گا اور انکی اعتنا نہیں کریگا۔
أئتک ای تنافسیتہا و كذلك الیوم تنسی
فعل "تنسی" میں اگرچہ فاعل نامعلوم ہے لیکن (گذشتہ آیت میں) "رب لم حشر تنی" کے قرینے سے کہاجاسکتا ہے کہ فاعل خداتعالیٰ ہے۔ نسیان دو معنوں کے درمیان مشترک ہے 1_ غفلت کی وجہ سے ترک کرنا 2_ جان بوجھ کر ترک کرنا (مصباح) گذشتہ آیات قرینہ ہیں کہ اس آیت میں دوسرا معنی مراد ہے۔
- 7_ آیات اور ہدایات الہی سے غفلت اور انہیں فراموش کردینا روز قیامت انسان کے خداتعالیٰ کی توجہات و عنایات سے محروم ہونے کا ایک عامل ہے۔
أئتک ای تنافسیتہا و كذلك الیوم تنسی
(گذشتہ آیات میں مذکور) "من أعرض عن ذکری" قرینہ کہ ہے "نسیتہا" میں نسیان سے مراد آیات الہی سے روگردانی اور بے اعتنائی ہے اور اس کا "تنسی" کے ساتھ تقابل اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ اس کلمے میں بھی نسیان کا معنی روگردانی اور ترک کرنا ہے۔
- 8_ روز قیامت نابینائی اور درک انسان کے راستے کا مسدود ہونا اسکی خداتعالیٰ کی توجہ اور عنایات سے محروم ہونے کا مظہر ہے۔
لم حشر تنی ا عمی ... كذلك الیوم تنسی
- 9_ روز قیامت انسان کو محسوس کرنے اور اسکی اعمال کی جزا کی کیفیت اسکی دنیاوی کردار کے ساتھ متناسب ہوگی۔
فنسیتہا ... تنسی
- 10_ روز قیامت انسان کی سزا اسکی دنیاوی کردار سے نشأت پکڑتی ہے۔
فنسیتہا ... الیوم تنسی

آیات خدا:

272

- انکی فراموشی کے اثرات 2، 7؛ ان سے اعراض کرنے والوں سے بے اعتنائی 6؛ ان سے اعراض کرنے والے قیامت میں 6؛ ان کا کردار 1؛ انکا ہدایت کرنا 1، 5
انسان:
اسکی اخروی اندھے پن کا سرچشمہ 8
پاداش:
اس کا عمل کے ساتھ متناسب ہونا 9؛ اخروی پاداش کے عوامل 10
محسوس ہونا:
اسکی کیفیت 9
خداتعالیٰ :
اسکی لطف و کرم سے محرومیت کے اثرات 8؛ اس سے سوال 4؛ اس کے لطف و کرم سے محرومیت کے عوامل 7؛ اسکی

ہدایات 1، 5

عمل:

اسکے اثرات 9، 10؛ اسکی اخروی پاداش 9؛ اسکی اخروی سزا 9

غفلت:

آیات الہی سے غفلت کے اثرات 7؛ خداتعالیٰ سے غفلت کے اثرات 2، 7

قواعد فقہیہ: 3

قاعدہ عقاب بلا بیان 3

قیامت:

اس میں سوال و جواب 4؛ اسکی خصوصیات 4

اندھاپن:

اخروی اندھے پن کے عوامل 2

سزا:

اس کا گناہ کے ساتھ متناسب ہونا 9؛ اخروی سزا کے عوامل 10

گناہ گار لوگ:

ان کا اخروی جواب 4؛ ان کا اخروی سوال 4

جزا کا نظام: 9

سزا کا نظام 3

ہدایت:

اسکی اہمیت 1

273

وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَى (۱۲۷)

اور ہم زیادتی کرنے والے اور اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان نہ لانے والوں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب یقیناً سخت ترین اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے (127)

1_ دنیا میں سخت اور تنگ زندگی اور قیامت میں اندھاپن اور خداتعالیٰ کی سرد مہری میں گرفتار ہونا اسراف کرنے والوں کی سزا ہے۔

معيشة ضنكاً و نحشر يوم القيامة اعمى ... و كذلك نجزي من اسرف

اسراف یعنی حد اعتدال سے تجاوز کرنا (مصباح) "من اتبع ہدای" کے قرینے سے اس آیت میں اس سے مراد ہدایات الہی سے تجاوز کرنا ہے اور "کذلك" میں "ذلك" ان سزاؤں کی طرف اشارہ ہے کہ جو گذشتہ آیات میں یاد خدا سے روگردانی کرنے والوں کیلئے بیان ہو چکی ہیں۔

2_ آیات اور ہدایات الہی سے روگردانی کرنے والے اسراف کرنے والوں کا کامل اور بارز مصداق ہیں

و من أعرض عن ذكرى ... و كذلك نجزي من أسرف

اگر "کذلك نجزي ..." کا گذشتہ آیت پر عطف ہو اور یہ خداتعالیٰ کی یاد الہی سے غافل لوگوں کے ساتھ گفتگو کا تسلسل ہو تو "من اسرف" غافلین کیلئے دوسرا عنوان ہوگا۔

3_ اسراف کرنے والے اور آیات الہی پر ایمان لانے سے روگردانی کرنے والے روز قیامت خداتعالیٰ کی توجہ اور عنایات سے محروم ہوں گے۔

و كذلك اليوم تنسى و كذلك نجزي من أسرف و لم يؤمن بآيات ربہ

4_ انسان کی ہدایت کیلئے آیات پیش کرنا ربوبیت الہی کا ایک جلوہ ہے۔

بآی ت ربہ

- 5_ خداتعالیٰ مستحقین عذاب کو سزا دینے کے نظام کا حاکم ہے۔
نجزي
- 6_ دنیوی سزاؤں کی نسبت اخروی عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہوگا۔
و لعذاب الآخرة أشد و ابقى
- 7_ اسراف کرنے والوں اور آیات الہی پر ایمان نہ لانے والوں کو دنیاوی سزا اور روز قیامت اندھا ہونے کے علاوہ آخرت میں زیادہ سخت اور دیرپا عذاب کا سامنا ہوگا۔
و لعذاب الآخرة أشد و ابقى
- "كذلك" بتاتا ہے کہ دنیا میں سخت زندگی اور قیامت کا اندھا پن غافلین کے علاوہ بے ایمان اسراف کرنے والوں کیلئے بھی خطرہ ہے اور جملہ "لعذاب الآخرة..." اس کے علاوہ مزید عذاب سے حکایت کر رہا ہے کہ جو روز قیامت کے ختم ہونے کے بعد شروع ہوگا اور دنیاوی اور روز قیامت کے عذاب سے زیادہ سخت اور دیرپا ہوگا۔
- 8_ آیات اور ہدایات الہی پر ایمان دنیا و آخرت میں عذاب الہی سے محفوظ رہنے کی شرط ہے۔
و كذلك نجزي ... لم يؤمن ... اشد و ابقى

- اسراف کرنے والے: 2
انکے عذاب کا دائمی ہونا: 7; انکی زندگی کا سخت ہونا: 1; انکا اخروی عذاب: 7; انکا اخروی اندھا پن: 1; انکی سزا: 1، 7; انکی اخروی محرومیت: 3
آیات خدا:
- ان سے روگردانی کرنے والوں کا اسراف: 2; ان سے اعراض کرنے والوں کا اخروی عذاب: 7; ان سے اعراض کرنے والوں کی سزا: 7; ان سے اعراض کرنے والوں کی اخروی محرومیت: 3; ان کا کردار: 4
ایمان:
- آیات الہی پر ایمان کے اثرات: 8; خداتعالیٰ پر ایمان کے اثرات: 8
خداتعالیٰ:
- اسکی حاکمیت: 5; اسکی ربوبیت کی نشانیاں: 4
عذاب:
- اخروی عذاب کی شدت: 6; اس سے بچنے کے شرائط: 8; دنیوی عذاب: 6; اسکے درجے: 6; اخروی عذاب کے درجے: 7
خدا کا لطف و کرم:
- اس سے محروم لوگ: 3
سزا کا نظام:
- اس کا حاکم: 5
ہدایت:
- اسکے عوامل: 4

أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِينِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَى (۱۲۸)
کیا انھیں اس بات نے رہنمائی نہیں دی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی نسلوں کو ہلاک کر دیا جو اپنے علاقہ میں نہایت اطمینان سے چل پھر رہے تھے بیشک اس میں صاحبان عقل کے لئے بڑی نشانیاں ہیں (128)

- 1_ خداتعالیٰ نے طول تاریخ میں بہت سارے معاشروں اور امتوں کو ہلاک اور نابود کیا ہے۔
کم اہلکنا قبلہم من القرون
"قرن" کا معنی ہے قوم اور وہ لوگ جو ایک زمانے میں زندگی گزار رہے ہوں (مفردات راغب)

- 2_ آیات اور ہدایات الہی کے بارے میں کفر طول تاریخ میں بہت ساری امتوں کی نابودی کا سبب بنا۔
و كذلك نجزي من أسرف و لم يؤمن ... کم ا ہلکنا قبلہم من القرون
گذشتہ آیات قرینہ ہیں کہ سابقہ امتوں کی ہلاکت ان کے آیات و ہدایات الہی کے مقابلے میں کفر اختیار کرنے کی وجہ سے ہوتی تھی۔
- 3_ گذشتہ اقوام کی عذاب الہی کے ساتھ ہلاکت خداتعالیٰ کی دھمکیوں کے سنجیدہ ہونے کے واضح نمونے ہیں اور عصر بعثت کے مشرکین کیلئے کفایت کرنے والا رہنما۔
ا فلم یہد لہم کم ا ہلکنا قبلہم من القرون
- 4_ تاریخ اور گذشتہ امتوں کی ہلاکت سے سبق حاصل نہ کرنا توبیخ اور مذمت کے قابل ہے۔
ا فلم یہد لہم کم ا ہلکنا قبلہم
- "ا فلم..." میں استفہام انکار توبیخی کیلئے ہے اور "لم یہد" کا فاعل "ہلاک" ہے کہ جو "کم ا ہلکنا" سے سمجھ آ رہا ہے اور "لم یہد" حرف لام کے ساتھ متعدی ہونے کی وجہ سے اس میں تبیین کا معنی بھی تضمین کیا گیا ہے اور جملے کا معنی یہ ہے کہ کیا بہت ساری گذشتہ امتوں کو نابود کرنے سے مشرکین کیلئے واضح نہیں ہوا کہ وہ ان جیسا عمل نہ کریں۔

276

- 5_ عصر پیغمبر (ص) کے کفار بہت ساری گذشتہ امتوں کی ہلاکت سے آگاہ تھے اور ان کے باقی رہ جانے والے آثار قدیمہ سے آشنا تھے۔
ا فلم یہد لہم کم ا ہلکنا ... یمشون فی مسکنہم
- جملہ "یمشون..." "ہم" کیلئے حال ہے اور سیاق آیت قرینہ ہے کہ اس سے مراد صدر اسلام کے مشرکین ہیں ان کا عاد، ثمود، لوط اور... کے گھروں سے عبور کرنا کہ جو جملہ "یمشون..." کا معنی ہے ان کے گذشتہ امتوں کے مرگبار واقعات سے آگاہی کا سبب ہے ہمزہ استفہام سے استفاد توبیخ بھی ان کی آگاہی پر متفرع ہے۔
- 6_ گذشتہ امتوں میں سے بہت سے لوگ جب عذاب الہی میں گرفتار ہوئے اس وقت اپنے شہر اور گھروں میں معمول کے مطابق رفت و آمد میں مصروف تھے۔*
- کم ا ہلکنا قبلہم من القرون یمشون فی مسکنہم
- ممکن ہے جملہ "یمشون..." "القرون" کیلئے حال ہو۔
- 7_ تاریخ کا تغیر و تبدل خداتعالیٰ کے ارادے سے وابستہ ہے۔
کم ا ہلکنا قبلہم
- 8_ نابود شدہ اقوام کے باقی رہ جانے والے آثار قدیمہ سے سبق حاصل کرنے اور عبرت لینے کیلئے بہت ساری چیزیں ہیں۔
ا فلم یہد لہم کم ا ہلکنا ... ان فی ذلک لآیات
- 9_ گذشتہ امتوں کے باقی رہ جانے والے عبرت آموز آثار کا مطالعہ اور تحقیق اور انکی ہلاکت کے اسباب معلوم کرنا ضروری ہے۔
کم ا ہلکنا ... ان فی ذلک لآیات
- گذشتہ امتوں کی تاریخ اور ان کے آثار کے آیت ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسان کو مہم اور قیمتی ہدایات اور عبرتوں کی طرف رہنمائی کرنے کے قابل ہیں۔
- 10_ گذشتہ امتوں کے باقی رہ جانے والے آثار قدیمہ کے مطالعے سے صرف صاحبان عقل بہرہ مند ہوتے ہیں اور عبرت حاصل کرتے ہیں۔
کم ا ہلکنا قبلہم ... ان فی ذلک لآیات لا ولی النہی
- آیات کا نشانی اور آیت ہونا عبرت حاصل کرنے والے کے موجود ہونے کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ ایک ثابت صفت ہے لہذا اس کا "لا ولی النہی" کے ساتھ مختص ہونا صرف صاحبان عقل کے آیات سے بہرہ مند ہونے کی طرف ناظر ہے یعنی اگرچہ آیات اور نشانیاں موجود ہیں لیکن بے عقل لوگ اس سے بہرہ مند نہیں ہوتے۔
- 11_ عقل اور دانائی ایک قیمتی جوہر ہیں اور انسان کو ناروا کاموں سے روکتے ہے۔
ان فی ذلک لآیات لا ولی النہی

"نہی" یا تو "نہیۃ" (عقل) کی جمع ہے اور یا یہ مفرد لفظ ہے عقل کے معنی میں (قاموس) اور اس لئے عقل کو یہ نام دیا گیا ہے کہ یہ انسان کو برائیوں سے نہی کرتی ہے۔

277

12_ جو لوگ گذشتہ اقوام کے انجام سے عبرت نہیں لیتے وہ عقل و خرد سے بے بہرہ ہیں۔

إن فی ذلک لآیات لا ولی النہی

13_ خداتعالیٰ انسان کو عقل سے استفادہ کرنے اور اسے استعمال کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔

أفلم یہد... إن فی ذلک لآیات لا ولی النہی

اس آیت کا ذیل کہ جو صاحبان عقل کی تعریف کر رہا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے نیز اسکے شروع میں فاء عاطفہ اس مقدر پر عطف کر رہی ہے کہ جسے آیت کا ذیل بیان کر رہا ہے در حقیقت اس پر استفہام توبیخی داخل ہوا ہے اور "لم یہد" اس پر تفریع ہے اور اصل میں کلام یوں تھا "ا فلم یتفکروا فلم یہد..." کیا انہوں نے سوچا نہیں گذشتہ اقوام کے انجام کا مطالعہ انکی ہدایت کا سبب نہیں بنا؟

آثار قدیمہ:

یہ صدر اسلام میں 5; ان سے عبرت لینا 8، 9، 10

آیات خدا:

انہیں جھٹلانے کے اثرات 12

آثار قدیمہ شناسی:

اسکی اہمیت 9

گذشتہ اقوام:

ان کے آثار قدیمہ 5; انکی تاریخ 1، 2، 6; ان سے عبرت لینا 9; ان سے عبرت حاصل نہ کرنا 12; انکی ہلاکت کے عوامل

2; ان کے عذاب کی کیفیت 6; انکی ہلاکت 1، 3، 5

تاریخ:

اسکے مطالعے کی اہمیت 9; اس سے عبرت لینا 4، 8; اسکے تحولات کا سرچشمہ 7

تعقل:

اسکی تشویق 13

خداتعالیٰ:

اسکے ارادے کے اثرات 7; اسکے افعال 1; اسکی تشویق 13; اسکی دھمکیوں کا حتمی ہونا 3

عقلا:

یہ اور آثار قدیمہ 10

عبرت:

عبرت نہ لینے والوں کی بے عقلی 12; عبرت نہ لینے کی مذمت 4; اسکے عوامل 8، 10

عذاب:

اہل عذاب سے عبرت حاصل کرنا 4

عقل:

اسکی قدر و قیمت 11; بے عقل لوگ 12; اس کا کردار 11

عمل:

ناپسندیدہ عمل کے موانع 11

کفار:

صدر اسلام کے کفار کا علم 5

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کو دھمکی 3

278

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُسَمًّى (۱۲۹)

اور اگر آپ کے رب کے طرف سے بات طے نہ ہو چکی ہوتی اور وقت مقرر نہ ہوتا تو عذاب لازمی طور پر آچکا ہوتا (129)

1_ خداتعالیٰ نے معاشروں اور امتوں کے امور کی تدبیر کیلئے محکم و ثابت قوانین اور سننیں قرار دے رکھی ہیں۔
و لو لا کلمۃ سبقت من ربک

اس مناسبت سے کہ بحث معاشروں اور انہیں مہلت دینے کے بارے میں ہے اس آیت میں "کلمۃ" سے مراد تاریخ اور معاشروں پر حاکم قوانین الہی اور سننیں ہیں۔

2_ کافر امتوں کے انجام اور انکی ہلاکت و بقا کیلئے معین سنن و قوانین اور مشخص اوقات ہیں۔
کم ابلکن قبلہم ... و لو لا کلمۃ سبقت من ربک لکان لزام

گذشتہ آیت کہ جو کافر معاشروں کی ہلاکت کے بارے میں ہے قرینہ ہے کہ "لو لا کلمۃ..." کا معنی یہ ہے خداتعالیٰ نے کفار کے عذاب کا وقت اور اسکے دیگر معیارات کو پہلے سے مشخص و معین کر رکھا ہے۔

3_ کفار پر الہی سنتوں کا حاکم ہونا ان کے عذاب الہی کے ساتھ جلدی نابود ہونے سے مانع ہے۔
و لو لا کلمۃ سبقت من ربک لکان لزام

4_ آیات اور ہدایات الہی کے بارے میں کفر کرنے والے دنیا میں سزا اور عذاب کے مستحق ہیں۔
و لو لا کلمۃ سبقت من ربک لکان لزام

لفظ "لزاماً" باب مفاعله کا مصدر ہے اور مصدر کا خبر واقع ہونا مبالغہ پر دلالت کرتا ہے، اس بنا پر جملہ "کان لزاماً" کا مفاد یوں ہوگا (اگر خدا کی طرف سے مجرمین کو مہلت دینے کی سنت نہ ہوتی) عذاب الہی مخالفت کرنے والوں کے ساتھ ساتھ ہوتا (یہاں تک کہ مختصر سی مدت کے لیے بھی) ان سے الگ نہ ہوتا۔

5_ خداوند متعال ہرگز اپنی سنتوں (طی شدہ باتوں) سے پیچھے نہیں رہے گا۔
و لو لا کلمۃ سبقت من ربک لکان لزام

279

6_ آیات الہی کا انکار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے منہ پھیر لینا ناقابل معاف گناہ ہیں۔

و من أعرض عن ذکری ... و لم یؤمن بأیات ربہ ... لو لا کلمۃ سبقت من ربک لکان لزام

7_ بعثت کے دوران بسنے والے کافروں اور مشرکوں کو مہلت دینا، خداوند عالم کی طرف سے رسول اکرم (ص) پر خصوصی عنایت کی وجہ سے تھی۔

رَبِّکَ

"رب" کے مقدس نام کا رسول خدا کی ضمیر خطاب کی طرف اضافہ ہونا کافروں پر عذاب نازل کرنے میں تاخیر اور ان کو مہلت دینا خدا کی طرف سے رسول اکرم (ص) پر خصوصی عنایت ہونے کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ایک اور سورے میں فرماتا ہے: "و ما کان اللہ لیعذبہم و انت فیہم"

8_ انسانیت سے متعلق مصلحتیں اور خداوند کی طرف سے قوموں کے معاملات کی تدبیر کرنا دنیا میں مخالفین کو جلدی سزا نہ دینے کی دلیل ہے۔

رَبِّکَ

9_ روی زمین پر انسانی زندگی کو معین مدت تک کے لیے جاری رکھنے کی سنت (طی شدہ قانون) حق کی مخالفت کرنے والوں کو فوراً نابود کرنے کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔

و لو لا کلمۃ سبقت من ربک لکان لزاماً و اجل مسمی

(ا) جل کا معنی پوری مدت یا آخری وقت ہے (لسان العرب) اور "ا" جل مسمی "کلمۃ" پر عطف ہوا ہے یعنی "لو لا کلمۃ وا

جل مسمیٰ ... "یہاں کلمہ اور اجل سے مراد دو مستقل چیزیں ہیں یا دونوں ایک حقیقت کی دو تعبیر ہے اس بارے میں علماء نے مختلف بیانات دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک احتمال یہ ہے کہ "کلمہ" سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو آدم (ع) کو بہشت سے نکل کر زمین پر آتے وقت فرمایا "لکم فی الا رض مستقر و متاع الی حین" (بقرہ 36) اور "اجل" سے مراد اس احتمال کی بنا پر دنیا کی آخری عمر ہے مذکورہ نظریہ اس احتمال کی بنا پر ہے۔

10_ اللہ تعالیٰ نے دنیوی زندگی کو تمام کافروں کو جلد مؤاخذہ کرنے کی جگہ قرار نہیں دی ہے۔
و لو لا ... اجل مسمیٰ

اللہ تعالیٰ کی سنت (اور روش) کی جس پر "لو لا کلمہ ..." دلالت کرتا ہے یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی بھی مختلف کرنے والے پر عذاب نازل نہیں کرتا بلکہ اسکی سنت یہ ہے کہ ساری مخالفین کو تباہ نہیں کرے گا کیونکہ اگر ہر کافر کو نابود کرنا منشا ہوتا تو انسانی نسل ختم ہونے کا خطرہ تھا (اس صورت میں) اجل مسمیٰ تک نسل بشر باقی نہ رہتی۔

11_ قوموں کے خاتمے لیئے ایک معین اور طی شدہ مدت ہے۔
و لو لا کلمۃ سبقت من ربک لکان لزاماً اجل مسمیٰ

280

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ (۱۳۰)

لہذا آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور آفتاب نکلنے سے پہلے اور اسکے ڈوبنے کے بعد اپنے رب کی تسبیح کرتے رہیں اور رات کے اوقات میں اور دن کے اطراف میں بھی تسبیح پروردگار کریں کہ شاید آپ اس طرح راضی اور خوش ہوجائیں (130)

1_ کفار رسول خدا (ص) کو اپنی (بے بنیاد) باتوں کے ذریعے روحی طور پر اذیت پہنچاتے تھے۔
فاصبر علی ما یقولون

خدا کی طرف سے رسول (ص) کی صبر کی تلقین اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ آنحضرت (ص) کافروں کی باتیں سننے سے رنجیدہ خاطر ہوتے تھے۔

2_ کفار عذاب میں تاخیر ہونے اور فوری طور پر عذاب نازل نہ ہونے کو بہانہ بنا کر رسول خدا کو روحی فشار میں رکھتے اور انکے خلاف سخت پروپیگنڈا کرتے تھے۔
فاصبر علی ما یقولون

ما قبل والی آیت کے قرینے سے "ما یقولون" سے مراد کافروں کی وہ باتیں ہیں جو عذاب نازل نہ ہونے اور رسول (ص) خدا کے وعدوں کا مذاق اڑانے کے لیے اظہار کرتے تھے۔

3_ خدا کی طرف سے رسول اکرم (ص) کو کافروں کی بے بنیاد باتوں اور انکی طرف سے نفسیاتی اذیت پہنچانے کے لئے پروپیگنڈا کرنے پر صبر و تحمل کرنے کی وصیت۔
فاصبر علی ما یقولون

4_ کافروں کو مہلت دینے کی حکمت کے بارے میں خدا کی طرف سے آیات کا نزول کافروں کی طرف سے کی جانے والی تبلیغات پر رسول اکرم (ص) کے تحمل اور صبر کا موجب بنا۔

لو لا کلمۃ سبقت ... فاصبر علی ما یقولون
"فا صبر" ما قبل والی آیت پر عطف اور تفریع ہے یعنی چونکہ کافروں کو عذاب دینے میں تاخیر سہل انگاری کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک قانون اور سنت

281

کی وجہ سے ہے پس ان سختیوں کو برداشت کریں ان آیات میں خداوند عالم نے مخالفین کو مہلت دینے کی علت اور تاریخ (بشریت) پر حکم فرما روشن اور سنت کو بیان فرما کر رسول خدا (ص) اور اہل ایمان کی نسل ہونے کا زمینہ فراہم کر دیا ہے۔

5_ سنت الہی پر سے آگاہ ہونا اور اسکی علت کو سمجھنا سختیوں اور پریشانیوں میں صبر و تحمل کرنے کے لئے پیش خیمہ۔

و لو لا کلمۃ ... فاصبر علی ما یقولون

6_ رسول خدا (ص) اور اہل ایمان لوگوں کو سورج طلوع کرنے اور ڈوبنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہنا چاہئے۔

و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبہ

"بحمد ربك" میں باء یا مصاحبت کے لئے ہے یا استعانت کے لئے بہر حال اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کرنے کا حکم ایک ساتھ آیا ہے۔ تسبیح کرنے کا خطاب اگرچہ بظاہر رسول اکرم (ص) کے متعلق ہے لیکن بعد والی آیتوں کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم رسول اکرم (ص) کے لئے مختص نہیں ہے (بلکہ تمام اہل ایمان بھی اس حکم کا مخاطب ہیں)

7_ رسول خدا (ص) اور اہل ایمان کسی یہ ذمہ داری ہے کہ رات کے کچھ حصے اور دن کے دونوںوں میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کیا کریں۔

و من ۛ اناء اللیل فسبح و اطراف النہار

"ۛ اناء" کا معنی اوقات ہے اور "من" یہاں تبعیض کے لئے آیا ہے۔ لہذا "من ۛ اناء اللیل" سے مراد یہ ہے کہ رات کے کچھ اوقات حمد اور تسبیح میں مشغول رہیں اور آیت کے شروع میں "بحمدك" آنا اس بات کا قرینہ ہے کہ یہ تسبیح بھی حمد کے ساتھ ہونی چاہئے۔

8_ تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور ذکر لازمی ہے۔

فسبح ... قبل طلوع ... ۛ اناء اللیل ... اطراف النہار

اگرچہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کے لئے کچھ اوقات معین کیا گیا ہے لیکن ان موارد کی کثرت سے ایسا لگتا ہے کہ ہدف یہ ہے کہ تمام فرصت کے موقعوں پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اول اسکی تسبیح کرتے رہنا چاہئے۔

9_ انسان سخت شرائط نہیں آنے کی صورت میں زیادہ صبر اور تحمل حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اسکی تسبیح کرنے کی طرف محتاج ہے۔

فاصبر علی ما یقولون و سبح بحمد ربك

صبر کرنے کا دستور دینے کے بعد تسبیح کا دستور آنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ صبر کرنے کی طاقت حاصل کرنے کے لئے تسبیح کو دخل ہے۔

10_ خدا اور دین کے خلاف کافروں کی طرف سے ہونے والے ہر ایگنڈوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے راستوں میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کرنا ہے۔

و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبہ

12_ رات کے کچھ حصوں، صبح کے قریب اور سورج غروب کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کرن

282

خصوصی نتائج کے حامل ہیں۔

و من ۛ اناء اللیل فسبح و اطراف النہار

"اطراف نہار" سے مراد دن کا آغاز اور اختتام ہے۔ اور اس لفظ "اطراف نہار" کو جمع کی صورت میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے چونکہ ۛ اناء اللیل کے ساتھ آیا ہے اس کے ساتھ لفظی موافقت کی خاطر جمع لایا ہے یا دن کے آغاز اور اختتام کے متعدد لحظات کو شامل کرنے کے لئے ہے تا کہ وقت پر وسعت کہ دلالت کرے یعنی ذکر خداوند اور دعاؤں کے آغاز اور اختتام سے پہلے اور آخری لحظہ سے مخصوص نہیں ہے۔

13_ دن اور رات کے تمام اوقات ذکر اور دعا کے لئے مناسب اور ایک درجہ پر نہیں ہیں۔

و سبح بحمد ربك قبل طلوع ... ۛ اناء اللیل فسبح و اطراف النہار

14_ خداوند کی تسبیح (یعنی تمام نقائص سے اس کو پاک اور منزل جاننا) مناسب ہے کہ حمد کے ساتھ ہو اور حمد یعنی خدا کو تمام صفات کمال کے ساتھ متصف جاننا ہے۔

و سبح بحمد ربك

اگر "بحمد ربك" "سبح" کے فاعل کے لئے حال ہو تو جملہ کا معنی یہ ہوگا: اللہ کی تسبیح کیا کرو اس حال میں کہ اس کی

حمد و ثناء کرتے ہو۔

15_ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کی تعریف کے ذریعے اسکی تسبیح کرنا تسبیح کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔

فسیح بحمد ربك

مذکورہ مطلب کے استفادہ کرنے میں "بحمد ربك" کی باء کو استعانت کے معنی میں لیا گیا ہے۔

16_ خداوند کی تدبیر، عذاب اور سزاؤں کے لئے ایک خاص قانون کے ہونے پر توجہ کرنا، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح

کرنے کا انگیزہ انسان میں حاصل ہونے کا باعث بنتا ہے۔

و لو لا كلمة ... بحمد ربك

17_ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اسکی پاکانی کا بیان، اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ہونا چاہیے جس کے ساتھ خود خداوند نے اپنی

تعریف کی ہے۔

فسح بحمد ربك

حمد کو "رب" کی طرف اضافہ کرنے کی دو وجوہ ادبی ہوسکتی ہیں۔ پہلی وجہ: حمد اپنے فاعل کی طرف اضافہ ہوا ہے۔

دوسری وجہ: حمد اپنے مفعول کی طرف اضافہ ہوا ہے ابھی حمد کے بارے میں جو مطلب ذکر ہوا ہے وہ احتمال اول کی

بنا پر تھا جس کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے ذریعے اپنی تعریف کی ہے تم اسی کے توسط سے اسکی تسبیح

کرو۔

18_ نماز پنجگانہ جو حمد اور تسبیح پر مشتمل ہے یہ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں تشریع ہوئی ہے۔

و سبح ... قبل طلوع ... و انای اللیل فسیح و اطراف النہار

یہ آیت کریمہ چار نماز کے اوقات کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے نماز صبح (قبل طلوع الشمس) نماز عصر (قبل غروبہا) نماز

صبح اور مغرب (اطراف النہار) اور نماز عشاء (آناء اللیل) بعض علماء نے اطراف نہار کے اندر زوال آفتاب کو شامل

کرکے نماز ظہر کو بھی اس آیت میں شامل سمجھا ہے۔ لیکن چونکہ سورہ مبارکہ "طہ" مکہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ

سورہ بنی اسرائیل سے پہلے نازل ہوئی ہے کہ

283

جس میں نماز ظہر کا وقت ذکر ہوا ہے لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آیت نماز ظہر کو بیان نہیں کر رہی ہے۔

19_ مقدرات الہی کو رضایت کی نظر سے قبول کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان صبر کرتا ہے اور دن اور رات کے مختلف

اوقات میں خدا کی حمد اور تسبیح کرتے رہتا ہے۔

و لو لا كلمة سبقت من ربك ... و سبح بحمد ربك ... لعلك ترضی

"ترضی" کا متعلق یعنی مفعول پہلی آیت کے قریب سے کافروں کو مہلت دینے کی سنت ہے اور آیت کا مفاد یہ ہے کہ خدا

کی تسبیح مسلسل کرتے رہنے اور اسکی مدح و ثناء پر مداومت کرنے سے اللہ تعالیٰ کے افعال کی محبت انسان کے دل میں

پختہ ہوجاتی ہے اور اسکے نتیجہ میں کافروں کو دی جانے والی مہلت اور خداوند کی دیگر سنتوں پر انسان راضی

رہتا ہے اور "لعل" کا لفظ اسی بات کو بیان کرتا ہے کہ مکرر تسبیح کرتے رہنے سے انسان کے اندر رضایت کا زمینہ

ہموار ہوجاتا ہے۔

20_ انسان کو چاہیے کہ خداوند متعال کی تمام خواہشات اور تمام سنتوں پر راضی رہے اور اس کو ہر قسم کے عیب اور

نقص سے میرا سمجھے۔

لعلک ترضی

21_ رضایت کا مقام نہایت بلند اور قیمتی ہے اور اس تک پہنچنا دشوار ہے۔

فاصبر ... و سبح بحمد ربك ... لعلك ترضی

22_ رسول اکرم (ص) کا مقام رضا پر پہنچنا صبر، تسبیح خدا اور اس کی حمد کی وجہ سے ہے۔

فاصبر ... و سبح ... لعلك ترضی

23_ رسول خدا (ص) اپنی زندگی میں معنوی تکامل رکھتے تھے۔

فاصبر ... لعلك ترضی

24_ دن اور رات کے مختلف حصوں میں خداوند متعال کی تسبیح اور حمد کرنے کا نتیجہ باطنی سکون اور مقام رضا تک

پہنچنا ہے۔

و سبح بحمد ربك لعلك ترضى

ممکن ہے آیت میں مذکور خشنودی کافروں کی باتوں سے پیغمبر اکرم (ص) کی اس دل گیری کے مقابلے میں ہو کہ جس کا تذکرہ آیت کے شروع میں ہے اس صورت میں مقصود دل کی خوشنودی اور قلبی سکون ہوگا۔

25_ "اسماعیل بن الفضل قا: سالت ابا عبد الله (ع) عن قول الله عزوجل: "و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبها" فقال: فريضة على كل مسلم ان يقول قبل طلوع الشمس عشر مرات و قبل غروبها عشر مرات: لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك و له الحمد يحيى و يميت و هو حي لا يموت بيده الخير و هو على كل شيء قدير; اسماعيل بن فضل کہتے ہیں میں نے خداتعالیٰ کے فرمان (و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبها) کے بارے میں امام صادق (ع) سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا ہر مسلمان کا فريضة ہے کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے دس مرتبہ "لا اله الا الله وحده لا شريك

284

لہ ... کہے (1)

و سبح بحمد ربك ... لعلك ترضى

26_ "عن زرار عن ابي جعفر (ع) ... قال: قلت له: "و اطراف النهار لعلك ترضى" قال: يعنى تطوع بالنهار: زرارہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے امام باقر (ع) کی خدمت میں عرض کیا یہ جو خداتعالیٰ نے فرمایا ہے "و سبح" و اطراف النهار لعلك ترضى "تو اس سے مراد کیا ہے؟ تو آپ (ع) نے فرمایا یعنی دن میں مستحب نماز پڑھ (2)

27_ "عن النبی (ص) فی قوله: "و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبها" قال: "قبل طلوع الشمس" صلاة الصبح "و قبل غروبها" صلاة العصر: پیغمبر (ص) اکرم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ص) نے خداتعالیٰ کے فرمان "و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبها" کے متعلق فرمایا "قبل طلوع الشمس" نماز صبح (کا وقت) ہے اور "قبل غروبها" نماز عصر (کا وقت) ہے (3)

آنحضرت (ص):

آپ (ص) کے صبر کے اثرات 22; آپکو اذیت 1; آپ (ص) کے خلاف پروپیگنڈا 2; آپکی تسبیح 22; آپکا تکامل 23; آپکی شرعی ذمہ داری 6، 7; آپ (ص) کو نصیحت 3; آپکو تسلی 4; آپکا صبر 4; آپکا مقام و مرتبہ 23; آپ (ص) کا مقام رضا 22 اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 2

اوقات:

ان کا تفاوت 13

ایمان:

تقدیرات الہی پر ایمان 19

انسان:

اسکی معنوی ضروریات 9

تحریک کرنا:

اسکے عوامل 16

تسبیح:

تسبیح خدا کے اثرات 9، 19، 22، 24; تسبیح خدا کے آداب 6، 11، 12، 14، 15، 17; تسبیح خدا کی اہمیت 8; تسبیح دن کے آخر میں 7، 12; تسبیح سختی میں 9; تسبیح رات میں 7، 12; تسبیح طلوع سے پہلے 7، 11، 25، 27; تسبیح نماز صبح سے پہلے 27; تسبیح نماز عصر سے پہلے 27; تسبیح غروب سے پہلے 6، 11، 25، 27; تسبیح خدا میں حمد 14، 15، 17; تسبیح خدا کا پیش خیمہ 16; تسبیح خدا کی فضیلت 12; تسبیح خدا کا وقت 6، 7 حمد:

حمد الہی کے اثرات 22، 24; حمد خدا کے آداب 6، 11، 12; حمد خدا رات میں 7، 12; حمد خدا مبارزت میں 10; حمد خدا نماز میں 18; حمد خدا طلوع سے

.....

- (1) خصال صدوق ج 2 ص 452_ ب 10 ح 58_ نورالثقلین ج 3 ص 407 ح 177_
(2) کافی ج 3 ص 444 ح 11_ نورالثقلین ج 3 ص 407 ح 181_
(3) الدالمنشور ج 5 ص 611_

285

پہلے 6، 11؛ حمد خدا غروب سے پہلے 6، 11؛ حمد خدا کا پیش خیمہ 16؛ حمد خدا کی فضیلت 11، 12؛ حمد خدا کا وقت 7، 6

خداتعالیٰ :

اسکی سنن کے علم کے اثرات 5؛ اسکے خلاف پروپیگنڈا 10؛ اسکی نصیحتیں 3؛ اسکی سنن سے راضی ہونا 20؛ اسکی تقذیرات سے رضامندی 19، 20
دعا:

اس کا وقت 13

دین:

اسکے خلاف پروپیگنڈا 10

روایت: 25، 26، 27

سختی:

اس میں صبر کا پیش خیمہ 5

صبر:

اسکے اثرات 19

ضروریات:

تسبیح خدا کی ضرورت 9؛ ذکر خدا کی ضرورت 9

عذاب:

اسکی تاخیر 2

عمل:

ناپسندیدہ عمل 15

کفار:

انکی اذیتیں 1؛ انکا پروپیگنڈا 2، 10؛ ان کے خلاف مقابلے کی روش 10؛ انکی اذیتوں پر صبر کرنا 3؛ انہیں مہلت دینے کا فلسفہ 4؛ انہیں مہلت دینا 2

مؤمنین:

انکی شرعی ذمہ داری 6، 7؛ ان کے مقابلے کرنے کی روش 10

مقام رضا:

اسکی قدر و قیمت 21؛ اس کا پیش خیمہ 24؛ اسکی سختی 21

نماز:

اسکے اذکار 18؛ یومیہ نمازوں کی تشریح کی تاریخ 18؛ یومیہ نمازوں کی تشریح کی جگہ 18؛ مستحب نمازوں کا وقت 26
یادکرنا:

تدبیر الہی کے یادکرنے کے اثرات 16؛ یاد خدا کے اثرات 9؛ یاد خدا کی اہمیت 8؛ یاد خدا سختی میں 9؛ عذاب الہی کے قانون کے تابع ہونے کی یاد 16؛ خداتعالیٰ کی سزاؤں کے قانون کے تابع ہونے کی یاد 16

وَلَا تَمْدَنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْثَنَّهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَى (۱۳۱)
اور خبردار ہم نے ان میں سے بعض لوگوں کو جو زندگانی دنیا کی رونق سے مالا مال کر دیا ہے اس کی طرف آپ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں کہ یہ ان کی آزمائش کے ذریعہ ہے اور آپ کے پروردگار کا رزق اس سے کہیں زیادہ بہتر اور پائیدار ہے (131)

- 1_ عصر بعثت کے بعض کافر مرد اور عورتیں (مکہ میں) بڑی دولت اور وسائل کے مالک تھے۔
و لَا تَمْدَنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ
"منہم" کی ضمیر ان کفار کی طرف لوٹ رہی ہے جن کے بارے میں گذشتہ آیات میں بحث ہوئی ہے چونکہ سورہ "طہ" مکہ میں نازل ہوئی ہے اس لیے مکہ کے کفار مراد ہیں۔ "ازدوج" یا تو ان مردوں اور عورتوں کے معنی میں ہے جن سے خاندان تشکیل پاتا ہے یا یہ "اصناف" کے معنی میں ہے اور "منہم" میں من تبعیض کے لیے ہے۔
- 2_ خداوند عالم نے پیغمبر اکرم (ص) کو کفار کے خاطر خواہ سرمایہ کی طرف توجہ کرنے اور اس سے بہرہ مند ہونے کے اشتیاق سے منع فرمایا ہے۔
و لَا تَمْدَنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ
"مدالعین" (آنکھ کھینچنا) نظر کو ایک چیز سے اٹھا کر دوسری چیز کی طرف متوجہ کرنا اور کھینچ لانا ہے اور دیگر آیات (جیسے لاتعد عیناک عنہم کہف 28) کے قرینے سے آیت کریمہ سے مراد تہی دستوں سے توجہ ہٹا کر ثروتمندوں کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ بعض نے یہ احتمال دیا ہے کہ کھینچنے سے مراد جاری رکھنا ہے اور آیت کریمہ عمیق اور سیرنگاہ کی طرف ناظر ہے۔
- 3_ پیغمبر (ص) اکرم اور مسلمانوں کی زندگی کا معیار، کفار مکہ کی زندگی سے کافی مختلف تھا۔
و لَا تَمْدَنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ
- 4_ صدر اسلام کے مسلمان کافروں کی آسائش کے

- نتیجے میں دنیا کے مال و اسباب کی طرف جذب ہوجانے کے خطرے سے دوچار تھے۔
و لَا تَمْدَنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ
یہ آیت کریمہ اگرچہ پیغمبر اکرم (ص) کو خطاب ہے لیکن ممکن ہے اس سے مقصود مسلمانوں کی تربیت کرنا ہو اور اگر خود پیغمبر اکرم (ص) مراد ہوں تو دیگر مسلمانوں میں یہ خطرہ زیادہ ہوگا۔
- 5_ دنیا داروں کے مال و متاع پر نظریں لگانا اور اس پر رشک کرنا، ناروا اور قابل مذمت امر ہے۔
و لَا تَمْدَنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ
 - 6_ الہی رُہبروں کیلئے دنیا پرستی اور دنیا داری کی طرف متوجہ ہونے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔
لَا تَمْدَنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ
 - 7_ کافروں کی بڑی ثروت سے استفادے کے ممکن ہونے کی وجہ سے دینی رہنماؤں کی توجہ کافر اغنیاء کی طرف مبذول نہیں ہونی چاہیے۔
و لَا تَمْدَنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ
خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کو کافروں کی ثروت کی طرف متوجہ ہونے سے منع کرنا ممکن ہے اس نکتے کو بیان کرنے کیلئے ہو کہ مؤمنین کی زندگی میں بہتری لانے کیلئے کافروں کے سرمایہ پر نظریں نہیں لگانی چاہیں اور اس

مقصد کیلئے ان کے مسلمان ہونے کی آرزو بھی نہیں کرنی چاہیے۔
8_ دنیا اور دوسروں کی پر آسائش زندگی کے ساتھ دل لگانا اور اس پر نظریں جمانا، مقام رضا تک پہنچنے سے مانع ہے۔

لعلک ترضی و لاتمدن عینیک الی ما متعن
ممکن ہے یہ آیت سابقہ آیت کے آخری جملے کے ساتھ مربوط ہو۔ اس ارتباط کا تقاضا یہ ہے کہ شب و روز میں پروردگار کی تسبیح و تقدیس کہ جو رضایت خاطر کے حاصل کرنے کا سبب ہے۔ کے علاوہ دوسروں کے دنیاوی مال و متاع پر نظریں نہ جمانے کا بھی انسان کے مقام رضا تک پہنچنے میں بڑا کردار ہے۔

9_ نظر، انسان کے تمایلات کے برانگیختہ ہونے اور اسکے دلربا مناظر کا شیفہ ہونے کا باعث ہے۔
و لاتمدن عینیک الی ما متعنا بہ أزواجاً منهم

10_ نظر، گناہ میں واقع ہونے کا پیش خیمہ ہے۔
و لاتمدن عینیک الی ما متعنا بہ أزواجاً منهم

11_ دنیا کے وسائل اور مال و اسباب، سب خداتعالیٰ کی ملک اور اسکی عطا ہیں۔
متعن

12_ معاشروں کے افراد کی ثروت کی مقدار کا مختلف ہونا جائز ہے اور ثروت و دولت کے لحاظ سے سب کا برابر ہونا ضروری نہیں ہے۔

و لاتمدن عینیک الی ما متعنا بہ أزواجاً منهم

13_ دنیاوی زندگی کے وسائل دلربا اور جذاب ہیں اور انسان ان کے فریفتہ ہونے کے خطرے سے دوچار ہے۔
و لاتمدن عینیک الی ما متعنا ... زبرة الحياة الدنی

288

"زبرة" کا معنی ہے ایک شگوفہ۔ اس آیت کریمہ میں دنیا کے مال و متاع اور وسائل کو درخت کے شگوفے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے یعنی جس طرح درخت کا شگوفہ اسکی خوبصورتی اور جذابییت کا سبب ہے دنیاوی وسائل بھی دنیوی زندگی کے حسن اور خوبصورتی کا سبب ہیں۔ اس آیت میں مذکورہ کلمہ "ما متعنا" میں "ما" کیلئے حال ہے اور اس کا مفرد ہونا دنیا کی تمام لذتوں کے ایک جیسا ہونے سے حکایت کر رہا ہے اور ممکن ہے یہ انکی تحقیر کیلئے بھی ہو۔
14_ کافروں کی پر آسائش زندگی ان کیلئے الہی آزمائش ہے۔

زبرة الحياة الدنيا لنفتنهم فیہ

در اصل "فتنة" اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب سونے یا چاندی کو آگ میں رکھا جائے تا کہ اچھا اور برا جدا جدا ہو جائے (مصباح) اور چونکہ آزمائش کا ہدف اچھے کو برے سے تمیز دینا ہوتا ہے اس لئے اسے بھی "فتنة" کہاجاتا ہے کافروں کی آزمائش اس طرح ہے کہ نعمتوں کی کثرت انکی ذمہ داریوں میں اضافہ کر دیتی ہے۔
نتیجہً جو کفار اپنی شرعی ذمہ داری سے فرار کریں گے ان کے عذاب میں اضافہ ہو جائیگا۔
15_ خداتعالیٰ، انسانوں کی آزمائش کرنے والا ہے۔

لنفتنهم فیہ

16_ نعمات الہی اور وسائل دنیا انسانوں کی آزمائش کا پیش خیمہ ہیں۔

متعنا بہ ... لنفتنهم فیہ

17_ ڈھیروں ثروت کافروں کیلئے عذاب اور ان کیلئے مشکلات کا باعث ہے۔
لنفتنهم لنفتنهم فیہ

"فتنة" کا ایک معنی عاب اور مشقت ہے (قاموس) کا لام، لام عاقبت ہے اور ثروتمندی کے نتائج کو بیان کر رہا ہے۔

18_ پیغمبر اکرم (ص) م کو خداتعالیٰ کی جانب سے خصوصی رزق حاصل تھا۔

ورزق ربك خیر

اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ دنیا کی تمام نعمتیں جیسا کہ "متعنا" کی تعبیر اسے بیان کر رہی ہے۔ خداتعالیٰ کا رزق اور اسکی عطا ہے پس پیغمبر اکرم (ص) کو عطا کئے گئے رزق سے مراد مخصوص اور معنوی و اخروی قسم کا رزق ہوگا کلمہ "رب" نیز اس کا ضمیر مخاطب کی طرف مضاف ہونا اس نکتے کا قرینہ ہے۔

- 19_ معنوی رزق اور نعمتیں سب دنیاوی نعمتوں سے زیادہ دیرپا اور زیادہ قیمتی ہیں
ورزق ربك خير و أبقى
- 20_ خدا تعالیٰ کا پیغمبر اکرم (ص) م کو خاص رزق عطا کرنا اسکی آپ (ص) پر عنایات اور ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔
ورزق ربك
- 21_ آخرت کی نعمتیں الہی رزق ہیں اور ان تك دسترسی توفیق الہی سے ہوتی ہے۔
ورزق ربك
- عبارت "رزق ربك" کا "زبرة الحياة الدنيا" کے مقابلے میں آنا اس کے اخروی ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

289

- 22_ پروردگار کے دائمی اور سراسر خیر پر مبنی رزق کی طرف توجہ دوسروں کے دنیاوی وسائل پر نظر میں جمانے سے دوری اختیار کرنے کا پیش خیمہ ہے
ولا تمدن عینك ... ورزق ربك خير و أبقى

آزمائشیں:

- اس کا ذریعہ 14، 16؛ یہ مادی وسائل کے ساتھ 14، 16؛ یہ نعمت کے ساتھ 16
اسلام:
- صدر اسلام کی تاریخ 1، 4؛ صدر اسلام میں اقتصادی تفاوت 3
آنحضرت (ص) :
- آپ (ص) کی شرعی ذمہ داری 2؛ آپ کی روزی 18، 20؛ آپ (ص) کی زندگی کا معیار 3؛ آپ (ص) کے وسائل 18؛ آپ (ص) اور کافروں کے مادی وسائل 2؛ آپ (ص) کو نہی 2
انسان:
- اس کا امتحان 15؛ اس کے تمایلات کو برانگیختہ کرنا 9؛ انسانوں کا اقتصادی تفاوت 12؛ اس کے لغزش کھانے کی جگہ 13
ثروت:
- اس کا سرچشمہ 11
ثروت مند لوگ:
- کافر ثروتمندوں کو اہمیت دینا 7
خدا تعالیٰ :
- اسکی نعمتوں کی قیمت 19؛ اسکی آزمائشیں 14، 15؛ اس کا رازق ہونا 18، 21؛ اسکی ربوبیت کی نشانیاں 20؛ اس کے نوابی 2
دنیا پرست لوگ:
- ان سے بے اعتنائی کرنا 6
دنیا پرستی:
- اس کے اثرات 8؛ اسکی مذمت 5
دینی راہنما:
- انکا زہد 6؛ انکی ذمہ داری 6، 7
ذکر:
- روزی کے ذکر کے اثرات 22
رشك:
- نا پسندیدہ رشك 5
روزی:
- اسکی قدر و قیمت 19؛ اس کا خیر ہونا 22؛ اخروی روزی 21؛ اس کا سرچشمہ 21

طمع:

اسکے اثرات 8; اسکی مذمت 5; اسکے موانع 22

عذاب:

اس کا ذریعہ 17; یہ ثروت کے ذریعے 17

عمل:

ناپسندیدہ عمل 5

کفار:

انکی ثروت کے اثرات 17; انکی ثروت سے استفادہ کرنا 7; انکا امتحان 14; صدر اسلام کے کافروں کے مادی وسائل 1; ان کے مادی وسائل سے بے اعتنائی کرنا 2; صدر اسلام کے کافروں کی آسائشے 4; انکا عذاب 17; صدر اسلام کے ثروتمند کافر 1

کفار مکہ:

انکی زندگی کا معیار 3

290

گناہ:

اس کا پیش خیمہ 10

خدا کا لطف و کرم:

یہ جنکے شامل حال ہے

معاشرتی طبقات:

یہ صدر اسلام میں 1، 3

مادی وسائل:

انکی قدر و قیمت 19; انکی جذابییت 13; ان کا سرچشمہ 11

مسلمان:

صدر اسلام کے مسلمانوں میں آسائشے طلبی کا خطرہ 4; صدر اسلام کے مسلمانوں کی زندگی کا معیار 3

مقام رضا:

اسکے موانع 8

نعمت:

اخروی نعمتیں 21

نگاہ:

اسکے اثرات 9، 10

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى (۱۳۲)

اور اپنے اہل کو نماز کا حکم دیں اور اس پر صبر کریں ہم آپ سے رزق کے طلبگار نہیں ہیں ہم تو خود ہی رزق دیتے ہیں اور عاقبت صرف صاحبان تقویٰ کے لئے ہے (132)

1_ اپنے گھروالوں اور رشتہ داروں کو نماز کا حکم دینا اور انہیں اسکی طرف دعوت دینا، پیغمبر (ص) اکرم کے الہی فرائض میں شامل تھا۔

وامر أهلك بالصلاة

ہر شخص کے "اہل" اس کے گھروالے اور اسکے رشتہ دار ہیں نیز جو لوگ انسان کے ساتھ زیادہ

291

وابستگی رکھتے ہوں انہیں بھی "اہل" کہا جاتا ہے (لسان العرب) اور چونکہ سورہ طہ مکہ میں نازل ہوئی ہے اس لئے

- آنحضرت(ص) کے مکہ میں موجود رشتہ دار (حضرت علی(ع) ، جناب خدیجہ(ع) اور ...) مدنظر ہیں۔
- 2_ گھر والوں کی دینی اور معنوی تربیت اور انکی نگرانی کرنا ضروری ہے
وامر أهلك بالصلوة
- 3_ نماز قائم کرنے کی دائمی نگرانی اور اسکی پابندی کرنا پیغمبر اکرم(ص) کی شرعی ذمہ داریوں میں سے تھ
وامر أهلك بالصلوة و اضطبر علیہ
"اضطبار" یعنی پوری طاقت کے ساتھ اپنے آپ کو صبر کا پابند بنائے مفردات راغب)
- 4_ نماز کی مسلسل نگرانی کرنا اور اسے قائم کرنے کی پابندی ضروری ہے۔
وامر أهلك بالصلوة و اضطبر علیہ
- 5_ نماز قائم کرنے کی پابندی کرنے کیلئے صبر اور نفس کو اس کا پابند بنانے کی ضرورت ہے۔
واضطبر علیہ
- 6_ معاشرے کے رہنماؤں کے قول و فعل کے درمیان ہم آہنگی ضروری ہے۔
وامر أهلك بالصلوة و اضطبر علیہ
- 7_ مبلغین کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نصیحتوں پر عمل کرنے کیلئے زیادہ کوشش اور پائیداری دکھائیں۔
وامر أهلك بالصلوة و اضطبر علیہ
- نماز پر بہت صبر کرنے کی ذمہ داری گھروالوں کو اسکی نصیحت کرنے کے بعد مذکورہ نکتے کو بیان کر رہی ہے
- 8_ زبانی دعوت کے ساتھ ساتھ عملی دعوت دینا بھی ضروری ہے
وامر أهلك بالصلوة و اضطبر علیہ
- دوسروں کو نماز کی دعوت دینے کے بعد نماز پر پابند رہنے کی ذمہ داری ممکن ہے دوسروں کو نماز کی ترغیب دلانے
میں اسکی تاثیر کی غرض سے ہو۔
- 9_ مسلمان گھرانے میں نماز کا وجود کافروں کے گھروں کے مال و آسائشے کا بہترین بدل ہے۔
متعناہ أزواجاً منہم ... و امر أهلك بالصلوة
- ان آیات میں "ازواج" اور "اہل" کے کلمات میں گھروالے مد نظر ہیں اور اس طرح یہ مسلمان گھرانے کے کافر گھرانے سے
ممتاز ہونے کے لازم ہونے کو بیان کر رہا ہے
- 10_ نماز قائم کرنا اور اسکی پابندی کرنا دنیا پرستانہ تمایلات کے مقابلے میں ایک بند اور دوسروں کی دنیا پر نظریں جمائے
سے مانع ہے۔
ولا تَمْدَنَّ عینک ... و امر أهلك بالصلوة و اضطبر علیہ
- دنیا داروں کے مال و متاع پر نظریں لگانے سے منع کرنے کے بعد نماز کی پابندی کا حکم اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ
نماز قائم کرنے اور اس کے دامن میں وسعت دینے کے ساتھ دلوں کو کافروں کی ثروت سے موڑنے کے اسباب فراہم کئے
جاسکتے ہیں۔

292

- 11_ بارگاہ الہی میں خاندان پیغمبر اکرم(ص) کا بلند مقام تھا۔
وامر أهلك بالصلوة
- 12_ نماز کی تشریع، بعثت کے پہلے سالوں میں ہی ہو چکی تھی۔
وامر أهلك بالصلوة و اضطبر علیہ
- سورہ طہ پہلی مکی سورتوں میں سے ہے اور لگتا ہے کہ نماز کا حکم اس سے پہلے صادر ہو چکا تھا اور اس سورت میں
اس کے قائم کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔
- 13_ خداتعالیٰ نے انسان پر توشہ زندگی اور رزق اکٹھا کرنے کی ذمہ داری عائد نہیں کی
لانسئلک رزق
- اس آیت کریمہ میں سوال سے مراد طلب تکلیفی ہے اور "رزقاً" کو نکرہ لانا تعمیم کیلئے ہے پس "نحن نرزقک" کے قرینے
کو مد نظر رکھتے ہوئے "لانسئلک رزقاً" کا معنی یوں بنے گا کہ ہم نے تم پر اپنے اور اپنے گھروالوں کا رزق آمادہ کرنے
کی ذمہ داری عائد نہیں کی

- 14_ خداتعالیٰ سب کو روزی دینے والا اور انکی ضروریات پوری کرنے والا ہے۔
نحن نرزقك
- 15_ اس بات کی طرف توجہ کہ خداتعالیٰ رازق ہے اور انسان توشہ زندگی کے فراہم کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے عبادت و نماز والے فرائض کی انجام دہی اور اس پر کاربند رہنے کیلئے اسباب فراہم کرتی ہے۔
وامر اهلك بالصلوة ... لانسلك رزقاً نحن نرزقك
- 16_ خداتعالیٰ نے بندوں کو نماز کی جو ذمہ داری دی ہے تو اس میں اس نے اپنے لئے کسی فائدے کو مد نظر نہیں رکھا اور نہ ہی وہ اپنے لئے رزق اور توشہ حیات کے انتظام کی فکر میں تھا۔
وامر اهلك بالصلوة ... لانسلك رزق
- جملہ " لانسلك رزقاً " کا مطلب ممکن ہے یہ ہو کہ ہم تجھے نماز کا حکم دے کر تجھ سے رزق اور اپنی ضروریات کی فراہمی نہیں چاہتے۔
- 17_ معاش کی فراہمی میں سب انسانوں کے خداتعالیٰ کا محتاج ہونے کی طرف توجہ، خداتعالیٰ کے بندوں کی عبادت سے فائدہ اٹھانے کی فکر کو ختم کردیتی ہے۔
لانسلك رزقاً نحن نرزقك
- مذکورہ تفسیر میں جملہ " نحن نرزقك " ما قبل جملے کے لئے علت کے مقام پر ہے یعنی چونکہ تیرا رزق ہمارے ہاتھوں سے فراہم ہوتا ہے لہذا واضح ہے کہ ہم نے تجھے فرمان نماز دیا ہے اس کے ذریعہ کوئی روزی حاصل نہیں کرنا چاہتے۔
- 18_ معاش کی فراہمی کی فکر کو عبادت اور تبلیغ کی انجام دہی میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے۔
وامر اهلك بالصلوة و اضطبر عليها ... نحن نرزقك
- 19_ اہل تقویٰ کا نیک انجام ہے۔
والعاقبة للتقوى
- "التقوى" کہہ کر "اہل تقویٰ" مراد لینا مبالغہ کے لئے ہے۔
- 20_ نماز کا قیام، تقویٰ کا زمینہ فراہم کرنے کا سبب

293

- ہے۔
والعاقبة للتقوى
- 21_ خداوند عالم انسان سے تقویٰ کی طرف میلان چاہتا ہے نہ کہ رزق کے لیے تلاش اس کا تقاضا ہے۔
لانسلك رزقاً ... والعاقبة للتقوى
- 22_ نیک عاقبت سے دل لگانا اور فانی لذات سے ناخوش ہونا ضروری ہے۔
والعاقبة للتقوى
- 23_ دینا کی نعمتیں بالآخر اہل تقویٰ کے اختیار میں دے دی جائیں گی۔
والعاقبة للتقوى
- ممکن ہے کہ "العاقبة" میں الف لام مضاف الیہ محذوف کا جانشین ہو کہ ماقبل آیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے "عاقبة الحیة الدنیا" مراد ہوگی اور نیز ممکن ہے کہ الف لام "جنسیہ" ہو کہ اس صورت میں مراد نیک عاقبت ہوگی مذکورہ تفسیر پہلے احتمال کی بناء پر ہے۔
- 24_ روى عن الباقر (ع) فی قوله تعالى " و امر اهلك بالصلوة و اضطبر عليها " قال امر الله نبيه ان يخص اهل بيته و اهل دون الناس ليعلم الناس ان لا يله منزلة عند الله ليست لغیرم فامرهم مع الناس عامته ثم امرهم خاصة (1) امام صادق (ع) سے خداوند عالم کے اس فرمان " و امر اهلك بالصلوة ... " کے بارے میں روایت منقول ہے کہ آپ (ع) نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے پیغمبر (ص) کو یہ حکم دیا کہ اپنے خاندان کو لوگوں کے علاوہ (نماز کے حکم کے سلسلہ میں مخصوص قرار دے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ پیغمبر (ص) اکرم کے اہل بیت (ع) کا خداوند عالم کے نزدیک ایسا مقام و مرتبہ ہے جو دوسروں کے لئے نہیں ہے پس خداوند عالم نے (ایک بار) پیغمبر (ص) اکرم کے اہل بیت (ع) کو لوگوں کے ساتھ حکم دیا ہے اور اس کے بعد بطور خاص ان کو مورد خطاب قرار دیا ہے۔

اقدار: 9
امیدواری:
اس کے نیک انجام کی امیدواری 22
انسان:
اس کی ذمہ داری کا دائرہ کار 13; اس کی ذمہ داری کا کردار 16
اہل بیت (ع) :
ان کے فضائل 24
تبلیغ:
اس کے موانع 18
تقوی :
اس کی اہمیت 21; اس کا سبب 20
خاندان:
اس کی دینی تربیت کی اہمیت 2
خدا:
اس کی منفعت رسانی کا خیال 16، 17; اس کی نصیحتیں 21; اس کی روزی 16; اس کی رازقیت 14
.....

(1) عوالی اللیاتی ج 2 ص 22 ح 49 نور الثقلین ج 2 ص 408 ح 185 _

294
خود:
اپنی بات پر عمل 7
دعوت:
عملی دعوت کی اہمیت 8; اس کی روش 8
دنیا طلبی:
اس کی موانع 10
ذکر:
خدا کی رازقیت کے آثار 10; انسانوں کی نیازمندی کے آثار 17
روایت: 24
روزی:
اس کا ذمہ دار 13; اس کا سرچشمہ 14، 21
رہنما:
ان کی بات 6; ان کا عمل 6; ان کی ذمہ داری 6
گفتگو:
مل کے ساتھ سازگاری 6
صبر:
اس کا سبب 10
لالچ:
اس کے موانع 10
عبادت:
اس کا سبب 15; اس کے موانع 18
عقیدہ:

اس کے باطل ہونے کے موانع 17

کفار:

انکے فلاح کی بے وقعتی 9; ان کے مال کی بے وقعتی 9
لذات:

مادی لذات سے اعراض 22

مبلغین:

ان کی عملی دعوت 7; ان کا صبر 7; ان کی ذمہ داری 7
متیقن:

ان کا نیک انجام 19; ان کے فضائل 23

محمد (ص):

ان کی خصوص تبلیغ 24; ان کی ذمہ داری 1، 3، 24; ان کا خاندان 1; ان کے خاندان کے مراتب 11
تربیت کرنے والے افراد:

انکی بات 6; ان کا عمل 6; ان کی ذمہ داری 6

مسلمان افراد:

ان کی نماز کی اہمیت 9; ان کی نماز کی قدر و قیمت 9
معاش:

اس کی فراہمی کا کردار 18

نعمت:

نعمت کے شامل حال افراد 23

نماز:

اس کے قیام کے آثار 20; اس کے آثار 10; اس کے قیام کی اہمیت 4; اس کی تشریع کی تاریخ 12; اس کے قیام کی دعوت
24; اس کی دعوت 1; اس کے قیام کا زمینہ 15; اس کے قیام کے سلسلہ میں صبر 15; اس کی حفاظت 3، 4، 5

295

وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةٌ مَّا فِي الصُّحُفِ الْأُولَى (۱۳۳)

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے ہیں تو کیا ان کے پاس اگلی کتابوں کی
گواہی نہیں آئی ہے (133)

1_ قرآن مجید کے معجزہ ہونے کے منکرین نے رسول خدا(ص) کو اس لئے تنقید کا نشانہ بنایا کہ وہ معجزہ اقتراح کو
نہیں دکھاتے ہیں۔

و قالوا لو لا يا تينا بآية من ربه

2_ رسول خدا(ص) کی رسالت کے منکرین نے قرآن مجید کو معجزہ تسلیم نہ کرتے ہوئے یہ خیال کیا کہ ان کے پاس کسی
قسم کا کوئی معجزہ نہیں ہے۔

و قالوا لو لا يا تينا بآية من ربه ا و لم تا تهم بيينة

3_ عصر بعثت کے کفار نے قرآن مجید کے واضح و روشن اور دوسری آسمانی کتابوں کے ساتھ سازگار ہونے کے باوجود
اس کو نظر انداز کیا اور وہ اس کے معجزہ ہونے کا انکار کرتے تھے۔

لو لا يا تينا بآية من ربه ا و لم تا تهم

4_ رسول خدا(ص) کے معجزات اور ان کی رسالت کے واضح دلائل کا انکار، آنحضرت(ص) کے لئے مشقت و رنج کا
باعث تھا۔

فاصبر على ما يقولون ... و قالو لو لا يا تينا بآية

5_ عصر بعثت کے کفار، انسانوں پر ربوبیت الہی کا انکار کرتے تھے۔

من ربہ

چنانچہ خداوند عالم کی ربوبیت کا اعتراف کرتے تو وہ یہ کہتے "ربنا"۔

6_ قرآن مجید دوسری آسمانی کتابوں کی صداقت اور درستگی کے لئے واضح و روشن دلیل ہے۔

ا و لم تا تہم بینة ما فی الصحف الا ولی

"ما فی الصحف الا ولی" کا عنوان اس بات پر قرینہ ہے کہ "بینة" سے مراد پیغمبر اکرم (ص) کی آسمانی کتاب قرآن مجید

کے جو دوسری آسمانی کتابوں کی

296

مانند معارف پر مشتمل ہے اور چونکہ یہ براہ راست خداوند عالم کی جانب سے نازل ہوئی ہے یہ ان کتابوں کے معارف کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

7_ قرآن مجید، گذشتہ آسمانی کتابوں کے معارف پر مشتمل ہے۔

ا و لم تا تہم بینة ما فی الصحف الا ولی

قرآن مجید کی اسی وصف کے ساتھ توصیف وہ دوسری آسمانی کتابوں کے لئے بینہ ہے دو نکات کو روشن کر رہی ہے؟ 1_ قرآن کے مطالب اور دوسری آسمانی کتابوں کے مطالب ایک دوسرے سے مشابہ ہیں 2_ یہ کتاب دوسری کتابوں کی صداقت پر شاہد و اور گواہ ہے۔

8_ قرآن مجید کے نزول سے قبل چند دوسری آسمانی کتابوں کا نزول ہو چکا تھا۔

الصحف الا ولی

9_ عصرت بعثت کے کفار، گذشتہ آسمانی کتابوں کے معارف سے آگاہ تھے۔

قرا و لم تا تہم بینة ما فی الصحف الا ولی

10_ قرآن مجید آنحضرت (ص) کا معجزہ اور آنحضرت (ص) کی نبوت کی روشن دلیل ہے۔

ا و لم تا تہم بینة ما فی الصحف الا ولی

"بیان" کا معنی واضح اور انکشاف کرنا ہے (مصباح) اس بناء پر بینہ ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جو چیز واضح ہو کلمہ "من قبلہ" (ما قبل آیت میں) میں مذکور کی ضمیر اس کلمہ کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ اس پر دلالت کر رہا ہے کہ اس سے برہان و دلیل کا ارادہ ہوا ہے (کشاف)

11_ قرآن مجید کا نزول ربوبیت خداوند کا جلوہ ہے اور یہ رسالت کے اہداف کی پیشرفت کا وسیلہ ہے۔

جملہ "ا و لم تا تہم..." "تے قرآن کو معجزہ کا مصداق قرار دیا ہے کہ خداوند عالم کو اسے پیغمبر اکرم (ص) پر نازل کرنا چاہیے اور پیغمبر اکرم (ص) پر ربوبیت خداوندی کو شامل ہے جو آنحضرت (ص) کی رسالت کی ساخت و بنیاد کے رشد و تربیت کے معنی میں ہے۔

12_ قرآن مجید، انسانوں پر ربوبیت خداوندی کی واضح و اور روشن دلیل ہے۔

با یة من ربہ ا و لم تا تہم

13_ قرآن مجید الہی آیات میں سے ہے۔

با یة من ربہ ا و لم تا تہم

14_ خداوند عالم کی طرف سے روشن و واضح دلائل کا پیش کرنے کا سرچشمہ ربوبیت خداوندی ہے۔

با یة من ربہ ا و لم تا تہم بینة ما فی الصحف الا ولی

15_ اسلام کی بنیاد واضح و روشن دلیل پر ہے۔

ا و لم تا تہم بینة ما فی الصحف الا ولی

16_ اپنے عقائد اور دینی نظریوں کو دلیل اور برہان پر استوار کرنا ضروری ہے۔

ا و لم تا تہم بینة ما فی الصحف الا ولی

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 3; اس کے دلائل 15; اس کا منطقی ہونا 15; اس کی خصوصیات 15

انبیاء:

297

ان کی بینات 14

انسان:

انسانوں کے تربیت کرنے والے 12

خدا:

اس کی ربوبیت کے آثار 14; اس کی ربوبیت کے دلائل 12; اس کی ربوبیت کی تکذیب کرنے والے 5; اس کی ربوبیت کی نشانیاں

قرآن:

اس کو جھٹلانے والوں کا اعتراض 1; اس کا معجزہ 10; اس کی تعلیمات 7; اس کو جھٹلانے والوں کے تقاضا 1; اس کے اعجاز کو جھٹلانے والے 3; اس کا کردار 10، 6، 11، 12; اس کی ربانیت 11; اس کی خصوصیات 11، 12; کفار:

صدر اسلام میں ان کا علم 9; صدر اسلام اور آسمانی کتابیں 9; صدر اسلام کا کفر 5; صدر اسلام کے کفار کی ہٹ دھرمی 3 آسمانی کتابیں:

آسمانی کتابوں کی تاریخ 8; ان کی تصدیق 1، 6; اس کا توافق 6، 7

محمد(ص):

ان پر اعتراض 1; ان کی بینات اور دلائل 1; ان کو جھٹلانے والوں کی فکر 2; ان کے معجزہ کی تکذیب 2، 4; ان کی نبوت کے دلائل 10; ان کی اذیت کے عوامل 4; ان کے اہداف و مقاصد میں مؤثر عوامل 11; ان کا معجزہ 7

معجزہ:

جدید معجزہ کا رد

وَلَوْ أَنَّا أَهْلُكُمْ لَمَعْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَنْ نُنْزِلَ وَنُخْزِيَ (۱۳۴)
اور اگر ہم نے رسول سے پہلے انہیں عذاب کر کے ہلاک کر دیا ہوتا تو یہ کہتے پروردگار تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے ہی تیری نشانوں کا اتباع کر لیتے (134)

1_ انبیاء کی بعثت اور آیات و معجزات کے نزول کا مقصد_ اتمام حجت اور ہر قسم کے اعتراض کی حقانیت_ کو ختم کرنا ہے۔

و لو انا اهلكناهم بعذاب من قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت

298

"من" کی ضمیر سے مراد رسول اکرم (ص) ہیں اور اس پر قرینہ "لو لا ارسلت" ہے اور ممکن ہے یہ "بینہ" (مقابل آیت میں) سے متعلق ہو اگرچہ کلمہ "بینہ" مونث ہے لیکن اس لحاظ سے کہ یہ برہان کے معنی میں ہے ضمیر مذکر کو اس کی طرف لوٹانا صحیح ہے۔

2_ خداتعالیٰ، انبیاء کو بھیجے بغیر اور لوگوں پر حجت تمام کئے بغیر انہیں عذاب نہیں دیتا۔

و لو انا اهلكناهم بعذاب من قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت

"لو انا..." میں "لو" امتناع کیلئے ہے یعنی اگر انبیاء کو بھیجے اور حجت تمام کئے بغیر عذاب دیتے جو یقیناً نہیں کریں گے تو اعتراض کی گنجائش ہوتی۔

3_ بیان اور اتمام حجت سے پہلے سزا دینا ناروا کام ہے

و لو انا... لو لا ارسلت الینا رسول

اگرچہ اس آیت میں "لو لا ارسلت" کافروں کی زبان سے نقل کیا گیا ہے اعتراض ہے لیکن اس لحاظ سے کہ اس فرضی اعتراض پر اثر مترتب کیا گیا ہے اس سے لگتا ہے کہ یہ اعتراض قابل قبول ہے اور اتمام حجت کرنے کیلئے انبیاء کو بھیجنا ضروری ہے۔

4_ انبیاء الہی کی تعلیمات، مشرکین پر اتمام حجت کیلئے کافی ہیں اگرچہ انہوں نے اپنی رسالت کو معجزات کے ساتھ ثابت نہ کیا ہو۔

و لو انا اہلکنا ہم ... لقالوا ربنا لو لا ارسلت الینا رسولاً فنتبع ۛ ای تک

خدا تعالیٰ نے انبیاء کے آنے سے پہلے مشرکین کے عذاب کیلئے قابل قبول اعتراض کو "آیات الہی سے محرومیت" میں منحصر کیا ہے یعنی شرک کے بطلان کو سمجھنے کیلئے صرف انبیاء کا آنا اور تعلیمات الہی کو لانا کافی ہے نہ یہ کہ وہ آیات خدا کو سننے کے بعد معجزے کے صادر ہونے کے منتظر رہیں تاکہ شرک کے بطلان کو سمجھ سکیں۔

5_ آیات قرآن، منکرین رسالت پر خدا تعالیٰ کی طرف سے اتمام حجت۔

اولم تأتہم بینۃ ... و لو انا اہلکنا ہم بعداذ من قبلہ ... فنتبع ۛ ای تک

6_ بعض لوگوں کا ہدایت کو قبول نہ کرنا انکی طرف پیغمبر الہی کو بھیجنے سے مانع نہیں ہے۔
اولم تأتہم ... و لو انا اہلکنا ہم ... لو لا ارسلت

7_ رسالت انبیاء کے منکرین، آیات الہی کو حاصل کرنے کے بعد سخت سزا اور تہس نہس کر دینے والے عذاب کے ساتھ نابودی کے مستحق ہیں۔

و لو انا اہلکنا ہم بعداذ من قبلہ لقالوا ... فنتبع ۛ ای تک

عذاب نکرہ ہے اور اس کا نامعلوم ہونا اسکی شدت اور سختی سے حاکی ہے اس طرح کہ اسکی حقیقت کو مخاطب کیلئے ترسیم نہیں کیا جاسکتا۔

8_ بعثت پیغمبرا کرم (ص) سے پہلے اہل مکہ، انبیاء الہی کی تعلیمات سے محروم تھے۔

من قبلہ لقالوا ربنا لو لا ارسلت الینا رسولاً فنتبع ۛ ای تک

299

9_ حجت تمام کرنا اور آیات الہی کے ابلاغ کیلئے انبیاء کو بھیجنا، خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔

ربنا لو لا ارسلت الینا رسولاً فنتبع ۛ ای تک

10_ عذاب میں گرفتار لوگ، خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا ادراک اور اس کا اعتراف کریں گے۔

و لو انا اہلکنا ہم ... لقالوا ربنا

11_ انبیاء کو بھیجنا انسان کیلئے ہدایت اور آیات الہی تک دسترسی کی راہ ہموار کرتا ہے۔

لو لا ارسلت الینا رسولاً فنتبع ۛ ای تک

12_ انبیاء الہی کے پیروکار، مہلک عذاب سے محفوظ ہونگے۔

و لو انا اہلکنا ہم ... لقالوا ربنا لو لا ارسلت الینا رسولاً فنتبع ۛ ای تک

13_ تاریخ کے تحولات اور امتوں کی تقدیر پر ارادہ الہی کی حکمرانی ہے۔

و لو انا اہلکنا ہم

14_ عذاب الہی کے ذریعے ہلاکت، ذلت خواری کا موجب ہے۔

و لو انا اہلکنا ہم بعداذ من قبلہ لقالوا ... ان نذل و نخزی

ذلت کا معنی ہے کمزوری اور حقارت (مصباح) اور "خزی" نرمی، رسوائی، شرمندگی اور ہلاکت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (لسان العرب)

15_ انبیاء اور آیات الہی کی پیروی، عزت و بزرگی کا موجب ہے۔

لو لا ارسلت ... فنتبع ۛ ای تک من قبل ان نذل و نخزی

آیات و انبیاء الہی کی پیروی کی صورت میں ذلت و خزی کا منتفی ہونا صاحب عزت و بزرگی ہونے کے برابر ہے۔

آیات خدا:

انکی تبلیغ 9; ان کے نزول کا پیش خیمہ 11; ان کے نزول کا فلسفہ 1

اتمام حجت:

اسکے اثرات 2

اقرار:

ربوبیت خدا کا اقرار 10

انبیاء(ع) :

انکی پیروی کے اثرات 15; ان کے ذریعے اتمام حجت 1; انکی تعلیمات کی اہمیت 4; انکی نبوت کے اہمیت 6; انکی تقدیر میں مؤثر عوامل 13; انکی نبوت کا فلسفہ 1; انہیں جھٹلانے والوں کی سزا 7; ان کے پیروکاروں کا محفوظ ہونا 12; انکی نبوت کا سرچشمہ 9; ان کا نقش و کردار 2، 9، 11; انکا ہدایت کرنا 11

تاریخ:

اسکے تحولات کا سرچشمہ 13

خدا تعالیٰ :

اسکی ربوبیت کے اثرات 9; اسکے عذاب کے اثرات 14; اس کا اتمام حجت کرنا 1، 4، 5; اسکے ارادے کی حکمرانی 13; اسکے اتمام حجت کا سرچشمہ 9

300

دین:

اسکے ساتھ اتمام حجت 4

ذلت:

اسکے عوامل 14

عذاب:

اہل عذاب کا اقرار 10; تہس نہس کر دینے والا عذاب 7; اسکے درجے 7; مہلک عذاب سے محفوظ ہونا 12

عزت:

اسکے عوامل 15

قرآن کریم:

اسکے ساتھ اتمام حجت 5; اس کا کردار 5

قواعد فقہیہ 3

سزا:

بیان کے بغیر سزا کا ناپسندیدہ ہونا 3

آنحضرت(ص) :

آپ(ص) کا نقش و کردار 8

مشرکین:

ان پر اتمام حجت 4

معجزہ:

اسکے ساتھ اتمام حجت 1; اس کا فلسفہ 1

مکہ:

اس میں انبیاء 8; اہل مکہ کی محرومیت 8

نبوت:

سے جھٹلانے والوں پر اتمام حجت کرنا 5

ہدایت:

اس کا پیش خیمہ 11; اسے قبول نہ کرنے والوں کا نقش و کردار 6

قُلْ كُلُّ مُتَرَبِّصٍ فَتَرَبَّصُوا فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَى (۱۳۵)

آپ کہہ دیجئے کہ سب اپنے اپنے وقت کا انتظار کر رہے ہیں تم بھی انتظار کرو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کون لوگ سیدھے راستہ پر چلنے والے اور ہدایت یافتہ ہیں (135)

1_ کفار مکہ پر اتمام حجت کے بعد آیات الہی کے انکار کی وجہ سے نا بودی اور عذاب کے مستحق تھے۔
و لو اَنَا اٰہلکنا ہم ... فستعلمون من أصحاب الصراط السوی و من ابتدی

301

2_ کفار کو خدا تعالیٰ کی جانب سے عذاب کے ساتھ ہلاکت کے خطرے سے ڈرانا، پیغمبر اکرم (ص) کے فرائض میں سے تھا۔
ولو اَنَا اٰہلکنا ہم بعداب ... قل کل متربص فتربصوا فستعلمون
"تربص" کا معنی ہے انتظار (مصباح) پیغمبر اکرم (ص) کو "قل" کا فرمان اس بات کو بیان کر رہا ہے کہ کفار کو اس نکتے کا ابلاغ آنحضرت (ص) کا فریضہ تھا
3_ پیغمبر اکرم (ص) عصر بعثت کے کفار کے ایک گروہ کے ہدایت حاصل کرنے سے مایوس تھے۔
قل کل متربص فتربصوا فستعلمون
4_ خدا تعالیٰ کی طرف سے کافروں کو ہلاکت اور عذاب کی دھمکی کا صدر اسلام کے کفار کی طرف سے مذاق اڑایا جانا

و لو اَنَا اٰہلکنا ہم بعداب ... قل کل متربص
چونکہ گذشتہ آیات عذاب کے نازل ہونے، اس میں تأخیر کے اسباب نیز اس پر حاکم سنن الہی کے بارے میں تھیں لگتا ہے جملہ "قل کل متربص" عذاب کے وعدے کے بارے میں کافروں کے مذاق کا جواب ہے یعنی تم لوگ ہمارے بارے میں بڑے کڑے وقت کی پیش گوئی کرتے ہو اور جس کی ہمیں تمہارے بارے میں توقع ہے اس سے تم لوگ خوفزدہ نہیں ہو اور اسے کالعدم سمجھتے ہو۔ وقت گزرنے دو سب کو حقیقت کا پتا چل جائیگا۔
5_ وقت کا گزرنا اور کفار و مؤمنین کے انجام کا مشاہدہ، بعض کافروں کیلئے حقائق کے منکشف ہونے کا واحد راستہ ہے۔
قل کل متربص فتربصوا فستعلمون
انتظار کا حکم بتاتا ہے کہ مخاطبین کے متنبہ ہونے کی امید نہیں ہے اور صرف وقت کا گزرنا ہی ان کیلئے حقیقت کو منکشف کر سکتا ہے۔
6_ تاریخ، دین الہی کی حقانیت کا مظہر اور اسکی تجلی گاہ ہے
فتربصوا فستعلمون من اصحاب الصراط السوی
مستقبل کا حقائق کے قطعی ظہور کے وقت کے عنوان سے تذکرہ کرنا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ تاریخ احقاق حق کا مناسب ذریعہ ہے کہ جو حقائق کو حوادث و واقعات کے تناسب سے مرحلہ ظہور میں پہنچاتی ہے۔
7_ صدر اسلام کے کفار، اسلام کی نابودی اور شکست کے انتظار میں تھے۔
قل کل متربص فتربصوا فستعلمون
8_ انبیاء (ع) اور آیات الہی کی تکذیب کرنے والوں کی نابودی ایسی سزا ہے کہ ہر آن میں اور ہر قسم کے حالات میں اسکی وقوع پذیر ہونے کی توقع ہے۔
ولو اَنَا اٰہلکنا ہم بعداب ... فتربصوا فستعلمون
9_ اسلام اور خدا تعالیٰ کے وعدوں کی حقانیت ہمیشہ مخفی نہیں رہے گی اور مستقل قریب میں ہی سب کیلئے واضح ہو جائیگی۔
فتربصوا فستعلمون من أصحاب الصراط السوی

302

10_ صرف راہ اعتدال پر چلنے والے اور حقیقت کو پالینے والے عذاب سے نجات حاصل کریں گے۔
و لو اَنَا اٰہلکنا ہم بعداب ... فستعلمون من أصحاب الصراط السوی و من ابتدی
11_ اسلام، اعتدال کا راستہ ہے اور مسلمان اس راستے پر چلنے والے اور ہدایت یافتہ ہیں۔
فستعلمون من أصحاب الصراط السوی و من ابتدی
"سوی" بوزن "فعیل" اسم فاعل کے معنی میں ہے یعنی مستوی اور معتدل (لسان العرب)

12_ صدر اسلام کے کفار، راہ اعتدال پر چلنے اور ہدایت یافتہ ہونے کے مدعی تھے۔
فستعلمون من أصحاب الصراط السوي و من ابتد

آیات الہی:

انکی تکذیب کے اثرات 1; انہیں جھٹلانے والوں کی ہلاکت 8

دعویٰ:

ہدایت کا دعویٰ 12

اسلام:

اس کا اعتدال 11; اسکی شکست کی توقع 8; صدر اسلام کی تاریخ 7; اسکی حقانیت کا ظہور 9

انبیاء(ع):

انہیں جھٹلانے والوں کی ہلاکت 8

ڈرانا:

عذاب سے ڈرانا 2

تاریخ:

اس کا مطالعہ 5; اس کا کردار 5، 6

حقائق:

ان کے کشف کے عوامل 5

خدا تعالیٰ:

اسکے عذاب کا مذاق اڑانا 4، اسکے وعدے کا عملی ہونا 9

دین:

اسکی حقانیت کے ظہور کا پیش خیمہ 6

عدالت خواہ لوگ:

انکی نجات 10

عذاب:

اہل عذاب 1; اس سے نجات 10

کفار:

صدر اسلام کے کفار کے دعوے 12; صدر اسلام کے کفار کا مذاق اڑانا 4; صدر اسلام کے کفار کی توقعات 7; انہیں ڈرانا

2; صدر اسلام کے کفار کا ہدایت کو قبول نہ کرنا 3

کفار مکہ:

ان پر اتمام حجت کرنا 1; انکا عذاب 1; انکی ہلاکت 1

آنحضرت(ص):

آپ(ص) کا ڈرانا 2; آپ(ص) کی رسالت 2; آپ(ص) کی مایوسی 3

مسلمان:

ان کی ہدایت 11

ہدایت یافتہ لوگ: 11

انکی نجات 10

303

سورہ انبیاء

آیت نمبر 1 سے 112 تک

بسم الله الرحمن الرحيم
اَقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مَّعْرُضُونَ (۱)

بنام خدائے رحمان رحیم

لوگوں کے لئے حساب کا وقت آپہنچا ہے اور وہ ابھی غفلت ہی میں پڑے ہوئے ہیں اور کنارہ کشی کئے جا رہے ہیں (1)

- 1_ انسان، روز قیامت کے حساب کے نزدیک ہونے کے باوجود اس سے انتہائی غافل ہے
اقترب للناس حسابهم و ہم فی غفلة معرضون
کلمہ "فی" ، "فی غفلة" میں ظرفیت مجازی کیلئے ہے اور یہ وصف کی شدت پر دلالت کرتا ہے یعنی لوگوں کی آخرت کے حساب سے غفلت بہت زیادہ ہے۔
- 2_ لوگوں کے اعمال کا حساب و کتاب قریب اور قطعی ہے
اقترب للناس حسابهم
- 3_ صدر اسلام کے مشرکین، قیامت کے حساب کتاب والے مسئلہ سے بالکل غافل تھے اور اس کے واضح اور روشن دلائل اور علامات میں غور و فکر کرنے سے بھی روگردان تھے۔
اقترب للناس حسابهم و ہم فی غفلة معرضون
مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ یہ سورت مکی ہے اور "الناس" کے پہلے مخاطب اور مصداق مشرکین ہیں۔
- 4_ حساب و کتاب ، قیامت کے اہم واقعات میں سے ہے۔
اقترب للناس حسابهم
- سورہ کے آغاز میں حساب و کتاب کا تذکرہ اور قیامت کے دیگر واقعات میں سے صرف اس کا بیان مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔
- 5_ قیامت کو یاد کرنا اور اسکے حقائق و واقعات میں تدبر و تامل ایک ضروری اور لازمی امر ہے۔

- اقترب للناس حسابهم و ہم فی غفلة معرضون
آیت کریمہ ان لوگوں کی مذمت کر رہی ہے جو قیامت اور اسکے واقعات سے غافل ہیں یہ مذمت قیامت اور اسکے حالات کے بارے میں غور و فکر کے لازمی ہونے کو بیان کر رہی ہے۔
- 6_ انسان اپنی رفتار و کردار کا ذمہ دار ہے اور قیامت کے دن اس سے باز پرس ہوگی اور اس کا مؤاخذہ کیا جائیگا۔
اقترب للناس حسابهم
- مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ حساب و کتاب اس وقت معقول اور تصور ہے جب ذمہ داری اور مسئولیت ہو۔
- 7_ انسان، قیامت کی نشانیوں اور اس کے اثبات کے دلائل کے بارے میں غور و فکر کرنے سے روگردانی کرنے والا ہے۔
اقترب للناس حسابهم و ہم فی غفلة معرضون
"غفلت" اور "اعراض" کا متعلق دو چیزیں ہیں کیونکہ غفلت کسی مسئلہ کی طرف توجہ نہ کرنے کی علامت ہے جبکہ روگردانی اسکی طرف توجہ کرنے کی نشانی ہے۔ اور ممکن نہیں ہے کہ ایک چیز کی طرف توجہ ہو بھی اور نہ بھی ہو

لہذا اعراض سے مراد قیامت کو ثابت کرنے والے روشن دلائل سے روگردانی کرنا اور قیامت کے بارے میں تدبر و تفکر نہ کرنا ہے۔

انسان:

اس کا اخروی حساب و کتاب 6؛ اسکی غفلت 1؛ اسکی ذمہ داری 6

تفکر:

قیامت میں تفکر کی اہمیت 5؛ قیامت میں عدم تفکر کی نشانیاں 7

حساب و کتاب:

اخروی حساب و کتاب سے غافل لوگ 3

ذکر:

قیامت کے ذکر کی اہمیت 5

عمل:

اسکے حساب و کتاب کا قطعی ہونا 2؛ اس کا ذمہ دار 6؛ اسکے حساب کا نزدیک ہونا 2

غفلت:

اخروی حساب سے غفلت 1؛ قیامت سے غفلت 1

قیامت:

اس میں حساب و کتاب 4؛ اسکے واقعات 4؛ اس سے اعراض کرنے والے 3، 7؛ اسکی خصوصیات 4

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کا عدم تفکر 3؛ صدر اسلام کے مشرکین کی غفلت 3

307

مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِمْ مُّحَدَّثٍ إِلَّا اسْتَمْعَوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ (۲)

ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی نئی یاد دہانی نہیں آتی ہے مگر یہ کہ کان لگا کر سن لیتے ہیں اور پھر کھیل تماشے میں لگ جاتے ہیں (2)

1_ مشرکین، وحی کے نزول اور خدا تعالیٰ کے نئے پیغام (قرآن) کو سرسری لیتے اور کھیلنے کے ساتھ اسے سنتے۔

ما یأتیہم من ذکر من ربہم ... و ہم یلعبون

زیادہ تر مفسرین کا یہ کہنا ہے کہ ذکر سے مراد ہر قسم کی وحی اور یا فقط قرآن کریم ہے۔ اور جملہ "و ہم یلعبون"، "استمعوه" کے فاعل کیلئے حال ہے یعنی وہ کھیل میں مصروف ہونے کی حالت میں آیات الہی کو سنتے اور انہیں سنجیدگی اور رسنجدگی سے استماع نہ کرتے۔

2_ مشرکین کا آیات الہی کے ساتھ غیر شائستہ اور کھیل کود والا سلوک انکی انتہائی غفلت اور بے خبری کی علامت ہے۔

وہم فی غفلۃ معرضون0 ما یأتیہم من ذکر من ربہم

جملہ "ما یأتیہم من ذکر ... " یا تو سابقہ جملے کیلئے بیان ہے اور یا اسکی تعلیل کے طور پر ہے۔ بہر حال یہ مشرکین کی انتہائی غفلت اور بے خبری کی کیفیت کو بیان کر رہا ہے

3_ وحی الہی (قرآن اور ...) غفلت کو دور کرنے، انسان کی سوئی ہوئی فطرت کو جگانے اور اس کی فراموش کردہ

معلومات کی یاد دہانی کیلئے ہے۔

وہم فی غفلۃ معرضون ... ما یأتیہم من ذکر من ربہم

معنی کے لحاظ سے "ذکر"، "حفظ" کی طرح ہے اس فرق کے ساتھ کہ "حفظ شئی" اسکے معلوم کرنے اور حاصل کرنے کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ "ذکر شئی" اسے حاضر کرنے اور یاد کرنے کے اعتبار سے ہوتا ہے (مفردات راغب) لہذا قرآن کی "ذکر" کے ساتھ توصیف کرنا اس

اعتبار سے ہے کہ قرآن، انسان کی فراموش کردہ معلومات کی یاد دہانی کرانے والا اور غافل انسان کی فطرت کو جگانے والا ہے

4_ وحی الہی، لوگوں کو یاد دہانی کرانا اور غفلت و بے خبری سے انہیں نجات دینا خداتعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔
ما یأتیہم من ذکر من ربہم

5_ "رب" خداوند متعال کی اسما و صفات میں سے ہے۔

ما یا تیہم من ذکر من ربہم

5_ قرآن، دیگر آسمانی کتابوں کے مقابلے میں نئی اور جدید تعلیمات پر مشتمل ہے۔

ما یأتیہم من ذکر من ربہم محدث

"محدث" کا معنی ہے جدید اور نئی چیز۔ اور آیت کریمہ میں یہ "ذکر" کی صفت ہے قرآن کی جدید اور نئے ہونے کے ساتھ توصیف ہوسکتا ہے جدید آیات کے نزول کے اعتبار سے ہو اسی طرح ہوسکتا ہے آیات قرآنی اور اسکی تعلیمات کے دیگر آسمانی کتابوں کے مقابلے میں تازہ اور نئی ہونے کے لحاظ سے ہو مذکورہ مطلب دوسرے فرضیے کی بنا پر ہے۔

6_ عصر بعثت میں مشرکین، روایت پرست اور پرانی ذہنیت کے لوگ تھے۔

ما یأتیہم من ذکر من ربہم محدث

مشرکین کی طرف سے خداتعالیٰ کے جدید پیغامات کی مخالفت انکی روایت پرستی اور پرانی ذہنیت کی علامت ہے۔

7_ وحی الہی اور آسمانی کتابوں میں سنجیدہ اور عاقلانہ غور و فکر کی ضرورت ہے۔

ما یأتیہم من ذکر ... ہم یلعبون

8_ وحی اور قیامت پر ایمان کے بغیر زندگی کھیل تماشہ اور بے مقصد ہے۔

ما یأتیہم من ذکر ... و ہم یلعبون

مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنیاد پر ہے کہ "یلعبون" مشرکین کی طبعی اور روزمرہ کی زندگی کی طرف ناظر ہو یعنی نزول وحی کے وقت وہ لوگ سب بے مقصد اور کھیل تماشے والی زندگی میں مشغول ہوتے لہذا جو لوگ مبدا و معاد کا انکار کرتے ہیں وہ بھی (مشرکین کی طرح) زندگی میں لہو و لعب اور کھیل تماشے میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔

9_ قیامت سے غفلت، وحی سے بے اعتنائی اور دین کو بازیچہ اطفال قرار دینے کا پیش خیمہ ہے۔

و ہم فی غفلة معرضون ما یأتیہم ... و ہم یلعبون

10_ انسان کا دنیا کے ساتھ سرگرم رہنا، اسکے وحی اور دین الہی سے غافل ہونے کا سبب ہے۔

ما یأتیہم من ذکر ... و ہم یلعبون

جملہ "و ہم یلعبون"، "استمعوہ" کی فاعلی ضمیر کیلئے حال اور مشرکین اور حق سے گریز کرنے والے لوگوں کی حالت کو بیان کر رہا ہے یہ حالت ہوسکتا ہے حق سے گریز کرنے اور پیغامات الہی سے بے اعتنائی کرنے میں مؤثر ہو۔

قابل ذکر ہے کہ بعدوالی آیت کے شروع

مینجملہ "لا ہیۃ لقلوبہم" کہ جو جملہ "و ہم یلعبون" میں مبتدا کیلئے حال ہے اسی مطلب کی تائید کرتا ہے۔

11_ "قال ابو الحسن (ع) : التوراة و الانجیل و الزبور و الفرقان و کل کتاب انزل کان کلام اللہ تعالیٰ انزلہ للعالمین نوراً و ہدیٰ و بی کلہا محدثۃ و ہی غیر اللہ ... قال: " ما یا تیہم من ذکر من ربہم محدث إلا استمعوہ و ہم یلعبون" و اللہ احدث الكتب کلہا الذی أنزلہا ...: امام رضا (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: تورات، انجیل، زبور، قرآن اور نازل ہونے والی ہر کتاب کلام الہی ہے کہ جسے اس نے سب جہانوں کی ہدایت کیلئے نازل کیا ہے اور یہ سب کتابیں حادث ہیں اور حادث

غیر خدا ہوتا ہے خداتعالیٰ نے فرمایا ہے "ما یأتیہم من ذکر من ربہم محدث الا استمعوہ و ہم یلعبون" اور خداتعالیٰ نے جتنی

بھی کتابیں نازل کی ہیں اس نے انہیں خلق کیا ہے (1)

آیات الہی :

ان کے ساتھ کھیلنا 2

آسمانی کتب:

ان کا حادث ہونا 11

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 6

ایمان:

قیامت پر ایمان کے اثرات 8; وحی پر ایمان کے اثرات 8

تفکر:

آسمانی کتابوں میں تفکر کی اہمیت 8; وحی میں تفکر کے اثرات 8

خدا تعالیٰ:

اسکی ربوبیت کے اثرات 4

دنیا پرستی:

اسکے اثرات 10

دین:

اسکی آسیب شناسی 10; اسکے ساتھ کھیلنے کا پیش خیمہ 9

روایت 11:

زندگی:

قابل قدر زندگی 8; زندگی کے کھوکھلا ہونے کے عوامل 8

غفلت:

قیامت سے غفلت کے اثرات 9; دین سے غفلت کے عوامل 10; وحی سے غفلت کے عوامل 10

فطرت:

اسکے متنبہ ہونے کے عوامل 3

قرآن مجید:

اس کے ساتھ کھیلنا 1; اس سے بے اعتنائی 1; اس کا غفلت کو دور کرنا 3; اس کے نزول کا فلسفہ 3; اس کا جدید ہونا 5;

اسکی تعلیمات کی خصوصیات 5; اس کا ہدایت کرنا 3

.....

(1) بحار الانوار ج 10، ص 344 ح 5_ نور الثقلین ج 3، ص 412، ح 6_

310

مشرکین:

صد اسلام کے مشرکین کی ہٹ دھرمی 6; انکا سلوک 2; صدر اسلام کے مشرکین کی روایت پرستی 6; یہ اور آیات الہی

2; یہ اور قرآن 1; انکی غفلت کی نشانیاں 2

وحی:

اس سے روگردانی کا پیش خیمہ 9; اس کا فلسفہ 3; اسکے نزول کا سرچشمہ 4

ہدایت:

اس کا سرچشمہ 4

لَا هِيَ قُلُوبُهُمْ وَأَسْرُوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السَّحَرَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ (3)

ان کے دل بالکل غافل ہو گئی ہیں اور یہ ظالم اس طرح آپس میں راز و نیاز کی باتیں کیا کرتے ہیں کہ یہ بھی تو تمہارے ہی

طرح کے ایک انسان ہیں کیا تم دیدہ و دانستہ ان کے جادو کے چکر میں آ رہے ہو (3)

1_ مشرکین ایسے لوگ ہیں جو زندگی کے اصلی اور سنجیدہ مسائل سے غافل ہیں اور لغو اور بے قیمت قسم کی چیزوں

سے دل لگائے ہوئے ہیں۔

وہم یلعیون لابیۃ قلوبہم

"لہو" کا معنی وہ چیز ہے جو انسان کو اہم اور سودمند کاموں سے باز رکھے (مفردات راغب) مشرکین کی اس بات کے ساتھ توصیف کہ ان کے دل لہو و لعب اور غیر اہم کاموں میں مشغول ہیں مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔

2_ دل کی بیداری اور ہوشمندی حقائق الہی کو سمجھنے اور وحی و کتب آسمانی سے متاثر ہونے کی لازمی شرط ہے۔
ما یأتیہم ... لا بۃ قلوبہم

3_ لہو و لعب اور دل کا غیر مہم اور بے قدر و قیمت امور میں مشغول ہونا دل کی بیماریوں میں سے ہے اور یہ ایک بری اور ناپسندیدہ چیز ہے۔
لابیۃ قلوبہم

311

آیت کریمہ مشرکین کے ناپسندیدہ اوصاف، انکی منفی خصوصیات اور ان کی مذمت کے بیان کے مقام میں ہے۔

4_ ستم گر مشرکین کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کے خلاف خفیہ میٹنگوں اور مخفی مشاورتوں کا انعقاد۔
و أسروا النجوى الذین ظلمو

5_ وحی کے ساتھ ناشائستہ سلوک اور اس کے ساتھ کھیلنا ظلم و ستم کا مصداق ہے۔
و ہم یلعیون لابیۃ قلوبہم ... الذین ظلمو

6_ ستم گر مشرکین پیغمبر اکرم (ص) کی دعوت کے خلاف اجتماعی اور منسجم حرکات رکھتے تھے۔
و أسروا النجوى الذین ظلمو

"اسروا" (مصدر اسرار ہے) یعنی پنہان رکھتے تھے اور "نجوی" کا معنی ہے خفیہ گفتگو اور یہ "اسروا" کا مفعول ہے پس "نجوی" کرنا ایک اجتماعی تحریک کی دلیل ہے اور اسے مخفی رکھنا ان کے اس تحریک کو دوسروں (مسلمانوں) کی نظروں سے دور رکھنے کی کوشش کا غماز ہے۔

7_ پیغمبر اکرم (ص) اور آپ (ع) کی دعوت کے خلاف مشرکین کے خاص گروہ کی طرف سے سازش کا تیار کیا جانا۔
و أسروا النجوى الذین ظلمو

مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "الذین ظلموا" قید احترازی ہو یعنی مشرکین کا وہ گروہ جو ظلم و ستم اور تجاوز کرنے والی فطرت رکھتے ہیں۔

8_ اسلام، ظلم دشمنی کا دین ہے اور تعلیمات قرآن معاشرے کے چہرے سے ظلم اور سیاہ کاری کو مٹانے کیلئے ہیں۔
ما یأتیہم من ذکر من ربہم محدث إلا استمعوه و ہم یلعیون ... و أسروا النجوى الذین ظلمو

ستم گر ٹولے کی طرف سے پیغمبر (ص) اکرم اور قرآن کی مخالفت اور ان کے خلاف سازش اس نکتے کو بیان کر رہی ہے ہیں کہ اسلام معاشرے سے ظلم کو دور کرنے اور استعماری طبقے کے ظالمانہ مفادات کو ختم کرنے کے درپے ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ صرف یہی گروہ اسلام کی مخالفت پر تلا ہوا ہے

9_ پیغمبر اکرم (ص) کا بشر ہونا، مشرکین کی سازش اور خفیہ گفتگو کا محتوی اور اسلام و قرآن کے خلاف دستاویز۔
و أسروا النجوى الذین ظلموا ہل ہذا إلا بشر مثکم

10_ مشرکین کی نظر میں انسان ہونے کا مقام نبوت کا حاصل کرنے کے ساتھ سازگار نہ ہونا۔
ہل ہذا إلا بشر مثکم

11_ پیغمبر اکرم (ص) لوگوں کے درمیان بلا واسطہ اور قابل احساس طریقے سے حاضر رہتے اور انہیں کی طرح زندگی گزارتے۔

ہل ہذا إلا بشر مثکم

"مثکم" بشر کی صفت ہے (بشر ہونے کے علاوہ) پیغمبر اکرم (ص) کی تمہارے جیسا ہونے کے ساتھ توصیف ممکن ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہو۔

12_ ستمگر مشرکین کی طرف سے قرآن کی طرف جادو ہونے اور پیغمبر اکرم (ص) کی طرف جادوگر ہونے کی

312

ناروا نسبت۔

أَفْتَاتُونَ السَّحَرِ وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ

13_ ستمگر مشرکین قرآن پر جادو ہونے کی تہمت لگا کر اسے برگز پیروی کے لائق نہیں سمجھتے تھے۔

أَفْتَاتُونَ السَّحَرِ وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ

جملہ "أَفْتَاتُونَ السَّحَرِ" میں استفہام انکاری ہے اور جملہ "وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ" "تأتون" کے فاعل کیلئے حال ہے اس بنا پر آیت کا معنی یوں ہوگا کیا تم لوگ آنکھ اور آگاہی کے ساتھ قرآن کے جو جادو ہے کے پیچھے جاتے ہو؟ یعنی یہ کہ قرآن کا پیروی کے لائق نہ ہونا واضح و روشن امر ہے۔

14_ پیغمبر اکرم (ص) کے زمانے کے لوگوں پر قرآن کی غیر معمولی اور تعجب آور تاثیر۔

أَفْتَاتُونَ السَّحَرِ

قرآن پر جادو ہونے کی تہمت سے لگتا ہے کہ قرآن غیر معمولی اثر رکھتا تھا۔

15_ قرآن کا جادو اور پیغمبر اکرم (ص) کا جادوگر ہونا ستمگر مشرکین کے ایمان نہ لانے کا ایک اور بہانہ اور کھوکھلی دلیل۔

أَفْتَاتُونَ السَّحَرِ وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ

مشرکین پیغمبر اکرم (ص) کے دعوے کو رد کرنے کیلئے دو بہانے اور کھوکھلی دلیلیں لاتے تھے 1_ آنحضرت (ص) کا بشر ہونا (ہل ہذا إلا بشر مثکم) 2_ آپ (ص) کا جادوگر ہونا (أَفْتَاتُونَ السَّحَرِ)

16_ صدر اسلام کے مشرکین جادو کی پیروی کو عقل و خرد کے ساتھ سازگار نہیں سمجھتے تھے۔

أَفْتَاتُونَ السَّحَرِ وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ

17_ پیغمبر اکرم (ص) کو جھٹلانا اور انکی طرف ناروا نسبتیں (جادوگر ہونا و غیرہ) دینا ظلم ہے۔

وَأَسْرُوا النُّجُوزِ الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ ... أَفْتَاتُونَ السَّحَرِ وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ

جملہ (ہل ہذا بشر ... أَفْتَاتُونَ السَّحَرِ ...) "النُّجُوزِ" کیلئے بدل ہے یعنی ستمگروں کی سرگوشیوں کا محتوا یہ تھا کہ پیغمبر اکرم کی طرف جادو کی نسبت دیتے اور ان افراد کو ظالم کہنا بتاتا ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) کی طرف ناروا نسبت دینا ظلم کا واضح مصداق ہے۔

آسمانی کتب:

انکے سمجھنے کا پیش خیمہ 3

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 4، 6، 7؛ اسلام کے خلاف سازش 9؛ اسکی ظلم دشمنی 8؛ اسکی خصوصیات 8

آنحضرت (ص) :

آپ (ص) کا بشر ہونا 9، 11؛ آپ (ص) کے خلاف سازش 4، 6، 7؛ آپ (ص) پر جادوگری کی تہمت 12، 15، 17؛

بصیرت:

اسکے اثرات 2

جادو:

اسکی پیروی کے موانع 16

حقائق:

انکے سمجھنے کا پیش خیمہ 2

دنیا پرستی:

اسکے اثرات 3

صفات:

313

ناپسندیدہ صفات 3

ظالم لوگ:

صدر اسلام کے ظالموں کی سازش 6، 7

ظلم:

اسکے موارد 5، 17

عقل:

اس کا کردار 16

غافل لوگ: 1

قرآن کریم:

اسکے خلاف سازش 9; اس پر جادو کی تہمت 12، 13، 15; اسکی ظلم دشمنی 8; اس سے روگردانی کرنے والے 13; اس

کا کردار 14

دل:

اسکی بیماری کا پیش خیمہ 3

لہو و لعب:

اسکے اثرات 3

آپکی سیرت 11; آپ(ص) پر ظلم 4; آپ کو جھٹلانے کا ظلم 17

لوگ:

صدر اسلام کے لوگ اور قرآن 14

مشرکین:

انکی بہانہ تراشی 15; انکا غیر منطقی ہونا 15; انکی سوچ 10; صدر اسلام کے مشرکین کی سوچ 16; انکی زندگی کا
کھوکھلا ہونا 1; صدر اسلام کے مشرکین کا منظم ہونا 6; صدر اسلام کے مشرکین کی سازش 4، 6، 7، 9; انکی تہمتیں 12،
13، 15; صدر اسلام کے مشرکین کی خفیہ میٹینگیں 4، 6; صدر اسلام کے مشرکین کی مشاورتی میٹینگیں 4; انکی غفلت
1; صدر اسلام کے مشرکین کی سرگوشیاں 9

نبوت:

بشر کی نبوت کو جھٹلانے والے 10

وحی:

اسکے ساتھ کھیلنا 5; اسے سمجھنے کا پیش خیمہ 2

قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (٤)

تو پیغمبر نے جواب دیا کہ میرا پروردگار آسمان و زمین کی تمام باتوں کو جانتا ہے وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے
(4)

1_ پروردگار کا اہل زمین و آسمان کی تمام باتوں سے آگاہ ہونا _

قال ربی یعلم القول فی السماء و الأرض

2_ آسمانی موجودات میں کلام اور سخن کا موجود ہونا _

314

قال ربی یعلم القول فی السماء

3_ خداتعالیٰ نے پیغمبر اکرم(ص) کو ستم گر مشرکین کی خفیہ میٹینگیوں اور مخفی گفتگو سے آگاہ کیا _

أسروا النجوى ... قال ربی یعلم القول فی السماء

4_ خداتعالیٰ کی طرف سے ستمگر مشرکین کو پیغمبر اکرم(ص) اور اسلام کے خلاف خفیہ سازشیں اور سرگوشیاں کرنے
کے بارے میں تنبیہ _

أسروا النجوى الذين ظلموا ... قال ربی یعلم القول فی السماء و الأرض

سرگوشیاں اور سازشیں کرنے والے مشرکین کو اس آیت کی یاد دہانی کہ خداتعالیٰ آسمان و زمین میں ہونے والی ہر بات

سے آگاہ ہے ان کیلئے انکی سازشوں کے برے انجام کے بارے میں تنبیہ ہے۔

5_ مطلق علم اور شنوائی، صرف خداتعالیٰ کی شان ہے۔

وہو السميع العليم

ادبی لحاظ سے جب بھی مبتدا معرفہ اور خبر پر الف و لام ہو تو یہ حصر کا فائدہ دیتا ہے آیت کریمہ میں بھی ایسے ہی

ہے۔

6_ اس بات کی طرف توجہ کہ خداتعالیٰ موجودات عالم کے اعمال و گفتار سے مکمل آگاہی رکھتا ہے انسان کو حق دشمنی

اور گناہ سے باز رکھتا ہے۔

أَسْرُوا النجوى ... قال ربى يعلم القول فى السماء و الأرض و هو السميع العليم

خداتعالیٰ نے مشرکین کی اسلام کے خلاف خفیہ سازشوں اور سرگوشیوں کے جواب میں پیغمبر اکرم کو حکم دیا کہ انہیں

خداتعالیٰ کے مکمل علم کی خبر دیں۔ یہ حقیقت ہوسکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہو۔

7_ خداتعالیٰ سمیع (سننے والا) اور علیم (جاننے والا) ہے۔

وہو السميع العليم

آسمان:

اہل آسمان کا کلام 1; اسکے موجودات کا گفتگو کرنا 2; اسکے باشعور موجودات 2

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 4; اسکے خلاف سازش کرنا 4

اسما و صفات:

سمیع 7; علیم 7

انسان:

اسکی سخن 1

آنحضرت(ص):

آپ(ص) کے خلاف سازش 4; آپ(ص) کے علم کا سرچشمہ 3

حق:

حق دشمنی کے موانع 6

خداتعالیٰ:

اسکی خصوصیات 5; اس کا افشا کرنا 3; اسکی شنوائی 5; اس کا علم 1; 5; اس کا خبردار کرنا 4

ذکر:

خداتعالیٰ کے علم غیب کے ذکر کے اثرات 6

315

گناہ:

اسکے موانع 6

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کو افشا کرنا 3; انکی سازشیں 4; صدر اسلام کی مشرکین کے خفیہ میٹینگیں 3; 4; صدر اسلام کے

مشرکین کو تنبیہ 4

موجودات:

ان کا کلام کرنا 6; انکا عمل 6

بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَخْلَامٍ بَلْ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ (۵)

بلکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو سب خواب پریشاں کا مجموعہ ہے بلکہ یہ خود پیغمبر کی طرف سے افتراء ہے بلکہ یہ

شاعر ہیں او رشاعری کر رہے ہیں ورنہ ایسی نشانی لے کر آتے جیسی نشانی لے کر پہلے پیغمبر بھیجے گئے تھے (5)

- 1_ قرآن کو پراگندہ اور پریشان خواب سمجھنا، ستمگر مشرکین کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے کا حصہ۔
 بل قالوا أضغاث أحلام
 "اضغاث" (ضغث کی جمع) کا معنی ہے دستے اور مختلط چیزیں اور "احلام" (جمع حلم کی) کا معنی ہے خواب۔ یہ تعبیر (اضغاث أحلام) پریشان اور پراگندہ خوابوں کے سلسلے میں بولی جاتی ہے۔
- 2_ قرآن کو ایک غیر منظم مجموعہ اور غیر منسجم کتاب کے طور پر متعارف کرانا، ستمگر مشرکین کے زہریلے پروپیگنڈے کا حصہ تھا۔
 بل قالوا أضغاث أحلام
 مذکورہ نکتہ "اضغاث" کے لغوی معنی (پریشان چیزیں، پراگندہ اور غیر منسجم دستے) کو دیکھتے ہوئے ہے۔
- 3_ قرآن کریم کا پیغمبر اکرم (ص) کی طرف سے گھڑا ہوا ہونا ستمگر مشرکین کی آنحضرت (ص) پر تہمت۔
 بل افتري هـ
- 4_ ستمگر مشرکین کی طرف سے قرآن اور پیغمبر اکرم (ص) کی طرف شعر و شاعری کی ناروا نسبت۔
 بل هو شاعر

316

- 5_ قرآن کا خوبصورت اور جذاب ہونا مشرکین مکہ کی نظر میں مسلم اور قابل قبول تھا۔
 بل هو شاعر
 چونکہ شعر خاص قسم کی خوبصورتی اور جذابیّت کا حامل ہوتا ہے اس لئے مشرکین، پیغمبر اکرم (ص) کو شاعر سمجھتے تھے۔
- 6_ مشرکین، قرآن کا مقابلہ کرنے میں اور اسکے خلاف واضح موقف اختیار کرنے میں سرگردان اور ناتوان تھے۔
 بل قالوا أضغاث أحلام ... بل هو شاعر
 آیت کریمہ میں "بل" اضطراب انتقالی کیلئے ہے اور یہ صرف ایسے موارد میں استعمال ہوتا ہے کہ جہاں متکلم پہلے نکتے سے صرف نظر کر کے دوسرا نکتہ بیان کرنے کے درپے ہو اور ایک ہی کلام میں اس کا تکرار متکلم کے اضطراب، شک و تردید یا تصمیم کرنے میں اسکی ناتوانی کا غماز ہے۔
- 7_ مشرکین، پیغمبر اکرم (ص) سے سابقہ انبیاء کے معجزات جیسا معجزہ طلب کرتے تھے۔
 فليأتنا بآية كما أرسل الأولون
- 8_ عصر بعثت میں مشرکین کا حقیقت معجزہ اور اسکے جادو، پریشان خواب اور شعر کے ساتھ فرق سے آگاہ ہونا۔
 بل قالوا أضغاث أحلام بل افتري هـ بل هو شاعر
 مشرکین پیغمبر اکرم (ص) کی مخالفت میں پہلے تو آپ (ص) کے کلام کو جادو، شعر یا پراگندہ خواب قرار دیتے تھے پھر آپ (ص) کی رسالت کے اثبات کیلئے آپ (ص) سے معجزہ کے طالب ہوئے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ معجزہ اور سحر و شعر وغیرہ کے ساتھ اسکے فرق سے آگاہ تھے اور اس کا اعتراف کرتے تھے۔
- 9_ سابقہ انبیاء کے معجزوں جیسے معجزے کی درخواست آنحضرت (ص) کی رسالت کو قبول نہ کرنے کیلئے مشرکین کا ایک بہانہ۔
 و أسروا النجوى الذين ظلموا ... فليأتنا بآية كما أرسل الأولون
- 10_ صدر اسلام کے ستمگر مشرکین ہٹ دھرم، حق کو قبول نہ کرنے والے اور بہانہ خور لوگ تھے۔
 بل قالوا ... فليأتنا بآية كما أرسل الأولون
- 11_ ستمگر مشرکین کا پیغمبر اکرم (ص) کے خلاف تمام ممکنہ سیاسی، ثقافتی اور تبلیغی ہتھکنڈوں سے استفادہ کرنا۔
 أسروا النجوى ... بل هذا إلا بشر ... بل قالوا أضغاث أحلام بل افتري هـ بل هو شاعر فليأتنا بآية كما أرسل الأولون

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 1، 7، 11

افترا باندھنا:

قرآن پر افترا باندھنا 3

قرآن کریم:

اسکے خلاف پروپیگنڈا 2; اس پر پراگندہ ہونے کی تہمت 2; اس پر منتشر خواب ہونے کی تہمت 1; اس پر شعر ہونے کی تہمت 4; اسکی جذابت 5; اسکے ساتھ مقابلے کی روش 6; اسکی خوبصورتی 5

317

آنحضرت(ص) :

آپ(ص) کو جھٹلانے والوں کا بہانہ خور ہونا 9; آپ(ص) کے خلاف سازش 1; آپ(ص) پر تہمت 1، 3; آپ(ص) پر شاعر ہونے کی تہمت 4

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کی بہانہ جوئی 9، 10; صدر اسلام کے مشرکین کی سوچ 8; صدر اسلام کے مشرکین کا پروپیگنڈا 11; انکا پروپیگنڈا 2; انکا حیرت زدہ ہونا 6; انکی سازشیں 1; انکی تہمتیں 1، 3، 4; صدر اسلام کے مشرکین کا حق کو قبول نہ کرنا 10; صدر اسلام کے مشرکین کے مطالبے 7; صدر اسلام کے مشرکین کے پروپیگنڈے کی روش 11; انکا عاجز ہونا 6; صدر اسلام کے مشرکین کی ہٹ دھرمی 10

مشرکین مکہ:

انکی سوچ 5

معجزہ:

اس کا جادو سے فرق 8; اسکے حقیقت 8; اسکی درخواست 7; مطلوبہ معجزہ کا فلسفہ 9; مطلوبہ معجزہ 7

تفسیر راہنما جلد 11

مَا أَمَنْتُ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ (٦)

ان سے پہلے ہم نے جن بستیوں کو سرکشی کی بنا پر تباہ کر ڈالا وہ تو ایمان لائے نہیں یہ کیا ایمان لائیں گے (6)

1_ جن امتوں پر عذاب نازل کیا گیا انہوں نے معجزات الہی سے بہرہ مند ہونے کے باوجود ایمان قبول نہ کیا _
ما أَمَنْتُ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهُ

2_ گزشتہ امتوں کی ہلاکت اور ان کا عذاب معجزات الہی پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے تھا _
فَلْيَأْتِنَا بآيَةٍ ... مَا أَمَنْتُ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهُ

3_ ہلاکت ان امتوں کا مقدر ہے جو اپنے درخواست کردہ معجزات پر ایمان نہ لائیں _
مَا أَمَنْتُ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهُ

4_ ایمان، انسانی معاشروں اور تہذیبوں کی حفاظت اور بقا میں مؤثر ہے _
مَا أَمَنْتُ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهُ

5_ قرآن کی پیشین گوئی تھی کہ صدر اسلام کے بعض

318

مشرکین ایمان نہیں لائیں گے اپنے درخواست کردہ معجزات کے نزول کے بعد بھی _

ما أمنت قبلهم ... أفهم يؤمنون

6_ انبیاء کو جھٹلانے والے انکی مخالفت کے سلسلے میں ایک جیسی روش اور حربوں کے حامل ہوتے ہیں۔

فلاننا بأية ... ما أمنت قبلهم من قرية أهلكنا أفهم يؤمنون

خدا تعالیٰ نے گذشتہ آیت میں اس بات کی یاد دہانی کرائی ہے کہ مشرکین آنحضرت (ص) سے (سابقہ انبیاء (ع) کے معجزات جیسے) معجزے کے خوابان ہوئے اور اس آیت میں فرماتا ہے کہ گذشتہ امتیں انبیاء (ع) کے معجزے دیکھنے کے باوجود ایمان نہ لائیں پس قطعاً تم بھی ایمان نہیں لاؤ گے یہ یاد دہانی اس بات سے حکایت کرتی ہے کہ انبیاء (ع) کو جھٹلانے والوں کے مقابلے کی روش اور ہتھکنڈے ایک جیسے تھے۔

7_ صدر اسلام کے بعض مشرکین کی ہٹ دھرمی اور عناد سابقہ انبیاء کے مخالفین کے مقابلے میں زیادہ سخت اور شدید تھی۔

ما أمنت قبلهم ... أفهم يؤمنون

"افہم" کا ہمزہ استفہام انکاری کیلئے اور اسکی "فائی" تعقیب کا فائدہ دینے کیلئے ہے اس بنا پر آیت کا معنی یوں ہوگا گذشتہ امتیں اپنے درخواست کردہ معجزات کے آنے کے باوجود ایمان نہ لائیں آیا یہ لوگ جو زیادہ ہٹ دھرم اور حق دشمن ہیں ایمان لائیں گے۔

8_ مکہ کے ستم گر مشرکین کی طرف سے معجزے کی درخواست بہانہ تھی نہ حقیقت تک پہنچنے کیلئے۔

فلاننا أفهم يؤمنون

خدا تعالیٰ نے مشرکین کی طرف سے معجزہ کی درخواست کو اسلئے رد فرمایا کہ یہ بھی گذشتہ مشرکین کی طرح ایمان نہیں لانا چاہتے لہذا ایسی درخواست صرف ایک بہانہ اور ہتھکنڈا ہے۔

9_ ستمگر مشرکین کا ایمان نہ لانا اور حق کو قبول نہ کرنا ان کے پیغمبر اکرم (ص) سے معجزہ کے درخواست کے رد ہونے کی وجہ اور فلسفہ۔

فلاننا بأية ... أفهم يؤمنون

آنحضرت (ص) :

آپ (ص) کے دشمن 7

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 9

گذشتہ امتیں:

انکی تاریخ 3; انکی ہلاکت کے عوامل 3; انکا انجام 3; انکے عذاب کا فلسفہ 2; انکی ہلاکت کا فلسفہ 2

انبیاء (ع) :

انہیں جھٹلانے والوں کا ہدف 6; ان کے دشمن 7; ان کے دشمنوں کی ہم آہنگی 6; انہیں جھٹلانے والوں کی ہم آہنگی 6 ایمان:

اسکے اجتماعی اثرات 4

تہذیبیں:

ان کی بقاء کے عوامل 4

319

معاشرہ:

معاشروں کی بقا کے عوامل 4

عذاب:

اہل عذاب کا کفر 1; اہل عذاب کا لیچرین 1

قرآن کریم:

اسکی پیشین گوئی 5

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کے حق کو قبول نہ کرنے کے اثرات 9; صدر اسلام کے مشرکین کے کفر کے اثرات 9; صدر اسلام کے مشرکین کی دشمنی کی شدت 7; صدر اسلام کے مشرکین کا کفر 5; صدر اسلام کے مشرکین کا لیچڑین 5 مشرکین مکہ: انکی بہانہ جوئی 8; ان کے مطالبوں کا فلسفہ 8 معجزہ: اسے جھٹلانے کے اثرات 3; اسکی درخواست 8; اپنی مرضی کے معجزہ کے رد ہونے کا فلسفہ 9; اسے جھٹلانے کی سزا 2; اپنی مرضی کا معجزہ 8

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رَجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۷)
اور ہم نے آپ سے پہلے بھی جن رسولوں کو بھیجا ہے وہ سب مر ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ تو تم لوگ اگر نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کرلو (7)

- 1_ تمام انبیاء الہی، انسان اور مرد تھے۔
وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رَجَالًا
- 2_ صاحب رسالت کا انسان ہونے کے منافی ہونا، مشرکین کی باطل سوچ۔
ہل ہذا إلا بشر مثکم ... مَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رَجَالًا
- 3_ مقام رسالت، انسان ہونے کے منافی نہیں ہے بلکہ انبیا (ع) کا انسان ہونا سنت الہی ہے۔
ہل ہذا إلا بشر مثکم ... مَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رَجَالًا
- 4_ خداتعالیٰ، وحی اور انبیا (ع) ء کو بھیجنے کا سرچشمہ ہے۔
وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رَجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ
- 5_ انبیا (ع) ء کا وحی سے بہرہ مند ہونا ان کا دیگر انسانوں سے امتیاز۔

320

- وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رَجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ
- 6_ وحی الہی کو حاصل کرنا، منصب رسالت کا لازمہ ہے۔
وَمَا أَرْسَلْنَا ... نُّوحِي إِلَيْهِمْ
 - 7_ انبیاء کی دعوت، صرف وحی الہی پر مبنی تھی۔
ہل قالوا أضعافاً ... ہل ہو شاعر ... وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا رَجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ
 - 8_ خداتعالیٰ کی طرف سے مشرکین مکہ کو دعوت کہ وہ سابقہ انبیاء کے بشر ہونے کے بارے میں علم رکھنے والوں سے پوچھ لیں۔
فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
 - 9_ انبیا (ع) ء کا انسان ہونا، عصر بعثت کے دینی علما اور تاریخ انبیا (ع) ء سے آگاہ لوگوں کے ہاں مسلم تھا۔
وَمَا أَرْسَلْنَا ... فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
 - "اہل ذکر" سے مراد دینی علما ء ہیں کیونکہ اولاً عام لوگ انبیا (ع) ء کی تاریخ سے بے خبر تھے اور اس قسم کے معلومات دینی علما کے پاس تھے اور ثانیاً کلمہ "ذکر" قرآن میں آسمانی کتابوں اور خود قرآن پر بولا گیا ہے۔
 - 10_ عصر بعثت کے مشرکین کے جاہلانہ ماحول میں تاریخ انبیا (ع) ء سے واقف لوگوں کا موجود ہونا۔
فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ
 - 11_ اعتقادی اور دینی مسائل میں علم و آگاہی کے حصول تک کوشش اور جستجو کرنا ضروری ہے۔
فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
- جملہ "اسئلوا ..." مقدر شرط کا جواب ہے اور جملہ "ان کنتم لا تعلمون" اسکی تفسیر کر رہا ہے اور یہ دراصل یوں ہے "ان کنتم لا تعلمون فاسئلوا ..." (اگر نہیں جانتے تو سوال کرو) اس بات کا لازمہ یہ ہے کہ اگر انسان کسی چیز کو نہیں جانتا تو جاننے تک کوشش اور سوال کرنا ضروری ہے۔

- 12_ گذشتہ انبیاء (ع) ء کے بشر ہونے کے بارے میں مشرکین مکہ کا تجاہل عارفانہ۔
فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون
"ان کنتم لا تعلمون" کی قید مشرکین کے علم کی طرف اشارہ ہے ورنہ اگر وہ واقعاً نہیں جانتے تھے تو مذکورہ قید (اگر نہیں جانتے) کا لانا لغو اور بے سود ہوتا)
13_ مشرکین مکہ کے نزدیک دینی علماء اور آسمانی کتابوں کی اطلاع رکھنے والوں کا خاص معاشرتی مقام تھا۔
فسئلوا اہل الذکر
مشرکین کو دینی علماء اور تاریخ انبیاء (ع) ء سے واقف لوگوں کی طرف رجوع کرنے کا حکم دینا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ مشرکین کے درمیان ان علماء کا خاص مقام تھا اور یہ ان لوگوں کی بات کو قبول کرتے تھے۔
14_ دینی مسائل کے بارے میں علماء کیلئے جاہلوں کے سوالوں کا جواب دینا ضروری ہے۔
فسئلوا اہل الذکر
قابل ذکر ہے کہ اگر سوال واجب ہو تو جواب بھی واجب ہو ورنہ سوال کا واجب ہونا لغو اور بے

321

- فائدہ ہوگا کیونکہ اگر جواب واجب نہ ہو تو ممکن ہے سوال بغیر جواب کے رہ جائے اور اس صورت میں غرض حاصل نہیں ہوگی اور یہ خداوند حکیم سے دور ہے۔
15_ علماء دین اور اہل خبرہ افراد کی بات کا حجت اور قابل اعتبار ہون
فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون
مذکورہ مطلب خدا تعالیٰ کے، ناشناختہ مسائل میں علماء کی طرف رجوع کرنے کے حکم کے لازمے سے استفادہ ہوتا ہے کیونکہ علماء کے اظہار نظر کے حجت اور قابل اعتبار ہونے کے بغیر انکی طرف رجوع کو لازمی قرار دینا لغو ہوگا اور یہ خدا کے حکیم ہونے سے دور ہے۔
16_ "قال رسول الله (ص): لا ينبغي للعالم أن يسكت على علمه ولا ينبغي للجاهل أن يسكت على جهله وقد قال الله "فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون" رسول خدا (ص) نے فرمایا: کہ عالم کیلئے سزاوار نہیں ہے کہ وہ علم کے باوجود خاموش رہے (اور اسے چھپائے) اور جاہل کیلئے سزاوار نہیں ہے کہ جہل کے باوجود خاموش رہے (اور سوال نہ کرے) جبکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون" (1)

انبیاء (ع) :

ان کا بشر ہونا 1، 3، 8، 9، 12؛ انکی نوع 1؛ انکا مرد ہونا 1؛ انکا مقام و مرتبہ 5؛ انکی بعثت کا سرچشمہ 4؛ انکی دعوت کا سرچشمہ 7؛ انکی طرف وحی 5

اہل خبرہ:

انکی بات کا حجت ہونا 15

خیال:

باطل خیال 2

جہلائی:

انکی ذمہ داری 16

خدا تعالیٰ :

اسکی دعوت 8؛ اسکی سنت 3؛ اس کا نقش و کردار 4

دین:

دینی سوالوں کا جواب 14

روایت 16

عقیدہ:

اعتقادی مسائل میں جستجو 11؛ اس میں علم 11

علماء:

ان سے سوال 8; زمان بعثت کے علما 10; انکی ذمہ داری 14
 دینی علمائ: انکا احترام 13; زمان بعثت کے دینی علما کی سوچ 9; انکی بات کی حجیت 15; صدر اسلام کے دینی علما 13; انکی معاشرتی حیثیت 13
 مشرکین: انکی سوچ 2
 مشرکین مکہ: انکی سوچ 13; انکا تجاہل عارفانہ 12; انکو دعوت 8
 مؤرخین: زمان بعثت کے مؤرخین کی سوچ 9; زمان بعثت کے مؤرخین 10

(1) الدر المنثور ج 5، ص 133

322

نبوت:

اس کی شرائط 6; انسان کی نبوت کو جھٹلانے والے 2

وحی:

اس کا سرچشمہ 4; اس کا کردار 7; یہ اور نبوت 6

وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَداً لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ (۸)

اور ہم نے ان لوگوں کے لئے بھی کوئی ایسا جسم نہیں بنایا تھا جو کھانا نہ کھاتا ہو اور وہ بھی ہمیشہ رہنے والے نہیں تھے (8)

1_ دیگر انسانوں کی طرح انبیاء (ع) ء کے بدن کو بھی غذا کی ضرورت ہے _

و ما جعلنہم جسداً لا یأکلون الطعام

2_ انبیاء (ع) ء اور دیگر لوگ جسمانی خصوصیات اور انسانی ضروریات کے لحاظ سے ایک جیسے ہیں _

و ما جعلنہم جسداً لا یأکلون

3_ دیگر انسانوں کی طرح انبیاء بھی دنیا میں دائمی زندگی سے بہرہ مند نہیں تھے _

و ما جعلنہم جسداً ... ما کانوا خلدین

4_ انبیاء (ع) ء کا غذا سے بے نیاز ہونا اور ان کا دنیا میں زندہ و جاوید ہونا، مشرکین کا باطل خیال _

و ما جعلنہم جسداً لا یأکلون الطعام و ما کانوا خلدین

5_ فانی ہونا اور خوراک کی احتیاج، انسانی جسم کے عوارض میں سے ہے _

و ما جعلنہم جسداً لا یأکلون الطعام و ما کانوا خلدین

لفظ "جسد" کا استعمال اور پھر انبیاء (ع) ء کی یہ توصیف کہ وہ بھی کھاتے اور موت کا شکار ہوتے ہیں اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ یہ دو صفتیں انبیاء (ع) ء کے وجود کے جسمانی ہونے کے ساتھ مربوط ہیں کیونکہ یہ انسان کا جسم ہے جسے خوراک کی ضرورت ہے اور یہ فانی ہے نہ انسان کی روح _

6_ موت، ایسی حتمی تقدیر ہے کہ جس سے حتیٰ انبیاء کا بھی

323

چھٹکارا نہیں ہے _

و ما کانوا خلدین

انبياء:

ان کا انسان ہونا 1، 2، 3؛ انکا دائمی ہونا 4؛ ان کا طعام 1، 4؛ انکا انجام 6؛ انکی موت 3، 6؛ انکی مادی ضروریات 1، 2 انسان:

اسکے بدن کا فانی ہونا 5؛ اسکی مادی ضروریات 2، 5

سوچ:

باطل سوچ 4

مشرکین:

انکی سوچ 4

ضروریات:

غذا کی ضرورت 1، 5

ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ وَمَنْ نَشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ (۹)

پھر ہم نے ان کے وعدہ کو سچ کر دکھایا اور انہیں اور ان کے ساتھ جن کو چاہا بچالیا اور زیادتی کرنے والوں کو تباہ و برباد کر دیا (9)

1_ انبیاء (ع) ء اور مؤمنین کو دشمنوں سے نجات دینا اور انہیں ان پر کامیابی عطا کرنا، خداتعالیٰ کا ان کے ساتھ وعدہ _
و ما ارسلنا قبلك اِلَّا رَجَالاً ... ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ وَمَنْ نَشَاءُ

2_ دشمنوں کی نابودی، خداتعالیٰ کا انبیاء (ع) ء اور مؤمنین کے ساتھ وعدہ _
ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ ... وَ أَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ

3_ خداتعالیٰ نے انبیاء (ع) ء و مؤمنین کو نجات دینے اور دشمنوں کو ہلاک کرنے والے اپنے وعدے پر عمل کیا _
ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ وَمَنْ نَشَاءُ وَ أَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ

"صدقنا" کا مصدر "صدق" دو چیزوں میں استعمال ہوتا ہے _ 1_ اعتقادات میں اس صورت میں اس کا معنی ہوتا ہے واقع کے مطابق اعتقاد _ 2_ انسان کے اعمال کے بارے میں اس صورت میں اس سے مراد ہوتا ہے کام کو شائستہ

324

اور صحیح طریقے سے انجام دینا (مفردات راغب) اس آیت میں دوسرا معنی مقصود ہے _ قابل ذکر ہے کہ مادہ "صدق" بعض موارد میں دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور یہ آیت بھی انہیں میں سے ہے _

4_ لوگوں کی دشمنوں سے نجات اور رہائی، خداتعالیٰ کی مشیت کی مرہون منت ہے _
فَأَنْجَيْنَاهُمْ وَمَنْ نَشَاءُ

5_ اسراف کرنے والے، انبیاء (ع) ء کے مقابلے میں انکے مخالفین کی صفوں میں اور ان کے دشمن تھے _
فَأَنْجَيْنَاهُمْ

6_ سخت دشمنی اور شدید مخالفت، انبیاء (ع) ء کے ہلاک شدہ مخالفین کی خصوصیات میں سے تھیں _
ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ ... وَ أَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ

مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ اسراف سے مراد _ حکم و موضوع اور آیت کے مورد کے تناسب سے _ انبیاء (ع) ء کی مخالفت اور دشمنی میں حد سے تجاوز کرنا ہے نہ کہ امور مالی و غیرہ میں اسراف

7_ خداتعالیٰ کی جانب سے پیغمبر اکرم (ص) اور مؤمنین کی حوصلہ افزائی اور انہیں تسلی دینا اور مشرکین کو دھمکی دینا

ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ ... وَ أَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ

خداتعالیٰ کے انبیاء (ع) ء اور مؤمنین کے ساتھ کامیابی اور ان کے دشمنوں کی نابودی کے وعدے کا تذکرہ ہوسکتا ہے
مذکورہ نکتے کو بیان کرنے کیلئے ہو _

8_ انبیاء (ع) ء کے دشمن اور مخالفین، اسراف کرنے والے ہیں _

ثم صدقناهم الوعد ... أهلكنا المسرفين

9_ اسراف کرنا، حق کو قبول نہ کرنے اور انبیاء(ع) ء کی مخالفت کے اسباب فراہم کرتا ہے اور ہلاکت اور نابودی کا سبب ہے۔

و أهلكنا المسرفين

ہلاک ہونے والوں کی "مسرفین" کے ساتھ توصیف ان کی ہلاکت میں اس وصف کی تا ثیر اور علت ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

10_ مشرکین کے خلاف کامیابی، خدا تعالیٰ کا پیغمبر(ص) اسلام کے ساتھ وعدہ۔

ثم صدقناهم الوعد

آیت کریمہ پیغمبر(ص) اسلام کو تسلی دینے کے مقام میں ہے اور خدا تعالیٰ عمومی روش کو بیان کر کے (سب انبیاء(ع) ء کی کامیابی کا وعدہ) در حقیقت پیغمبر اکرم(ص) کو بھی کامیابی کا وعدہ دے رہا ہے۔

اسراف:

اسکے اثرات 9

انبیاء(ع) :

ان کے دشمنوں کا اسراف 8; ان کے دشمن 5; ان کے دشمنوں کی دشمنی 6; ان کے ساتھ دشمنی کے عوامل 9; ان کے ساتھ وعدہ 2; انکی کامیابی کا وعدہ 1; انکی نجات کا وعدہ 1، 3; ان کے دشمنوں کی خصوصیات 6; ان کے دشمنوں کی ہلاکت 2، 3

حق:

اسے قبول نہ کرنے کے عوامل 9

خدا تعالیٰ :

324

اسکی مشیت کے اثرات 4; اسکی دھمکیاں 7; اسکے وعدے 3

دشمن:

ان سے نجات کا سرچشمہ 4; ان سے نجات 1

مؤمنین:

انکی حوصلہ افزائی 7; انکو تسلی 7; ان کے ساتھ وعدہ 2; انکی کامیابی کا وعدہ 1; انکی نجات کا وعدہ 1، 3; ان کے دشمنوں کی ہلاکت 2، 3

آنحضرت(ص) :

آپ(ص) کی حوصلہ افزائی 7; آپکو تسلی 7; آپ کو کامیابی کا وعدہ 10

مسرفین: 8

انکی دشمنی 5

مشرکین:

ان پر کامیابی 10; انکی دھمکی 7

ہلاکت:

اسکے عوامل

وعدہ:

اسکی وفا، 3

لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۱۰)

بیشک ہم نے تمہاری طرف وہ کتاب نازل کی ہے جس میں خود تمہارا بھی ذکر ہے تو کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے ہو

(10)

- 1_ قرآن، آسمانی کتاب اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔
لقد أنزلنا إليك كتب
2_ قرآن، با عظمت اور بلند مرتبہ کتاب ہے۔
لقد أنزلنا إليك كتب
"کتاباً" کی تنوین تقخیم اور تعظیم پر دال ہے۔
3_ قرآن، پیغمبر اکرم (ص) کے زمانے میں (بعثت کے پہلے نصف حصے میں) کتاب کے طور پر جانی پہچانی جاتی تھی۔
لقد أنزلنا إليك كتب
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کے سورہ "انبیاء" مکہ میں نازل ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ بعثت کے پہلے نصف حصے میں قرآن کتاب کے طور پر پہچانا جاتا تھا۔

325

- 4_ قرآن، انسان کو یاد دہانی کرانے والا اور انسان کے ساتھ مربوط مسائل پر مشتمل ہے۔
کتاباً فیہ ذکر کم
مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "ذکر" کسی چیز کو زبان پر لانے اور یاد کرنے کے معنی میں ہو۔ قابل ذکر ہے کہ یہ معنی اسکے مشہور اور غالب معانی میں سے ہے۔
5_ قرآن، انسان کیلئے سبق آموز اور پند و نصیحت کا سبب ہے۔
کتاباً فیہ ذکر کم
مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "ذکر" کا معنی نصیحت اور نصیحت حاصل کرنا ہو۔
6_ قرآن، انسان اور امت اسلامی کی شرافت و بزرگی کا سبب اور اس کا نعرہ ہے۔
کتاباً فیہ ذکر کم
اہل لغت نے کلمہ "ذکر" کیلئے جو معانی ذکر کئے ہیں ان میں سے شرافت، بزرگی اور شہرت ہے (قاموس) اس بنا پر "فیہ ذکر کم" سے مراد یہ ہے کہ شرافت و بزرگی اور شہرت، قرآن کے سائے میں اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔
قابل ذکر ہے کہ "ذکر کم" کی ضمیر مخاطب سے مراد ہوسکتا ہے سب انسان ہوں اور ہوسکتا ہے صرف امت اسلامی ہو۔
مذکورہ مطلب میں دونوں احتمال ملحوظ ہیں۔
7_ انسان کے فطری اور غریزی محرکات و تمایلات سے استفادہ کرنا قرآن کی تربیتی اور ہدایت کرنے کی ایک روش۔
فیہ ذکر کم
مذکورہ مطلب مندرجہ ذیل دو نکتوں پر مبنی ہے 1_ ذکر ثناء اور نغمے کے معنی میں ہو 2_ نام کے ہمیشہ رہنے اور بلند شہرت کا شوق، سب انسانوں کی طبع اور غریزے میں ہے۔
8_ خدا تعالیٰ، انسان کو معارف قرآن میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے اور اسکی ترغیب دلاتا ہے۔
أفلا تعقلون
9_ مشرکین کا قرآن کا جھٹلانا ان کے عقل و خرد سے کام نہ لینے کا نتیجہ ہے۔
ہم فی غفلة معرضوں ... لا یدہ قلبہم ... لقد أنزلنا ... أفلا تعقلون
10_ پیغمبر اکرم (ص) اور قرآن کی حقانیت تک پہنچنے میں خردمندی اور غور و فکر کا مؤثر اور تعمیری کردار ہے۔
لقد أنزلنا ... أفلا تعقلون
11_ قرآن کے معارف اور تعلیمات عقل و خرد کے موافق اور اس کے ساتھ سازگار ہیں۔
لقد أنزلنا إليك کتاباً ... أفلا تعقلون
قرآن میں غور و فکر کرنے کی تشویق دلانا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ یہ آسمانی کتاب محتوا کے لحاظ سے عقل و خرد کے ساتھ سازگار ہے۔
12_ قرآن اپنی اور پیغمبر (ص) اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کی بہترین اور سب سے زیادہ قوی دلیل اور معجزہ

327

ہے۔
لقد أنزلنا إليك كتباً فيه ذكركم أفلا تعقلون
ممکن ہے یہ آیت کریمہ مشرکین کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) سے اپنی حقانیت کو ثابت کرنے کیلئے معجزہ لانے کے بہانے والی درخواست کا جواب ہو یعنی اگر یہ لوگ غور کریں تو سمجھ جائیں گے کہ قرآن، پیغمبر (ص) اسلام کا معجزہ ہے۔ قابل ذکر ہے کہ اس حقیقت کی لام قسم اور حرف تحقیق (لقد) کے ساتھ تاکید اسی مطلب کی تائید کرتی ہے۔

-
- آسمانی کتب: 1
آنحضرت (ص):
آپکی حقانیت 10; آپکی (ص) حقانیت کے دلائل 12
تربیت:
اسکی روش 7
غور و فکر کرنا:
اسکے اثرات 10; اسکی تشویق 8; یہ قرآن میں 8
خداتعالیٰ:
اسکی تشویق 8
ذکر:
انسان کا ذکر 4
عبرت:
اسکے عوامل 5
عزت:
اسکے عوامل 6
غریزہ:
اس کا کردار 7
فطریات:
ان کا کردار 7
قرآن کریم:
اس کا معجزہ ہونا 12; اسکی تاریخ 3; اس کی تعلیمات 4; اس کا جمع کرنا 3; اسکی حقانیت 10; اسکی حقانیت کے دلائل 12; اسے جھٹلانے کا پیش خیمہ 9; اس سے عبرت حاصل کرنا 5; اسکی عظمت 2; اسکی تعلیمات کا عقلی ہونا 11; اسکی فضیلت 4; اس کا نزول 1; اس کا کردار 5_6, 12; اس کا وحی ہونا 1
کتاب: 3
مسلمان:
انکی عزت کے عوامل 6
مشرکین:
ان کے غور نہ کرنے کے اثرات 9
ہدایت:
اسکی روش 7

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ (۱۱)
اور ہم نے کتنی ہی ظالم بستیوں کو تباہ کر دیا اور ان کے بعد ان کی جگہ پر دوسری قوموں کو ایجاد کر دیا (11)

- 1_ خداتعالیٰ نے بہت سے شہروں اور آبادیوں کو ان کے لوگوں کے ظلم و ستم کی وجہ سے سختی کے ساتھ کچل دیا اور نابود کر دی
و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة
"قصمنا" کے مصدر "قصم" کا معنی ہے سختی کے ساتھ کسی چیز کو توڑنا اس طرح کہ وہ پراکندہ اجزاء اور ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے (لسان العرب) اور اس آیت میں اس سے مراد نابودی اور ہلاکت ہے
- 2_ ظلم و ستم، معاشروں اور تہذیبوں کے مکمل انحطاط اور انہدام کا سبب ہے۔
و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة
"قریہ" (شہروں کے لوگ) کی "ظالمہ" (ستمگر) کے ساتھ توصیف نابودی اور انہدام میں ظلم کے کردار کو بیان کر رہی ہے
- 3_ خداتعالیٰ کی طرف سے مشرکین اور ستمگر معاشروں اور مشرکین کو ہلاکت اور نابودی کی دھمکی۔
و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة
- 4_ قرآن اور پیغمبر (ص) اسلام کی مخالفت اور ان کے ساتھ مقابلہ ظلم و ستم کا واضح مصداق ہے۔
لقد أنزلنا إليكم ... و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة
خداتعالیٰ نے نزول قرآن کو بیان کرنے اور لوگوں کو اس میں غور و فکر کی دعوت دینے نیز بہت سی اقوام کو ان کے ظلم کی وجہ سے نابود کرنے کا تذکرہ کرنے کے بعد اسلام اور قرآن کے مخالفین کو عذاب اور نابودی کی دھمکی دی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام اور قرآن کی مخالفت ظلم کا واضح مصداق اور نابودی کا موجب ہے۔
- 5_ ظلم، اسراف ہے اور ستمگر معاشرے مسرفین کی تاریخ کے واضح مصداق ہیں۔
و أهلكنا المسرفين ... و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة
خداتعالیٰ نے سابقہ دو آیتوں میں انبیاء (ع) کے دشمنوں کو مسرفین کہا ہے (و أهلكنا)

- المسرفين) اور اس آیت میں بہت ساری اقوام کو کہ جو دین الہی کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے نابود ہوئی ہیں ظالم کہا ہے ان دو آیتوں کے ارتباط سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ ظالمین وہی مسرفین ہیں۔
- 6_ بہت سارے معاشروں کا انحطاط اور انکی نابودی ان کے لوگوں کے کردار کی وجہ سے ہوئی۔
و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة
"کم قصمنا" میں کلمہ "کم" خبریہ اور کثیر کے معنی میں ہے اور قریوں اور امتوں کو ظالم کہنا ان کی ہلاکت اور نابودی کے سبب کا بیان ہے۔
- 7_ خداتعالیٰ نے ستمگر اقوام کو نابود کرنے کے بعد دوسرے لوگوں کو پیدا کیا اور ان کی جگہ پر قرار دیا۔
و أنشأنا بعدہا قوماً آخَرِينَ
"أنشأنا" کے مصدر "أنشأ" کا معنی ہے کسی جاندار شے کو خلق کرنا اور اسے وجود میں لانا اور اسکی تربیت کرنا (مفردات راغب)۔
- 8_ معاشروں اور تہذیبوں کا تغیر و تبدل اور دگرگونی خداتعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے تابع ہے۔
و کم قصمنا ... و أنشأنا بعدہا قوماً آخَرِينَ

آنحضرت (ص):

آپ(ص) کے ساتھ دشمنی 4; آپ(ص) کے ساتھ مقابلہ 4

اسراف:

اسکے موارد 5

اقوام:

انکے متبادل لانے کا سرچشمہ 7، 8

تہذیبیں:

ان کے ختم ہونے کے عوامل 2، 6; ان کے ختم ہونے کا سرچشمہ 8

معاشرہ:

اسکی آسیب شناسی 2

خداتعالیٰ:

اسکے ارادے کے اثرات 8; اسکی مشیت کے اثرات 8; اسکے افعال 7; اسکی دھمکیاں 3

شہر:

انکی نابودی کے عوامل 1

ظالم لوگ: 5

انہیں دھمکی دینا 3; انکی ہلاکت 7

ظلم:

اسکے اثرات 1، 2، 5; اسکے موارد 4

عمل:

اسکے اثرات 6

قرآن کریم:

اسکے ساتھ دشمنی 4; اسکے ساتھ مبارزت 4

مصرفین: 5

مشرکین:

ان کو دھمکی دینا 3

ہلاکت:

اسکی دھمکی 3

330

فَلَمَّا أَحْسَوْا بِأَسْنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ (۱۲)

پھر جب ان لوگوں نے عذاب کی آہٹ محسوس کی تو اسے دیکھ کر بھاگنا شروع کردیا (12)

1_ ستمگر اقوام اور معاشرے جب عذاب الہی کے نزول کا احساس کرتے ہیں تو بھاگ بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

فلما أحسوا بأسنا إذا هم منها يركضون

(یرکضون کے مصدر) "رکض" کا اصلی معنی زمین پر پاؤں مارنا ہے اور جب اسے شخص کی طرف نسبت دی جائے تو

اس سے مراد بھاگنا اور تیز چلنا ہوتا ہے۔

2_ ستمگر معاشروں کی ہلاکت اور نابودی سے پہلے عذاب کی نشانیوں اور علامات کا ظاہر ہونا۔

فلما أحسوا بأسنا

مذکورہ مطلب اس نکتے پر مبتنی ہے کہ عذاب کے احساس سے مراد اسکی نشانیوں اور علامات کا مشاہدہ ہو اور اس وقت

عذاب کے شکار لوگوں کا فرار کرنا اسی مطلب کی تائید کرتا ہے کیونکہ اگر وہ خود عذاب کا احساس کرتے تو بھاگنے کی

فرصت اور راستہ ہی نہ ہوتا۔

3_ عذاب الہی کی علامات اور نشانیوں کے ظہور کے وقت، ستمگر معاشروں کا شدید اور ناگہانی اضطراب اور وحشت۔

فلما أحسوا ... إذا هم منہا یرکضون
مذکورہ مطلب "إذا" فجائیہ ... کہ جو ناگہانی اور غیر متوقع امر پر دلالت کرتا ہے۔ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ ناگہانی
فرار ایک قسم کے وحشت اور اضطراب کی دلیل ہے۔
4۔ ستمگر معاشروں پر نازل ہونے والا عذاب تدریجی ہوتا تھا۔

فلما أحسوا ... یرکضون
اس چیز کے پیش نظر کے آیت کریمہ میں عذاب کے شکار لوگوں کے فرار کو بیان کیا گیا ہے لگتا ہے کہ عذاب کے
احساس کے آغاز اور انکی نابودی۔ کہ جس کا تذکرہ بعد کی تین آیتوں میں ہے۔ کے درمیان فاصلہ موجود تھا۔

گذشتہ اقوام:

انکی تاریخ 1؛ انکا تدریجی عذاب 4؛ انکی ہلاکت 2
ظالم لوگ:

331

انکا اضطراب 3؛ انکا خوف 3؛ یہ عذاب کے وقت 1، 3؛ انکا تدریجی عذاب 4؛ انکا فرار 1؛ انکی ہلاکت 2
عذاب:

اس سے فرار 1؛ اسکی نشانیاں 2

لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَى مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ (۱۳)
ہم نے کہا کہ اب بھاگو نہیں اور اپنے گھروں کی طرف اور اپنے سامان عیش و عشرت کی طرف پلٹ کر جاؤ کہ تم سے
اس کے بارے میں پوچھ کچھ کی جائے گی (13)

1۔ "فرار نہ کرو اور پر آسائش زندگی کی طرف پلٹ آؤ" مہلک عذاب کے نزول کے وقت خداتعالیٰ کی ستمگر اور پر
آسائش کی زندگی گزارنے والوں کے ساتھ استہزاء والی گفتگو۔
لاترکضوا وارجعوا الی ما اُترفتم فیہ
"الترف" کا معنی ہے صاحب نعمت ہونا اور "الترفہ" کا معنی ہے خود نعمت اور "مترف" اسے کہتے ہیں جو فراوان نعمتوں
اور آسائشوں سے بہرہ مند ہو اس طرح کہ غرور کرنے لگے (لسان العرب) یا اس طرح ناز و نعمت میں ہو کہ اسے
کوئی روک نہ سکے اور جو اس کا دل چاہے کرے قابل ذکر ہے کہ "لاترکضوا" اور "ارجعوا ..." میں نہی اور امر مطلب
حقیقی کیلئے نہیں ہیں بلکہ مجاز اور تہکم و استہزاء کیلئے ہیں۔
2۔ ستمگر اور پر آسائش زندگی گزارنے والے معاشروں کا عذاب اور سزا حتمی ہے اور اس سے فرار کا کوئی فائدہ نہیں
ہے۔

لاترکضوا وارجعوا الی ما اُترفتم فیہ

3۔ پر آسائش زندگی گزارنے والے ستمگر نزول عذاب کے وقت اپنا مال و متاع اور گھر چھوڑ کر اپنے شہر و دیار سے
فرار کر جاتے ہیں۔

وارجعوا الی ما اُترفتم فیہ و مسکنکم

4۔ مادی اور خوشگوار زندگی میں غوطہ زن ہونا ستمگر معاشروں میں زندگی گزارنے کا طریقہ ہے۔

قریۃ کانت ظالمة ... وارجعوا الی ما اُترفتم فیہ

5۔ خوش گذرانی اور ناز و نعمت اور آسائشوں میں غرق رہنا دنیوی عذاب اور ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔

و کم قصمنا من قریۃ ... وارجعوا الی ما اُترفتم فیہ

مذکورہ مطلب "فیہ" سے کہ جو ظرفیت کل ے ہے حاصل ہوتا ہے اس طرح کہ نعمت اور آسائش کو

332

ظرف اور انسان جو صاحب نعمت ہے اس کو مظروف قرار دیا گیا ہے اور یہ چیز پر آسائش زندگی گزارنے والے

- ستمگروں کے ناز و نعمت میں غرق ہونے کو بیان کرتی ہے۔
- 6_ معاشرے کے ستمگر اور پر آسائش زندگی گزارنے والے لوگ، تہذیبوں کی نابودی اور معاشرے کے افراد کی ہلاکت کا سبب ہیں
- و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... ارجعوا إلى ما أترفتم فيه
- ان آیات کے مخاطب کچھ خاص لوگ ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے انکی دو صفتیں بیان کی ہیں ستمگر ہونا اور پر نعمت ہونا اور یہ دو صفتیں عام طور پر معاشرے کے خاص طبقے میں ہوتی ہیں اور اکثر لوگ نہ ظالم ہیں اور نہ پر آسائش۔
- 7_ گذشتہ ظالم معاشروں کے پر آسائش زندگی والے لوگ خوبصورت اور مجلل عمارتیں اور گھر رکھتے تھے۔
- و ارجعوا إلى ما أترفتم فيه و مسکنکم
- پر آسائش زندگی والوں کے مال و متاع میں سے "گھروں" کا تذکرہ انکی خصوصیت کا گواہ ہے نیز یہ انکے باسیوں کی دلی وابستگی کی بھی دلیل ہے۔
- 8_ ستمگر معاشروں کے پر آسائش زندگی والے افراد کی ممتاز معاشرتی اور اقتصادی حیثیت۔
- ارجعوا ... لعلکم تسئلون
- اس سلسلے میں کہ "تسئلون" میں سوال کیا ہے اور سوال کرنے والے کون ہیں مفسرین کی مختلف آراء ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ سوال کرنے والے لوگ ہیں اور سوال سے مراد، معاشرتی مسائل میں مشورہ اور اقتصادی مسائل میں مدد اور درخواست ہے۔
- 9_ ماضی کے ستمگر اور پر آسائش معاشروں میں فقیر اور نادار طبقے کا وجود۔
- ارجعوا ... لعلکم تسئلون
- مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنا پر ہے کہ "لعلکم تسئلون" سے مراد فقراء کی ان سے درخواست اور سوال ہو۔
- 10_ گذشتہ معاشروں کے ستمگر اور پر آسائش زندگی والے لوگ انبیاء (ع) الہی کی مخالفت اور ان کے خلاف مقابلہ میں پیش ہوتے۔
- و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... ارجعوا إلى ما أترفتم فيه و مسکنکم لعلکم تسئلون
- مذکورہ مطلب اس نکتے کو پیش نظر رکھتے ہوئے حاصل ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ اور اس سے پہلے کی دو آیتیں ان لوگوں کے بارے میں ہیں کہ جو انبیاء کی مخالفت کی وجہ سے عذاب الہی میں گرفتار ہوئے۔
- 11_ پر آسائش زندگی والے ستمگر لوگوں کا نعمات الہی اور آسائش سے بہرہ مند ہونے کی وجہ سے مؤاخذہ ہوگا اور ان سے سوال کیا جائیگا۔
- ارجعوا إلى ما أترفتم فيه و مسکنکم لعلکم تسئلون

امتیں:

ان کی ہلاکت کے عوامل 6

انبیاء (ع) :

333

ان کے دشمن 10

تہذیبیں:

ان کے ختم ہونے کے عوامل 6

معاشرہ:

اسکی آسیب شناسی 6

خدا تعالیٰ :

اس کا مذاق اڑانا 1

گذشتہ اقوام:

انکی تاریخ 7، 8، 9، 10؛ ان کے ظالموں کی دشمنی 10؛ ان کے معاشرتی طبقات 9؛ ان کے پر آسائش لوگوں کے گھر 7؛ ان کے ظالموں کی معاشرتی حیثیت 8؛ ان کے پر آسائش زندگی والے افراد کی معاشرتی حیثیت 8؛ ان کے ظالموں کی

اقتصادی حیثیت 8; ان کے عیش و عشرت والوں کی اقتصادی حیثیت 8

دنیا پرستی:

اسکے اثرات 5

ظالم لوگ:

ان کا مذاق اڑانا 1; ان کے عذاب کا حتمی ہونا 2; انکی خوش گذرانی 4; ان کی دنیا پرستی 4; ان کی روش زندگی 4; یہ

عذاب کے وقت 3; انکافرار 3; انکا مؤاخذہ 11; ان کا نقش و کردار 6

عذاب:

اس کا پیش خیمہ 5; جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والا عذاب 1; اس سے فرار 1

پر آسائش زندگی والے لوگ:

ان کا مذاق اڑانا 1; ان کے عذاب کا حتمی ہونا 2; ماضی کے پر آسائش زندگی والوں کی دشمنی 10; ان کا فرار 1; 3; ان

کا مؤاخذہ 11; یہ عذاب کی وقت 3; انکا نقش و کردار 6

نعمت:

صاحبان نعمت کا مؤاخذہ 11

ہلاکت:

اس کا پیش خیمہ 5

خواہش پرستی:

اسکے اثرات 5

قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ (۴۱)

ان لوگوں نے کہا کہ ہائے افسوس ہم واقعاً ظالم تھے (14)

1_ ظالم معاشروں کے عیش و عشرت پسند لوگ، عذاب الہی کے احساس کے بعد اپنے ظلم و ستم کا اعتراف کر لیتے ہیں۔

فلما أحسوا بأسنا ... قالوا ی ویلنا إنا كنا ظالمین

2_ عیش و عشرت پسند ظالم لوگ، عذاب الہی کو دیکھ کر

334

حسرت اور ندامت میں ڈوب جاتے ہیں۔

فلما أحسوا بأسنا ... قالوا ی ویلنا إنا كنا ظالمین

3_ ہلاک کر دینے والی مشکلات اور عذاب الہی کے مشاہدہ کے وقت انسان کا حقائق کی طرف توجہ کرنا اور اپنے کردار

سے پشیمان ہونا۔

فلما أحسوا بأسنا ... قالوا ی ویلنا إنا كنا ظالمین

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ "قالوا ی ویلنا ..." مستأنفہ اور جملہ "فلما أحسوا بأسنا ..." کیلئے بیان ہو یعنی

جب ہمارے عذاب کو محسوس کرتے ہیں تو اپنے گناہ کا اقرار اور حقیقت حال کا اعتراف کر لیتے ہیں پس عذاب کو

محسوس کرنا اور تباہ و برباد کر دینے والی مشکلات کا مشاہدہ انسان کے حقائق کی طرف توجہ کرنے اور ان کے اعتراف

کا سبب ہے۔

4_ معاشروں کے عیش و عشرت پسند اور خوش گذران لوگ ظالم اور ستمگر ہیں۔

قریة كانت ظالمة ... ما أترقتم فیہ ... إنا كنا ظالمین

5_ مسلسل ظلم، نابودی اور عذاب الہی کے نزول کا سبب ہے۔

فلما أحسوا بأسنا ... قالوا ی ویلنا إنا كنا ظالمین

مبتلا ہونا:

عذاب میں مبتلا ہونے کے اثرات 3

اقرار:

ظلم کا اقرار 1

پشیمانی:

اسکے عوامل 3

متنبہ ہونا:

اسکے عوامل 3

خوش گذراں لوگ:

ان کا ظلم 4

ظالم لوگ:

ان کا اقرار 1; انکی حسرت 2; یہ عذاب کے وقت 1، 2

ظلم:

اسکے اثرات 5

عذاب:

اسکے دیکھنے کے اثرات 3; اسکے وقت پشیمانی 1; اسکے عوامل 5

عیش و عشرت پر ست لوگ:

ان کا اقرار 1; ان کی پشیمانی 2; انکی حسرت 2; انکا ظلم 4; یہ عذاب کے وقت 1، 2

335

فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّى جَعَلْنَاهُمْ حَصِيداً خَامِئِينَ (۱۵)

اور یہ کہہ کر فریاد کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بنا کر ان کے سارے جوش کو ٹھنڈا کر دیا (15)

1_ عیش و عشرت پرست ستمگر لوگ، عذاب کے احساس سے لیکر ہلاکت و نابودی تک افسوس اور پشیمانی میں رہیں گے۔

فما زالت تلك دعوى هم حتى جعلناهم حصيداً خامدين

2_ عذاب الہی کی نشانیاں اور علامات دیکھنے کے بعد ایمان لانا اور ظلم و گناہ کا اعتراف کرنا بے ثمر ہے۔

إنا كنا ظالمين فما زالت تلك دعوى هم حتى جعلناهم حصيد

یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "گناہ گار لوگ عذاب کے مشاہدے کے وقت سے لیکر ہلاکت کے وقت تک مسلسل اپنے ظلم کا اعتراف کرتے ہیں" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عذاب کے مشاہدے کے وقت گناہ کا اعتراف کرنا اثر نہیں رکھتا اور

ضروری ہے کہ توبہ عذاب کو دیکھنے سے پہلے انجام پائے۔

3_ بہت سارے ستمگر اور پر آسائش زندگی والے معاشرے، خدا تعالیٰ کے شدید عذاب کے نتیجے میں بالکل نابود ہو گئے۔

و کم قصمنا ... حتی جعلناهم حصيداً خمدین

"حصيد" کا معنی ہے محصود یعنی کاٹا ہوا اور "خامد" "خمدت النار خموداً" کا اسم فاعل ہے یعنی آگ کا بجھا ہوا شعلہ اور یہ اس آیت میں موت سے گناہ ہے (مفردات راغب)۔

اقرار:

ظلم کا اقرار 2; گناہ کا اقرار 2

ایمان:

بے ثمر ایمان 2

گذشتہ اقوام:

انکی تاریخ 3; انکا عذاب 3; ان کے ختم ہونے کے عوامل 3

336

ظالم لوگ:

انکی پشیمانی 1; یہ عذاب کے وقت 1

عذاب:

اسے دیکھنے کے اثرات 2; اسکے وقت پشیمانی 1

عیش و عشرت پسند لوگ:

انکی پشیمانی 1; یہ عذاب کے وقت 1

تفسیر راہنما جلد 11

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ (۱۶)

اور ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کو کھیل تماشے کے لئے نہیں بنایا ہے (16)

1_ آسمان و زمین اور فضا کے موجودات (عالم وجود) کی خلقت، فضول اور کھیل تماشہ نہیں ہے بلکہ بامقصد اور با ہدف ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ

"العِب" کا معنی ہے ایسا ہے فائدہ کام کہ جس کا کوئی صحیح مقصد اور سود نہ ہو "لاعِبین"، "خلقنا" کی ضمیر کیلئے حال ہے یعنی ہم نے عالم ہستی کو کھیل تماشے کے قصد سے خلق نہیں کیا۔

2_ آسمان و زمین کے درمیان کی فضا میں مخلوقات اور موجودات ہیں۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ

3_ انبیاء (ع) کی بعثت اور ستمگر اور دین دشمن معاشروں کی ہلاکت، نظام ہستی کے بابدھ ہونے کی بنیاد پر ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ

ستمگر اقوام کی ہلاکت کے بعد کائنات کے بابدھ ہونے کی یاد دہانی ہو سکتا ہے اس نکتے کو بیان کر رہی ہو کہ جب کائنات با مقصد اور با ہدف ہے تو ستمگر اقوام کی ہلاکت بھی کائنات کے اسی بابدھ ہونے اور کھیل تماشہ نہ ہونے کا حصہ ہوگی

4_ ظلم اور انبیاء (ع) کی مخالفت، عالم ہستی کے قانون کے تابع ہونے والے نظام کے خلاف ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ

ستمگروں کی نابودی کے بعد، خدا تعالیٰ کی طرف سے خلقت کائنات کے فضول نہ ہونے کی یاد دہانی ہو سکتا ہے اس حقیقت کو بیان کر رہی ہو کہ انسان ظلم نہ کرے اور ستم کرنا کائنات کی بامقصد حرکت کے خلاف ہے۔

5_ عیش و عشرت پسند ستمگر لوگ، کائنات کو کھیل تماشہ اور بے مقصد سمجھتے ہیں۔

337

قریۃ کانت ظالمة ... و ارجعوا الی ما اُترقتم فیہ ... و مَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ

6_ کائنات کو بے مقصد سمجھنا، عالم خلقت کو فضول اور کھیل تماشہ سمجھنے کے مترادف ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ

"مبطلین" کے بجائے "لاعِبین" کی تعبیر بتاتی ہے کہ کائنات کو باطل اور بے مقصد سمجھنا عالم خلقت کو کھیل تماشہ سمجھنے کے مترادف ہے۔

آسمان:

اسکی خلقت کا قانون کے مطابق ہونا 2

خلقت:

اسکے ساتھ کھیلنا 6; اسکو کھوکھلا سمجھنا 5، 6; اس کا قانون کے مطابق ہونا 1، 3، 4

انبیاء (ع) :

انکے ساتھ مخالفت کی حقیقت 4; انکی بعثت کا قانون کے مطابق ہونا 3

سوچ:

غلط سوچ 6

دین:

اسکے دشمنوں کی ہلاکت کا قانون کے مطابق ہونا 3

زمین:

اسکی خلقت کا قانون کے مطابق ہونا 1

ظالم لوگ:

انکی سوچ 5; انکا کھوکھلے یں کا طرف تمایل 5; انکی ہلاکت کا قانون کے مطابق ہونا 3

ظلم:

اسکی حقیقت 4

فضا:

اسکے موجودات کی خلقت کا قانون کے مطابق ہونا 1; اسکے موجودات 2

عیش و عشرت پسند لوگ :

ان کی سوچ 5; انکا کھوکھلے پن کی طرف تمایل 5

لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهَوًا لَّاتَّخَذْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا إِنَّ كُنَّا فَاعِلِينَ (۱۷)

ہم کھیل ہی بنانا چاہتے تو اپنی طرف ہی سے بنالیتے اگر ہمیں ایسا کرنا ہوتا (17)

1_ خداتعالیٰ کا ارادہ ، کھیل اور سرگرمی کی خاطر کسی کام کے انجام دینے کے ساتھ تعلق نہیں پکڑتا _

338

و ما خلقنا ... لعبين_ لو أردنا أن نتخذ لهو

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "لو" امتنا عہ ہو_ اس بنا پر آیت کا معنی یوں بنے گا "اگر ہم کسی چیز کو _ برفرض

محال اور اسکے ممکن یا غیر ممکن ہونے یا ہماری شان سے کم ہونے سے صرف نظر کرتے ہوئے_ کھیل اور اپنی

سرگرمی کیلئے انجام دیتے ... قابل ذکر ہے کہ بعض مفسرین کے مطابق ' 'إن كنا فاعلين' ' میں "إن" نافیہ ہے_ یہ بھی

مذکورہ مطلب کا مؤید ہوگا

2_ مخلوقات کبھی بھی اپنے خالق کے لہو و لعب اور سرگرمی کا ذریعہ نہیں ہیں _

لو أردنا أن نتخذ لهوًا لاتخذنه من لدنا إن كنا فاعلين

3_ موجودہ کائنات کو اپنے کھیل تماشے کیلئے خلق کرنے کی قدرت، صرف خداتعالیٰ کے پاس ہے اور کوئی بھی موجود

اس پر قادر نہیں ہے_

لو أردنا أن نتخذ لهوًا لاتخذنه من لدنْ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "من لدنا" کا معنی "من جہۃ قدرتنا" ہو (جیسا کہ بعض بزرگ مفسرین کی یہی رائے

ہے) اور یا کہ یہ "من لدنا" (ظرف مختص) "من لدن غیرنا" کے مقابلے میں ہو_ اس بنا پر آیت کا پیغام یوں ہوگا اگر بنایہ

ہوتی کہ کائنات کو اپنے لئے سرگرمی قرار دیں تو بھی یہ کام صرف ہماری قدرت میں ہے نہ ان خداؤں کی قدرت میں جنکا

مشرکین دعویٰ کرتے ہیں اور نہ کوئی اور قدرت اسے انجام دے سکتی ہے پس مطلق قدرت اور ربوبیت صرف خداتعالیٰ

کے پاس ہے قابل ذکر ہے کہ "عندنا" کی جگہ کہ جو صرف حضور کیلئے ہے "لدا" جو ابتدائے غایت کیلئے ہے کا آنا مذکورہ مطلب کی تائید کرتا ہے۔

4_ بر فرض محال اگر خداتعالیٰ اپنی سرگرمی کیلئے کائنات کو خلق کرتا تو یہ مادی کائنات اسکی غرض کے لائق نہیں تھی بلکہ اس سے برتر جہان کا انتخاب کرتا۔

لو اُردنا اُن نَتَخَذْ لِهَوَا لَا تَخْذَنَ مِن لَدُنَا اِن كُنَا فَعْلِينَ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "من لدنا" کا معنی ہو "مما عندنا" یا "مما یلیق بحضرتنا..." یعنی اگر ہم سرگرمی چاہتے تو ان جہانوں اور موجودات میں سے کہ جو ہمارے پاس ہیں اور ہمارے زیادہ قریب ہیں اور اس مادی کائنات سے برتر ہیں (جیسے عالم مجردات...) ان سے انتخاب کرتے۔

5_ خداتعالیٰ، کائنات کے خلق کرنے والے کام میں حق اور صحیح ہدف رکھتا تھا۔

و ما خلقنا السماء ... لعین لو اُردنا اُن نَتَخَذْ لِهَوَا لَا تَخْذَنَ مِن لَدُنَا اِن كُنَا فَعْلِينَ

خداتعالیٰ نے گذشتہ آیت میں کائنات کی خلقت کو با ہدف قرار دیا ہے اور اس آیت میں مزید تاکید کیلئے فرمایا ہے "ہم نے کائنات کو اپنی سرگرمی اور کھیل کیلئے خلق نہیں کیا" ان دو آیتوں کے مجموعے سے استفادہ ہوتا ہے کہ کائنات کی خلقت میں ایک ہدف ملحوظ تھا اور وہ ہدف صحیح اور حق ہے کیونکہ کلمہ "لہو و لعب" کا معنی وہی باطل ہے اور جو باطل نہ ہو وہ صحیح اور حق ہوگا۔

خلقت:

339

اس کے ساتھ سرگرمی 3، 4؛ اس کا قانون کے مطابق ہونا5؛ اس کا باہدف ہونا5

توحید:

توحید افعالی 3

خداتعالیٰ :

اسکی خالقیت 3؛ یہ اور کھیل 1، 2، 3، 4؛ یہ اور لہو، 1، 2، 3، 4؛ اسکی قدرت 3؛ اس کے ارادے کا متعلق 1

موجودات:

انکی حقیقت 2؛ ان کے ساتھ سرگرمی 2

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ (۱۸)

بلکہ ہم تو حق کو باطل کے سر پردے مارتے ہیں اور اس کے دماغ کو کچل دیتے ہیں اور وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور تمہارے لئے ویل ہے کہ تم ایسی بے ربط باتیں بیان کر رہے ہو (18)

1_ حق و باطل کی جنگ میں آخری کامیابی اہل حق کی ہے۔

بل نقذف بالحق علی الباطل

2_ حق کے عقیدے اور نظریہ کائنات کے حق ہونے کی باطل عقیدے اور باطل نظریہ کائنات پر کامیابی سنت الہی ہے۔

و ما خلقنا السماء ... لعین ... بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه

خداتعالیٰ نے گذشتہ آیت میں کائنات کی خلقت کے باہدف ہونے اور اسکی خلقت کے فضول اور بیہودہ ہونے والے عقیدہ کے

باطل ہونے کی بات کی ہے یہ بات قرینہ ہے کہ آیت کریمہ میں حق و باطل سے مراد حق و باطل عقیدہ اور ان کا نظریہ

کائنات ہے قابل ذکر ہے کہ اسی آیت کا ذیل (ولکم الویل مما تصفون) کہ جو خداتعالیٰ کی طرف ناروا نسبت اور اسکی

نادرست امور کے ساتھ توصیف کے بارے میں ہے مذکورہ مطلب کا مؤید ہے۔

3_ حق کی باطل پر کامیابی، نظام خلقت کے بامقصد ہونے کا ایک جلوہ ہے۔

340

و ما خلقنا السماء ... بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه
 گذشتہ آیت میں خداتعالیٰ نے حق کی بنیاد پر کائنات کی خلقت کی بات کی تھی اور اس آیت میں حق کی باطل پر کامیابی کی یاد دہانی کرائی ہے ان دو باتوں کے درمیان ارتباط مذکورہ مطلب کو بیان کرتا ہے۔
 4_ طول تاریخ میں حق و باطل کے درمیان مسلسل جنگ اور کشمکش۔
 و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه
 5_ باطل اور نادرست عقیدوں کی نابودی اہل حق کے باطل کے خلاف میدان مبارزت میں حاضر ہونے کا مرہون منت ہے۔
 بل نقذف بالحق على البطل فيدمغه
 "بالحق" میں "بائ" استعانت کیلئے ہے اس بنا پر آیت کا معنی یوں بنے گا "ہم حق کی مدد سے باطل کو نابود اور تہس نہس کر دیں گے" اس کا مطلب یہ ہے کہ حق کا باطل کے مقابلے میں میدان کارزار میں حاضر رہنا ضروری ہے تا کہ اسکے ذریعے باطل اور نادرست عقیدوں کو نابود کیا جاسکے۔ قابل ذکر ہے کہ خداتعالیٰ نے باطل کو نابود کرنے کو اپنی طرف نسبت نہیں دی بلکہ حق کو باطل کا نابود کرنے والا قرار دیا ہے (فید مغہ) یہ نکتہ بھی اسی مطلب کی تائید کرتا ہے۔
 6_ غیر متوقع حالات میں باطل کی ناگہانی نابودی۔
 بل نقذف بالحق على البطل فيدمغه فإذا هو زابق
 "إذا" فجائیہ کہ جو ناگہانی اور غیر متوقع ہونے پر دلالت کرتا ہے، سے مذکورہ بالا مطلب حاصل ہوتا ہے۔
 7_ حق، استحکام و صلابت رکھتا ہے اور باطل کھوکھلا اور قابل شکست ہے۔
 بل نقذف بالحق على البطل فيدمغه فإذا هو زابق
 چونکہ خداتعالیٰ نے حق کو باطل کو ختم کر دینے والا اور اسے تہس نہس کر دینے والا قرار دیا ہے اس سے حق کا مستحکم ہونا ظاہر ہوتا ہے اور اس سے کہ باطل ناگہانی طور پر اور فوراً ختم ہو گیا اس کا کھوکھلا ہونا معلوم ہوتا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ تعبیر "قذف" یعنی زور سے پھینکنا۔ مذکورہ مطلب کی تائید کرتی ہے۔
 8_ ماضی کے ستمگر معاشروں کی ہلاکت اور نابودی حق کی باطل کے خلاف کامیابی کا ایک نمونہ ہے۔
 و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه فإذا هو زابق
 9_ عصر پیغمبر اکرم (ص) کے مشرکین کا نظام خلقت اور انبیاء (ع) کی بعثت کو کھیل تماشا قرار دینا۔
 و ما خلقنا السماء ... لعینین ... و لکم الولیل مما تصفون
 "لکم" اور "تصفون" کے مخاطب مشرکین ہیں اور گذشتہ آیات قرینہ ہیں کہ توصیف سے مراد مشرکین کا خلقت کائنات کے بارے میں غیر صحیح عقیدہ اور خداتعالیٰ کی طرف نظام خلقت کو سرگرمی کے طور پر لینے کی ناروا نسبت ہے۔

341

10_ خداتعالیٰ کی طرف ناروا نسبت ہلاکت اور عذاب الہی کے مستحق ہونے کا سبب ہے۔
 لکم الولیل مما تصفون
 "الویل" کا اصلی معنی عذاب اور ہلاکت ہے اور یہ اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں کسی شخص یا اشخاص کو ایسی ہلاکت کا خطرہ ہو جسکے وہ مستحق ہیں (لسان العرب)۔
 11_ خداتعالیٰ کی جانب سے پیغمبر اکرم (ص) اور مؤمنین کو کامیابی کی خوشخبری اور مشرکین کو شکست اور نابودی کی دھمکی

بل نقذف بالحق ... و لکم الولیل مما تصفون
 اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ پیغمبر اکرم (ص) اور اہل حق، حق دشمن مشرکین کے ساتھ مقابلے میں مشغول تھے۔ آیت شریفہ کے لحن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیغمبر اکرم (ص) اور مؤمنین کو کامیابی کی خوشخبری دے رہی ہے اور اسی طرح مشرکین کو شکست اور نابودی کی دھمکی دے رہی ہے۔
 12_ "عن ایوب بن الحر ... قال: قال لی ابو عبد اللہ (ع): یا ایوب ما من احد الا و قد برز علیہ الحق حتی یصدق، قبلہ ام ترکہ و ذلک ان اللہ یقول فی کتابہ: "بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه فإذا هو زابق ..."; امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ کوئی شخص نہیں ہے مگر یہ کہ حق مکمل طور پر اس کیلئے ظاہر ہو چکا ہے چاہے اسے قبول کرے یا رد کرے۔ خداتعالیٰ یہی اپنی کتاب میں فرما رہا ہے "بل نقذف بالحق على البطل فيدمغه فإذا هو زابق"۔

آنحضرت (ص):

آپ (ص) کو بشارت 11

انبیاء (ع):

انکی بعثت کو فضول سمجھنا 9

باطل:

اس کا کھوکھلا پن 7; اسکی شکست کا پیش خیمہ 5; اسکی شکست 1، 2، 3; اسکی ناگہانی شکست 6; اس کا انجام 1; اسکی

شکست کے موارد 8

بشارت:

مؤمنین کو کامیابی کی بشارت 11; آنحضرت (ص) کو کامیابی کی بشارت 11

حق:

اس کا مستحکم ہونا 7; اسکی کامیابی 1، 2، 3، 12; اس کا انجام 1; اسکی کامیابی کے موارد 8; حق و باطل کے درمیان

کشمکش 1، 4، 5

حق پرست لوگ:

ان کا کردار اور نقش 5

خدا تعالیٰ:

اسکی بشارتیں 11; اسکی دھمکیاں 11; اسکی سنت 2

روایت: 12

گذشتہ اقوام:

انکی ہلاکت 8

ظالم لوگ:

انکی ہلاکت 8

.....

(1) محاسن برقی ج 1، ص 276، ب 38، ح 391_ نور الثقلین ج 3، ص 416، ح 18_

342

عذاب:

اسکے اسباب 10

عقیدہ:

باطل عقیدہ 2، 5; حق عقیدہ 2

مؤمنین:

انہیں بشارت 11

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کی سوچ 9; انکو دھمکی 11

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ (۱۹)

اور اسی خدا کے لئے زمین و آسمان کی کل کائنات ہے اور جو افراد اس کی بارگاہ میں ہیں وہ نہ اس کی عبادت سے اکتا کر انکار کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں (19)

1_ خدا تعالیٰ ان سب کا مالک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں _

و له من فى السموات و الارض

2_ غیر خدا کی مالکیت (حتی کہ اپنے اوپر) مجازی ہے _

و له من فى السموات و الأرض

3_ آسمانوں اور زمین میں صاحب شعور و عقل مخلوق کا وجود۔

و له من السموات والأرض

"من" ان موجودات کیلئے استعمال ہوتا ہے جو صاحب عقل و شعور ہوں۔

4_ جہان خلقت میں متعدد آسمان ہیں۔

السموات

5_ خدا تعالیٰ کا جہان ہستی کا بطور مطلق مالك ہونا حق کی باطل پر کامیابی کی ضمانت اور پشت پناہ ہے۔

بل نقذف بالحق ... و له من فى السموات و الأرض

جملہ "و له من فى السموات ... کا جملہ" لو اُردنا ... بل نقذف بالحق ... پر عطف ہے اور یہ خلقت کائنات کے حق ہونے

اور حق کی باطل کے خلاف کامیابی کو بیان کر رہا ہے کیونکہ جب پوری کائنات خدا تعالیٰ کی ملکیت ہے تو اس کیلئے حق

کو باطل پر کامیاب کرنا ممکن اور آسان ہوگا۔

6_ مقربین خدا (فرشتے) اسکی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔

و من عنده لا يستكبرون عن عبادته

343

مفسرین کے بقول "من عنده" سے مراد فرشتے ہیں۔

7_ تقرب الہی ایسا مقام و مرتبہ ہے کہ جو عبادت میں تکبر کرنے اور اسکی مقابلے میں اکرڑنے کے ساتھ سازگاہ نہیں ہے۔

و من عنده لا يستكبرون عن عبادته

"لا يستكبرون عنہ" کے بجائے "لا يستكبرون عن عبادته" کی تعبیر سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

8_ بارگاہ خداوندی کے مقربین کبھی بھی اسکی عبادت سے ملول اور تھکاؤ کا شکار نہیں ہوتے۔

من عنده لا يستكبرون عن عبادته و لا يستحسرون

("يستحسرون" کے مصدر) "استحسار" کا معنی ہے تھکاؤ اور ملالت۔

9_ تقرب الہی کے مقام تک دسترسی کا خدا تعالیٰ کی عبادت سے نہ تھکنے اور تکبر نہ کرنے میں مؤثر ہونا۔

و من عنده لا يستكبرون عن عبادته و لا يستحسرون

یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو ہمارے پاس اور مقرب ہیں وہ خدا کی عبادت سے نہیں تھکتے اور تکبر نہیں کرتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقرب الہی کو حاصل کرنا نہ تھکنے اور تکبر نہ کرنے میں اثر رکھتا ہے۔

10_ خدا تعالیٰ کی عبادت میں تسلسل اور نہ تھکنا پسندیدہ اور قابل قدر چیز ہیں۔

و من عنده لا يستكبرون عن عبادته و لا يستحسرون

مذکور مطلب اس چیز سے حاصل ہوتا ہے کہ آیت کریمہ مقربین خدا کی تعریف و تمجید کر رہی ہے اور بندوں کو

پروردگار کی عبادت کی تشویق دلا رہی ہے۔

آسمان:

ان کا متعدد ہونا؛ 4 ان کے با شعور موجودات 3

باطل:

اس پر کامیابی کا سرچشمہ 5

تقرب:

اسکے اثرات 9

تکبر:

اسکے موانع 9

حق:

اسکی کامیابی کا سرچشمہ 5

خاضعین: 6

خدا تعالیٰ :

اسکی مالکیت کے اثرات 5; اسکی مالکیت 1

عبادت:

اسکے تسلسل کی قدر و قیمت 10; اس میں خضوع 6، 9; اس میں سستی کے موانع 9; اس میں نشاط 8، 9

عمل:

پسندیدہ عمل 10

344

مالکیت:

غیر خدا کی مالکیت 2

مقربین:

انکا خضوع 6; انکی عبادات 6، 8; ان کے فضائل 8; یہ اور تکبر کرنا 7; انکا نشاط

فرشتے:

ان کا خضوع 6; انکی عبادات 6

موجودات:

ان کا مالک 1; با شعور موجودات 3

يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ (۲۰)

دن رات اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور سستی کا بھی شکار نہیں ہوتے ہیں (20)

1_ بارگاہ الہی کے مقربین کی مسلسل اور دن رات تسبیح _

و من عنده ... يسبحون الليل والنهار

2_ خدا تعالیٰ کی مسلسل تسبیح میں مقربین الہی (فرشتوں) کا سستی کا شکار نہ ہونا _

و من عنده ... يسبحون الليل والنهار لا يفترون

(يفترون کی مصدر) "فتر" کا معنی ہے کمزوری اور سستی _

3_ "عن أبي عبد الله (ع) : والملائكة ينامون، فقلت: يقول الله عز وجل: "يسبحون الليل والنهار لا يفترون" قال: انفسهم تسبيح;

امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ فرشتے بھی سوتے ہیں (راوی کہتا ہے) میں نے عرض کیا (کیسے جبکہ)

خدا تعالیٰ فرماتا ہے :

"يسبحون الليل والنهار لا يفترون" تو آپ (ع) نے فرمایا ان کے سانس تسبیح ہیں (1)

تسبیح:

یہ دن میں 1; یہ رات میں 1

فرشتے:

انکی تسبیح کا تسلسل 2; انکی تسبیح 3

روایت 3:

مقربین:

انکی تسبیح کا تسلسل 1، 2

.....

(1) کمال الدین صدوق 666، ب 58، ح 8_ نور الثقلین ج 3، ص 417، ح 22_

أَمْ اتَّخَذُوا إِلَهًا مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ (۲۱)

کیا ان لوگوں نے زمین میں ایسے خدا بنا لئے ہیں جو ان کو زندہ کرنے والے ہیں (21)

- 1_ مشرکین کا زمینی عناصر اور مواد سے بنائے گئے خداؤں پر اعتقاد رکھنا _
 ا م اتَّخَذُوا إِلَهًا مِّنَ الْأَرْضِ
 "اُم اتخذا" میں "اُم" منقطعہ اور "بل" کے معنی پر مشتمل ہے کہ جو اضطراب کیلئے ہے _
 2_ عصر بعثت کے مشرکین کئی خداؤں کی پرستش کرتے تھے اور کئی معبودوں کا اعتقاد رکھتے تھے _
 ا م اتخذا إِلَهًا مِّنَ الْأَرْضِ
 "إِلَهًا"، "الہ" کی جمع ہے یعنی خدا اور معبود _
 3_ مُردوں کو زندہ کرنے کی قدرت، مقام الوہیت کا قطعی لازمہ ہے _
 ا م اتخذا إِلَهًا مِّنَ الْأَرْضِ ہم ینشرون
 مذکورہ مطلب دو نکتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے حاصل ہوتا ہے _ پچھلی اور بعد کی آیات خداتعالیٰ کی الوہیت اور توحید کے بارے میں ہیں 2_ آیت شریفہ نے خدا کہے جانے والوں کی مُردوں کو زندہ کرنے پر ہر قسم کی قدرت کی نفی کی ہے ان آیات کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مُردوں کو زندہ کرنا صرف حقیقی الوہیت کا لازمہ ہے اور یہ اسی میں منحصر ہے _
 4_ مشرکین کے خداؤں کا مُردوں کو زندہ کرنے سے عاجز ہونا _
 ا م اتخذا إِلَهًا مِّنَ الْأَرْضِ ہم ینشرون
 مذکورہ مطلب اس چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہے کہ جملہ "ہم ینشرون" مستأنفہ ہے اور یا محل نصب میں اور "إِلَهًا" کی صفت ہے _
 دونوں صورتوں میں اس سے پہلے استفہام انکاری کا ہمزہ مقدر ہے اور انکار بھی وقوعی ہے یعنی مشرکین کے معبودوں کے ذریعے مُردوں کا زندہ ہونا محال ہے _
 5_ مُردوں کو زندہ کرنا اور قیامت برپا کرنا، صرف خداتعالیٰ کی قدرت میں ہے _
 لہ من فی السموات و الأرض ... ا م اتخذا إِلَهًا مِّنَ الْأَرْضِ ہم ینشرون
 خداتعالیٰ جہاں ہستی پر اپنی ملکیت اور قدرت

- مطلقہ کو ثابت کر کے (لہ من فی السموات ...) اور خدا پکارے جانے والوں کی مُردوں کو زندہ کرنے پر قدرت کی نفی کر کے اس نکتے کو بیان فرمانا چاہتا ہے کہ انہیں زندہ کرنا صرف خداتعالیٰ کی قدرت میں ہے _
 6_ باطل عقیدے اور سوچ کے بارے میں تحقیق اور سوال کرنا صحیح عقیدے اور سوچ کے بیان کرنے اور اسکی طرف ہدایت کرنے کی ایک روش ہے _
 ا م اتخذا إِلَهًا مِّنَ الْأَرْضِ ہم ینشرون
 مذکورہ مطلب جملہ استفہامیہ "ہم ینشرون" سے حاصل ہوتا ہے _

الوہیت:

اسکے شرائط 3

باطل معبود:

ان کا متعدد ہونا 2; انکا عجز 4; ان کے عناصر، 1

توحید:

توحید افعالی 5

سوال:

اسکے فوائد 6

سچے معبود:

انکا زندہ کرنا 3

خدا تعالیٰ :

اسکی خصوصیات 5

عقیدہ:

باطل عقیدہ کے بارے میں سوال 6; اسے صحیح کرنے کی روش 6

قیامت:

اسکے برپا ہونے کا سرچشمہ 5

مردے:

انہیں زندہ کرنے سے عاجز ہونا 4; انہیں زندہ کرنے کا سرچشمہ 5

مشرکین:

انکا باطل عقیدہ 1; صدر اسلام کے مشرکین کا باطل عقیدہ 2; صدر اسلام کے مشرکین کے معبود 2; ان کے باطل معبود، 1

ہدایت:

اسکی روش 6

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 5

347

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ (٢٢)

یاد رکھو اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ اور خدا بھی ہوتے تو زمین و آسمان دونوں برباد ہوجاتے عرش ہے اور وہ ہر ایک کا حساب لینے والا ہے (22)

1_ عالم خلقت میں خداؤں کا متعدد ہونا ناممکن اور محال ہے۔

لو كان فيهما آلهة إلا الله لفسدت

مذکورہ مطلب "لوکان" میں "لو" امتناعیہ سے حاصل ہوتا ہے۔

2_ عالم ہستی میں خداؤں کا متعدد ہونا اسکے نظام کے فاسد ہونے اور اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہوجانے کا سبب ہے۔

لو كان فيهما آلهة إلا الله لفسدت

"فساد"، "صلاح" کی ضد ہے اور اس کا معنی ہے حد اعتدال سے خارج ہونا (مفردات راغب) قابل ذکر ہے کہ ہر شے کی درستگی اور فاسد و خراب ہونا اسکے اپنے تناسب سے ہے اور آسمانوں اور زمین کا فاسد و خراب ہونا یعنی اسکے موجودہ نظام کا ختم ہوجانا اور اسکے انسجام اور پیوستگی کا ٹوٹ جانا۔

3_ عالم خلقت کا منظم اور ہم آہنگ ہونا، خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل ہے۔

لو كان فيهما آلهة إلا الله لفسدت

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "إلا"، "غیر" کے معنی میں ہو یعنی اگر کائنات میں خدا کے علاوہ دیگر خدا ہوتے تو اس کا موجودہ نظام ختم ہوجاتا اس کا مفہوم اور پیغام یہ ہے کہ کائنات کا موجودہ نظام صرف خدا کے ارادے سے ہے اور اسکی وحدانیت کی دلیل ہے۔

4_ خداتعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی طاقت کائنات کو منظم اور منسجم طور پر چلانے پر قادر نہیں ہے۔

لو کان فیہما آلہة إلا اللہ لفسدت

خداتعالیٰ نے امور کائنات میں دخل رکھنے والے چند خداؤں کے وجود کی نفی کی ہے اور اسے نظام کائنات کے بگڑ جانے اور فاسد ہونے کا سبب قرار دیا ہے یہ فاسد اور خراب ہونا ممکن ہے اس وجہ سے ہو کہ دیگر خدا کائنات کو چلانے اور اسے سر و سامان دینے پر قادر نہیں ہیں۔

5_ تعلیمات اسلامی کے اصول اور مبنائی برہان اور

348

استدلال پر مبنی ہیں۔

لو کان فیہما آلہة إلا اللہ لفسدت

آیت شریفہ کہ جو وحدانیت خدا اور اسکی انحصاری ربوبیت کو بیان کر رہی ہے میں بہترین اور اہم ترین عقلی استدلال اور برہان سے استفادہ کیا گیا ہے بعض علماء علم کلام نے اسے "برہان تمناع" کے نام سے یاد کیا ہے۔

6_ ہر کلام میں ہم آہنگی اور نظم کیلئے ایک رہبری اور مینجمنٹ کی ضرورت ہے۔

لو کان فیہما آلہة إلا اللہ لفسدت

مذکورہ مطلب آیت کے مورد سے منتزع ہوتا ہے کیونکہ الوہیت و ربوبیت کے متعدد ہونے کی وجہ سے کائنات کے نظام کا خراب اور ختم ہوجانا ہر منسجم اور ہم آہنگ کام کی نسبت قابل تصور ہے اور آسمانوں اور زمین کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

7_ خدائے یکتا مشرکین کے خیالوں اور وصفوں سے منزہ و مبرا ہے۔

لو کان فیہما آلہة ... فسبحان اللہ رب العرش عما یصفون

8_ عرش (نظام ہستی کا مرکز) صرف خداتعالیٰ کی ربوبیت اور تدبیر کے تحت ہے۔

رب العرش

"عرش" کا معنی ہے بادشاہی اور حکمرانی کا تخت اور خداتعالیٰ کی نسبت یہ نظام ہستی کے مرکز کی طرف اشارہ ہے۔ قابل ذکر ہے کہ آیت کے شروع میں کسی بھی دوسرے معبود اور مشرکین کے وجود کی نفی کی گئی ہے اس سے عرش کی تدبیر کا صرف خداتعالیٰ کے ہاتھ میں منحصر ہونا حاصل ہوتا ہے۔

9_ زمینی اور آسمانی موجودات کے درمیان عرش الہی کی عظمت اور اہمیت۔

فسبحان اللہ رب العرش

10_ خداتعالیٰ عرش (نظام ہستی کا مرکز) کا مالک و مختار ہے۔

فسبحان اللہ رب العرش

مذکورہ مطلب "رب" کے معنی میں سے ایک (مالک اور صاحب اختیار) پر مبنی ہے۔

11_ عرش پر خداتعالیٰ کی ربوبیت اور تدبیر اس کے یکتا ہونے اور عالم ہستی میں کسی دوسرے معبود اور شریک کے نہ ہونے کی دلیل ہے۔

لوکان فیہما آلہة ... فسبحان اللہ رب العرش عما یصفون

"رب العرش" اسم جلالہ (اللہ) کیلئے صفت ہے اور کائنات میں دیگر خداؤں اور معبودوں کی نفی کے بعد خداتعالیٰ کی یہ صفت ذکر کرنا ممکن ہے اس نکتے کو بیان کر رہا ہو کہ صفت "رب" اور امور کی تدبیر صرف خداتعالیٰ میں منحصر ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اسلام:

اس کا منطقی ہونا 5

اللہ تعالیٰ :

اس کا منزہ ہونا 7; س کا مالک ہونا 10; اسکی تدبیر کا مرکز 8; اسکی ربوبیت کا مرکز 11

349

انتظام و انصرام:

اس میں وحدت کے اثرات 6

برہان نظم 3

توحید:

توحیدی نظریہ کائنات 3، 4

راہبری:

اسکی وحدت کے اثرات 6

شرک:

اسے رد کرنے کے دلائل 11

عرش:

اسکی تدبیر کے اثرات 11; اسکی اہمیت 9; اسکی عظمت 9; اس کا مالک 10; اس کا مدبر 8; اس کا کردار 8

نظام خلقت:

اسکے انہدام کے عوامل 2; اسکے فاسد ہونے کے عوامل 2; اسکی تدبیر کا مرکز 10; اس کے منظم ہونے کا سرچشمہ 4;

اس میں ہم آہنگی 3

عقیدہ:

اس میں برہان 5

مشرکین:

انکی غلط سوچ 7

معبود:

ان کے متعدد ہونے کے اثرات 2; ان کے تعدد کا محال ہونا 1

نظم و نسق:

اسکے عوامل 6

لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ (۲۳)

اس سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ ہر ایک کا حساب لینے والا ہے۔ (23)

1_ خداتعالیٰ اپنے کاموں کے سلسلے میں کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہے اور کسی کا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔

لایسنل عما یفعل

جملہ "و ہم یسئلون" قرینہ ہے کہ جملہ "لا یسنل..." میں سوال سے مراد اعمال و رفتار کی کیفیت اور فلسفہ کے بارے میں سوال ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خداتعالیٰ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہے تا کہ کوئی اسکے کاموں کی کیفیت کے بارے میں سوال کرے اور اس سے باز پرس کرے نیز کسی کا خداتعالیٰ پر حق نہیں ہے تا کہ اسکے ساتھ اپنے حق کے بارے میں بات کرے۔

350

2_ خداتعالیٰ کے تمام افعال حکیمانہ، شائستہ اور حق کے مطابق ہیں۔

لایسنل عما یفعل

خداتعالیٰ کا جوابدہ نہ ہونا ممکن ہے اس وجہ سے ہو کہ اسکے تمام کام حکیمانہ، شائستہ اور حق کے مطابق ہیں لہذا سوال اور باز پرس کی گنجائش ہی نہیں ہے کیونکہ اس ہستی کے کاموں کی کیفیت کی بارے میں سوال کیا جاسکتا ہے کہ جو خطا کار ہو یا اس میں خطا کا احتمال ہو اور خداتعالیٰ ایسا نہیں ہے۔

3_ خداتعالیٰ کے کاموں کے بارے میں چون و چرا اور اعتراض کرنا ناشائستہ فعل ہے۔

لایسنل عما یفعل

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ خبریہ "لایسنل عما یفعل" مقام انشاء میں ہو یعنی خداتعالیٰ کے افعال کی کیفیت

- کے بارے میں سوال نہ کریں اور ان اعتراض نہ کریں۔
- 4_ مقام الوہیت بازپرسی اور محاسبہ ہونے کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔
فسبحان اللہ ... لایسنل عما یفعل و ہم یسنلون
- 5_ مشرکین کے خیالی خداؤں (فرشتوں اور مقربین) سے بھی بازپرس ہوگی اور ان کا اپنا بھی محاسبہ ہوگا۔
لایسنل عما یفعل و ہم یسنلون
- مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ ضمیر "ہم" کا مرجع "من عندہ" ہو کہ جس سے مراد بارگاہ الہی کے مقربین ہیں اور انکے بارز مصداق فرشتے ہیں۔
- 6_ کائنات کی تمام باشعور مخلوقات خداتعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں اور خداتعالیٰ ان سے بازپرس کریگا۔
و ہم یسنلون
- مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ ضمیر "ہم" کا مرجع "من" ہو کہ جو (من فی السماوات) میں ہے۔

- الوہیت:
- اسکے اثرات 4
- باطل معبود:
- ان کا محاسبہ 5
- سوال:
- اسکے موانع 4
- خداتعالیٰ:
- اسکی خصوصیات 1: اسکے افعال کی حقانیت 2: اس پر حق 1: اس پر ذمہ داری کا نہ ہونا 1: اسکے افعال کا قانون کے تحت ہونا 2: اس سے سوال کا ناپسندیدہ ہونا 3: اس پر اعتراض کا ناپسندیدہ ہونا 3
- مقربین:
- ان کا محاسبہ 5
- فرشتے:
- ان کا محاسبہ 5
- موجودات:
- باشعور موجودات کا محاسبہ 6: باشعور موجودات 6

351

أَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هَذَا ذِكْرٌ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرٌ مَنْ قَبْلِي بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُعْرِضُونَ (۲۴)

کیا ان لوگوں نے اس کے علاوہ او ر خدا بنا لئے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ ذرا اپنی دلیل تو لاؤ۔ یہ میرے ساتھ والوں کا ذکر اور مجھ سے پہلے والوں کا ذکر سب موجود ہے لیکن ان کی اکثریت حق سے ناواقف ہے اور اسی لئے کنارہ کشی کر رہی ہے (24)

- 1_ عصر بعثت میں مشرکین متعدد خداؤں اور معبودوں کا عقیدہ رکھتے تھے۔
ا م اتخذوا من دونه آلهة
- "آلہہ"، "الہ" کی جمع ہے یعنی خدا اور معبود۔
- 2_ "اللہ" کے علاوہ کائنات میں کوئی معبود اور خدا نہیں ہے۔
ا م اتخذوا من دونه آلهة
- 3_ باطل عقیدے اور خیال کے بارے میں باز پرس کرنا اور اس پر سوالیہ نشان لگانا صحیح عقیدے کے بیان کرنے اور اسکی طرف ہدایت کرنے کی ایک روش ہے۔
ا م اتخذوا من دونه آلهة

- مذکورہ مطلب اس چیز کے پیش نظر حاصل ہوتا ہے کہ ا م منقطعہ استفہام توبیخی پر دلالت کرتا ہے۔
- 4_ پیغمبر اکرم (ص) ، مشرکین سے ان کے شرک کے بارے میں واضح دلیل و برہان کا مطالبہ کرنے پر مأمور۔
قل ہاتوا برہانکم
- "برہان" کا معنی ہے واضح اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والی دلیل اور حجت۔
- 5_ پیغمبر اکرم (ص) اور الہی مبلغین کا فریضہ ہے کہ وہ مخالفین کے ساتھ منطقی اور استدلالی طرز اپنائیں۔
قل ہاتوا برہانکم

352

- 6_ دلیل و برہان، فکر و اعتقاد کی صحت کا معیار ہے۔
قل ہاتوا برہانکم
- 7_ شرک ایک بے دلیل، کھوکھلی اور ناقابل اثبات سوچ اور عقیدہ ہے۔
قل ہاتوا برہانکم
- "ہاتوا" کا امر تعجیز کیلئے ہے یعنی یہ بتاتا ہے کہ مشرکین دلیل اور برہان لانے سے ناتوان ہیں۔
- 8_ اعتقادات و نظریات کا قطعی ادلہ و براہین پر مبتنی ہونا ضروری ہے۔
قل ہاتوا برہانکم
- 9_ توحید اور شرک کی نفی، تمام انبیاء (ع) ؑ، موحدین اور آسمانی کتابوں کا پیغام۔
ہذا ذکر من معی و ذکر من قبلی
- سابقہ آیات کے قرینے سے "ہذا" کا مشار الیہ توحید اور نفی شرک ہے۔
- 10_ قرآن اور آسمانی کتابیں (تورات، زبور، انجیل) انسان کی سوئی ہوئی فطرت کو جگانے والی اور اس کی فراموش کردہ معلومات کی یاد دہانی کرانے والی ہیں۔
ہذا ذکر من معی و ذکر من قبلی
- معنی کے لحاظ سے "ذکر"، "حفظ" کی طرح ہے اس فرق کے ساتھ کہ حفظ شے جاننے اور حاصل کرنے کے لحاظ سے ہوتا ہے اور ذکر شے یاد کرنے اور حاضر کرنے کے اعتبار سے ہوتا ہے (مفردات راغب) اس بنا پر قرآن اور آسمانی کتابوں کی "ذکر" کے ساتھ توصیف ممکن ہے اس اعتبار سے ہو کہ یہ انسان کی فراموش شدہ معلومات کی یادآوری کراتی ہیں اور غافل انسان کی فطرت کو بیدار کرتی ہیں۔
- 11_ صدر اسلام کے اکثر مشرکین حق سے جاہل اور ناآگاہ تھے۔
بل اکثر ہم لا یعلمون الحق
- 12_ جہل و ناآگاہی اکثر مشرکین کے حق سے روگردانی اور شرک کی طرف مائل ہونے کا عامل ہے۔
بل اکثر ہم لا یعلمون الحق فہم معرضون
- "فہم معرضون" میں "فای" عاطفہ اور سبب و مسبب کے درمیان ربط پیدا کرنے کیلئے ہے یعنی چونکہ وہ جاہل ہیں اس لئے حق سے روگردانی کرتے ہیں۔
- 13_ جہل و ناآگاہی بہت سے انسانوں کے حق و حقیقت سے گریز کرنے کا سبب ہے۔
بل اکثر ہم لا یعلمون الحق فہم معرضون
- 14_ صدر اسلام میں مشرکین کا ایک بڑا گروہ حق کی شناخت کے باوجود حق سے گریزاں تھا۔
بل اکثر ہم لا یعلمون الحق
- کلمہ "اکثر" افعل التفضیل ہے اور اس کا مقابل کثیر ہے نہ قلیل اس وجہ سے "بڑا گروہ" مستفاد ہوتا ہے یعنی اگر چہ دانا اور حق سے گریز کرنے والے مشرکین نادانوں کے مقابلے میں کم تھے لیکن وہ خود زیادہ تھے۔
- 15_ حق کی شناخت اور حقائق دینی کو صحیح طور پر سمجھنے کیلئے جستجو کرنا ضروری ہے۔
بل اکثر ہم لا یعلمون الحق فہم معرضون
- مذکورہ بالا آیت فقط مشرکین کی حالت زار کو بیان نہیں کر رہی بلکہ انکی مذمت کرنے کے بھی درپے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حق کی شناخت ایک لازمی امر ہے کیونکہ غیر لازمی امر پر مذمت کرن

معقول نہیں ہے۔

انبیاء (ع) :

انکی شرك دشمنی 9; انکی ہم آہنگی 9

انجیل:

اسکی یاددہانیاں 10; اس کا کردار 10

توحید:

توحید عبادی 2; اسکی دعوت 9

تورات:

اسکی یاددہانیاں 10; اس کا کردار 10

سوال:

اسکے فوائد 3

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 2

جہالت:

اسکے اثرات 12، 13

حق:

اسکی تشخیص کی اہمیت 15; اس سے روگردانی کے عوامل 12; اسے قبول نہ کرنے کے عوامل 13

دین:

دین شناسی کی اہمیت 15

زبور:

اسکی یاد دہانیاں 10; اس کا کردار 10

شرك:

اس کا کھوکھلا پن 7; اسکے عوامل 12

عقیدہ:

اس میں برہان کی اہمیت 8; اس میں برہان 6; باطل عقیدے کے بارے میں سوال 3; باطل عقیدہ 7; اسکی درستگی کا معیار 6

فطرت:

اسکے متنبہ ہونے کے عوامل 10

قرآن کریم:

اسکی یاددہانیاں 10; اس کا کردار 10

کتاب آسمانی:

انکی یاددہانیاں 10; انکی شرك دشمنی 9; ان کا کردار 10; انکی ہم آہنگی 9

مبلغین:

انکی ذمہ داری 5

آنحضرت (ص) :

آپکی ذمہ داری 4، 5

مخالفین:

ان کے ساتھ پیش آنے کی روش 5

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کی اکثریت کی جہالت 11; صدر اسلام کے مشرکین کی اکثریت کا حق کو قبول نہ کرنا 11، 14;

ان سے برہان کی درخواست 4; صدر اسلام کے مشرکین کا باطل عقیدہ 1; صدر اسلام کے مشرکین کا لیچرپن 14; صدر اسلام کے مشرکین کے معبود 1

موحدین:

انکی شرک دشمنی 9; انکی تعلیمات کی ہم آہنگی 9

ہدایت:

اسکی روش 3

354-----361

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (٢٥)
وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ (٢٦)
لَا يَسْتَفِئُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ (٢٧)
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ (٢٨)

تفسیر راہنما جلد 11

362

وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِّنْ دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ (٢٩)
اور اگر ان میں سے بھی کوئی یہ کہہ دے کہ خدا کے علاوہ میں بھی خدا ہوں تو ہم اس کو بھی جہنم کی سزا دیں گے کہ ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں (29)

- 1_ اگر فرشتے الوہیت کا دعویٰ کریں تو دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔
و من یقل منہم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم
- 2_ گناہ اور لغزش کی صورت میں فرشتے عذاب الہی سے امان میں نہیں ہونگے۔
و من یقل منہم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم
- 3_ الوہیت کا دعویٰ ناقابل بخشش گناہ ہے اگرچہ مقربین الہی کی طرف سے ہو۔
و من یقل منہم انی الہ من دونہ فذلک بخزیہ جہنم
- 4_ جہنم، جھوٹی الوہیت کا دعویٰ کرنے والوں کی سزا ہے۔
و من یقل منہم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم
- 5_ جن کو خدا بنایا گیا ہے لیکن وہ خود اس کے مدعی نہیں ہیں تو وہ گناہ گار نہیں ہیں اور ان کو سزا نہیں ملے گی۔
و من یقل منہم انی الہ...نجزیہ جہنم
- مذکورہ بالا مطلب مفہوم شرط سے حاصل ہوتا ہے یعنی خدا صرف خدائی کا دعویٰ کرنے والوں کو عذاب دیگا نہ انہیں جو خدا ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔
- 6_ الوہیت کا دعویٰ کرنا ظلم ہے اور خدائی کا دعویٰ کرنے والے ظالم ہیں۔
و من یقل منہم انی الہ...نجزیہ جہنم
- 7_ جہنم، سب ستمگروں کی سزا ہے۔

363

نجزیہ جہنم كذلك نجزی الظالمین

الوہیت:

اسکے دعوے کا ظلم ہونا 6; اسکے دعوے کی سزا 1; اسکا دعویٰ کرنے والوں کی سزا 4; اسکے دعوے کا گناہ 3
باطل معبود: 5

جہنم:

اسکے اسباب 1، 4، 7

خدا تعالیٰ:

اسکے عذاب کا عام ہونا 2

ظالم لوگ: 6

یہ جہنم میں 7; ان کی سزا 7

ظلم:

اسکے موارد 6

گناہ:

اسکے اثرات 2; ناقابل بخشش گناہ 3

معبود:

اسکی سزا کے شرائط 5

فرشتے:

یہ اور الوہیت 1; یہ اور عذاب 2; یہ اور گناہ 2

أَوَلَمْ يَرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ (۳۰)
کیا ان کافروں نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ زمین و آسمان آپس میں جڑے ہوئے تھے اور ہم نے ان کو الگ کیا ہے اور ہر جاندار کو پانی سے قرار دیا ہے پھر کیا یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے (30)

1_ ابتدائے خلقت میں عالم طبیعت (آسمان و زمین) متراکم اور آپس میں جڑا ہوا تھا۔

أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا

"رتق" کا معنی ہے ملا ہوا اور جڑا ہوا ہونا اور "فتق" کا معنی ہے الگ اور جدا ہونا اور "رتق" سے مراد ابتدائے خلقت میں آسمان و زمین کا آپس میں ملا ہوا اور اکٹھا ہونا ہے اور "فتق" سے مراد بعد میں ان دو کا ایک دوسرے سے الگ اور جدا ہونا ہے قابل ذکر ہے کہ "أولم ير" میں رؤیت سے مراد قلبی اور علمی رؤیت ہے۔

364

2_ عالم طبیعت میں متعدد آسمان ہیں۔

السَّمَاوَاتِ

3_ پانی، عالم طبیعت میں سرچشمہ حیات۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ

"من الماء" میں "من" ابتدائیہ ہے یعنی ہر زندہ چیز نے پانی سے نشأت پکڑی ہے اور اس کا سرچشمہ پانی ہے۔

4_ زندہ موجودات کی پیدائش آسمانوں اور زمین کے تراکم اور ایک دوسرے کے ساتھ پیوستگی کے زمانے کے گزر جانے کے بعد تھی۔

أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ

5_ عالم طبیعت اپنی پیدائش کے مختلف ادوار اور مراحل رکھتا۔

- أَنْ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ
- 6_ توحید تک دسترسی حاصل کرنے کیلئے عالم خلقت کے موجودات کے تحولات میں غور کرنا ضروری ہے۔
أَوَّلُ يَرَالَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ السَّمَوَاتِ ... فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ
- 7_ آسمانوں زمین کی خلقت، ان کے سیر تحولات، نیز حیات کا پانی سے پیدا ہونا یہ سب ربوبی اور خداتعالیٰ کی یکتائی کی نشانیاں ہیں۔
أَوَّلُ يَر ... السَّمَوَاتِ ... وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ
- مذکورہ مطلب اس بات سے حاصل ہوتا ہے کہ آیات کریمہ خداتعالیٰ کی توحید ربوبی کو ثابت کرنے اور اس پر ایمان لانے کی ترغیب دلانے کے درپے ہیں ورنہ مشرکین کہ جو ان آیات کے مخاطب ہیں خداتعالیٰ کی خالقیت کے منکر نہینتھے۔
- 8_ عالم خلقت کے موجودات میں غور و فکر انسان کے توحید تک دسترسی حاصل کرنے کا ایک راستہ ہے۔
أَوَّلُ يَرَالَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ السَّمَوَاتِ ... أَفَلَا يُؤْمِنُونَ
- 9_ کفار، عالم خلقت کے موجودات کے تغیر و تبدیل کی طرف توجہ نہ کرنے اور خدائے یکتا پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے مذمت کے مستحق ہیں۔
أَوَّلُ يَرَالَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ... أَفَلَا يُؤْمِنُونَ
- "أَوَّلُ ... " کا ہمزہ استفہام انکاری کیلئے ہے اور توبیخ کا فائدہ دے رہا ہے۔
- 10_ " قَالَ ابُوجَعْفَرٍ (ع) : ... أَنْ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: "كَانَتَا رَتْقًا" يَقُولُ: كَانَتِ السَّمَاءُ رَتْقًا لَا تَنْزِلُ الْمَطَرُ وَكَانَتِ الْأَرْضُ رَتْقًا لَا تَنْبُتُ الْحَبُّ ... فَتَقَّ السَّمَاءُ بِالْمَطَرِ وَالْأَرْضُ بِنَبَاتِ الْحَبِّ ...; إِمَامٌ بَاقِرٌ (ع) سَے روایت کی گئی کہ آپ (ع) نے فرمایا ... خداتعالیٰ کا فرمان "كانتا رتقا" بیان کر رہا ہے کہ آسمان بند تھا اور بارش نہیں برساتا تھا اور زمین بند تھی اور نباتات نہیں اگاتی تھی ... پس خداتعالیٰ نے آسمان کو بارش برسانے اور زمین کو نباتات اگانے کے ساتھ شگافتہ کیا (1)
-

(1) کافی ج8، ص95، ح67_ نورالثقلین ج3، ص425، ح54_

365

پانی:

اسکے فوائد 3، 7

آسمان:

اس کا شگافتہ ہونا 10؛ آسمان اور زمین کی پیوستگی 1؛ ان کا متعدد ہونا 3؛ ان کی خلقت 37

کائنات:

اسکی خلقت کا آغاز 1؛ اسکے مطالعے کی اہمیت 6؛ اسکی پیوستگی 1؛ اسکی خلقت کے مراحل 5

آیات خدا:

آفاقی آیات 8

بارش:

اسکے فوائد 10

تفکر:

خلقت میں تفکر کے اثرات 7

توحید:

توحید ربوبی کے دلائل 7؛ اس کا پیش خیمہ 9

زندگی:

اس کا سرچشمہ 3، 7

روایت: 10

زمین:

اس کا شگافتہ ہونا 10؛ اسکی خلقت 7
کفار:

انکی مذمت 9؛ انکا عدم تفکر 9
نباتات:

ان کی پیدائشے کا سرچشمہ 4
موجودات:

زندہ موجودات کی پیدائشے کی تاریخ 4

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيًّ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجاً سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ (۳۱)
اور ہم نے زمین پر پہاڑ قرار دئے ہیں کہ وہ ان لوگوں کو لے کر کسی طرف جھک نہ جائے اور پھر اس میں وسیع تر راستے قرار دئے ہیں کہ اس طرح یہ منزل مقصود تک پہنچ سکیں (31)

1_ زمین کو انسانوں کو لرزانے اور انہیں جنبش دینے سے روکنے کیلئے مضبوط پہاڑوں کی خلقت۔

366

و جعلنا فی الأرض رواسی أن تمید بهم
"رسا" کا معنی ہے "ثبت" اور "رسخ" اور پہاڑوں کو اسلئے "رواسی" کہاجاتا ہے کیونکہ یہ راسخ اور مضبوط ہوتے ہیں اور زمین کی لرزش اور اضطراب سے مانع ہوتے ہیں۔
("تمید" کے مصدر) "مید" کا معنی ہے اضطراب اور مختلف سمتوں کی طرف حرکت کرنا۔
2_ پہاڑوں کی پیدائشے، زمین کی خلقت کے بعد تھی۔

و جعلنا فی الأرض رواسی أن تمید بهم
ظاہر یہ ہے کہ کسی شے کو ایک ظرف میں قرار دینا اس ظرف کے وجود پر متفرغ ہے لہذا پہاڑوں کو زمین میں قرار دینا خود زمین کے وجود سے پہاڑوں کی پیدائشے کے متاخر ہونے کو بیان کر رہا ہے۔
3_ دروں، اور وسیع و عریض راستوں کی خلقت اس لئے ہوئی تا کہ انسان راہ پا سکے۔
و جعلنا فیہا فجاجاً سبلاً لعلہم یہتدون
"فج" کا معنی ہے دو پہاڑوں کے درمیان وسیع راستہ کہ جو دروں و پہاڑی راستوں کو شامل ہے اور "سبل" کا معنی ہے "راستے"۔

4_ انسان کی زندگی کیلئے قدرتی راستوں اور پہاڑوں کا حیات بخش کردار اور اہمیت۔
و جعلنا فی الأرض رواسی أن تمید بهم ... سبلاً لعلہم یہتدون
5_ پہاڑوں، راستوں اور دروں کی خلقت کی طرف توجہ، توحید تک پہنچنے کا ایک راستہ ہے۔
و جعلنا فی الارض رواسی ... لعلہم یہتدون
آیت میں "یہتدون" کا متعلق مذکور نہیں ہے لیکن اس بات کے قرینے سے کہ ان آیات کریمہ کے مخاطب مشرکین اور یہ آیات توحید کو ثابت کرنے کے درپے ہیں مذکورہ مطلب کا استفادہ ہونا ہے۔
6_ خداتعالیٰ کے افعال حکمت آمیز ہیں۔

و جعلنا فی الأرض رواسی أن تمید بهم ... سبلاً لعلہم یہتدون
خداتعالیٰ کے اس فرمان کے پیش نظر کہ ہم نے پہاڑوں کو زمین کو لرزش اور اضطراب سے بچانے کیلئے اور راستوں کو انسان کے راہ پانے کیلئے خلق کیا معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ کے کام با ہدف اور حکمت آمیز ہوتے ہیں۔

توحید:

اس کا پیش خیمہ 5

خداتعالیٰ:

اسکے افعال میں حکمت 6

درے:

ان کے فوائد 3

ذکر:

دروں کی خلقت کے ذکر کے اثرات 5; راستوں کی خلقت کے ذکر کے اثرات 5; پہاڑوں کی خلقت کے ذکر کے اثرات 5
راستے:

ان کی اہمیت 4; ان کے فوائد 4; ان کا کردار 4

راستہ پانا:

367

اسکی نشانیاں 3

زمین:

اسکی تاریخ 2; اس کے لرزنے کے موانع 1

پہاڑ:

انکی اہمیت 4; انکی خلقت کی تاریخ 2; ان کے فوائد 1; انکا کردار 4

وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرَضُونَ (۳۲)

اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت کی طرح بنایا ہے اور یہ لوگ اس کی نشانیوں سے برابر اعراض کر رہے ہیں (32)

1_ خداتعالیٰ نے آسمان کو ایسی چھت بنایا ہے جو گرنے سے محفوظ ہے۔

و جعلنا السماء سقفاً محفوظاً

2_ خداتعالیٰ نے فضا اور آسمان کے موجودات کو اہل زمین پر گرنے سے محفوظ رکھا ہے۔

و جعلنا السماء سقفاً محفوظاً

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ آسمان سے مراد فضا ہو کہ جو زمین کی نسبت چھت کی مانند ہے اور اس کا محفوظ ہونا یا تو آسمانی اور فضائی موجودات کے لحاظ سے ہے اور یا نظام شمسی کے سیاروں کی قاتل شعاعوں کے فضا سے زمین کی طرف نفوذ کرنے کے لحاظ سے ہے۔

3_ آسمان کی خلقت اور اہل زمین کیلئے اس کے کردار کی طرف توجہ توحید تک پہنچنے کا ایک راستہ ہے۔

أَن السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ... وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا

4_ آسمان میں خداشناسی اور توحید تک پہنچنے کیلئے مختلف آیات پائی جاتی ہیں۔

و ہم عن ای تھا معرضون

5_ کفار، خداتعالیٰ کی آسمانی آیات سے اعراض کرنے والے اور روگردان ہیں۔

و ہم عن ای تھا معرضون

آسمان:

اسکی حقیقت 1; اس کا گرنا 1

آیات الہی:

368

آفاقی آیات 4; آفاقی آیات سے اعراض کرنے والے 5; ان سے اعراض کرنے والے 5

اجرام فلکی:

ان کا گرنا 2; انکی حفاظت 2

توحید:

اس کے دلائل 4; اس کا پیش خیمہ 3

خدا تعالیٰ :

اسکے افعال 1

ذکر:

خلقت آسمان کے ذکر کے اثرات 3; آسمان کے فوائد کے ذکر کے اثرات 3

فضا:

اسکے موجودات کا گرنا 2; اسکے موجودات کی حفاظت 2

کفار:

یہ اور آفاقی آیات 5

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (۳۳)

وہ وہی خدا ہے جس نے رات دن اور آفتاب و مابتاب سب کو پیدا کیا ہے اور سب اپنے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں (33)

1_ صرف خدا تعالیٰ شب و روز اور سورج و چاند کا خالق ہے۔

و بوالذی خلق الیل و النهار و الشمس و القمر

2_ سورج اور چاند میں سے ہر ایک، ایک مخصوص مدار میں محو حرکت ہے۔

کل فی فلک یسبحون

"فلک" یعنی ستاروں کا مدار اور "سبح" یا "سباح" یعنی تیرنا (لسان العرب) و (قاموس)

3_ ہر سیارہ اور ستارہ اپنے مخصوص مدار میں محو حرکت ہے۔

أن السموات والأرض ... الشمس والقمر كل في فلک یسبحون

لفظ "کل" مضاف الیہ محذوف (جیسے "ہا" و غیرہ) کی طرف مضاف ہے اور ضمیر کا مرجع آسمانوں اور زمین کا

مجموعہ ہے کہ جن کا گذشتہ تین آیات میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

4_ شب و روز اور سورج و چاند کی خلقت توحید ربوبی کی

369

ایک نشانی ہے۔

و بوالذی خلق الیل ... کل فی فلک یسبحون

5_ خدا تعالیٰ کی طرف سے کائنات کی خلقت اور اسکی تدبیر، توحیدی نظریہ کائنات میں ایسے دو قانون اور اصل ہیں کہ

جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے۔

و ما خلقنا السماء ... و جعلنا ... و بوالذی خلق ... کل فی فلک یسبحون

آیات کا سیاق بتاتا ہے کہ یہ مشرکین کے اس نظریے و رد کرنے کے درپے ہیں کہ خدا کیلئے مقام خالقیت ہے اور ان کے

خداؤں کیلئے تدبیر کا مقام ہے اور خدا تعالیٰ نے گذشتہ آیات میں مقام تدبیر کو اور اس آیت میں مقام خلقت کو اپنی طرف

نسبت دی ہے اور ان دو کی جدائی کو رد فرمایا ہے۔

عالم خلقت:

اس کا خالق 5; اس کا مدبر 5

توحید:

خالقیت میں توحید 1، 5; توحید ربوبی 5; توحید ربوبی کی نشانیاں 4

خدا تعالیٰ :

اسکی خصوصیات 1; اسکی خالقیت 1; اسکی ربوبیت 5

چاند:

اس کا خالق 1; اسکی خلقت 4; اسکی گردش 2

سورج:

اس کا خالق 1; اسکی خلقت 4; اس کی گردش 2

دن:

اس کا خالق 1; اسکی خلقت 4

ستارے:

ان کی حرکت 3

سیارے:

انکی حرکت 3

رات:

اس کا خالق 1; اسکی خلقت 4

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 1، 5

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مَّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ (۳۴)

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشگی نہیں قرار دی ہے تو کیا اگر آپ مرجائیں گے تو یہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں (34)

1_ خداتعالیٰ نے دنیا میں کسی انسان کیلئے حیات جاوید قرار نہیں دی۔

370

و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد

2_ مشرکین کا یہ خیال تھا کہ انبیاء (ع) ء کیلئے دنیا میں حیات جاوید ہونا ضروری ہے۔

و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد

3_ مشرکین، پیغمبر اکرم (ص) کی موت سے آپ (ع) کی شریعت کی نابودی کے منتظر تھے۔

أفاین مَّتْ فہم الخلدون

آیت کے لحن سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) کے مخالفین اور مشرکین آپ (ص) کی موت کے منتظر تھے یا

آپ (ص) کو قتل کرنے کے درپے تھے جیسا کہ بعض مکی سوروں میں اسکی تصریح کی گئی ہے۔ (ا م بقولون شاعر

نتربص بہ ریب المنون)

4_ مشرکین پیغمبر اسلام (ص) کی دعوت کا مقابلہ کرنے سے ناتوان تھے۔

و ما جعلنا ... أفاین مَّتْ فہم الخلدون

چونکہ مشرکین پیغمبر اکرم (ص) کی موت اور آپ (ص) کی شریعت کی نابودی کے درپے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ

آپ کی دعوت کے مقابلے میں عاجز تھے۔

5_ پیغمبر کی وفات سے پہلے اسلام کی کامیابی اور کفر و شرک کے سرغنوں کی موت کے بارے میں قرآن کی پیشین

گوئی۔

أفاین مَّتْ فہم الخلدون

"أفاین" میں ہمراہ استفہام انکاری کیلئے اور نفی کے معنی پر مشتمل ہے لہذا آیت کریمہ کا اصلی پیغام یوں ہوگا۔ اس طرح

نہیں ہے کہ وہ (پیغمبر اکرم (ص)) فوت ہوجائیں اور تم زندہ رہو اور لمبی مدت تک جیتے رہو بلکہ حقیقت اس کے برعکس

ہے وہ رہے گا اور تم اے کفر کے سرغنوں ان سے پہلے مرجاؤ گے۔

آنحضرت (ص) :

آپ (ص) کی موت کا انتظار 3; آپ (ص) کے ساتھ مقابلہ 4

اسلام:

اسکی نابودی کا انتظار 3; اسکی کامیابی 5

انبیاء (ع) :
 انکا زندہ و جاوید ہونا 2
 سوچ:
 غلط سوچ 2
 رہبر:
 رہبران شرک کی موت 5; رہبران کفر کی موت 5
 زندگی:
 دنیاوی زندگی کی ناپائیداری 1
 قرآن کریم:
 اسکی پیشین گوئی 5
 مشرکین:
 انکی توقعات 3; انکی سوچ 2; ان کا عاجز ہونا 4

371

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ (۳۵)
 ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تو اچھائی اور برائی کے ذریعہ تم سب کو آزمائیں گے اور تم سب پلٹا کر ہماری
 ہی بارگاہ میں لائے جاؤ گے (35)

- 1_ موت، انسان کی حتمی تقدیر ہے۔
 کل نفس ذائقۃ الموت
 "نفس" کے کئی معانی میں ان میں سے ایک "حقیقت، عین اور ذات" ہے لہذا "کل نفس ذائقۃ الموت" یعنی ہر شخص موت کا
 ذائقہ چکھے گا۔
- 2_ سب انسان حتیٰ کہ انبیاء (ع) بھی آزمائشے الہی سے دوچار ہیں۔
 ا فاین متّ ... و نبلوکم بالشر و الخیر فتنۃ
- 3_ انسان، دنیا میں موجود شر و خیر کے ذریعے آزمائے جاتے ہیں۔
 و نبلوکم بالشر و الخیر فتنۃ
- 4_ انسان کی خلقت کا فلسفہ اور حکمت اسکی آزمائشے اور امتحان ہے۔
 کل نفس ذائقۃ الموت و نبلوکم بالشر و الخیر فتنۃ
 دو جملوں "کل ... اور "نبلوکم ... کے ارتباط سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری جملہ مقدر سوال کا جواب ہے کہ اگر موت سب
 کا مقدر ہے تو انسانوں کو خلق کیوں کیا گیا؟
- 5_ سب انسانوں کی بازگشت، خداتعالیٰ کی طرف ہے۔
 و الینا ترجعون
- 6_ خداتعالیٰ انسانوں کی حرکت کا نقطہ آغاز ہے۔
 و الینا ترجعون
 مذکورہ مطلب "رجوع" سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ ہر رجوع اور پلٹنے کیلئے ایک نقطہ آغاز ہوتا ہے۔

372

- 7_ موت نابودی نہیں ہے بلکہ موت کے بعد انسان کی زندگی کا تسلسل چلتا رہیگا۔
 کل نفس ذائقۃ ... و الینا ترجعون
- موت کے بعد انسان کا خداتعالیٰ کی طرف پلٹ کر جانا (الینا ترجعون) مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔
- 8_ قیامت، انسانوں کی آزمائشے اور امتحان کے نتیجے کے ظاہر ہونے کا دن ہے۔

و نبلوكم ... و إلینا ترجعون

ان دو جملوں "نبلوكم ..." اور "إلینا ترجعون ..." کے ارتباط سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری جملے نے امتحان اور آزمائش کے فلسفہ اور غرض و غایت کو بیان کیا ہے۔

9_ عن ابی عبد الله (ع) ... فی قوله تعالى: "كل نفس ذائقة الموت" ... قال: إنه يموت اهل الأرض حتى لا يبقى احد ثم يموت اهل السما ... فيقال: من بقي؟ فيقول: يا رب لم يبق إلا ملك الموت فيقال له: مت يا ملك الموت فيموت؛ آيت شريفة "كل نفس ذائقة الموت" کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: اهل زمین مرجائیں گے یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہیں رہے گا پھر اہل آسمان مرجائیں گے اس وقت پوچھا جائیگا کون باقی ہے؟ تو ملك الموت کہے گا پروردگار! سوائے فرشتہ موت کے کوئی نہیں بچا پھر اس سے کہا جائیگا اے فرشتہ موت مرجا تو وہ مرجائیگا (1)

10_ "روى عن ابی عبد الله (ع) : إن امیر المؤمنین (ع) مرض فعاده إخوانه فقالوا: كيف تجدك يا امیر المؤمنین (ع) ؟ قال: بشر قالوا : ما هذا كلام مثلك قال: إن الله تعالى يقول: "و نبلوكم بالشر و الخير فتنة" فالخير الصحة و الغنى و الشر المرض والفقر؛ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ امیر المؤمنین (ع) بیمار ہو گئے اور ان کے (دینی) برادران نے انکی عیادت کی اور کہنے لگے (اب) آپ خود کو کیسا پاتے ہیں اے امیر المؤمنین (ع) تو آپ (ع) نے فرمایا شر میں (مبتلا ہو چکا ہوں) تو کہنے لگے یہ آپ جیسے لوگوں کی بات نہیں ہے تو فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے "و نبلوكم بالشر و الخير فتنة" اور صحت اور بے نیازی خیر اور بیماری اور تنگدستی شر ہے (2)

امتحان:

اس کا ذریعہ 3، 10؛ یہ خیر کے ذریعے 3، 10؛ یہ شر کے ذریعے 3، 10

انبیاء (ع) :

ان کا امتحان 2

انسان:

اس کا امتحان 3، 4؛ اس کا انجام 1، 5؛ اسکی خلقت کا فلسفہ 4؛ اسکی حرکت کا سرچشمہ 6

.....

(1) کافی ج3، ص 256 ح 25_ نور الثقلین ج1، ص 419، ح 470_
(2) مجمع البیان ج7، ص 74_ نور الثقلین ج3، ص 429 ح 68_

373

خدا کی طرف بازگشت: 5

قیامت:

اس میں حقائق کا ظہور 8

خیر:

اس سے مراد 10

روایت 9، 10

زندگی:

موت کے بعد زندگی 7

شر:

اس سے مراد 10

عزرائیل:

اسکی موت 9

موت:

اس کا حتمی ہونا 1؛ اسکی حقیقت 7؛ اس کا عام ہونا 9

نظریہ کائنات:

تفسیر راہنما جلد 11

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَخَفُونَهُ إِلَّا هُزُواً أَلَيْسَ الَّذِي يَدْعُو أَلِهَتَكُمْ وَهُمْ يَدْعُونَ الرَّحْمَنَ هُمْ كَاْفِرُونَ (۳۶)
اور جب بھی یہ کفار آپ کو دیکھتے ہیں تو اس بات کا مذاق اڑاتے ہیں کہ یہی وہ شخص ہے جو تمہارے خداؤں کا ذکر کیا کرتا ہے اور یہ لوگ خود تو رحمان کے ذکر سے انکار ہی کرنے والے ہیں (36)

- 1_ مکہ کے مشرکین اور کفار جب پیغمبر اکرم (ص) کے سامنے آتے تو آپ (ص) کا مذاق اڑاتے اور مسخرہ کرتے۔
وَ إِذَا رَأَى الْذِينَ كَفَرُوا اِنْ يَتَخَفُونَهُ اِلَّا هَزُو
2_ مذاق اڑانا اور مسخرہ کرنا، مکہ کے کفار اور مشرکین کا آنحضرت (ص) کے ساتھ پیش آنے کا واحد طریقہ۔
وَ إِذَا رَأَى الْذِينَ كَفَرُوا اِنْ يَتَخَفُونَهُ اِلَّا هَزُو

374

- حرف نفی "إن" اور اس کے بعد حرف استثنا "إلا" کہ جو حصر پر دلالت کرتے ہیں نیز "ہزوا" کا مصدر کی صورت میں آنا یہ سب مذاق اڑانے اور مسخرہ کرنے میں شدت اور تسلسل کو بیان کر رہے ہیں۔
- 3_ مکہ کے کفار اور مشرکین کا اسلام اور پیغمبر اکرم (ص) کی منطق اور استدلال کے مقابلے میں ناتوانی۔
وَ إِذَا رَأَى الْذِينَ كَفَرُوا اِنْ يَتَخَفُونَهُ اِلَّا هَزُو
چونکہ کفار و مشرکین مسلسل آنحضرت (ص) کا مذاق اڑاتے تھے اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ منطق، دلیل اور برہان کا راستہ اختیار کرنے سے عاجز تھے اور ان کے پاس مذاق کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔
 - 4_ شرک اور مشرکین کے باطل اور خیالی معبودوں کے ساتھ مقابلہ آنحضرت (ص) کے پروگراموں میں سر فہرست۔
اَبَا الَّذِیْ یَذْکُرُ الْهِنَکُمْ
ذکر اور یاد کرنا خیر کے ساتھ بھی ہے اور شر کے ساتھ بھی لیکن قرینہ مقام بتاتا ہے کہ یہاں پر مراد شر کے ساتھ یاد کرنا ہے۔
 - 5_ کفار مکہ کی طرف سے ہمیشہ پیغمبر اکرم (ص) کی تحقیر کی جاتی۔
وَ إِذَا رَأَى الْذِیْ یَذْکُرُ الْهِنَکُمْ
"اَبَا..." میں ہمزہ استعہامیہ تعجب کیلئے ہے اور استہزا قرینہ ہے کہ اسم اشارہ، "ہذا" تحقیر میں استعمال ہوا ہے۔
 - 6_ لوگوں کے دینی جذبات اور عقائد سے استفادہ کرنا اور انہیں آنحضرت (ص) کے خلاف بھڑکانا کفر و شرک کے سرغوں کی آنحضرت (ص) کے ساتھ پیش آنے کی ایک روش۔
اَبَا الَّذِیْ یَذْکُرُ الْهِنَکُمْ
چونکہ کفار مکہ نے لوگوں کو مخاطب قرار دیا ہے اور انہوں نے "آلہنکم" کہا ہے نہ "آلہتنا" تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیغمبر (ص) اکرم کے خلاف لوگوں کے جذبات اور عقائد سے استفادہ کرتے تھے۔
 - 7_ مکہ کے کفار اور مشرکین خدا تعالیٰ کے نام "رحمان" کے سلسلے میں بڑے حساس اور خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے منکر ہیں۔
وَ بِمِ بَذْکَرِ الرَّحْمَنِ بِمِ مَنکَرُونَ
پروردگار کے ناموں میں سے خاص طور پر "رحمان" کا ذکر کرنا نیز "ہم" کا تکرار مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔
 - 8_ کفار مکہ خدائے رحمان کے منکر تھے۔

و ہم بذکر الرحمن ہم کفرون
قابل ذکر ہے کہ کفار نام "رحمان" کے منکر تھے اس سے بدرجہ اولیٰ استفادہ ہوتا ہے کہ وہ ذات خدائے رحمان کے بھی منکر تھے۔

9_ قرآن کا آسمانی ہونا کفار اور مشرکین مکہ کا مورد انکار

و ہم بذکر الرحمن ہم کفرون
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ذکر" سے مراد قرآن کریم ہو جیسا کہ قرآن کریم کے متعدد موارد میں جیسا کہ اس سورت کی دوسری آیت میں ہے۔ قرآن کو ذکر سے یاد کیا گیا ہے۔

375

10_ رحمان خداتعالیٰ کے اہم اور برجستہ ناموں میں سے ہے۔

و ہم بذکر الرحمن ہم کفرون
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ خداتعالیٰ نے کفار کو عذاب کا مستحق متعارف کراتے ہوئے انہیں منکرین رحمانیت قرار دیا ہے مذکورہ مطلب کا استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

11_ مکہ کے کفار اور مشرکین تنگ نظر، متعصب اور مخالفین کی افکار کو برداشت نہ کرنے والے لوگ تھے۔

أَبْدَا الَّذِي يَذْكُرُ الْهَيْكَلِ وَ هُم بِذِكْرِ الرَّحْمَنِ هُمْ كَفَرُونَ
مذکورہ مطلب اس نکتے کی طرف توجہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے کہ کفار مکہ کو حتیٰ کہ "خدائے رحمان" کا نام سننا بھی گوارا نہیں تھا اور ہمیشہ پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ مذاق اور تمسخر کے ساتھ پیش آتے۔

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 1، 2، 5، 6؛ اس کے ساتھ مبارزت 3

اسما و صفات:

رحمان 10

آنحضرت (ص):

آپ (ص) کا مذاق اڑانا 1، 2؛ آپ (ص) کے خلاف جذبات کو بھڑکانا 6؛ آپ (ص) کی تحقیر 5؛ آپ (ص) کی شرک دشمنی 4؛
آپ (ص) کے ساتھ مقابلہ 3؛ آپ (ص) کی طرف سے مقابلہ 4؛ آپ (ص) کی اہم ترین رسالت 4
خداتعالیٰ:

اسکی رحمانیت کی اہمیت 10؛ اسکی رحمانیت کو جھٹلانے والے 87

باطل معبود:

ان کے ساتھ مبارزت 4

رہبران:

رہبران شرک کے پیش آنے کی روش 6؛ رہبران کفر کے پیش آنے کی روش 6

قرآن کریم:

اسکے وحی ہونے کو جھٹلانے والے 9

کفار مکہ:

انکی تمسخر بازی 1، 2؛ انکی سوچ 7، 8، 9؛ انکا تعصب 11؛ ان کے پیش آنے کی روش 1، 2، 5؛ انکی تنگ نظری 11؛

انکا عاجز ہونا 3؛ انکا مقابلہ کرنا 3

مشرکین مکہ:

انکا مذاق اڑانا 1، 2؛ انکی سوچ 7، 9؛ انکا تعصب 11؛ ان کے پیش آنے کی روش 1، 2؛ انکی تنگ نظری 11؛ انکا عاجز ہونا

3؛ انکا مقابلہ 3

376

خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَأَرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ (۳۷)

انسان کے خمیر میں عجلت شامل ہوگئی ہے اور عنقریب ہم تمہیں اپنی نشانیاں دکھلائیں گے تو پھر تم لوگ جلدی نہیں کرو گے (37)

1_ انسانی فطرت، بہت جلدباز اور عجولانہ ہے۔

خلق الإنسان من عجل

"انسان عجلت سے پیدا کیا گیا ہے" کی تعبیر اس بات سے کنایہ ہے کہ جلد بازی انسان کی فطرت میں ہے ورنہ انسان تو نطفے اور ... سے پیدا ہوا ہے نہ جلد بازی سے۔

2_ آدمی، قدرتی انسانی تمایلات سے بھی متاثر ہے اور صرف بیرونی حالات سے متاثر نہیں ہے۔

خلق الإنسان من عجل

چونکہ انسان کی خلقت کو جلدبازی کے خمیر سے قرار دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان صرف بیرونی حالات اور ماحول (معاشرہ، تربیت اور ...) سے ہی متاثر نہیں ہوتا بلکہ انسانی غریزے بھی اس میں مؤثر ہیں۔

3_ خداتعالیٰ کی رحمانیت کا انکار جلدبازی کا فیصلہ ہے اور یہ عاقلانہ سوچ نہیں ہے۔

ہم بنکر الرحمن ہم کفرون خلق الانسان من عجل

مذکورہ مطلب اس آیت کے سابقہ آیت کے ساتھ ارتباط سے حاصل ہوتا ہے اس طرح کہ مشرکین خداتعالیٰ کی رحمانیت کا انکار کرتے تھے اور خداتعالیٰ انسان کی فطرت اور جلدبازی سے نہی کو بیان کر کے اس نکتے کو ذکر کرنا چاہتا ہے کہ خداتعالیٰ کی رحمانیت کا انکار جلدبازی کا فیصلہ ہے اور ضروری ہے کہ آیات الہی کا مطالعہ کر کے عمیق علمی فکر اپنائی جائے۔

4_ کفار مکہ شکست اور دنیوی عذاب کی دہلیز پر تھے۔

سأوريكم آياتي

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ آیات سے مراد کفار مکہ کی شکست اور ان کا دنیوی عذاب ہو۔ قابل ذکر ہے کہ ان آیات کا مکی ہونا اس مطلب کی تائید کرتا ہے۔

377

5_ کفار مکہ کو قریب الوقوع عذاب اور نابودی کی دھمکی دی گئی تھی۔

سأوريكم آياتي فلا تستعجلون

بعد والی آیات (... بل تأتيم بغة ...) کے قرینے سے "آیات" سے مراد عذاب اور ہلاکت ہے۔

6_ دین دشمن کافروں کی نابودی اور مسلمانوں کی کامیابی قاعدے اور قانون کے مطابق ہے اور اس کا مناسب وقت ہے۔

خلق الانسان من عجل سأوريكم آياتي فلا تستعجلون

مذکورہ مطلب اس آیت کے سابقہ آیت کے ساتھ ارتباط سے حاصل ہوتا ہے اس طرح کہ مؤمنین، پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ مشرکین کی گستاخانہ روش کو دیکھ کر بے صبری کے ساتھ خداتعالیٰ کے دشمنوں کی ہلاکت اور مسلمانوں کی کامیابی والے وعدے کے عملی ہونے کے منتظر تھے اور خداتعالیٰ نے انہیں صبر کرنے اور جلد بازی نہ کرنے کی دعوت دی ہے قابل ذکر ہے کہ مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ "سأوريكم ... فلا تستعجلون" کے مخاطب مسلمان ہوں۔

7_ کفار اور دین دشمنوں کی ہلاکت و شکست اور مؤمنین کی کامیابی آیات الہی میں سے ہے۔

سأوريكم آياتي

مذکورہ مطلب اس چیز سے حاصل ہوتا ہے کہ کفار کی ہلاکت اور مسلمانوں کی کامیابی کو "آیات" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

8_ صدر اسلام کے مؤمنین، کافروں پر جلدی غالب آنے اور کامیاب ہونے کے منتظر تھے۔

سأوريكم آياتي فلا تستعجلون

مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "آیات" سے مقصود کافروں کی دنیاوی ہلاکت اور دنیاوی عذاب ہو اور "سأوريكم ... فلا تستعجلون" کے مخاطب مسلمان ہوں۔

9_ مناسب وقت سے پہلے اور جلدبازی کا کام اگرچہ کام اچھا ہی ہو ایک ناپسندیدہ اور قابل مذمت امر ہے۔

خلق الإنسان من عجل ... فلا تستعجلون

10_ انسانی غریزوں اور طبائع کو کنٹرول کرنا ممکن ہے۔

خلق الإنسان من عجل... فلا تستعجلون

خدا تعالیٰ نے جلدبازی سے نہیں کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلدبازی پر قابو پانے کی قدرت انسان میں موجود ہے۔

آیات خدا: 7

انسان:

اس کا متأثر ہونا 2; اسکی صفات 1، 2; اسکی جلدبازی 1

خدا تعالیٰ :

اسکی رحمانیت کو جھٹلانے کا غیر منطقی ہونا 3; اسکی عذابوں کا قاعدے اور قانون کے مطابق ہونا 6

دین:

دین دشمنوں کی شکست 7; دین دشمنوں کی ہلاکت 6، 7

378

جلدبازی:

اسکی مذمت 9

عمل:

عمل خیر میں جلدبازی کرنا 9

غرائز:

ان کو کنٹرول کرنا 10

کفار:

ان کی شکست 7; انکی ہلاکت 6، 7

کفار مکہ:

انکی شکست 4; انکا دنیوی عذاب 4; انکا عذاب 5; انکو تنبیہ 5; انکی ہلاکت 5

مؤمنین:

صدر اسلام کے مؤمنین کی توقعات 8; انکی کامیابی 7

مسلمان:

انکی کامیابی 6; انکی کامیابی میں جلدی 8

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (۳۸)

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو اس وعدہ قیامت کا وقت آخر کب آئے گا (38)

1_ کفار کی شکست و ہلاکت اور مؤمنین کی کامیابی، وعدہ الہی۔

سأوريكم ء اى تي ... و يقولون متى هذا الوعد

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "وعدہ" سے مراد مؤمنین کی کامیابی اور مشرکین کی شکست ہو۔

2_ قیامت کا برپا ہونا اور دین دشمن کافروں کی سزا، وعدہ الہی ہے۔

و يقولون متى هذا الوعد

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "الوعدہ" کا "ال" عہد حضوری کا اور اس سے مقصود قیامت کا برپا ہونا اور کافروں

کا عذاب ہو کہ جس کا تمام انبیاء (ع) ء مسلسل اپنی امتوں کو وعدہ دیتے رہے اور یہ وعدہ امتوں کی یادداشت میں باقی تھا۔

3_ کفار مکہ، قیامت اور اخروی عذاب کے منکر تھے۔

و يقولون متى هذا الوعد إن كنتم صدقين

4_ مکہ کے دین دشمن کفار، خدا تعالیٰ کے وعدوں اور دھمکیوں (عذاب، اخروی سزا و غیرہ) کا مذاق اڑاتے اور انکا تمسخر

کرتے۔

و يقولون متى هذا الوعد
جمله استفهامیہ "و يقولون متى هذا الوعد" تہکم اور استہزا کیلئے ہے۔

379

5_ مکہ کے دین دشمن کفار، خداتعالیٰ کے وعدوں کے سلسلے میں پیغمبر اسلام(ص) اور مؤمنین کو جھوٹا سمجھتے تھے۔
و يقولون متى هذا الوعد ان كنتم صدقين

6_ انسان کی عجولانہ خصلت کفار مکہ کی طرف سے خداتعالیٰ کے وعدوں (عذاب، قیامت برپا کرنا وغیرہ) کے عملی ہونے کی درخواست کا سبب بنی۔

خلق الإنسان من عجل... و يقولون متى هذا الوعد ان كنتم صدقين
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "يقولون متى..." کا جملہ "سأوريكم..." پر عطف ہو اور یہ دو جملے "خلق الإنسان من عجل" کہ جو انسانوں کی عمومی خصلت کو بیان کر رہا ہے کے ساتھ مربوط ہو۔

آنحضرت(ص) :

آپ(ص) پر جھوٹ کی تہمت 5

انسان:

اسکی جلدبازی کے اثرات 6; اسکی صفات 6

خداتعالیٰ :

اس کے عذاب کا مذاق اڑانا 4; اس کے متنبہ کرنے کا مذاق اڑانا 4; اس کے وعدے 1، 2; اسکی دھمکیاں 1، 2
دین:

دین دشمنوں کی سزا کا وعدہ 2

عذاب:

اس میں جلدی کرنے کی درخواست کا پیش خیمہ 6; اخروی عذاب کو جھٹلانے والے 3

قیامت:

اس میں جلدی کرنے کی درخواست کا پیش خیمہ 6; اسے جھٹلانے والے 3; اس کا وعدہ 2

کفار:

انکی سوچ 3

کفار مکہ:

انکا مذاق اڑانا 4; انکی تہمتیں 5; انکی جلدبازی کا پیش خیمہ 6; انکی شکست کا وعدہ 1; انکی ہلاکت کا وعدہ 1
سزا:

اخروی سزا کا مذاق اڑانا 4

مؤمنین:

ان پر جھوٹے ہونے کی تہمت 5; انکی کامیابی کا وعدہ 1

380-----383

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكْفُونُ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ (۳۹)
بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (۴۰)

تفسیر راہنما جلد 11

وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (٤١)
اور پیغمبر آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا ہے جس کے بعد ان کفار کو اس عذاب نے گھیر لیا جس کا یہ مذاق اڑا رہے تھے (41)

- 1_ بشر، پیغمبر خاتم(ص) سے پہلے صاحبان رسالت انبیاء(ع) کے وجود سے بہرہ مند تھا۔
وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ
- 2_ طول تاریخ میں حق دشمن عناصر کا انبیاء الہی کے ساتھ تمسخر آمیز سلوک۔
وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ
- 3_ کفار طول تاریخ میں انبیاء(ع) ء الہی کے ساتھ غیر منطقی سلوک کرنے میں ایک جیسے رہے ہیں۔
وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ
- تمسخر آمیز سلوک، موقف اپنانے میں دلیل و منطق کے نہ ہونے کو بیان کر رہا ہے اور چونکہ گذشتہ انبیاء(ع) ء اور پیغمبر اکرم(ص) اسلام کفار کے مذاق کا نشانہ بن چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کا سلوک ایک جیسا تھا اور وہ ایک جیسا موقف رکھتے تھے۔
- 4_ کفار کے مذاق کے مقابلے میں خداتعالیٰ کا پیغمبر اکرم(ص) کو تسلی دینا۔
وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ
- خداتعالیٰ نے گذشتہ آیات میں کافروں کے پیغمبر اکرم(ص) کے ساتھ مذاق کرنے کے موضوع کا تذکرہ کیا اور اس آیت میں گذشتہ انبیاء(ع) ء کے تمسخر کی یاد دہانی کرائی ہے۔ یہ یاد دہانی ممکن ہے آنحضرت(ص) کی تسلی کی غرض سے ہو۔
- 5_ انبیاء(ع) ء بھی انسانی خصوصیات (دلی رنج و الم اور دلجوئی و تسلی کی ضرورت) کے حامل ہوتے ہیں۔
وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ
- کفار کے تمسخر کے مقابلے میں خداتعالیٰ کا پیغمبر اکرم(ص) کی دلجوئی کرنا اس حقیقت کا غماز ہے کہ پیغمبر اکرم بھی دیگر انسانوں کی طرح دشمنوں کے حملوں سے متاثر ہوتے ہیں اور انہیں بھی دلی تسلی کی ضرورت ہوتی ہے۔

- 6_ طول تاریخ میں رہبران الہی کی کوشش اور رنج و الم کی طرف توجہ، دین کے راستے میں کوشش کرنے والوں کی تسلی کا سبب ہے۔
وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ
- 7_ راہ الہی میں حرکت، شدید نفسیاتی اور روحی مشکلات اور سختیوں کو ہمراہ لاتی ہے۔
وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ
- اس سے کہ خداتعالیٰ نے گذشتہ انبیاء(ع) ء کی مشکلات اور رنج و الم کی یادآوری کرائی ہے معلوم ہوتا ہے کہ راہ حق کو طے کرنا مشکلات کے ہمراہ ہوتا ہے۔
- 8_ انبیاء(ع) ء کا مذاق اڑانے والے اس عذاب میں مبتلا ہوئے کہ جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔
فحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ
- "ما کانا بہ یستہزء ون" سے مراد مہلک عذاب ہے کیونکہ طول تاریخ میں کفار جس کا مذاق اڑاتے تھے اور وہی ان پر نازل ہوا وہ مہلک عذاب تھا۔
- 9_ حق کے مقابلے میں ہٹ دہرمی اور انبیاء(ع) ء و رہبران الہی کا مسلسل مذاق اڑانا عذاب خداوندی میں مبتلا ہونے کے اسباب فراہم کرتا ہے۔
وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

10_ انسانوں کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب اور سزا، خود ان کے اپنے عمل کا رد عمل اور نتیجہ ہے۔
 ولقد استهزى ... فحاق بالذين سخروا منهم ما كانوا به يستهزءون
 11_ پیغمبر اکرم (ص) کا مذاق اڑانے والوں کو عذاب الہی کی دھمکی
 ولقد استهزى برسلا من قبلك فحاق بالذين سخروا منهم ما كانوا به يستهزءون
 اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ گذشتہ آیات میں کافروں کے پیغمبر اکرم (ص) کا مذاق اڑانے کا تذکرہ تھا۔ انبیاء (ع) ء کا مسخرہ کرنے والوں کے عذاب میں مبتلا ہونے کی یاد دہانی سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ انجام پیغمبر اکرم (ص) کا مذاق اڑانے والوں کا بھی ہے۔

انبیاء (ع) :
 ان کا مذاق اڑانے کے اثرات 9; انکا مذاق اڑانے والے 2; آنحضرت (ص) سے پہلے کے انبیاء (ع) ء 1; انکا بشر ہونا 5; انکی تاریخ 1، 2; انکو تسلی 5; انکا مذاق اڑانے والوں کا عذاب 8; انکی معنوی ضروریات 5
 آنحضرت (ص) :
 آپ (ص) کا مذاق اڑانا 4; آپ (ص) کا مذاق اڑانے والوں کو دھمکی 11; آپ (ص) کو تسلی 4; آپ کا مذاق اڑانے والوں کا عذاب 11
 حق:
 حق پرستی کے اثرات 7; حق کو قبول نہ کرنے کے اثرات 9
 ذکر:

386
 دینی رہنماؤں کے رنج و غم کا ذکر 6
 دینی رہنما:
 ان کا مذاق اڑانے کے اثرات 9; انکی تسلی کے عوامل 6
 عذاب:
 اہل عذاب 8; اس کا پیش خیمہ 9; اسکے عوامل 10
 عمل:
 اسکے اثرات 10
 کفار:
 انکا مذاق اڑانا 4; انکا غیر منطقی ہونا 3; ان کے پیش آنے کی روش 3; یہ اور انبیاء 3; انکی ہم آہنگی 3
 سزا:
 اسکے عوامل 10
 مشکلات:
 نفسیاتی مشکلات کا پیش خیمہ 7
 نعمت:
 انبیاء کی نعمت 1

قُلْ مَنْ يَكْلُوْكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَنِ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ (۴۲)
 آپ ان سے کہہ دیجئے کہ انھیں رات یا دن میں رحمان کے عذاب سے بچانے کے لئے کون پہرہ دے سکتا ہے مگر یہ ہیں کہ رحمان کی یاد سے مسلسل منہ موڑے ہوئے ہیں (42)

1_ کفار کو شب و روز کے ہر لحظے میں عذاب الہی کا خطرہ۔
 قل من يكلوكم ... من الرحمن
 مذکورہ بالا مطلب اس بنا پر ہے کہ "من الرحمن" سے مراد "من بأس الرحمان و عذابه" ہو گذشتہ آیت کہ جو عذاب الہی کے

- بارے میں ہے اسی نکتے کی تائید کرتی ہے۔
 2_ ارادہ الہی کے مقابلے میں تمام موجودات کی ناتوانی اور عاجز ہونا۔
 قل من یکلؤکم ... من الرحمن
 3_ انسان کو زندگی کے تمام لمحوں میں خداتعالیٰ کی حمایت اور حفاظت کی ضرورت ہے۔
 قل من یکلؤکم بالیل و النہار من الرحمن

387

"یکلاؤ" کے مادے "کلاء" کا معنی ہے شے کی حفاظت کرنا اور "من الرحمن" میں "من" بدلیہ ہے یعنی خدائے رحمن کی بجائے۔

- 4_ کافروں کی اپنے پروردگار سے روگردانی اس کی مسلسل رحمت سے بہرہ مند ہونے کے باوجود
 قل من یکلؤکم ... من الرحمن بل ہم عن ذکر ربہم معرضون
 آیت کریمہ میں "بل" اضطراب انتقالی کیلئے ہے یعنی خداتعالیٰ نے بشر کی خدائے رحمان کی طرف نیازمندی کو بیان کرنے اور اسکے عذاب کے تذکرے کے بعد کافروں کے کفر کی اصلی علت (یاد پروردگار سے روگردانی اور ربوبیت الہی کی طرف توجہ نہ کرنا) کو بیان کیا ہے۔
 5_ کفار کا کلام الہی کے سننے اور پیغمبر اکرم (ص) کی نصیحتوں سے متاثر نہ ہونے کی دلیل ہے۔
 رحمت کی طرف توجہ نہ کرنے اور پیغمبر اکرم (ص) کی نصیحتوں سے متاثر نہ ہونے کی دلیل ہے۔
 قل من یکلؤکم ... من الرحمن بل ہم عن ذکر ربہم معرضون
 مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "ذکر" سے مراد قرآن ہو کیونکہ قرآن کا ایک نام اور صفت "ذکر" ہے۔
 6_ سب انسانوں حتیٰ کہ پروردگار سے روگردانی کرنے والوں کو بھی رحمت الہی شامل ہے۔
 قل من یکلؤکم ... بل ہم عن ذکر ربہم معرضون
 7_ انسان کیلئے اپنے پروردگار اور تربیت کرنے والے کو یاد کرنا ضروری ہے۔
 بل ہم عن ذکر ربہم معرضون
 پروردگار کی یاد سے روگردانی کرنے کی وجہ سے کفار کو ڈانٹ ڈپٹ، اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ عقل کے حکم کے مطابق انسان کیلئے ضروری ہے کہ اپنے پروردگار اور تربیت کرنے والے سے غفلت نہ کرے۔

انسان:

اسکی معنوی ضروریات 3

آنحضرت (ص):

آپ (ص) کی نصیحت 5

خداتعالیٰ:

اسکی رحمت کا تسلسل 4; اسکے ارادے کی حکمرانی 2; اسکی رحمت عامہ 6

ذکر:

ذکر خدا کی اہمیت 7; ربوبیت خدا کا ذکر 7; تربیت کرنے والے کا ذکر 7

رحمت:

یہ جنکے شامل حال ہے 4

قرآن کریم:

اس سے اعراض کرنے والے 5

کفار:

انکا اعراض 4; ان پر نصیحت کا اثر نہ کرنا 5; انکا حق کو قبول نہ کرنا 5; ان کو عذاب کا خطرہ 1; ان پر رحمت 4

خداتعالیٰ سے اعراض کرنے والے 4:

ان پر رحمت 6

388

موجودات:

انکے عاجز ہونا 2

ضروریات:

خداتعالیٰ کی حمایت کی ضرورت 3

أَمْ لَهُمْ إِلَهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُونِنَا لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُونَ (٤٣)
کیا ان کے پاس ایسے خدا موجود ہیں جو ہمارے بغیر انہیں بچاسکیں گے یہ بیچارے تو خود اپنی بھی مدد نہیں کرسکتے ہیں اور نہ انہیں خود بھی عذاب سے پناہ دی جائے گی (43)

- 1_ جھوٹے خدا اور معبود، مشرکین کو عذاب الہی سے بچانے کیلئے تو ان نہیں رکھتے۔
ا م لهم ء الہة تمنعهم من دونن
آیت کریمہ میں "ام" منقطعہ کی قسم سے اور "بل" کی طرح استقہام انکاری کے معنی پر مشتمل ہے اور (الہ کی جمع) الہة کا معنی معبود ہے۔
- 2_ مشرکین کے جھوٹے معبود اور خدا، اور خداتعالیٰ کے علاوہ ہر طاقت اپنی حمایت اور حفاظت سے بھی ناتوان ہے۔
لايستطيعون نصر أنفسهم
جملہ "لا يستطيعون..."، "تمنعهم" کے فاعل کیلئے حال ہے کہ جو خدا اور معبود ہیں۔
- 3_ مشرکین کے معبود خود اپنی مدد کرنے سے ناتوان اور خداتعالیٰ کی مدد سے محروم ہیں۔
لا يستطيعون نصر أنفسهم و لا هم منا يصحبون
"یصحبون" (صحب کے مادہ سے) "عاشر" کے معنی میں ہے اور اس معنی کا لازمہ نصرت اور تائید ہے کیونکہ ایک ہم نشین اپنے دوسرے ہم نشینوں کی حمایت کرتا ہے۔
- 4_ احتیاج اور نیازمندی مقام الوہیت کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔
لايستطيعون نصر أنفسهم
خداتعالیٰ نے "الہة" کی خود اپنی حفاظت میں ناتوانی اور ان کے دیگر محافظوں کی طرف محتاج

389

- ہونے کو ان کے الوہیت کے لائق نہ ہونے کی دلیل شمار کیا ہے۔ اس حقیقت کی یاد دہانی ممکن ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہو۔
- 5_ کفار کا عذاب الہی کے مقابلے میں ہر طرف سے ہے پناہ ہونا اور ان کی ہلاکت کا حتمی ہونا۔
ا م لهم آلهة تمنعهم من دوننا ... و لا هم منا يصحبون
 - 6_ کافروں کا یہ عقیدہ کہ ان کے جھوٹے خدا، خداتعالیٰ کے نزدیک معزز اور معتبر ہیں کھوکھلا اور بے بنیاد ہے۔
لايستطيعون نصر أنفسهم و لا هم منا يصحبون
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ آیت کریمہ کے مخاطبین مشرکین ہیں اور وہ اپنے معبود اور خداؤں کو اپنا شفیع سمجھتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ کا مقصد ایسے خیال کے بطلان کو بیان کرتا ہے۔

الوہیت:

اسکے شرائط 4

عذاب:

اہل عذاب 5؛ اہل عذاب کا بے یار و مددگار ہونا 1

عقیدہ:

باطل عقیدہ 6

کفار:

ان کا بے پناہ ہونا 5; ان کے عذاب کا حتمی ہونا 5; انکا عقیدہ 6
مشرکین:

ان کی امداد 3; انکا بے یار و مددگار ہونا 1، 2

باطل معبود 6

ان کی امداد 3; انکا بے یار و مددگار ہونا 3; انکا عاجز ہونا 1، 2، 3

سچے معبود:

ان کی نیاز مندی 4

بَلْ مَتَّعْنَا هَؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ (٤٤)
بلکہ ہم نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو تھوڑی سی لذت دنیا دیدی ہے یہاں تک کہ ان کا زمانہ طویل ہو گیا تو کیا یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ ہم برابر زمین کی طرف آتے جارہے ہیں اور اس کو چاروں طرف سے کم کرتے جارہے ہیں کیا اس کے بعد بھی یہ ہم پر غالب آجائے والے ہیں (44)

1_ مشرک معاشروں کے نعمات الہی سے بہرہ مند ہونے کے ساتھ ان کی لمبی عمر، ان کی معبودوں کے ساتھ دل

390

بستگی اور ان کے کارساز ہونے کی خیال کے سبب بنی۔

بل ہم عن ذکر ربہم معرضون ... بل متعنا بولاء و آباء ہم حتی طال علیہم العمر
جملہ "بل متعنا ... میں "بل" سابقہ موضوع (أم لهم آلهة تمنعهم من دوننا) سے اضراب کیلئے ہے یعنی یہ خیال کہ یہ معبود ان کی حمایت کریں گے ان کی مہلت اور لمبی عمر کے ساتھ نعمتوں سے مال زندگی کی وجہ سے ہے۔
2_ دنیاوی نعمتوں سے بہرہ مندی اور اس کے ساتھ ساتھ لمبی عمر، اہل مکہ اور ان کے آباؤ اجداد کی غفلت اور تکبر کا سبب تھی۔

بل ہم عن ذکر ربہم معرضون ... بل متعنا بولاء و آباء ہم حتی طال علیہم العمر
مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "بولاء" مخاطبین (مکہ کے لوگ) کے اذیان میں موجود لوگوں کی طرف اشارہ ہو جیسا کہ مکہ میں نازل ہونے والی بہت سی آیات کا مشار الیہ اس سرزمین کے لوگ ہیں۔

3_ معبودوں اور خداؤں کا عمر کی مقدار اور انسان کی مادی بہرہ مندی میں دخل رکھنا مشرکین کا باطل خیال۔
ا م لهم آلهة تمنعهم ... بل متعنا بولاء و آبائهم حتی طال علیہم العمر
مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "بل ... " "أم لهم آلهة ... " سے اضراب ہو اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ مشرکین اپنے خداؤں کیلئے ایسی قدرت کا اعتقاد رکھتے تھے۔

4_ کفر و شرک والی فکر سرزمین مکہ میں عرصہ دراز سے موجود تھی۔
عن ذکر ربہم معرضون_ ا م لهم آلهة ... بل متعنا بولاء و آباء ہم حتی طال علیہم العمر
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے اہل مکہ کے آباؤ اجداد کو خدا سے اعراض کرنے والے اور دنیاوی نعمتوں اور لمبی عمر سے بہرہ مند شمار کیا ہے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔
5_ خدا تعالیٰ نے بعض گذشتہ اقوام اور ملتوں کو دنیاوی نعمتوں سے بہرہ مند کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں لمبی عمر بھی عطا کی۔

بل متعنا بولاء و آباء ہم حتی طال علیہم العمر
6_ معاشروں اور تمدنوں کا لمبی عمر اور دنیاوی نعمتوں سے بہرہ مند ہونا انکی حقانیت اور کامیابی کی دلیل نہیں ہے۔
بل متعنا بولاء و آباء ہم حتی طال علیہم العمر ... أفهم الغالبون
7_ سرزمین مکہ عرصہ دراز سے دنیاوی نعمتوں سے مالا مال اور ہلاکت خیز حوادث اور عذاب الہی سے محفوظ تھی۔
بل متعنا بولاء و آباء ہم حتی طال علیہم العمر
یہ چیز کہ خدا تعالیٰ نے اہل مکہ اور ان کے آباؤ اجداد کو لمبی مدت تک دنیاوی منافع سے بہرہ مند کیا سرزمین مکہ کے عرصہ دراز سے ہلاکت خیز حوادث سے محفوظ رہنے کو بیان کرتی ہے۔

- 8_ انسان کا نعمتوں اور اپنی عمر کی مقدار سے مستفید ہونا خداتعالیٰ کے اختیار میں اور اسکے ارادے کے تابع ہے۔
 بل متعنا ہولائی... انا نأتی الأرض ننقصها من أطرافها أفہم الغالبون
- 9_ اہل زمین کی آبادی کو کم کرنا اور ملتوں اور اقوام کی موت سنت الہی اور ایک دائمی امر ہے۔
 أفلا یرون انا نأتی الأرض ننقصها من أطرافہ
- "ننقصہا" میں "نقص" سے مراد اہل زمین کو کم کرنا ہے نہ خود زمین کو کم کرنا اور اس کا فرسودہ ہونا اگرچہ بعض مفسرین نے یہ احتمال ذکر کیا ہے قابل ذکر ہے کہ "نأتی" اور "ننقصہا" کا صیغہ مضارع کی صورت میں آنا ان دو فعلوں کے محتوا کے استمرار پر دلالت کرتا ہے۔
- 10_ امتوں اور تہذیبوں کی تاریخ سے آگاہ ہونا اور اس سے سبق سیکھنا ایسی چیزیں ہیں جو پسندیدہ اور خداتعالیٰ کی طرف سے مورد تشویق ہیں۔
 أفلا یرون انا نأتی الأرض ننقصها من أطرافہ
- مادہ "رؤیت" جب دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو تو "علم" کے معنی میں ہوتا ہے (لسان العرب) اور اس آیت میں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ جملہ "انا نأتی..." مصدر کی تأویل میں ہو کر دو مفعولوں کے قائم مقام ہے۔
- 11_ انسانوں کی موت اور معاشروں اور تہذیبوں کا ختم ہونا انسان کیلئے عبرت کا سامان ہے۔
 أفلا یرون انا نأتی الأرض ننقصها من أطرافہ
- 12_ انسانی معاشروں اور تہذیبوں کے زوال کا تدریجی ہونا۔
 انا نأتی الأرض ننقصها من أطرافہ
- کلمہ "نقص" یعنی کم کرنا اور فعل مضارع "نأتی" اور "ننقصہا" کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جو استمرار کا فائدہ دیتے ہیں۔
 مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔
- 13_ کفار کا انسانوں کی قوت اور معاشروں اور تہذیبوں کے زوال کے مشاہدہ سے عبرت حاصل نہ کرنا۔
 أفلا یرون انا نأتی الأرض ننقصها من أطرافہ
- 14_ خداتعالیٰ کی طرف سے کافر و مشرک معاشروں کی نابودی، اسلام کی کامیابی اور اسلامی سرزمین کے حدود کے وسیع ہونے کی خوشخبری۔
 أفلا یرون انا نأتی الأرض ننقصها من أطرافہ
- بعض مفسرین کا خیال یہ ہے کہ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ یہ آیات کفار اور منکرین قرآن کے بارے میں ہیں۔
 زمین اور اہل زمین کو کم کرنے سے مقصود کفار کی تعداد کو کم کرنا اور مسلمانوں کی تعداد کو بڑھانا ہے "أفلا یرون" کی ضمیر غائب اور "أفہم الغالبون" میں ہمزہ استفہام انکاری اس مطلب کا مؤید ہو سکتا ہے۔
- 15_ ارادہ خدا کے مقابلے میں کفار اور ان کے خداؤں کا کمزور اور ناتوان ہونا۔

- "أفہم" میں ہمزہ استفہام انکاری کیلئے ہے۔
- 16_ عالم ہستی میں خداتعالیٰ بے مثال قادر اور مطلق حاکم ہے۔
 بل متعنا ہولائی... انا نأتی الأرض ننقصها من أطرافها أفہم الغالبون
- 17_ انسانوں کو موت دینا اور معاشروں اور تہذیبوں کو نابود کرنا خداتعالیٰ کی بے مثال اور ناقابل شکست قدرت کی دلیل ہے۔
 انا نأتی الأرض ننقصها من أطرافها أفہم الغالبون
- خداتعالیٰ کے ذریعے انسان کی موت کے مسئلے کو ذکر کرنے کے بعد قدرت الہی کے مقابلے میں کفار کی کامیابی اور رغبے کی نفی کرنا اور اس پر سوالیہ نشان لگانا (أفہم الغالبون) ہو سکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

اسکی موت 17
عالم خلقت:
اس کا حاکم 16
گذشتہ اقوام:
ان کے مادی وسائل 5; انکی تاریخ 5; ان سے عبرت حاصل کرنا 10; ان کی لمبی عمر 5
امم:
انکی حقانیت کے دلائل 6
مادی وسائل:
ان کا سرچشمہ 3
خوشخبری:
اسلام کی کامیابی کی خوشخبری 14; اسلام کی وسعت کی خوشخبری 14; شرک کی نابودی کی خوشخبری 14; کفر کی نابودی کی خوشخبری 14
تاریخ:
اسکے مطالعے کی تشویق 10
تہذیبیں:
انکا تدریجی زوال 12; انکا زوال 17; ان کے زوال سے عبرت حاصل کرنا 11، 13
خدا تعالیٰ:
اسکی خصوصیات 16; اس کے اختیارات 8; اسکا ارادہ 8، 15; اسکی بشارتیں 14; اسکی ترغیب 10; اسکی حکمرانی 16;
اسکی عزت کے دلائل 17; اسکی قدرت کے دلائل 17; اسکی سننیں 9; اسکی قدرت 16
شرک:
اسکی تاریخ 4
عبرت:
اسکی ترغیب دلانا 10; اس کے عوامل 11
عقیدہ:
باطل عقیدہ 3; باطل معبودوں کا عقیدہ 1
عمر:
لمبی عمر کے اثرات 1; اس کا سرچشمہ 8; لمبی عمر کا سرچشمہ 3; لمبی عمر کا کردار 6
عمل:
393
پسندیدہ عمل 10
کفار:
انکی ذلت 15; انکی کمزوری 15; انکا عبرت حاصل نہ کرنا 13
کفر:
اسکی تاریخ 4
موت:
اس کا دائمی ہونا 9; اس سے عبرت حاصل کرنا 11، 13
مشرکین:
انکی آسائش کے اثرات 1; انکا عقیدہ 3; انکی لمبی عمر 1; انکی نعمتیں 1
باطل معبود:
انکا عاجز ہونا 15; انکا کردار 3

مکہ:

اس کا امن 7; اسکی تاریخ 4، 7; اہل مکہ کی لمبی عمر 2; اہل مکہ کے تکبر کے عوامل 2; اہل مکہ کی غفلت کے عوامل 2; اسکی فضیلت 7; اہل مکہ کی دنیاوی نعمتیں 2

نعمت:

اس کا سرچشمہ 8

قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنْذَرُونَ (٤٥)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم لوگوں کو وحی کے مطابق ڈراتا ہوں اور بہرہ کو جب بھی ڈرایا جاتا ہے وہ آوازہ کو سنتا ہی نہیں ہے (45)

1_ پیغمبر اکرم(ص) لوگوں کیلئے اپنے اصلی فریضے اور رسالت کے دائرہ کار کو بیان کرنے پر مأمور _

قل إنما أنذركم بالوحي

2_ لوگوں کو وحی کے سائے میں انداز کرنا، پیغمبر اسلام(ص) کا اصلی فریضہ و رسالت _

قل إنما أنذركم بالوحي

3_ پیغمبر اکرم(ص) کا انداز صرف و وحی الہی کی بنیاد پر تھا نہ ذاتی اور نفسانی خواہشات و نظریات کے مطابق _

قل إنما أنذركم بالوحي

4_ وحی، دینی معرفت اور تعلیمات الہی کی شناخت ك

394

اصلی منبع ہے۔

قل إنما أنذركم بالوحي

مذکورہ مطلب اس نکتے کی وجہ سے ہے کہ پیغمبر اکرم(ص) لوگوں کو صرف وحی کی بنیاد پر انداز کرنے پر مأمور تھے۔

5_ لوگوں کو انداز کرنے اور تبلیغ دین کے سلسلے میں وحی الہی پر بھروسہ کرنا ضروری ہے۔

قل إنما أنذركم بالوحي

6_ دین کے اہداف کو آگے بڑھانے میں انداز کی اہمیت اور اس کا اعلیٰ کردار۔

إنما أنذركم بالوحي

7_ انسان، دین الہی کے اس کو تھامے بغیر سقوط اور ناقابل علاج آفتوں میں مبتلا ہونے کے خطرے سے دوچار ہے۔

قل إنما أنذركم بالوحي

وحی کا انداز اور اس کا خطرے سے آگاہ کرنا انسان کے راستے میں بہت سے خطرات اور آفتوں کے وجود کو بیان کر رہا ہے اگر انسان ان خطرات و آفات کو صحیح طریقے سے پہچانتا ہوتا اور ان کا حل نکال لیتا تو خداتعالیٰ کی طرف سے انداز اور خطرے سے آگاہ کرنے کا انا لغو اور فضول ہوتا لہذا انداز الہی اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ دین کے بغیر انسان مہلک خطرات اور آفتوں سے دوچار ہو جائیگا۔

8_ بعض لوگوں میں پیغمبر اکرم(ص) کے انداز کا اثر نہ کرنا ان کی بات نہ سننے وجہ سے تھا نہ وحی کے استدلال اور

پیغمبر اکرم(ص) کے بیان میں نقص کی وجہ سے۔

قل إنما أنذركم بالوحي و لا يسمع الصم الدعاء إذا ما ينذرون

9_ بعض لوگ بہروں کی طرح ہرگز حق کی بات کو نہیں سنتے اور اسکی طرف توجہ نہیں کرتے۔

لا يسمع الصم الدعاء اذا ما ينذرون

آنحضرت-(ص) :

آپکی رسالت کی حدود کا بیان کرنا 1; آپ(ص) کے انداز کے اثر نہ کرنے کے عوامل 8; آپ(ص) کی ذمہ داری 1، 2;

آپ(ص) کے انداز کا سرچشمہ 3

انسان:

اسے انذار کرنا 2

تبلیغ:

اس میں انذار 5؛ اس میں انذار کی اہمیت 6؛ اسکی روش 5، 6

حق:

اسے قبول نہ کرنے کے اثرات 8؛ اسے قبول نہ کرنے والے 9

خطرہ:

اس کا پیش خیمہ 7

دین:

دین شناسی کے منابع 4 اس کا کردار 7

شناخت:

اسکے منابع 4

معاشرتی گروہ 9:

395

وحی:

اس کا کردار 2، 3، 4، 5، 8

ہلاکت:

اس کا پیش خیمہ 7

تفسیر راہنما جلد 11

وَلَّيْنِ مَسْتَهْمِ نَفْحَةٍ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ (٤٦)

حالانکہ انہیں عذاب الہی کی ہوا بھی چھو جائے تو کہہ اٹھیں گے کہ افسوس ہم واقعی ظالم تھے (46)

1_ خداتعالیٰ کی طرف سے معمولی سے عذاب کو محسوس کرنے کے وقت، کافروں کی اپنے ظلم و ستم سے ندامت اور حسرت _

وَلَّيْنِ مَسْتَهْمِ نَفْحَةٍ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ

لغت میں "نفحہ" کا معنی ہے ہوا کا چلنا یا اس کا ایک جھونکا۔ یہ عام طور پر امور خیر میں استعمال ہوتا ہے اور بعض اوقات امور شر میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مفسرین کی نظر کے مطابق آیت کریمہ میں یہ کلمہ تین وجوہات کی بنا پر تقلیل پر دلالت کر رہا ہے 1_ مادہ "نفحہ" تقلیل پر دلالت کرتا ہے 2؛ یہ "مرۃ" کے وزن پر ہے 3_ یہ نکرہ کی صورت میں آیا ہے قابل ذکر ہے کہ لفظ "ویل" وہ شخص بولتا ہے جو ہلاکت اور بدبختی میں مبتلا ہو اور افسوس و حسرت کی بنا پر اس لفظ کو ادا کرتا ہے _

2_ معمولی سے عذاب الہی میں گرفتار ہونے کے بعد کفار کا اپنے ظلم و ستم کا اعتراف و اقرار _

وَلَّيْنِ مَسْتَهْمِ نَفْحَةٍ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ

3_ مشکلات اور سختیاں انسان کے متنبہ ہونے اور اسکے حق کا اعتراف کرنے کا سبب ہیں _

وَلَّيْنِ مَسْتَهْمِ نَفْحَةٍ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ

4_ عذاب الہی بہت سخت ہے اور اسکے مقابلے میں انسان بہت ناتوان ہے
ولئن مستہم نفعۃ من عذاب ربك ليقولن ى ويلن
ہٹ دھرم کفار کا معمولی سے عذاب الہی کو محسوس کرنے کے ساتھ ہی حق کا اعتراف کر لینا عذاب الہی کی شدت اور
اسکے مقابلے میں انسان کی ناتوانی کو بیان کر رہا ہے۔
5_ کفار کا عذاب ، ربوبیت الہی کی ایک شان ہے

396

ولئن مستہم نفعۃ من عذاب ربك
6_ کفر، شرک اور انبیاء (ع) ء کا مذاق اڑانا آشکارا ظلم و ستم ہے۔
ى ويلنا انا كنا ظلمين
تمسخر اڑانے والے مشرکین و کفار کا اپنے ستمگر ہونے کا اعتراف کرنا کفر و شرک اور انبیاء (ع) ء کے تمسخر کے ظلم
ہونے پر دلالت کرتا ہے۔
7_ لیچڑ قسم کے انسان اور کفار خداتعالیٰ کی قدرت اور عذاب سے اثر لیتے ہیں نہ منطق و استدلال سے۔
ولئن مستہم نفعۃ من عذاب ربك ليقولن ى ويلنا انا كنا ظلمين

اقرار:

ظلم کا اقرار 2: حق کے اقرار کے عوامل 3

انبیاء (ع) :

ان کے مذاق اڑانے کا ظلم ہونا 6

انسان:

اسکی صفات 7; اس کا عاجز ہونا 4

خداتعالیٰ :

اسکے عذاب کے اثرات 7; اسکی ربوبیت 5; اسکے عذاب کی شدت 4

سختی:

اسکے اثرات 3

شرک:

اس کا ظلم ہونا 6

ظلم:

اس سے پشیمانی 1; اسکے موارد 6

عذاب:

اسکے درجے 4

کفار:

انکا اقرار 2; انکی پشیمانی 1; انکی حسرت 1; انکی صفات 7; انکا عذاب 5; انکے متنبہ ہونے کے عوامل 7; یہ عذاب کے

وقت 1، 2

کفر:

اس کا ظلم 6

متنبہ ہونا:

اسکے عوامل 3

397

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ (٤٧)

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کریں گے اور کسی نفس پر ادنیٰ ظلم نہیں کیا جائے گا اور کسی کا عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہے تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم سب کا حساب کرنے کے لئے کافی ہیں (47)

- 1_ روز قیامت، انسانوں کا حساب و کتاب عدل و انصاف کے میزان پر ہوگا۔
و نضع الموازين القسط ليوم القيامة
مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "اليوم القيامة" میں "لام" ظرفیت کیلئے اور "في" یا "عند" کے معنی میں ہو۔
- 2_ بندوں کے اعمال کا قسط و عدل کی بنیاد پر حساب و کتاب کرنا قیامت کے برپا ہونے کا ایک فلسفہ۔
و نضع الموازين القسط ليوم القيامة
مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "اليوم القيامة" کا لام تعلیل کیلئے ہو اس بنیاد پر آیت کریمہ کا پیغام یہ ہوگا کہ قیامت کے برپا ہونے کی خاطر ہم قسط و عدل کے ترازو رکھیں گے۔
- 3_ روز قیامت اعمال کے تولنے کے آلات (میزان) متعدد ہیں۔
و نضع الموازين القسط
موازن (میزان کی جمع) یعنی ترازو اور اس کا جمع آنا تعدد کی دلیل ہے اگرچہ مفسرین کے درمیان عدل کے ترازو کے متعدد ہونے کی کیفیت کے بارے میں اختلاف ہے۔
- 4_ خداتعالیٰ کا دقیق اور عادلانہ حساب و کتاب انسان کے تمام چھوٹے بڑے اعمال کو شامل ہوگا۔
و نضع الموازين القسط ليوم القيامة ... من

398

خردل

- "حبة" کا معنی ہے گندم، جو یا ان جیسی کسی چیز کا ایک دانہ اور "خردل" کا معنی ہے بہت باریک بیج "مثقال حبة من خردل" ہر دقیق اور چھوٹی چیز کو بیان کرنے کیلئے ضرب المثل ہے اور اس آیت کریمہ میں اس سے مراد انسان کے تمام چھوٹے بڑے اعمال ہیں۔
- 5_ روز قیامت، خداتعالیٰ کا حساب و کتاب اس طرح ہوگا کہ کسی پر معمولی سا بھی ظلم نہیں ہوگا۔
و نضع الموازين ... فلا تظلم نفس شيئ
 - 6_ خداتعالیٰ انسان کے سب چھوٹے بڑے اور ہلکے اور بھاری اعمال سے پوری طرح آگاہ ہے۔
و ان كان مثقال حبة من خردل أثينا به
 - سب اعمال حتیٰ کہ ان میں سے سب سے چھوٹے عمل کو بھی لانا خداتعالیٰ کی ان اعمال سے دقیق آگاہی کی دلیل ہے۔
 - 7_ روز قیامت انسانوں کے اعمال حتیٰ کہ ان میں سے سب سے چھوٹا عمل بھی حاضر اور ظاہر ہونگے۔
و ان كان مثقال حبة من خردل أثينا به
 - مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "اثینا بہا" سے اس کا ظاہری معنی مراد ہو۔
 - 8_ دنیا میں انسان کے اعمال دائمی اور زوال و نابودی سے محفوظ ہیں۔
أثينا به

"اعمال کو لانے" کی تعبیر بتاتی ہے کہ انسان کا کردار موجود رہتا ہے اور نابود نہیں ہوتا۔

- 9_ روز قیامت بندوں کے اعمال کے حساب و کتاب کیلئے خداتعالیٰ کافی ہے اور اسے دوسروں کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔

و کفی بنا حسبين

- 10_ انسان کے سب سے چھوٹے اور سب سے ہلکے عمل کا بھی خدا کی طرف سے محاسبہ اور باز پرس ہوگی اور اسکی جزا دی جائیگی۔

و ان كان مثقال حبة من خردل أثينا بها و کفی بنا حسبين

- 11_ "عن بشام بن سالم قال: سألت أبا عبد الله (ع) عن قول الله عز وجل: "و نضع الموازين القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيئا" قال: بم الا نبياء و الا وصياء (ع) ; بشام بن سالم سے منقول کہ ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے خداتعالیٰ کے فرمان "و نضع الموازين القسط ليوم القيامة ..." کے بارے میں پوچھا تو آپ (ع) نے فرمایا موازين قسط انبياء (ع)

ء اور اصیا (ع) ۛ ہیں (1)

ائمہ (ع) :

ان کا نقش و کردار 11

اسما و صفات:

صفات جلال 5

انبیاء:

(1 معانی الاخبار ص 31 ح 1_ نور الثقلین ج 3، ص 430 ح 77_

399

ان کا نقش و کردار 11

حساب و کتاب:

اسکے آلات کا متعدد ہونا 3; اس میں عدل و انصاف 1; اخروی حساب و کتاب میں عدل و انصاف 2، 4، 5; اخروی حساب و

کتاب کا معیار 11

خداتعالیٰ :

اسکی امداد 9; اسکی بے نیازی 9; یہ اور ظلم 5; اسکے حساب و کتاب کا دقیق ہونا 10; اس کا عدل ظاہر ہونا 7; اس کا فلسفہ

2; اس میں میزان 1، 11 و انصاف 4; اسکے علم کی وسعت 6; اسکے حساب و کتاب کی خصوصیات 4، 5، 9، 10

روایت 11

عمل:

اس کا باقی رہنا 8; اس کی پاداش 10; اس کا مجسم ہونا 7; اسکی سزا 10

قیامت:

اس میں میزان کا متعدد ہونا 3; اس میں حقائق ك

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءَ وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ (۴۸)

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو حق و باطل میں فرق کرنے والی وہ کتاب عطا کی ہے جو ہدایت کی روشنی اور ان صاحبان

تقویٰ کے لئے یاد الہی کا ذریعہ ہے (48)

1_ حضرت موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) مشترکہ رسالت اور آسمانی کتاب رکھنے والے دو پیغمبر _

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءَ وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "الفرقان" سے مراد آسمانی کتاب تورات ہو اس بنا پر حضرت موسیٰ (ع) کے ہمراہ

حضرت ہارون (ع) کو آسمانی کتاب دینا اس چیز کو بیان کرتا ہے کہ حضرت ہارون (ع) بھی

حضرت موسیٰ (ع) کی طرح نبوت اور آسمانی کتاب کے وصول کرنے میں برابر کے شریک تھے۔

2_ تورات، حق و باطل کو جدا کرنے والی ہے۔

إِنَّمَا مُوسَى وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءَ وَذِكْرًا

کلمہ "فرقان" حق کو باطل سے جدا کرنے والی ہر چیز پر بولا جاتا ہے آسمانی کتاب تورات کی "فرقان" کے ساتھ توصیف

مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔

400

3_ حضرت موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) ، خداتعالیٰ کے لطف و کرم کے سائے میں حق و باطل کی تشخیص کی قدرت رکھتے

تھے۔

- ولقد یتنا موسیٰ و ہارون الفرقان
- "فرقان" کے لغوی معنی (حق و باطل کو جدا کرنے والی شے) کو دیکھتے ہوئے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔
- 4_ انسان حق و باطل کی تشخیص کیلئے خدا تعالیٰ کی رہنمائی کا محتاج ہے اور اسکے بغیر اپنی تشخیص میں غلطی سے دوچار ہو جائیگا۔
- ولقد یتنا موسیٰ و ہارون الفرقان
- چونکہ انبیاء (ع) اپنی تشخیص کی قدرت خدا تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں تو دیگر انسان اسکے بدرجہ اولیٰ نیاز مند ہیں۔
- 5_ حضرت موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) خدا تعالیٰ کی حجت اور برہان کے حامل دو پیغمبر۔
- ولقد یتنا موسیٰ و ہارون الفرقان
- فرقان کا ایک لغوی معنی حجت اور برہان ہے (لسان العرب)
- 6_ تورات، متقین کیلئے زندگی میں روشنی بخش اور راہنہیں ہدایت اور دینی ضروریات کے راستے کی یاد دہانی کرانے والی ہے۔
- و ضیاء و ذکرًا للمتقین
- مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "فرقان" سے مراد تورات ہو اور "ضیاء" اور "ذکرًا" اسکی صفتیں بیان کر رہے ہوں۔ قابل ذکر ہے کہ "ذکر" کا معنی یاد اور یاد دہانی کرانا ہے اور اکثر مفسرین کے مطابق اس سے مراد دینی ضروریات اور ہدایت سے متعلق مسائل کی یاد دہانی ہے۔
- 7_ تقوا، ہدایت الہی اور آسمانی کتابوں سے بہرہ مند ہونے کی شرط ہے۔
- ذکرًا للمتقین
- 8_ متقی لوگ زندگی میں خدا تعالیٰ کی خصوصی ہدایت، نور اور روشنی سے بہرہ مند ہیں۔
- و ضیاء و ذکرًا للمتقین
- 9_ تقوا اعلیٰ اقدار میں سے ہے اور متقین تمام آسمانی کتابوں اور توحیدی ادیان میں خاص فضیلت اور بزرگی رکھتے ہیں۔
- و ضیاء و ذکرًا للمتقین
- چونکہ متقین کو موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) کی آسمانی کتاب کے نزول اور نور ہدایت الہی کے وصول کا ہدف اور مقصد قرار دیا گیا ہے اور قرآن نے بھی اپنی تعلیمات کا ایک محور مسئلہ تقوا کو قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقوا تمام توحیدی ادیان میں خصوصی مقام و مرتبے کا حامل رہا ہے۔

انسان:

اسکی معنوی ضروریات 4

آسمانی کتابیں:

انکی ہدایت 7

باطل:

اسکی تشخیص 3; اسکی تشخیص کے شرائط 4

401

تقوا:

اسکے اثرات 7; اسکی قدر و قیمت 9

تورات:

اس کا روشنی بخش ہونا 3; اس کا کردار 2; اس کا ہدایت کرنے والا ہونا 6

حق :

اسکی تشخیص 3; اسکی تشخیص کے شرائط 4; حق و باطل کو جدا کرنے والا 2

خدا تعالیٰ :

اسکی تعلیمات کی اہمیت 4; اسکی ہدایات 7، 8

خدا تعالیٰ کا لطف و کرم:

یہ جنکے شامل حال ہے 3

متقین:

ان کے فضائل 8; آسمانی کتابوں میں ان کے فضائل 8; انکی ہدایت 6، 8

موسیٰ (ع) :

انکی بصیرت 3; انکی حجت 5; انکی رسالت کا شریک 1; ان کے فضائل 3; انکی آسمانی کتاب 1; انکا مقام و مرتبہ 1، 5; انکی

نبوت 1، 5

ہدایت یافتہ لوگ: 8

بارون (ع) :

ان کی بصیرت 3; انکی حجت 5; ان کے فضائل 3; انکی آسمانی کتاب 1; انکا مقام و مرتبہ 1، 5; انکی نبوت 1، 5

ہدایت:

اسکے شرائط 7

الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ (٤٩)

جواز غیب اپنے پروردگار سے ڈرنے والے ہیں اور قیامت کے خوف سے لرزاں ہیں (49)

1_ لوگوں کی نظروں سے دور اور خلوت میں خوف خدا متقین کی خصوصیات میں سے ہے۔

و ذَكَرُوا لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "بالغیب"

402

"بخشون" کے فاعل کیلئے حال ہو۔

2_ متقین باوجود اس کے کہ ان کا پروردگار انکی نظروں سے غائب اور پنہاں ہے ہمیشہ اس کے خوف اور خشیت کی

حالت میں رہتے ہیں۔

و ذَكَرُوا لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ

مذکورہ مطلب اس احتمال پر مبنی ہے کہ "بالغیب"، "بخشون" کے مفعول "ربہم" کیلئے حال ہو یعنی اس حال میں کہ

پروردگار متقین کی نظروں سے غائب ہے وہ اس سے ڈرتے ہیں۔

3_ خلوت میں پروردگار سے آگاہ نہ اور تعظیم کے ہمراہ خوف و خشیت پسندیدہ اوصاف اور اقدار میں سے ہے۔

و ذَكَرُوا لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ

بعض اہل لغت کہتے ہیں "خشیت" کا معنی ہے تعظیم کے ساتھ آمیختہ خوف اور یہ خوف عام طور پر اس چیز سے آگاہی

کے ساتھ ہوتا ہے کہ جس سے انسان ڈرتا ہے (مفردات راغب ...) قابل ذکر ہے کہ یہ معنی آیت کریمہ کے ساتھ مناسب ہے

کیونکہ خدا تعالیٰ تعظیم کے لائق ہے اور متقین بھی خدا تعالیٰ کے مقام سے آگاہی کے ساتھ اس سے ڈرتے ہیں۔

4_ قیامت کو اہمیت دینا اور اس سے خوف و پریشانی متقین کی خصوصیات میں سے ہے۔

و ذَكَرُوا لِلْمُتَّقِينَ ... وَ هُم مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ

بہت سارے مفسرین اور اہل لغت کے مطابق لفظ "اشفاق" کا معنی ہے اعتنا اور اہتمام کے ہمراہ خوف (مفردات راغب)

5_ ساعت، قیامت کے ناموں میں سے ہے۔

و هُم مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ

6_ قیامت انسانوں کیلئے ایک پر خطر اور خوفناک حقیقت ہے۔

و هُم مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ

"اشفاق" کا معنی ہے توجہ جو خوف کے ہمراہ ہو اور جب یہ "من" کے ساتھ متعدی ہو تو اس میں خوف کا معنی زیادہ ہوگا

(لسان العرب)۔

7_ خوف خدا اور روز قیامت کی پریشانی انسان کے وحی اور ہدایت الہی سے بہرہ مند ہونے کے اسباب فراہم کرتے ہیں۔

و ذَكَرُوا لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَ هُم مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ

خدا تعالیٰ نے پہلی آیت میں متقین کو اپنے نور اور ہدایت سے بہرہ مند ہونے کے لائق قرار دیا ہے اور اس آیت میں ان کے اوصاف بیان کئے ہیں ان دو آیتوں کے باہمی ارتباط سے مذکورہ مطلب کا استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

اخلاق:

اخلاقی فضائل 3

خوف:

قیامت کے خوف کی اہمیت 4

خدا تعالیٰ :

403

اس سے خشیت کے اثرات 7; اس سے خشیت 1، 2

خشیت:

پنہانی خشیت کی قدر و قیمت 3; پنہانی خشیت 1

الساعة: 5

قیامت:

اس کے بارے میں پریشانی کے اثرات 7; اس کا خوفناک ہونا 6; اسکی حقیقت 6; اسکے نام 5

متقین:

انکا خشیت 1، 2; انکی خصوصیات 1، 4

ہدایت:

اس کا پیش خیمہ 7

وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ أَفَأَنْتُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ (۵۰)

اور یہ قرآن ایک مبارک ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے تو کیا تم لوگ اس کا بھی انکار کرنے والے ہو (50)

1_ قرآن انسان کیلئے کثیر خیر و برکت اور بہت سارے اور دائمی منافع کا سرچشمہ ہے۔

و ہذا ذکر مبارک أنزلناه

"ہذا" کا مشار الیہ قرآن ہے کہ جو ادیان میں موجود ہے اور "البرکۃ" کا مطلب ہے خیر کثیر و ثابت اور فراوان نفع۔ قرآن کی مبارک کے ساتھ توصیف اس معنی کو بیان کر رہی ہے کہ قرآن بشر کیلئے کثیر خیر اور منافع کا سرچشمہ ہے۔

2_ قرآن، انسان کی بیداری اور اس کی فراموش شدہ معلومات کی یاد دہانی کا عامل اور اسکی سوئی ہوئی فطرت کو جگانے والا ہے۔

و ہذا ذکر

معنی کے لحاظ سے "ذکر" حفظ کی طرح ہے اس فرق کے ساتھ کی شے کا حفظ اسکے حاصل کرنے اور جاننے کے اعتبار سے ہوتا ہے اور شے کا ذکر اسکے یاد کرنے اور ذہن میں حاضر کرنے کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ (مفردت راغب) پس قرآن کی توصیف "ذکر" کے ساتھ اس لحاظ سے ہے کہ قرآن انسان کے فراموش کردہ معلومات کی یاد دہانی کراتا ہے اور اس غافل انسان کی فطرت کو بیدار کرتا ہے جو اپنے فطری امور اور خداداد معلومات سے غافل ہوچکا ہوتا ہے۔

3_ قرآن ایسی حقیقت ہے جو خدا تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

ہذا ذکر مبارک أنزلناه

404

4_ قرآن کریم کی تورات کی نسبت برتری اور برجستگی۔

أَيُّهَا مُوسَى... ذَكَرًا... وَ هَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ

مذکورہ مطلب اس نکتے کی وجہ سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے تورات کے بارے میں فقط لفظ "ذکر" استعمال کیا ہے جبکہ قرآن

کے بارے میں "مبارک" کی صفت کا بھی اضافہ کیا ہے۔
 5_ خداتعالیٰ کی طرف سے کفار کے قرآن کا انکار کرنے اور اسکے حق کا پاس نہ کرنے کی وجہ سے انکی مذمت۔
 اُفَنتُمْ لَہِ مَنْکُرُونَ
 6_ قرآن کریم اس لحاظ سے کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو بیدار کرنے والی اور خیر و برکت کا سرچشمہ ہے قابل شک و انکار نہیں ہے۔
 ہذا ذکر مبارک اُنزلنہ اُفَنتُمْ لَہِ مَنْکُرُونَ
 خداتعالیٰ نے قرآن کریم کو ایسی کتاب کے طور پر متعارف کرایا ہے جو بیدار کرنے والی (ذکر) اور خیر و برکت کا سرچشمہ (مبارک) ہے اور پھر مشرکین کی طرف سے اس حقیقت کے انکار کو مورد سرزنش قرار دیا ہے یہ سرزنش ہوسکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔

 برکت:
 اس کا سرچشمہ 1، 6
 تورات:
 اسکی فضیلت 4
 خداتعالیٰ :
 اسکی طرف سے مذمت 5
 خیر:
 اس کا سرچشمہ 1، 6
 ذکر:
 اس کے عوامل 2
 فطرت:
 اس کے متنبہ ہونے کے عوامل 2
 قرآن کریم:
 اسکی حقانیت کے دلائل 6؛ اسے جھٹلانے والوں کی مذمت 5؛ اسکی فضیلت 1، 4، 6 اس کا نزول 3؛ اس کا کردار 2؛ اس کا وحی ہونا 3؛ اس کا ہادی ہونا 2، 6
 کفار:
 انکی مذمت 5

تفسیر راہنما جلد 11

405

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ (۵۱)
 اور ہم نے ابراہیم کو اس سے پہلے ہی عقل سلیم عطا کردی تھی اور ہم ان کی حالت سے باخبر تھے (51)

1_ حضرت ابراہیم(ع)، عنایات الہی کے سائے میں اعلیٰ رشد و کمال کے حامل تھے۔
 و لقد آتینا ابراہیم رشدہ

- 2_ انسانوں میں رشد و ترقی اور تکامل کیلئے مختلف استعداد اور صلاحیتیں ہیں۔
و لقد آتینا ابراہیم رشدہ
چونکہ خداتعالیٰ نے حضرت ابراہیم (ع) کو انکا مخصوص اور انکے متناسب رشد عطا کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان اپنی مخصوص استعداد اور قابلیت رکھتا ہے کہ جو دوسروں سے مختلف ہے۔
3_ ابراہیم (ع) کے بعد موسیٰ (ع) و ہارون (ع) ایسے دو پیغمبر تھے جو رشد یافتہ اور کمال سے بہرہ مند تھے۔
آئینا موسیٰ و ہارون الفرقان ... و لقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "من قبل" سے مراد موسیٰ (ع) ۱ اور ہارون (ع) سے پہلے کا زمانہ ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دو پیغمبر بھی ایسے رشد سے بہرہ مند تھے۔
4_ حضرت ابراہیم (ع) عنایات الہی کے سائے میں نبوت سے پہلے اور بچپن ہی سے خاص قسم کے رشد و کمالات سے بہرہ مند تھے۔
و لقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "من قبل" سے مراد بلوغ یا نبوت سے پہلے ہو۔
5_ سب انسان حتیٰ انبیاء (ع) ء بھی رشد و کمال میں عنایات الہی کے محتاج ہیں۔
و لقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل
6_ خداتعالیٰ پہلے سے ہی حضرت ابراہیم (ع) کی لیاقت اور صلاحیت سے آگاہ تھا۔
و لقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل و کنا بہ علمین

406

- مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "و کنا بہ علمین" حالیہ ہو اور "بہ" کی ضمیر ابراہیم (ع) کی طرف پلٹ رہی ہو۔
اس بنیاد پر آیت کریمہ کا پیغام اس آیت (... الله أعلم حیث یجعل رسالتہ ...) (انعام 6) (124) جیسا ہوگا۔
7_ حضرت ابراہیم (ع) کا عنایات الہی کے سائے میں خصوصی رشد و کمال سے بہرہ مند ہونا ان کی اپنی لیاقت اور صلاحیت کی بنا پر تھا۔
و لقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل
"رشد" کی ضمیر کی طرف اضافت، مصدر کی اپنے مفعول کی طرف اضافت ہے نیز یہ اضافت لامیہ اور مفید اختصاص ہے یعنی ہم نے ابراہیم (ع) کو ایسا رشد عطا کیا کہ جو ان کے لائق اور انکے بلند مقام و مرتبے سے مخصوص تھا۔
8_ خداتعالیٰ کا انسان پر لطف و کرم اسکی اپنی لیاقت اور صلاحیت کی بنیاد پر ہے۔
و لقد آتینا ابراہیم رشدہ ... و کنا بہ علمین
مذکورہ مطلب حضرت ابراہیم (ع) سے القاء خصوصیت کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ابراہیم (ع) :

ان کی صلاحیت 6، 7؛ ان کے فضائل 1؛ انکا کمال 1، 4؛ انکا بچپن 4؛ ان کے کمال کا سرچشمہ 6، 7

انبیاء (ع) :

ابراہیم (ع) کے بعد کے انبیاء (ع) 3

انسان:

اسکی استعداد کا مختلف ہونا 2؛ اسکے کمال کے مختلف درجے 2؛ اسکی معنوی ضروریات 5

صلاحیت :

اس کا کردار 8

خداتعالیٰ :

اسکے لطف و کرم کا پیش خیمہ 8؛ اس کا علم 6

کمال:

اسکے عوامل 5

خدا تعالیٰ کا لطف و کرم:

یہ جنکے شامل حال ہے 1، 4

موسیٰ (ع) (ع) :

ان کے فضائل 3; انکا کمال 3

نیاز مندی:

خدا تعالیٰ کے لطف و کرم کی نیاز مندی 5

بارون (ع) :

ان کے فضائل 3; ان کا کمال 3

407

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ (٥٢)

جب انہوں نے اپنے مربی باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیاں کیا ہیں جن کے گرد تم حلقہ باندھے ہوئے ہو (52)

1_ حضرت ابراہیم (ع) نے اپنے باپ اور اپنی قوم کی موجودگی میں بت پرستی پر سوالیہ نشان لگا یا اور آشکار اسکی مخالفت کی۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ

"ما ہذہ التماثل ... " میں استہام بتوں کی حقیقت کے بارے میں سوال ہے نہ ان کے ناموں کے بارے میں _ چونکہ حضرت ابراہیم (ع) ان کی حقیقت سے آگاہ تھے اور انہیں اس کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہیں تھی پس ان کا استہام بت پرستی پر سوالیہ نشان لگانے، اسکی مذمت کرنے اور ایک طرح سے اسکی مخالفت کے اظہار کیلئے تھا۔

2_ حضرت ابراہیم (ع) نے شدت کے ساتھ بتوں اور بت پرستی کی مذمت کی اور اسکی وجہ سے اپنے باپ اور اپنی قوم کی مذمت کی۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ

اس اشارہ قریب (بذہ) کے ذریعے بتوں کی طرف اشارہ کرنے نیز تماثل (تصویریں اور بے جان مجسمے) کی تعبیر حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے بتوں اور بت پرستی کی تحقیر کو بیان کر رہے ہیں۔

قابل ذکر ہے کہ قرینہ مقامیہ کی بنا پر "ماہذہ" میں استہام تویخی ہے۔

3_ حضرت ابراہیم (ع) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے بے جان مجسموں کے احترام اور ان کے سامنے عبادت کے متعلق وضاحت طلب کی۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ

ابراہیم (ع) کی قوم کے جواب سے کہ انہوں نے اپنے کام کو اپنے آباؤ اجداد کی پیروی کے وجہ سے قرار دیا (قالوا وجدنا آباءنا لہا عابدین)۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم (ع) کا سوال ان کی طرف

408

سے بتوں کی تقدیس اور انکے سامنے عبادت کی علت کے بارے میں تھا۔

4_ بت پرستی، قوم ابراہیم (ع) کا دین و مذہب تھا۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ

5_ شرك آلود اور خرافات پر مبنی افکار کے ساتھ مقابلہ، ابراہیم (ع) کے رشد و کمال کا عملی مظاہرہ تھا۔

و لقد آتینا ابراہیم رشدہ ... إذ قال لأبيہ و قومہ ما ہذہ التماثل

"إذ" ظرف اور "آتینا" کے متعلق ہے یعنی ابراہیم کو اس وقت رشد عطا ہوا جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا ...

6_ حضرت ابراہیم (ع) کی قوم کی طرح ان کے والد بھی بے جان مجسموں اور بتوں کی تقدیس کرتے اور انکی عبادت کرتے۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ

- 7_ باپ کے منحرف عقائد کی مخالفت حضرت ابراہیم (ع) کے مقابلہ کا آغاز
 اذ قال لأبيه و قومہ
 مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ابیه" کا لفظوں میں "قومہ" پر مقدم ہونا تقدم زمانی پر دلالت رکھتا ہو۔
 8_ حضرت ابراہیم (ع) کے والد کا اپنے معاشرے کے عقائد کو جہت دینے میں ممتاز اور مشخص کردار۔
 اذ قال لأبيه و قومہ
 خاص طور پر لفظ "أب" کو ذکر کرنے سے احتمالی طور پر اس نکتے کا استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم (ع) کے والد کا
 معاشرے کے اعتقادی تمایلات میں بنیادی کردار تھا۔
 9_ قریب کے رشتہ داروں کی اصلاح اور انکی ہدایت معاشرے کے دیگر افراد کی نسبت اولویت رکھتی ہے۔
 اذ قال لأبيه و قومہ
 10_ مجسموں اور نقوش کی تقدیس اور انکی دائمی عبادت حضرت ابراہیم (ع) کی رسالت کے آغاز میں لوگوں کا دین۔
 ما بذہ التماثیل الی انتم لہا عکفون
 "عکوف" کا معنی ہے از روئے تعظم و احترام کسی چیز کی طرف دائمی توجہ۔ اور اس آیت کریمہ میں اس سے مراد بتوں
 کی عبادت اور تقدیس ہے قابل ذکر ہے کہ بعد والی آیت کا ذیل کہ جو حضرت ابراہیم (ع) کے سوال کا جواب ہے (... آبائنا
 لہا عابدین ...) اسی معنی کا موید ہے۔
 11_ قوم ابراہیم (ع) کا شرک، بے جان مجسموں اور تصویروں کی پرستش کی صورت میں تھا۔
 ما بذہ التماثیل الی انتم لہا عکفون
 (تماثیل کے مفرد) تمثال کا معنی ہے مصور شے اور نقش کی ہوئی تصویریں (مفردات راغب) اسکے روشن مصادیق میں
 سے ایک وہ بے جان مجسمے ہیں جنہیں بت پرست لوگ مختلف شکلوں میں بناتے تھے۔

 آزر:

409

- اسکی بت پرستی 2، 6؛ اس سے سوال 3؛ اسکی مذمت 2؛ اسکے ساتھ مقابلہ 7؛ اسکی اجتماعی حیثیت 8
 ابراہیم (ع) :
 انکا سوال 3؛ انکی تاریخ 7؛ انکی طرف سے مذمت 2؛ انکی شرک دشمنی 1، 5، 7؛ انکا قصہ 1، 2، 3؛ انکا مقابلہ 7؛ ان کے
 کمال کی نشانیاں 5
 بت پرستی:
 اسکے بارے میں سوال 1، 3؛ اسکی تحقیر 3
 خرافات:
 ان کے خلاف مقابلہ 5
 رشتہ دار:
 انکی ہدایت کی اہمیت 9
 شرک:
 اسکے خلاف مقابلہ 7
 قوم ابراہیم (ع) :
 اسکی بت پرستی 1، 2، 4، 6، 10، 11؛ اس سے سوال 3؛ اسکی تاریخ 4، 6، 10، 11؛ اسکی مذمت 2؛ اس کا شرک 11
 ہدایت:
 اس میں اولویت 9

قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ (۵۳)

ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ داد کو بھی انہیں کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے (53)

- 1_ آباؤ اجداد اور گذشتگان کی بت پرستی، قوم ابراہیم (ع) کی طرف سے اپنے شرک اور بت پرستی کا بہانہ _
قالوا وجدنا آبائنا لہا عبدین
- 2_ قوم ابراہیم (ع) کی بت پرستی اور شرک کی کوئی منطقی دلیل اور برہان نہیں تھی اور انہیں فقط اپنے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کا سہارا تھا _
قالوا وجدنا آبائنا لہا عبدین
- چونکہ حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے بت پرستی کے سوال کے جواب میں لوگوں نے صرف آباؤ اجداد کی پیروی کا تذکرہ کیا تو اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے _
- 3_ دینی مبنائی اور اعتقادات میں آباؤ اجداد اور گذشتگان کی اندھی تقلید اور بغیر دلیل کے پیروی ناپسندیدہ اور قابل مذمت امر ہے _
قالوا وجدنا آبائنا لہا عبدین
- بعد والی آیت کہ جس میں حضرت ابراہیم (ع) نے اپنی

410

- قوم کو بت پرستی کی وجہ سے گمراہ قرار دیا ہے قرینہ ہے کہ یہ آیت کریمہ آباؤ اجداد کی تقلید کو رد کرنے اور اسکی مذمت کرنے کے درپے ہے _
- 4_ اپنے دینی اصولوں اور اعتقادات کو قانع کنندہ دلیل و برہان پر استوار کرنا ضروری ہے _
قالوا وجدنا آبائنا لہا عبدین
- مذکورہ مطلب اس چیز سے حاصل ہوتا ہے کہ آیت کریمہ ان لوگوں کی مذمت کر رہی ہے کہ جنہوں نے اپنے اعتقادات کی بنیاد اپنے گذشتگان کی اندھی تقلید کر رکھی تھی اور شرک کو قبول کرنے کی علت کے بارے میں سوال کے جواب میں انہوں نے کوئی دلیل ذکر نہ کی _
- 5_ شرک و بت پرستی قوم ابراہیم (ع) کے درمیان رائج اور لمبی تاریخ رکھتی تھی _
قالوا وجدنا آبائنا لہا عبدین
- 6_ گذشتگان کے عقائد پر تعصب کرنا اور آباؤ اجداد کی ناآگاہانہ طور پر پیروی کرنا انسان کے انحراف اور گمراہی کا عامل ہے _
ما ہذہ التماثل ... قالوا وجدنا آباءنا لہا عبدین
- 7_ انسان کا اپنے خاندان اور معاشرے سے اثر قبول کرنا _
قالوا وجدنا آبائنا لہا عبدین

انسان:

اس کا اثر قبول کرنا 7

بت پرستی:

اسکی تاریخ 5

تعصب:

اسکے اثرات 6

تقلید:

اندھی تقلید کے اثرات 6; آباؤ اجداد کی تقلید 3، 6; اندھی تقلید 2; اندھی تقلید کا ناپسندیدہ ہونا 3

خاندان:

اس کا کردار 7

شرک:

اسکی تاریخ 5

عقیدہ:

اس میں برہان کی اہمیت 4; اس میں تقلید 3

قوم ابراہیم (ع) :
 اسکی بت پرستی کے اثرات 1; اسکے آباؤ اجداد کی بت پرستی 2; اسکی بت پرستی 5; اسکی بت پرستی کا غیر منطقی ہونا 2;
 اسکے شرک کا غیر منطقی ہونا 2; اسکی تاریخ 1، 5; اسکی تقلید 1، 2; اس کا شرک 5; اسکی بت پرستی کے عوامل 1
 گمراہی:
 اسکے عوامل 6
 معاشرہ:
 اس کا کردار 7

411

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (۵۴)
 ابراہیم نے کہا کہ یقیناً تم اور تمہارے باپ دادا سب کھلی ہوئی گمراہی میں ہو (54)

- 1_ قوم ابراہیم (ع) اور اسکے آباؤ اجداد واضح گمراہی میں تھے۔
 قال لقد كنتم انتم و آباءكم في ضلال مبين
 - 4_ حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے اپنے باپ اور اپنی قوم کی اندھی تقلید اور شرک کی واضح اور قاطع مخالفت۔
 إذ قال لأبيه و قومه ... لقد كنتم أنتم و آبائكم في ضلال مبين
 - 3_ بت پرستی اور شرک واضح ضلالت اور گمراہی ہے۔
 ما هذه التماثيل ... أنتم و أبائكم في ضلال مبين
 - 4_ کسی نظریے کے پیروکاروں کی کثرت اور اسکی لمبی تاریخ اسکی حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔
 قالوا وجدنا آباءنا ... أنتم و أبائكم في ضلال مبين
- مذکورہ مطلب اس بات سے حاصل ہوتا ہے کہ بت پرستوں نے حضرت ابراہیم (ع) کے اعتراض کے جواب میں بت پرستی والے عقیدے کی لمبی تاریخ اور اسکے پیروکاروں کی کثرت کا تذکرہ کیا لیکن حضرت ابراہیم (ع) نے خود انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیکر ایسے استدلال کو رد کر دیا۔

آزر:

اسکی تقلید 2

آبادی:

اس کا کردار 4

ابراہیم (ع) :

انکی شرک دشمنی 2; انکا قصہ 2

بت پرستی:

اسکی حقیقت 3

تاریخ:

اس کا کردار 4

تقلید:

412

اسکے ساتھ مقابلہ 2

شرک:

اسکی حقیقت 3

عقیدہ:

اسکی حقانیت کے دلائل 4

قوم ابراہیم (ع) :

اسکی تاریخ 1; اسکی تقلید 2; اسکے آباؤ اجداد کی گمراہی 1; اسکی گمراہی 1
گمراہی:

اسکے موارد 3

قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ (۵۵)

ان لوگوں نے کہا کہ آپ کوئی حق بات لے کر آئے ہیں یا خالی کھیل تماشہ ہی کرنے والے ہیں (55)

1_ قوم ابراہیم، (ع) شرك و بت پرستی کی نفی میں حضرت ابراہیم (ع) کے سنجیدہ ہونے اور انکے کلام کے حق ہونے میں شك و تردید کا شکار تھی اور اسے بعید سمجھتی تھی۔

قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ

2_ حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے توحید کی دعوت اور شرك و بت پرستی کو رد کرنا بت پرستوں کے اپنے عقیدے میں شك کا موجب بنا۔

مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ ... أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ

3_ بت پرستی قوم ابراہیم (ع) کی جان و روح میں راسخ ہو چکی تھی۔

قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ

بت پرستوں کا حضرت ابراہیم (ع) کی دعوت کو سنجیدہ نہ سمجھنا اور توحید کی دعوت پر تعجب کرنا مذکورہ مطلب پر دلالت کرتا ہے۔

4_ حق کی جستجو اور حقیقت کو قبول کرنا، انسانی فطرت میں داخل ہے۔

قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ

مشرکین اور بت حق کے قبول کرنے کو اصلی فرضیہ سمجھتے تھے اور ان کا شك صرف حضرت ابراہیم (ع) کی دعوت کے حق ہونے میں تھا اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

5_ بت پرست حضرت ابراہیم (ع) کو ایک ایسا شخص سمجھتے تھے جو ان کے عقیدے کے ساتھ کھیل رہا تھا اور اس نے اس کا مذاق بنا رکھا تھا۔

أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ

413

ابراہیم (ع) :

ان کی دعوت کے اثرات 2; انکی شرك دشمنی کے اثرات 2; یہ اور کھیل 5; ان کی حقانیت میں شك 1; انکا قصہ 1
انسان:

اسکی فطرت 4

توحید:

اسکی دعوت 2

حق:

حق پرستی کا فطری ہونا 4

قوم ابراہیم (ع) :

اسکے عقیدے کے ساتھ کھیلنا 5; اسکی بت پرستی 3; اس کی سوچ 1, 5; اسکی تاریخ 1, 3, 5; اسکے شك کا پیش خیمہ 2; اس کا شك 1

تفسیر راہنما جلد 11

قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ (۵۶)
 ابراہیم نے کہا کہ تمہارا واقعی رب وہی ہے جو آسمان و زمین کا رب ہے اور اسی نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور میں اسی بات کے گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں (56)

- 1_ عالم ہستی (آسمان، زمین اور انسان) خداتعالیٰ کی ربوبیت کے تحت ہے۔
 بل ربکم رب السموات و الأرض
- 2_ انسان اور کائنات کا رب ایک ہے۔
 بل ربکم رب السموات و الأرض
- 3_ خداتعالیٰ عالم مادی (آسمان، زمین اور انسان) کا خالق ہے۔
 ربکم رب السموات و الأرض الذی فطرہن
- 4_ قوم ابراہیم (ع) کا شرک کائنات کی ربوبیت اور تدبیر میں تھا نہ اسکی خالقیت میں۔
 قال بل ربکم رب السموات و الأرض الذی فطرہن
- 5_ حضرت ابراہیم (ع) کا بت پرستوں کے ساتھ مقابلہ ، مقابلہ استدلال و برہان پر مبنی تھا۔

414

قال ما ہذہ التماثل ... قال بل ربکم ... فطرہن

- 6_ عالم طبیعت میں متعدد آسمان ہیں۔
 السموات
- 7_ طبیعت ایک نئی اور جدید مخلوق ہے کہ جسے خداتعالیٰ نے کسی نمونے سے لئے بغیر خلق کیا ہے۔
 رب السموات و الأرض الذی فطرہن
- 8_ ربوبیت میں توحید، خالقیت میں توحید کا لازمہ ہے۔
 بل ربکم ... الذی فطرہن
- آیت کریمہ نے ربوبیت میں خداتعالیٰ کی توحید کو ثابت کرنے کیلئے اسے کائنات کے خالق ہونے کی صفت کے ساتھ متصف کیا ہے اس توصیف کا مطلب یہ ہے کہ ربوبیت میں توحید اور خالقیت میں توحید کے درمیان کبھی نہ ٹوٹنے والا تعلق موجود ہے۔
- 9_ خداتعالیٰ کا خالق کائنات ہونا اس کے انسان اور کائنات کا واحد رب ہونے کی دلیل ہے۔
 قال بل ربکم رب السموات و الأرض الذی فطرہن
- 10_ مشرکین کے بتوں اور معبودوں کا خالق نہ ہونا ان کے انسان کی عبادت اور تقدیس کے لائق نہ ہونے کی دلیل ہے۔
 ما ہذہ التماثل ... قال بل ربکم رب السموات و الأرض الذی فطرہن
- حضرت ابراہیم (ع) نے مشرکین اور بت پرستوں کے عقیدے کو باطل کرنے اور خداتعالیٰ کیلئے توحید ربوبی کو ثابت کرنے کیلئے اسکی خالقیت کے ساتھ تمسک کیا۔ یہ بات اس حقیقت کی غماز ہے کہ صرف خالق کائنات تقدیس و عبادت کے لائق ہے نہ کوئی اور چیز۔
- 11_ دین کی طرف دعوت دینے میں دلیل و برہان سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔
 ما ہذہ التماثل ... قال بل ربکم ... الذی فطرہن
- 12_ حضرت ابراہیم (ع) نے اپنے توحیدی عقائد کی صحت پر گواہی دی اور اپنے آپ کو اس عقیدے کے نتائج اور اثرات کا پابند اور متعہد قرار دیا۔
 و انا علیٰ ذلکم من الشہدین

13_ حضرت ابراہیم (ع) اپنے عقیدہ توحید کو ثابت کرنے کیلئے واضح برہان اور قاطع حجت رکھتے تھے۔

و أنا علی ذلکم من الشہدین

بعض مفسرین کے بقول ممکن ہے حضرت ابراہیم (ع) کی شہادت اور گواہی سے مراد یہ ہو کہ آپ واضح اور قانع کنندہ حجت و برہان کے حامل تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے قاطعیت کے ساتھ اپنے آپ کو گواہ کے طور پر متعارف کرایا۔

14_ حضرت ابراہیم (ع) اپنے اعتقادی موقف میں محکم ایمان اور انتہائی قاطعیت سے بہرہ مند تھے۔

ربکم رب السموات ... و أنا علی ذلکم من الشہدین

415

حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے اپنی دعوت کے صدق کے گواہ ہونے اور عقیدہ توحید کی صحت پر دلیل و حجت پیش کرنے کیلئے آمادہ ہونے کا اعلان مذکورہ حقیقت پر دال ہے۔

آسمان:

اس کا متعدد ہونا 3; اس کا خالق 3; اس کا رب 1

ابراہیم (ع) :

ان کا ایمان 14; ان کے زمانے کے بت پرستوں کے خلاف مقابلہ 5; انکی برہان 13; ان کے مقابلہ میں برہان 5; ان کے

فضائل 14; انکی قاطعیت 14; انکا قصہ 5; انکی گواہی 12; ان کے زمانے کے مشرکین کے خلاف مقابلہ 5

انسان :

اس کا خالق 3; اس کا رب 1

باطل معبود:

ان کے تقدس کا رد کرنا 10; انکی خالقیت کا رد کرنا 10

بت:

ان کے عاجز ہونے کے اثرات 10

تبلیغ:

اس میں برہان 11

توحید:

خالقیت میں توحید کے اثرات 8; توحید ربوبی 2; توحید ربوبی کے دلائل 9; توحید ربوبی کا پیش خیمہ 8; اسکی حقانیت کے

گواہ 12

خداتعالی :

اس کا بغیر نمونے کے خلق کرنا 7; اسکی خالقیت 3, 9; اسکی ربوبیت 1

زمین:

اس کا خالق 3; اس کا رب 1

شرك:

اسکے بطلان کے دلائل 10

عالم خلقت:

اس کا خالق 3, 9; اس کا رب 1

طبیعت:

اسے بغیر نمونے کے خلق کرنا 7

عقیدہ:

اس میں برہان 13

قوم ابراہیم (ع) :

اسکی تاریخ 4; اس کا شرك ربوبی 4; اس کا عقیدہ 4

نظریہ کائنات:
توحیدی نظریہ کائنات 8

416

وَتَاللّٰهُ لَاكِيدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِيْنَ (۵۷)

اور خدا کی قسم میں تمہارے بتوں کے بارے میں تمہارے چلے جانے کے بعد کوئی تدبیر ضرور کروں گا (57)

1_ حضرت ابراہیم (ع) کی تاکید کے ساتھ قسم کہ بت پرستوں کی عدم موجودگی میں بتوں پر ضرب لگانے کیلئے حتما حیلہ اور تدبیر کریں گے۔

وَتَاللّٰهُ لَاكِيدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِيْنَ

"کید" کا معنی ہے کسی پر ضرب لگانے کیلئے حیلہ اور تدبیر کرنا۔

2_ حق کے احیاء اور دوسروں کو ہدایت کرنے کے لئے مقدس نام "اللہ" کی قسم اٹھانا جائز ہے۔
و تَاللّٰهُ لَاكِيدَنَّ

3_ حضرت ابراہیم (ع) نے لوگوں کے عقیدے کی اصلاح و ہدایت کیلئے فکری و علمی کام انجام دینے کے بعد بتوں اور بت پرستی کو نابود کرنے کا عزم کیا۔

لَقَدْ كُنْتُمْ ... فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ... رَبِّكُمْ رَبَّ السَّمَوَاتِ ... وَ تَاللّٰهُ لَاكِيدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِيْنَ

مذکورہ مطلب اس بات سے حاصل ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم (ع) نے بت پرستی کی مخالفت کے آغاز میں اپنے باپ اور اپنی قوم کو مخاطب قرار دیا اور ان کے سامنے توحید کے اثبات اور شرک کی نفی پر واضح دلائل پیش کئے پھر انہوں نے دوسرے مرحلے میں بتوں کو نابود کرنے کی دھمکی دی اور آخر کار انہوں نے اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنایا اور تمام بتوں کو نابود کر دیا۔

4_ حضرت ابراہیم (ع)، بت پرستی کے خلاف مقابلہ کرنے میں عزم راسخ اور بڑی شجاعت کے مالک تھے۔
تَاللّٰهُ لَاكِيدَنَّ اَصْنَامَكُمْ

حضرت ابراہیم (ع) کے کلام کا "تأ" اور "لام قسم" کے ذریعے مؤکد ہونا "تَاللّٰهُ لَاكِيدَنَّ ... " آپ کے عزم راسخ کی دلیل ہے۔
بت پرستوں کی موجودگی میں کہ جس پر "اصنامکم" کا حرف خطاب "کم" اور فعل "تَوَلُّوا" کا مخاطب آنا دلالت کرتا ہے۔
ایسے مؤکد کلام کا اظہار آپ کی بڑی شجاعت کو بیان کر رہا ہے۔

5_ بت پرستوں کے خلاف حضرت ابراہیم (ع) کے موقف اور مقابلہ کی روش اور کیفیت موجودہ حالات اور ان کی اپنی توانائیوں کے ساتھ متناسب تھی۔

417

تَاللّٰهُ لَاكِيدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِيْنَ

حضرت ابراہیم (ع) کا بطور مخفی اور لوگوں کی عدم موجودگی میں بتوں کو نابود کرنے کا عزم اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ وہ لوگوں کی موجودگی میں اور آشکارا طور پر اس کام کو انجام دینے کی توانائی نہیں رکھتے تھے پس انکا مقابلہ اور مبارزہ ان کے حالات اور توانائیوں کے ساتھ متناسب تھا۔

6_ قوم ابراہیم (ع) کے پاس بتوں کی پرستش کیلئے مخصوص جگہ اور عبادت گاہ تھی۔
لَاكِيدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِيْنَ

قوم ابراہیم (ع) کے پشت کرنے اور چلے جانے سے مراد ممکن ہے بت خانے اور بتوں کے مرکز اجتماع سے چلا جانا ہو یعنی جب تم بت خانے کی طرف پشت کرو گے اور گھروں کو یا کہیں اور چلے جاؤ گے تو میں بتوں کے پاس آکر کوئی چارہ اندیشی کروں گا اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم ابراہیم (ع) بتوں کی پرستش کیلئے خاص جگہ اور عبادت گاہ رکھتی تھی۔

7_ امام باقر (ع) سے روایت ہے کہ جب نمرودی لوگ ابراہیم (ع) سے دور اپنے مخصوص جشن کے مقام کی طرف چلے گئے تو آپ (ع) تیشہ لیکر بت خانہ میں داخل ہوئے اور بڑے بت کے علاوہ سب بتوں کو توڑ دیا ... (1)

ابراہیم (ع) :
 انکی بت شکنی 1، 3، 7؛ انکی تدبیر، 1؛ انکی قسم 1؛ انکی شجاعت 4؛ انکی شرک دشمنی 3، 4، 7؛ ان کے فضائل 4؛ انکی قاطعیت 4؛ انکی قدرت 5؛ انکا قصہ 1، 3، 7؛ انکی شرک دشمنی کی خصوصیات 5
 احکام: 2
 روایت: 7
 قسم:
 اسکے احکام 2؛ احیائے حق کیلئے قسم 2؛ شرک دشمنی پر قسم 1؛ اللہ کی قسم 2؛ جائز قسم 2
 قوم ابراہیم (ع) :
 اس کا معبد 6؛ اسکی ہدایت 3
 ہدایت:
 اسکی روش 3

(1) کافی ح 8 ص 369 ح 559_ تفسیر برہان ج 3 ص 63 ح 2_

418

فَجَعَلَهُمْ جَذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ (٥٨)

پھر ابراہیم نے ان کے بڑے کے علاوہ سب کو چور چور کر دیا کہ شاید یہ لوگ پلٹ کر اس کے پاس آئیں (58)

- 1_ حضرت ابراہیم (ع) نے لوگوں کی عدم موجودگی میں اور جب وہ بتوں سے دور جا چکے تھے بتوں کو توڑ دیا۔
 بعد اُن تو لوگوں مدبرینِ فجعلہم جذاذ "جذاذ" فعال بہ معنی مفعول ہے اور یہ مادہ "جذ" (توڑنا) سے ہے اور "فجعلہم" میں فاء اہل لغت کے بقول فصیحہ ہے اور ایک جملے کے مقدر ہونے سے حاکی ہے اور یہ در حقیقت یوں تھا "فولوا فاتی ابراہیم الأصنام فجعلہم جذاذاً" لوگوں نے بتوں کی طرف پشت کی پس ابراہیم (ع) ، بتوں کے پاس آئے اور انہیں توڑ ڈالا۔
- 2_ حضرت ابراہیم (ع) نے تمام بتوں کو توڑ دیا اور صرف بڑے بت کو صحیح و سالم چھوڑ دیا۔
 فجعلہم جذاذاً إلا کبیر
- 3_ قوم ابراہیم (ع) کے بت پرستوں کے نزدیک بتوں کے مختلف درجے، مختلف مقام و مرتبے اور مختلف سائز تھے۔
 إلا کبیراً لہم
 بتوں کا بڑا ہونا بت پرستوں کے نزدیک ان کے درجے اور مقام و مرتبے کے اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے اور چھوٹے بڑے سائز کے لحاظ سے بھی ہوسکتا ہے۔
- 4_ بت اور گناہ کے دیگر وسائل و آلات حرمت اور مالکیت سے ساقط ہیں اور انہیں توڑنا اور نابود کرنا جائز ہے۔
 فجعلہم جذاذ
- مذکورہ مطلب حضرت ابراہیم (ع) کے بتوں کو توڑنے، ان کے اس کام کی قسم اٹھانے اور نیز آیت شریفہ کے ایک طرح سے تائید و تمجید والے لحن سے حاصل ہوتا ہے۔
- 5_ حضرت ابراہیم (ع) کا بڑے بت کو باقی رکھنا بت پرستوں کے اسکی طرف رجوع کرنے اور بتوں کے عجز کو درک کرنے کیلئے تھا۔
 فجعلہم جذاذاً إلا کبیراً لہم لعلہم الیہ یرجعون

419

- 6_ حضرت ابراہیم (ع) کا بتوں کو توڑنا اور بڑے بت کو صحیح و سالم رہنے دینا لوگوں کی توجہ کو جذب کرنے اور

انہیں بت پرستی کے بطلان کی طرف متوجہ کرنے کیلئے، آپ کی طرف سے ایک تدبیر تھی۔
و تالله لاكيدن أصنامكم ... فجعلهم جذاذاً إلا كبيراً لهم لعلمهم إليه يرجعون
"فجعلهم" میں "فای" یا ترتیب کیلئے اور یا تعقیب کیلئے ہے دونوں صورتوں میں یہ اس بات کو بیان ذکر رہی ہے کہ حضرت
ابراہیم (ع) کا عمل اسی حیلے اور تدبیر کا مصداق تھا کہ جس پر انہوں نے قسم کھائی تھی۔

ابراہیم (ع) :

انکی بت شکنی 1، 2؛ انکی تبلیغ کی روش 6؛ انکی شرك دشمنی کی روش 6؛ انکا قصہ 1، 2، 5، 6

احکام: 4

بت :

ان کے احکام 4؛ انکی بے احترامی 4؛ انکا عاجز ہونا 5؛ انکی مالکیت 4

بت پرستی:

اسکے خلاف مقابلہ 6

بت شکنی:

اس کا جواز 4

قوم ابراہیم (ع) :

اس کا بڑا بت 2؛ اسکی تاریخ 3؛ اسکے بڑے بت کو باقی رکھنے کا فلسفہ 5، 6؛ اسکے بتوں کے درجے 3

مالک ہونا:

اسکے احکام 4

قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ (۵۹)

ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ برتاؤ کس نے کیا ہے وہ یقیناً ظالمین میں سے ہے (59)

1_ حضرت ابراہیم (ع) کے ہاتھوں بتوں کے ٹوٹنے کے بعد بت پرست ایک دوسرے سے ان کے توڑنے والے کے بارے
میں تحقیق کرنے لگے۔

فجعلهم جذاذا ... قالوا من فعل هذا بالهتن

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "من" اسم استفہام ہو۔

2_ حضرت ابراہیم (ع) نے لوگوں کی عدم موجودگی میں بتوں کو توڑ دیا اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔

420

قالوا من فعل هذا بالهتن

بت پرستوں کا بتوں کو توڑنے والے کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال اور تحقیق کرنا نیز ان میں سے بعض کا یہ
جواب دینا کہ ابراہیم (ع) بتوں کو بڑا بھلا کہتے تھے (فتیٰ یذکر ہم) بجائے اسکے کہ کہیں ہم نے دیکھا ہے انہیں کس نے
توڑا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

3_ بتوں کو ٹوٹا ہوا دیکھنے کے بعد قوم ابراہیم (ع) نے انکی عاجزی اور ناتوانی کو درک کر لیا۔

إلا كبيراً ... إليه يرجعون قالوا من فعل هذا بالهتن

چونکہ قوم ابراہیم (ع) نے بتوں کو مورد سوال قرار نہیں دیا اور ان کے علاوہ کسی اور عامل کی تلاش میں تھے اس سے
مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے بالخصوص اگر "إليه" کی ضمیر کا مرجع "كبيراً" (بڑا بت) ہے۔

4_ قوم ابراہیم (ع) بتوں کو اپنے معبود سمجھتی تھی اور انکی عبادت کرتی تھی۔

لاكيدن أصنامكم ... قالوا من فعل هذا بالهتن

"اله" کا معنی ہے معبود اور سکی جمع "آلهة" کا معنی ہے کئی معبود۔

5_ قوم ابراہیم (ع)، متعدد معبودوں کا عقیدہ رکھتی تھی اور اس کے پاس کئی بت تھے۔

ما بذه التماثيل ... لاكيدن أصنامكم ... من فعل هذا بالهتن

- 6_ قوم ابراہیم کا بتکدہ اور معبد نگہبان نہیں رکھتا تھا۔
فجعلہم جذاذاً ... قالوا من فعل ہذا بالہتن
چونکہ حضرت ابراہیم (ع) کے مقابلے میں کوئی دفاع سامنے نہیں آیا اور مشرکین کو بتوں کو توڑنے والے کی اطلاع نہیں ہوئی اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔
- 7_ حضرت ابراہیم (ع) ، بتوں کو توڑنے کی وجہ سے اپنی قوم کی نظر میں ظالم اور ستمگر تھے۔
قالوا من فعل ہذا بالہتن انہ لمن الظالمین
- 8_ قوم ابراہیم (ع) اپنے ٹوٹے ہوئے بتوں کو دیکھ کر سیخ پا ہو گئی۔
قالوا من فعل ہذا بالہتن انہ لمن الظالمین
- 9_ بتوں کو نقصان پہنچانا، حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم کی نظر میں بڑا ظلم اور ناقابل بخشش گناہ تھا۔
قالوا من فعل ہذا بالہتن انہ لمن الظالمین
- ظالم اور ستمگر اسے کہتے ہیں جو بار بار ظلم کرے بنا بر این بت پرستوں کا حضرت ابراہیم (ع) کو ستمگر کہنا جبکہ وہ صرف ایک بار بتوں کے درپے ہوئے تھے اس نکتے کو بیان کرتا ہے کہ بتوں کے درپے ہونا بت پرستوں کی نظر میں بڑا ظلم شمار ہوتا تھا۔

ابراہیم (ع) :
یہ اور ظلم 7؛ انکی بت شکنی 2، 8؛ ابراہیم (ع) بت شکن کا قصہ 1؛ انکا قصہ 1، 2، 3، 7
بت :
انکی ابانت 9؛ انکا عاجز ہونا 3
قوم ابراہیم (ع) :

421

اس کا اقرار 3؛ اسکی بت پرستی 4، 5؛ اس میں بت شکنی 9؛ اسکی سوچ 7، 9؛ اس کا سوال 1؛ اسکی تاریخ 4، 5، 8، 9؛
اسکے بتوں کا متعدد ہونا 5؛ اس کا شرک 5؛ اس میں ظلم 9؛ اس کا عقیدہ 4؛ اس کا غضب 8؛ اس میں گناہ 9؛ اسکے معبد کی خصوصیات 6

قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ (٦٠)
لوگوں نے بتایا کہ ایک جوان ہے جو ان کا ذکر کیا کرتا ہے اور اسے ابراہیم کہا جاتا ہے (60)

- 1_ حضرت ابراہیم (ع) اپنی قوم کی نظر میں بتوں کو توڑنے کے سلسلے میں مشکوک تھے۔
قالوا سمعنا فتًى يَذْكُرُ بِمِيقَاتِهِمْ اِبْرَاهِيمَ
- 2_ حضرت ابراہیم (ع) نے جوانی میں بتوں کو توڑا اور بت پرستی کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔
قالوا سمعنا فتًى يَذْكُرُ بِمِيقَاتِهِمْ
- 3_ حضرت ابراہیم (ع) نے بتوں کے خلاف چارہ اندیشی اور حیلہ کرنے کا اپنا عزم بعض بت پرستوں کے سامنے ظاہر کیا تھا۔
ما ہذہ التماثیل ... قالوا سمعنا فتًى يَذْكُرُ بِمِيقَاتِهِمْ
- بت پرستوں نے جو یہ کہا "ہم نے سنا ہے کہ ابراہیم (ع) بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ باتیں بلا واسطہ طور پر ان سے نہیں سنی تھیں دوسری طرف ایک گروہ ایسا تھا کہ جس نے بلاواسطہ طور پر ابراہیم (ع) کی دھمکی آمیز باتیں سنی تھیں اور انہیں دوسروں تک نقل کیا تھا۔ پچھلی دو آیتیں (تَاللّٰہِ لَآکِیْدُنَ اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ اَنْ تَوَلَّوْا ...) کہ جس میں "اصنامکم" کا خطاب مخاطب حاضر کیلئے ہے اسی مطلب کی مؤید ہیں۔
- 4_ حضرت ابراہیم (ع) اپنی قوم کی نظر میں معاشرے میں کوئی ممتاز حیثیت نہیں رکھتے تھے اور اپنی قوم کی طرف سے مورد تحقیر قرار پاتے۔
سمعنا فتًى يَذْكُرُ بِمِيقَاتِهِمْ اِبْرَاهِيمَ

بت پرستوں کا حضرت ابراہیم (ع) کو جو ان کہنا ممکن ہے ان کی ناپختگی اور کم تجربہ ہونے کی طرف تعریض ہونہ کہ واقعا وہ عمر کے لحاظ سے جوان تھے اور "یقال لہ ابراہیم" کی تعبیر کو بھی ایک طرح سے انکی تحقیر اور جانا پہچانا نہ ہونا شمار کیا جاسکتا ہے۔

ابراہیم (ع) :

422

انکی بت شکنی 1، 2؛ انکی تحقیر 4؛ انکی تدبیر 3؛ انکی جوانی 2؛ انکا قصہ 1، 2، 3؛ انکی معاشرتی حیثیت 4 گذشتہ اقوام:

انکی تاریخ 4

بت پرست لوگ:

یہ اور ابراہیم (ع) کی بت شکنی 3

قوم ابراہیم (ع) :

انکی سوچ 4؛ انکا گمان 1

تفسیر راہنما جلد 11

قَالُوا فَاتُّوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ (٦١)

ان لوگوں نے کہا کہ اسے لوگوں کے سامنے لے آؤ شاید لوگ گواہی دے سکیں (61)

1_ بت پرست بتوں کو توڑنے والے کو کشف کرنے کی خاطر حضرت ابراہیم (ع) کو حاضر کرنے اور ان سے کھلم کھلا بازپرسی کے خواہاں۔

قَالُوا فَاتُّوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ

2_ بت پرستوں نے حضرت ابراہیم (ع) کو لوگوں کی طرف سے ان کے مجرم ہونے کی گواہی دینے کیلئے حاضر کیا۔
فاتوا بہ ... لعلہم یشہدوں

3_ بت پرستوں نے حضرت ابراہیم (ع) کو اسلئے حاضر کیا تا کہ ان کی بت شکنی کی سزا عام لوگوں کو دکھائی جاسکے۔
فاتوا بہ ... لعلہم یشہدوں

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "یشہدوں"، "یحضرون" (حاضر ہوں) کے معنی میں ہو اس احتمال کی بنیاد پر آیت کے مورد کی مناسبت سے لوگوں کے حاضر ہونے سے مقصود ان کا حضرت ابراہیم (ع) کی سزا کو دیکھنے کیلئے حاضر ہونا ہوگا۔

4_ گواہی دینا، قوم ابراہیم (ع) میں جرم کے ثابت کرنے کا ذریعہ تھا۔

فاتوا بہ ... لعلہم یشہدوں

ابراہیم (ع) :

ان سے آشکارا تفتیش 1؛ انکی تفتیش کی درخواست 1؛ ان کے حاضر کرنے کا فلسفہ 2، 3؛ انکا قصہ 1، 2، 3؛

423

انکی بت شکنی کی سزا 3; انکے خلاف گواہی 2
جرائم:

اثبات جرم کی ادلہ 4

قوم ابراہیم (ع):

مشار الیہ حضرت ابراہیم (ع) کا عمل (بتوں کو توڑنا)

اسکے مطالبے 1; اس میں گواہی 4

گواہی:

اسکے اثرات 4

قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِالْهَيْتَةِ يَا إِبْرَاهِيمُ (٦٢)

پھر ان لوگوں نے ابراہیم سے کہا کہ کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے (62)

1_ بت پرست، حضرت ابراہیم (ع) کو بتوں کا توڑنے والا سمجھتے تھے۔

قالوا انت فعلت هذا بالهيتنا يا ابراهيم

2_ بت پرستوں نے حضرت ابراہیم (ع) سے بتوں کو توڑنے کا اعتراف لینے کیلئے ان سے تفتیش کی۔

قالوا انت فعلت هذا بالهيتنا يا ابراهيم

"انت" میں استہام تقریری اور مخاطب سے اعتراف لینے کیلئے ہے یعنی بت پرست جانتے تھے کہ حضرت ابراہیم (ع) بتوں کو توڑنے والے ہیں لیکن ان سے اعتراف لینے کیلئے انہوں نے کہا "انت فعلت"۔

3_ قوم ابراہیم (ع) کا بتکدہ حضرت ابراہیم (ع) سے تفتیش اور ان کے خلاف عدالتی کارروائی کا مرکز *۔

قالوا انت فعلت هذا بالهيتنا يا ابراهيم

"ہذا" قریب کی طرف اشارہ ہے اور اس کا ہے اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ کے خلاف کارروائی کا مرکز خود بتکدہ یا اسکے قریب تھا۔

4_ سب لوگوں کے سامنے ملزمین اور مجرمین سے اعتراف لینا حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم کے درمیان

کارروائی کرنے اور سزا دینے کی ایک روش۔

قالوا فأتوا بها على أعين الناس ... قالوا انت فعلت هذا بالهيتنا يا ابراهيم

ابراہیم (ع):

ان کا اقرار 2; ان کی بت شکنی 1; ان کی تفتیش کا فلسفہ 2; انکا قصہ 1، 2; انکی تفتیش کا امکان 3

قوم ابراہیم (ع):

اسکی سوچ 1; اس کا معبد 3

424

ملزم:

اس سے اقرار لینا 4

عدالتی نظام:

یہ حضرت ابراہیم (ع) کے زمانے میں 4

قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ (٦٣)

ابراہیم نے کہا کہ یہ ان کے بڑے نے کیا ہے تم ان سے دریافت کر کے دیکھو اگر یہ بول سکیں (63)

1_ حضرت ابراہیم (ع) نے بتوں کو توڑنے والے کے بارے میں کئے گئے سوال کے جواب میں پہلے بتوں کو توڑنے کو

بڑے بت کی طرف نسبت دی۔

قال بل فعلہ کبیرہم

2_ حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے بتوں کے توڑنے کو بڑے بت کی طرف نسبت دینا بت پرستوں کے بت پرستی والے عقیدے کے بطلان کی طرف متوجہ ہونے کا پیش خیمہ تھا نہ آپ کی طرف سے جھوٹی نسبت۔

قال بل فعلہ کبیرہم

حضرت ابراہیم (ع) نے بتوں کے توڑنے کو بڑے بت کی طرف نسبت دیکر نہ فقط جھوٹ نہیں بولا بلکہ ایک بلیغ اشارے کے ساتھ ماجرا کی حقیقت بھی بیان کر دی کیونکہ حضرت ابراہیم (ع) نے جملہ "فسلولہم..." کے ذریعے بت پرستوں کو یہ سمجھانا چاہا کہ بت تو بات کرنے سے عاجز ہیں چہ جائیکہ بتوں کو توڑنا پس مان لینا چاہے کہ عاجز معبود پرستوں کے لائق نہیں ہے۔ قابل ذکر ہے کہ بعد والی آیت (یہ کہ بت پرست حضرت ابراہیم (ع) کا جواب سمجھ کر متوجہ اور خبردار ہو گئے) مذکورہ مطلب کی مؤید ہے۔

3_ حضرت ابراہیم (ع) نے ایک عالمانہ طریقے سے بت پرستوں سے چاہا کہ وہ بتوں کے توڑنے والے کے بارے میں خود بتوں سے باز پرس کریں۔

فسلولہم ان کانوا ینطقون

حضرت ابراہیم (ع) نے بتوں کے توڑنے کو بڑے بت کی طرف نسبت دیکر اور بت پرستوں سے یہ درخواست کر کے کہ بت شکن کو پہچاننے کیلئے وہ خود بتوں سے باز پرس کریں۔ بت پرستی کے خلاف مقابلہ میں عالمانہ روش اختیار کی کیونکہ اس طریقے سے بت پرستوں نے اپنے راستے کے باطل ہونے کو آسانی سے پالیا جیسا کہ بعد والی آیت (فرجعوا الی انفسہم...) اسی

425

حقیقت کو بیان کر رہی ہے۔

4_ حضرت ابراہیم (ع) نے بت پرستوں سے خود بتوں سے تفتیش کرنے کی درخواست کر کے بتوں کے عجز و ناتوانی کو ان کیلئے ظاہر کر دیا۔

فسلولہم ان کانوا ینطقون

5_ بت حتی بت پرستوں کی نظر میں بھی بولنے اور گفتگو کرنے سے عاجز ہیں۔

فسلولہم ان کانوا ینطقون

6_ "عن الصادق (ع) : والله ما فعلہ کبیرہم و ما کذب ابراہیم فقیل: و کیف ذلک؟ قال: إنما قال: فعلہ کبیرہم ہذا ان نطق و ان لم ینطق فلم یفعل کبیرہم ہذا شیئاً؛ امام صادق (ع) سے روایت ہے: قسم بخدا بڑے بت نے وہ کام نہیں کیا تھا اور ابراہیم (ع) نے بھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ امام صادق (ع) سے کہا گیا یہ کیسے ممکن ہے (جبکہ خود ابراہیم (ع) نے کہا تھا کہ یہ کام بڑے بت نے کیا ہے) تو آپ (ع) نے فرمایا ابراہیم (ع) نے کہا تھا اگر بڑا بت بات کرے تو اس نے یہ کام کیا ہے اور اگر بات نہ کرے تو بڑے بت نے کوئی کام نہیں کیا۔

7_ "عن عبد اللہ (ع) : ان الله ... احب الکذب فی الإصلاح ... ان ابراہیم (ع) إنما قال: "بل فعلہ کبیرہم ہذا" ارادة الإصلاح و دلالة علی انہم لا یفعلون ...؛ امام صادق (ع) سے روایت ہے خدا تعالیٰ ... اصلاح کی خاطر جھوٹ بولنے کو دوست رکھتا ہے ... جب ابراہیم (ع) نے کہا "بل فعلہ کبیرہم ہذا" تو انکی غرض (لوگوں کی) اصلاح اور راہنمائی تھی تا کہ وہ (سمجھ جائیں) کہ بت کوئی کام انجام نہیں دے سکتے (2)

ابراہیم (ع) :

ان کے جواب کے اثرات 2؛ یہ اور جھوٹ 6، 7؛ انکے قصے کا بت شکن 3؛ ان کا جواب 1؛ ان کے پیش آنے کی روش 3؛ انکی تبلیغ کی روش 4؛ انکا قصہ 1، 2، 3، 4

بت:

یہ اور بات کرنا 5؛ ان سے سوال 3؛ انکا عاجز ہونا 5

بت پرست لوگ:

ان کی سوچ 5

جھوٹ:

جائز جھوٹ 7; مصلحت والا جھوٹ 7

روایت 6، 7

قوم ابراہیم (ع) :

ان کے بڑے بت سے تفتیش 4; اسکے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ 2; اس کے بتوں کا عاجز ہونا 4; اسکے بتوں کا کردار 1، 6

.....

(1) تفسیر قمری ج 2 ص 72; نور الثقلین ج 3 ص 431 ح 79 _
(2) کافی ج 2 ص 342 ح 17; نور الثقلین ج 3 ص 434 ح 85 و 86 _

426

فَرَجُوا إِلَى أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ (٦٤)

اس پر ان لوگوں نے اپنے دلوں کی طرف رجوع کیا اور آپس میں کہنے لگے کہ یقیناً تم ہی لوگ ظالم ہو (64)

1_ حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم اس بات سے آگاہ ہونے کے بعد کہ بت بات کرنے سے عاجز ہیں کچھ متوجہ ہوئے اور اپنے عقیدے کے بارے میں سوچ و بیچار کرنے لگے۔

فرجعوا إلى أنفسهم

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "فرجعوا إلى أنفسهم" سے مراد بت پرستوں میں سے ہر ایک کا اپنے ضمیر کی طرف رجوع کرنا اور غور و فکر کرنا ہو۔

2_ حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم اس بات سے آگاہ ہونے کے بعد کہ بت بات کرنے سے عاجز ہیں ایک دوسرے کے پاس آکر آپس میں ایک دوسرے کی مذمت کرنے لگی۔

فرجعوا إلى أنفسهم فقالوا إنكم أنتم

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "أنفسهم" سے مقصود بت پرستوں کا آپس میں ایک دوسرے کی طرف رجوع کرنا ہو اس طرح وہ ایک دوسرے کو مخاطب کر کے (فقالوا إنكم أنتم ...) آپس میں ایک دوسرے کی مذمت کرنے لگے۔

3_ حضرت ابراہیم (ع) کا شرک کے بطلان پر استدلال اور بت پرستی کے ساتھ مقابلہ میں انکی روش نے انکی پوری قوم پر مکمل اثر کیا۔

قال بل فعله كبيرهم ... فرجعوا إلى أنفسهم فقالوا إنكم أنتم الظالمون

اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ پوری قوم نے فوری طور پر اپنی گمراہی کا اعتراف کر لیا حضرت ابراہیم (ع) کے استدلال کے قوی ہونے اور ان کی دعوت کی روش کے مکمل طور پر اثر کرنے کا اندازہ ہوتا ہے۔

4_ قوم ابراہیم (ع) کے بت پرستوں نے اپنے ظلم اور حضرت ابراہیم (ع) کے اس سے بری ہونے کا اعتراف کیا۔
فقالوا إنكم أنتم الظالمون

ضمیر منفصل "أنتم"، "کم" کیلئے تاکید ہے اور جملہ "إنكم أنتم ..." حصر پر دلالت کرتا ہے یہ

427

حصر حصر اضافی ہے یعنی فقط تم ظالم ہو نہ ابراہیم (ع) _

5_ بت پرستی اور شرک، فطرت انسانی کی نظر میں ظلم و ستم ہے۔

فرجعوا إلى أنفسهم فقالوا إنكم أنتم الظالمون

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "أنفسهم" سے مراد اپنی طرف رجوع کرنا اور ضمیر و وجدان ہو۔

6_ حضرت ابراہیم (ع) نے بت پرستی کے خلاف مبارزت اور توحید کے اثبات کیلئے فن نمائشے (اداکاری) سے استفادہ کیا۔

فجعلهم جذاً إلا كبيراً لهم ... قال بل فعله كبيرهم هذا فسنلوهم ... فقالوا إنكم أنتم الظالمون

7_ تبلیغ دین میں فن نمائشے سے استفادہ کرنا شائستہ اور کامیاب طریقہ ہے۔

فجعلهم جذاذاً الا كبراً لهم ... قال بل فعله كبيرهم هذا فسلوهم ... فقالوا انكم ا نتم الظالمون حضرت ابراهيم (ع) نے اپنی تبلیغ میں فن نمائش سے استفادہ کیا اور اپنے ہدف کو پالیا اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

8_ شرك اور بت پرستی انسان کے اپنے آپ سے بیگانہ ہونے کا واضح مصداق ہے۔
ا نتم فعلت هذا بالهتتا ... فرجعوا إلى ا نفسهم فقالوا انكم ا نتم الظالمون
چونکہ بت پرستوں نے اپنی طرف واپس پلٹتے اور متنبہ ہونے کے بعد شرك کے بطلان کو درك کر لیا اس کا مطلب یہ ہے کہ بت پرست لوگ اپنے آپ سے بیگانہ ہیں۔

9_ اپنے کو پالینا اور ضمیر کی طرف رجوع کرنا حقائق کے اعتراف کیلئے اسباب فراہم کرتا ہے۔
فرجعوا إلى ا نفسهم فقالوا انكم ا نتم الظالمون
چونکہ بت پرستوں نے اپنے کو پالینے اور اپنے ضمیر کی طرف رجوع کرنے کے بعد شرك کے بطلان اور توحید کی سچائی کو درك کر لیا اس سے مذکورہ مطلب کا استفادہ کیا جاسکتا ہے۔
10_ ظلم کا برا اور ناپسندیدہ ہونا سب انسانوں کیلئے قابل درك اور قابل قبول ہے۔
فقالوا انكم ا نتم الظالمون

مذکورہ مطلب اس نکتے کی طرف توجہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے کہ قوم ابراهيم (ع) باوجود اسکے کہ الہی شریعتوں میں سے کسی خاص شریعت کا اعتقاد نہیں رکھتی تھی لیکن پھر بھی اس نے ظلم کے قبیح ہونے کو مسلم لیا۔

ابراهيم (ع) :

ان کے استدلال کے اثرات 3; یہ اور ظلم 4; انہیں بری الزمہ کرنا 4; انکی تبلیغ کی روش 3، 4; انکے مقابلے کی روش 6; انکا قصہ 1، 2، 3، 4; انکا فن 6

اقرار:

ظلم کا اقرار 4; حق کے اقرار کا پیش خیمہ 9

428

انسان :

اسکے فطری امور 5

بت:

یہ اور بات کرنا 1; انکا عاجز ہونا 1، 2

بت پرستی:

اسکے اثرات 7; اس کا ظلم ہونا 5

تبلیغ:

اسکی روش 7; اس میں ہنر 7

خود:

خود کو باور ی اثرات 9; خود کی سرزنش 2; خود سے بیگانہ ہونے کے عوامل 8

شرك:

اسکے اثرات 8; اس کا ظلم ہونا 5

ظلم:

اسکے موارد 5; اسکے ناپسندیدہ ہونے کا واضح ہونا 10

قوم ابراهيم:

اسکے افراد 4; اسکی تاریخ 1; اس کا متنبہ ہونا 1، 2، 3; اسکی سرزنش 2; اسکے تفکر کے عوامل 1

ضمیر:

اسکا کردار 9

فن:

فن نمائشے کا کردار 6، 7

ثُمَّ نَكْسُوا عَلَى رُؤُسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ (٦٥)

اس کے بعد ان کے سر شرم سے جھکا دیئے گئے اور کہنے لگے ابراہیم تمہیں تو معلوم ہے کہ یہ بولنے والے نہیں ہیں (65)

1_ شرک کے بطلان پر حضرت ابراہیم (ع) کے مستحکم استدلال کے مقابلے میں بت پرستوں نے شرمندہ ہو کر سر جھکائے۔

ثم نکسوا علی رؤسہم

"نکس" کا معنی ہے کسی شے کے اوپر والے حصے کو نیچے کی طرف پلٹانا اور اسے برعکس کرنا جملہ "نکسوا علی رؤسہم" تمثیل (معقول کی محسوس کے ساتھ تشبیہ) اور ان لوگوں سے کنایہ ہے کہ جن کے سر زیادہ شرمندگی کی وجہ سے ان کے بدن کی نچلی جانب کی طرف ہوں۔

2_ بت پرست، شرک کے بطلان پر حضرت ابراہیم (ع) کے محکم استدلال سے قانع ہونے کے باوجود دوبارہ اپنے شرک آمیز عقیدے کا دفاع کرنے

429

لگے۔

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ اوپر اور نیچے ہونا کہ جو کنایہ والے جملے (ثم نکسوا علی رؤسہم) میں موجود ہے اس سے مراد بت پرستوں کے اعتقادی موقف اور عقائد کا اوپر اور نیچے ہونا ہو یعنی ابتداء میں تو انہوں نے حضرت ابراہیم (ع) کے استدلال کے نتیجے میں شرک کے بطلان کو درک کر لیا لیکن پھر وہ اپنے سابقہ عقیدے پر پلٹ گئے اور دوبارہ اس کا دفاع کرنے لگے۔

3_ حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم کا شرک و بت پرستی کو دوبارہ اپنا کر اپنی شخصیت کو تبدیل کرنا۔
فَقَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ الظَّالِمُونَ ثُمَّ نَكْسُوا عَلَى رُؤُسِهِمْ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ (ثم نکسوا علی رؤسہم) میں اوپر نیچے ہونے سے مراد بت پرستوں کے عقیدہ کا تبدیل ہونا ہو اس بنا پر ایسی تبدیلی کو انسان کے برعکس ہونے سے تشبیہ دینا ہوسکتا ہے بت پرستوں کی شخصیت کی بنیادی تبدیلی سے کنایہ ہو کہ جسکے نتیجے میں ان کے عقائد بھی تبدیل ہو گئے۔

4_ توحید سے منہ موڑ کر شرک کی طرف مائل ہونا انسان کی حقیقت اور شخصیت کی تبدیلی اور پچھلے قدموں لوٹنا ہے۔
فَقَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ الظَّالِمُونَ ثُمَّ نَكْسُوا عَلَى رُؤُسِهِمْ

5_ حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم کا یہ اعتراف کہ بت نطق، کلام اور علم و عقل سے بے بہرہ ہیں۔
لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ

6_ بت پرستوں نے شرک کے بطلان پر حضرت ابراہیم (ع) کے استدلال کو نادرست قرار دیا اور انہیں بتوں کو توڑنے کی وجہ سے مجرم ٹھہرایا۔

فَسَلُّوْهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ... ثُمَّ نَكْسُوا عَلَى رُؤُسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ

حضرت ابراہیم (ع) کے کلام "فَسَلُّوْهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ" کا جواب جملہ (لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ) ہے یعنی تجھے پتا ہے کہ بت بات کرنے سے عاجز ہیں پس کیوں ہمیں بتوں سے سوال کرنے کا کہہ رہے ہیں لامحالہ تیرا یہ سوال بت شکنی کی تہمت سے فرار کیلئے ہے۔

ابراہیم (ع) :

ان کے استدلال کے اثرات 1، 2؛ انکا استدلال 6؛ انکی بت شکنی 6؛ ان کی شرک دشمنی 6؛ انکا قصہ 1، 6

واپس پلٹنا:

اسکے موارد 4

بت:

یہ اور بات کرنا 5; انکا عاجز ہونا 5
توحید:

اس سے منہ موڑنا 4
شخصیت:

اسکی آسیب شناسی 4; اسکی تغیر کے عوامل 4
قوم ابراہیم (ع) :

430

اس کا مرتد ہونا 4; اس کا اقرار 5; اسکی سوچ 6; اسکی تاریخ 2، 3; اسکی شخصیت کی تبدیلی 3; اس کا خبردار ہونا 1; اسکی شرمندگی 1، اس کا شرک 2، 3; اس کا لیچڑین 2

تفسیر راہنما جلد 11

قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئاً وَلَا يَضُرُّكُمْ (٦٦)

ابراہیم نے کہا کہ پھر خدا کو چھوڑ کر ایسے خداؤں کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ کوئی فائدہ پہنچاسکتے ہیں اور نہ نقصان (66)

- 1_ حضرت ابراہیم (ع) نے خدائے یکتا کے غیر کی عبادت کی وجہ سے اپنی قوم کی مذمت کی۔
قال ا فتعبدون من دون الله
"ا فتعبدون" کا ہمزہ استفہام انکاری تو بیخی کیلئے ہے۔
- 2_ قوم ابراہیم (ع) ان چیزوں کی عبادت کرتی تھی جو اسے نہ کوئی نفع پہنچاسکتی تھیں اور نہ نقصان۔
قال ا فتعبدون من دون الله مالا ينفعكم شيئا و لا يضرکم
3_ نفع و نقصان صرف خداتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔
ا فتعبدون من دون الله ما لا ينفعكم شيئا و لا يضرکم
اس حقیقت کا بیان کرنا کہ معبود انسانوں کو کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچاسکتے ہوسکتا ہے اس نکتے کی طرف اشارہ اور تعریض ہو کہ نفع و نقصان صرف خداتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔
- 4_ حضرت ابراہیم (ع) نے توحید کے اثبات اور شرک کے بطلان کیلئے بت پرستوں کو بتوں کی ناتوانی سے آگاہ کرنے اور ان سے اس حقیقت کا اعتراف لینے کی روش سے استفادہ کیا۔
فسئلوہم ان کانوا ینطقون... لقد علمت ما بولاء ینطقون قال ا فتعبدون من دون الله مالا ينفعكم شيئا و لا يضرکم
5_ لوگوں کو دین داری کے سودمند ہونے اور بے دینی کے نقصان دہ ہونے سے آگاہ کرنا دین کی تبلیغ اور انسانوں کی ہدایت میں ایک پسندیدہ اور مفید روش

431

- ہے۔
قال ا فتعبدون من دون الله مالا ينفعكم شيئا و لا يضرکم
6_ عبادت خدا کے منافع کو حاصل کرنے اور ترک عبادت کے نقصانات سے بچنے کیلئے عبادت کرنے کا جواز۔
ا فتعبدون من دون الله مالا ينفعكم شيئا و لا يضرکم

حضرت ابراہیم (ع) نے شرک کے بطلان کو ثابت کرنے کیلئے غیر خدا کی عبادت کے لا حاصل ہونے کو دلیل بنایا اس حقیقت کے بیان سے اس بات کا استفادہ کیا جا سکتا ہے کہ ہر معبود کی عبادت کا انسان کیلئے کوئی فائدہ ہونا ضروری ہے اور انسان اس فائدے کے پیش نظر خدا تعالیٰ کی عبادت کر سکتا ہے۔

ابراہیم (ع) :

انکی تبلیغ کی روش 4; انکی شرک دشمنی کی روش 4; انکی طرف سے مذمت 1; انکا قصہ 1، 4

احکام 6

بت:

انکا عاجز ہونا 4

تبلیغ:

اسکی روش 5

خدا تعالیٰ :

اسکی خصوصیات 3

دین:

بے دینی کے نقصان کا اعلان 5

دینداری:

اسکے منافع کا اعلان 5

نقصان:

اس کا سرچشمہ 3

نفع:

اس کا سرچشمہ 3

عبادت:

عبادت خدا کے احکام 6; مادی مفادات کیلئے عبادت 6

قوم ابراہیم:

اسکے بت پرستوں کا متنبہ ہونا 4; اسکی سرزنش 1; اس کا شرک 1; اسکے بتوں کا عاجز ہونا 2

ہدایت:

اسکی روش 5

432-----436

أَفْ أَنْكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (٦٧)

قَالُوا خَرَّفُوهُ وَاَنْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ (٦٨)

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ (٦٩)

437

وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ (٧٠)

اور ان لوگوں نے ایک مکر کا ارادہ کیا تھا تو ہم نے بھی انہیں خسارہ والا اور ناکام قرار دیدیا (70)

1_ حضرت ابراہیم (ع) کے خلاف بت پرستوں کی سازش اور فریب کاری نا کام رہی۔

و أرادوا به كيدا فجعلناهم الاخسرين

2_ حضرت ابراہیم (ع) کے خلاف بت پرستوں کی سازش اور نیرنگ خود ان کے مکمل نقصان اور خسارت کا عامل بنا۔

و أرادوا به كيدا فجعلناهم الاخسرين

3_ حضرت ابراہیم (ع) کو آگ میں پھینکے جانے کے علاوہ بت پرستوں کی ایک اور سازش اور نیرنگ کا بھی سامنا کرنا

پڑا۔

و أرادوا به كيداً فجعلنهم الأخرين

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "کیداً" سے مراد آگ میں پھینکنے کے علاوہ کوئی نیا نیرنگ ہو کیونکہ "کید" کے معنی میں خفیہ ہونا بھی ہے جبکہ آگ میں پھینکنا تو ایک آشکارا عمل تھا نہ مخفی اسکے علاوہ "أرادوا" یعنی انہوں نے ارادہ کیا اور چاہا (نہ اسے عملی کیا) کی تعبیر اسی دعوت کی تائید کرتی ہے قابل ذکر ہے کہ "کیداً" کی تنوین تعظیم و تفخیم کیلئے ہے۔ اس صورت میں یہ نیرنگ کے بڑے ہونے کو بیان کر رہی ہے۔

4_ حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم، کائنات کی سب سے زیادہ خسارۃ والی قوم تھی۔
فجعلنهم الأخرين

5_ اہل باطل کی نیرنگ بازیانہ اور فریب کاریاں، ارادہ الہی کے مقابلے میں ناتوان اور بے نتیجہ ہیں۔

و أرادوا به كيداً فجعلنهم الأخرين

6_ بت پرستی اور حق اور ربہرن الہی کے مقابلے میں کھڑا ہونا سب سے زیادہ نقصان والے کاموں میں سے ہے۔
و أرادوا به كيداً فجعلنهم الأخرين

ابراہیم (ع) :

ان کے خلاف سازش کے اثرات 2; ان کے خلاف سازش 1، 3; انہیں جلانا 3; ان کا قصہ 1، 2، 3

438

بت پرستی:

اس کا نقصان 3

حق:

اسے قبول نہ کرنے کا نقصان 6

خداتعالی:

اسکے ارادے کی اہمیت 5

دشمن:

انکی سازش کی شکست 5

دینی رہنما:

ان کے خلاف مبارزت کا نقصان 6

قوم ابراہیم (ع) :

اسکی تاریخ 4; اسکی سازش 3; اس کا نقصان اٹھانا 2، 4; اسکی ناکامی 1

لوگ:

سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے لوگ 4

نقصان:

بدترین نقصان 6; اسکے عوامل 2; اسکے مراتب 6

تفسیر راہنما جلد 11

وَنَجِّنَاهُ وَلَوْطاً إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ (٧١)

اور ابراہیم اور لوط کو نجات دلا کر اس سرزمین کی طرف لے آئے جس میں عالمین کے لئے برکت کا سامان موجود تھا (71)

- 1_ حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط (ع) نے ارادہ الہی کے ساتھ اپنی قوم کی نیزنگ بازیوں اور دسیسہ کاریوں سے نجات حاصل کی۔
و أرادوا بہ کیداً ... و نجینہ و لوطاً إلی الأرض التی برکنا فیہ
- 2_ حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط (ع) نے اپنے آلودہ معاشرے سے پر برکت سرزمین کی طرف ہجرت کی۔
إلی الأرض التی برکنا فیہ
- 3_ حضرت ابراہیم (ع) کی طرح حضرت لوط (ع) بھی اپنی قوم کی طرف سے رنج و الم اور اذیت کا شکار تھے۔
و نجینہ و لوطاً إلی الأرض التی برکنا فیہ
- حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط کے بارے میں ایک ہی طرح سے کلمہ نجات کا استعمال مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے کیونکہ نجات وہاں ہوتی ہے جہاں کسی خطرے اور نقصان کا سامنا ہو۔

439

- 4_ حضرت ابراہیم (ع) اور لوط (ع) کی ہجرت کی جگہ (شام _ فلسطین) دنیا کے سب لوگوں کیلئے با برکت ہے۔
و نجینہ و لوطاً إلی الأرض التی برکنا فیہا للعلمین
- "عالم" کا معنی ہے پوری مخلوقات یا موجودات کا ایک حصہ اور اس کا جمع (عالمین) آنا موجودات کی تمام اقسام کو شامل ہونے کیلئے ہے اور اس آیت میں اس سے مراد دور و نزدیک کے سب قبائل اور اقوام کے تمام افراد ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ معمولاً مفسرین کا کہنا یہ ہے کہ سرزمین مبارک سے مراد شام (فلسطین) ہے۔
- 5_ حق کا دفاع اور حق دشمنوں اور مشرکین کے مقابلے میں توحید کے مدار پر حرکت کرنا خداتعالیٰ کی امداد اور نصرت کو ہمراہ رکھتا ہے۔
و أرادوا بہ کیداً ... و نجینہ و لوطاً إلی الأرض التی برکنا فیہ
- 6_ آلودہ ماحول اور بلاد کفر و شرک سے پاک اور پربرکت سرزمین کی طرف ہجرت کرنا ایک شائستہ اور لازمی امر ہے۔
و نجینہ و لوطاً إلی الأرض التی برکنا فیہ

ابراہیم (ع) :

انکی اذیت 3; ان کے زمانے کا معاشرہ 2; انکا قصہ 1، 2، 3; انکی نجات 1; انکی ہجرت 2، 4
حق:

اسکے دفاع کے اثرات 5; حق دشمنوں کے خلاف مبارزت کے اثرات 5
خداتعالیٰ :

اسکے ارادے کے اثرات 1; اسکی امداد کا پیش خیمہ 1; اس کا نجات دینا 1
سرزمین:

با برکت سرزمین 2، 4; با برکت سرزمین کی طرف ہجرت 6
عمل:

پسندیدہ عمل 6

فلسطین:

اسکی برکت 4; اسکی طرف ہجرت 4

قوم ابراہیم (ع) :

اسکی اذیتیں 3; اسکی سازش 1

قوم لوط (ع) :

اسکی اذیتیں 3; اسکی سازش 1

لوط (ع) :

انکی اذیت 3 ; ان کے زمانے کا معاشرہ 2; انکا قصہ 1، 2، 3; انکی نجات 1; انکی ہجرت 2، 4
مشرکین:

ان کے خلاف مقابلے کے اثرات 5

ہجرت:

اسکی اہمیت 6; خراب معاشرے سے ہجرت 6; دار الکفر سے ہجرت 6

440

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ (۷۲)

اور پھر ابراہیم کو اسحاق اور ان کے بعد یعقوب عطا کئے اور سب کو صالح اور نیک کردار قرار دیا (72)

1_ حضرت اسحاق (ع) اور حضرت یعقوب (ع) کی پیدائشے حضرت ابراہیم (ع) کی ہجرت کے بعد ہوئی۔

و نجیناہ و لوطاً إلى الأرض ... و وهبنا له إسحاق و يعقوب

ان آیات میں حضرت ابراہیم (ع) کی داستان بطور مجموعہ مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔ اسکے علاوہ یہ کہ حضرت ابراہیم (ع) کا آگ میں پھینکا جانا اور انکا اس سے نجات پانا جوانی میں تھا اور آپ برہانے میں صاحب اولاد ہوئے۔

2_ اسحاق (ع) و یعقوب (ع)، ذاتعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم (ع) کو عطیہ۔

ووهبنا له إسحق و يعقوب

3_ اولاد اور اولاد کی اولاد پروردگار کی طرف سے ایک عطیہ ہے۔

ووهبنا له إسحق و يعقوب

4_ حضرت یعقوب (ع) کی پیدائشے، حضرت ابراہیم (ع) کی زندگی میں ہوئی۔

ووهبنا له إسحق و يعقوب

حضرت یعقوب (ع) حضرت اسحاق (ع) کے بیٹے اور حضرت ابراہیم (ع) کے پوتے ہیں لیکن چونکہ ذاتعالیٰ نے یعقوب (ع) کا نام اسحاق کے ہمراہ ذکر کیا ہے اور دونوں کو اپنی طرف سے حضرت ابراہیم (ع) کیلئے عطیہ قرار دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ یعقوب (ع)، حضرت ابراہیم (ع) کی زندگی میں پیدا ہو چکے تھے۔

5_ حضرت ابراہیم (ع) کو یعقوب کا عطا کرنا ذاتعالیٰ کی طرف سے ان کے استحقاق سے بڑھ کر ان کیلئے خصوصی عطیہ اور فضل تھا۔

و وهبنا له إسحاق و يعقوب نافلة

یہ مطلب دو نکتوں کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے 1_ "نافلہ" یعقوب (ع) کیلئے حال ہے 2_ "نافلہ" کا ایک معنی ہے عطیہ جو استحقاق سے بڑھ کر ہو

441

حضرت ابراہیم (ع) کو یعقوب کے عطا کرنے کے سلسلے میں اس کلمے کا استعمال اس نکتے کی وجہ سے ہے کہ حضرت ابراہیم (ع) نے ذاتعالیٰ سے صرف بیٹے کی درخواست کی تھی نہ پوتے کی لیکن ذاتعالیٰ نے ان پر خصوصی فضل و کرم کرتے ہوئے انہیں پوتا بھی عطا کیا (لسان العرب)

6_ ابراہیم (ع)، یعقوب (ع) اور اسحاق (ع) صالحین میں سے ہیں۔

وكلًا جعلنا صالحين

7_ ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کا مقام صالحین کو پانا ذاتعالیٰ کے ارادے اور لطف و کرم کے سائے میں

تھا۔

وكلًا جعلنا صالحين

8_ عن أبي عبد الله (ع) في قوله عز وجل: "ووهبنا له إسحاق و يعقوب نافلة" قال: ولدا لولد نافلٍ الله تعالى کے فرمان (و وهبنا له اسحاق و يعقوب نافلة) کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا اولاد کی اولاد نافلہ ہے

(1)

ابراہیم (ع) :
 یہ صالحین میں سے 6; یہ اور یعقوب (ع) 4; ان پر فضل کرنا 5; ان کے فضائل 5، 6; ان کا قصہ 1; انکی صلاحیت کا سرچشمہ 7; انکی نعمتیں 2; انکی ہجرت 1 اسحاق (ع) :
 یہ صالحین میں سے 6; انکی تاریخ ولادت 1; ان کے فضائل 6; انکا قصہ 1; انکی صلاحیت کا سرچشمہ 7 انبیاء: (ع)
 انکی تاریخ 1 پوتا:
 اس کا کردار 8 خداتعالیٰ :
 اسکے ارادے کے اثرات 7; اسکے عطیے 2، 3 روایت 8 خداتعالیٰ کا فضل:
 یہ جنکے شامل حال ہے 5 نافلہ:
 اس سے مراد 8 نعمت:
 اسحاق کی نعمت 2; بیٹے کی نعمت 3; پوتے کی نعمت 3; یعقوب کی نعمت 2 یعقوب (ع) :
 انکی تاریخ ولادت 1، 4; ان کے فضائل 6; انکا قصہ 1; انکی صلاحیت کا سرچشمہ 7; یہ صالحین میں سے 6

(1) معانی الاخبار ص 225 ح 1; نور الثقلین ج 3 ص 440 ح 104۔

442

وَجَعَلْنَاهُمْ أُمَمَةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ (٧٣)
 اور ہم نے ان سب کو پیشوا قرار دیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف کار خیر کرنے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی کی اور یہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے (73)

- 1_ حضرت ابراہیم (ع) ، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) معاشرے میں رہبری اور قیادت کا منصب رکھتے تھے۔
 و جعلنہم أمة
- 2_ ابراہیم (ع) ، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کی امامت و راہبری خداتعالیٰ کے انتخاب اور انتصاب کی وجہ سے تھی۔
 و جعلنہم أمة
- 3_ مقام امامت، خداتعالیٰ کی جانب سے عطا ہوتا ہے۔
 و جعلنہم أمة
- 4_ امامت، نبوت و رسالت سے بالاتر مقام و منصب
 و کلاً جعلنا صالحین و جعلنہم أمة یهدون بأمرن
 خداتعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم (ع) کو صالح قرار دینا اور انہیں منصب امامت عطا کرنا انکی نبوت و رسالت کے بعد تھا یہ ہوسکتا ہے مقام امامت کے، منصب نبوت سے بالاتر ہونے کو بیان کر رہا ہے۔
- 5_ صالح ہونا، مقام امامت کو پانے کی شرط ہے۔

کلاً جعلنا صالحین و جعلنہم أئمة

مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر حاصل ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ نے ابراہیم (ع) اور ... کو مقام امامت عطا کرنے سے پہلے انہیں صالح بنایا اور پھر انہیں منصب امامت عطا کیا۔
6_ ابراہیم (ع) ، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کو خداتعالیٰ کی طرف سے لوگوں کا ہادی اور رہنما بنایا گیا۔

443

و جعلنہم أئمة یہدون

7_ ابراہیم (ع) ، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) ما مور تھے کہ احکام الہی کی حدود میں رہتے ہوئے لوگوں کی ہدایت کریں نہ اپنے ذاتی ذوق اور دوسروں کے حکم کے مطابق۔

و جعلنہم أئمة یہدون بأمرن

"بامرنا"، "یہدون" کے متعلق اور در حقیقت ہدایت کرنے کیلئے شرط اور قید کے طور پر ہے یعنی ضروری ہے کہ لوگوں کو ہدایت کرنا ہمارے حکم سے ہو۔

8_ رہبران الہی کے عمل کا معیار حکم خداوندی ہے نہ انکا ذاتی ذوق اور لوگوں کی خواہشات نفسانی۔

و جعلنہم أئمة یہدون بأمرن

9_ لوگوں کو خداتعالیٰ، اسکی صفات، افعال اور کلام کی طرف ہدایت کرنا حضرت ابراہیم (ع) ، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کا فریضہ تھا۔

و جعلنہم أئمة یہدون بأمرن

مذکورہ مطلب دو نکتوں کی بنیاد پر ہے۔ 1_ "امر" اصل میں "شان" کے معنی میں ہے اور یہ ایسا عام کلمہ ہے جو تمام افعال اور اقوال کو شامل ہے (مفردات راغب) 2_ "بامرنا" میں "با" ممکن ہے غایت کیلئے اور "الی" کے معنی میں ہو۔

10_ ابراہیم (ع) ، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) ان انبیاء (ع) میں سے ہیں کہ جنکو خداتعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی تھی۔
و أوحینا إلیہم

11_ ابراہیم (ع) ، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) نیک کام کو انجام دینے، نماز قائم کرنے اور زکات ادا کرنے پر مأمور۔

و أوحینا إلیہم فعل الخیرات و إقام الصلوٰۃ و إیتاء الزکاة

12_ خداتعالیٰ نے ابراہیم (ع) ، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کو نیک کاموں کی شناخت کرائی اور وحی کے ذریعے انہیں ان کے انجام دینے کا طریقہ سکھایا۔

و أوحینا إلیہم فعل الخیرات

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "فعل الخیرات" کی نصب "أوحینا" کا مفعول ہونے کی وجہ سے ہو۔ اس بنا پر فعل خیرات کی وحی اور الہام سے مراد ہوسکتا ہے یہ ہو کہ خداتعالیٰ نے انہیں ہر اس کام کی پہچان کرائی جو میزان الہی اور واقع میں کار خیر ہے اور وحی کے ذریعے انہیں ان کے انجام کا طریقہ سکھایا بہ الفاظ دیگر "أوحینا" "علّمنا" کے معنی پر مشتمل ہے۔

13_ نماز قائم کرنا اور زکات ادا کرنا دیگر نیک کاموں کے مقابلے میں خصوصی اور بالاتر مقام کے حامل ہیں۔

و أوحینا إلیہم فعل الخیرات و إقام الصلوٰۃ و إیتاء الزکاة

باوجود اسکے کہ نماز اور زکات خود نیک کاموں میں سے ہیں لیکن خداتعالیٰ نے ان دو فریضوں کو علیحدہ طور پر ذکر کیا ہے۔ انہیں خصوصی طور پر بیان کرنے سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

14_ نیک کاموں کو انجام دینا، نماز قائم کرنا اور زکات ادا کرنا حضرت ابراہیم (ع) ، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کی شریعت کے فرائض میں سے تھے۔

و أوحینا إلیہم فعل الخیرات و إقام الصلوٰۃ و

444

إیتاء الزکاة

15_ مسلسل اور مخلصانہ عبادت اور بندگی حضرت ابراہیم (ع) ، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کے اوصاف میں سے تھے۔
و کانوا لنا عبدین

فعل "کون" کہ جو وصف کے استقرار پر دلالت کرتا ہے حضرت ابراہیم (ع) کی عبادت کے دائمی ہونے کو بیان کر رہا ہے اور جار و مجرور "لنا" کا مقدم ہونا ان کی عبادت کے خداتعالیٰ کیلئے منحصر ہونے پر دلالت کر رہا ہے کہ جسے مخلصانہ عبادت کہا جاتا ہے۔

16_ عبادت میں اخلاص اور تسلسل، خداتعالیٰ کیلئے عبودیت و بندگی کے کمال کا ایک مرتبہ ہے۔
و کانوا لنا عبادین

ابراہیم (ع) :

ان کا اخلاص 15; انکی امامت 1; ان کا برگزیدہ ہونا 2، 6; انکی عبودیت کا دائمی ہونا 15; ان کے دین کی تعلیمات 14; انکی شرعی ذمہ داری 11; انکی زکات 11; انکا عمل خیر 11; 12، ان کے فضائل 15; انکی ذمہ داری کا دائرہ کار 7; انکی ذمہ داری 9; انکا معلم 12; انکا مقام و مرتبہ 1، 2، 10; انکی امامت کا سرچشمہ 2; انکی نبوت 10; انکی نماز 11; انکی طرف وحی 10، 11; انکا ہادی ہونا 6، 7، 9

اسحاق (ع) :

ان کا اخلاص 15; انکی امامت 1; ان برگزیدہ ہونا 2، 6; انکی عبودیت کا دائمی ہونا 15; ان کے دین کی تعلیمات 14; انکی شرعی ذمہ داری 11; انکی زکات 11; انکا عمل خیر 11; 12، ان کے فضائل 15; انکی ذمہ داری کا دائرہ کار 7; انکی ذمہ داری 9; انکا معلم 12; انکا مقام و مرتبہ 1، 2، 10; انکی امامت کا سرچشمہ 2; انکی نبوت 10; انکی نماز 12; انکی طرف وحی 10، 11; انکا ہادی ہونا 6، 7، 9

اطاعت:

خدا کی اطاعت 8

امامت:

اسکے مقام کی قدر و قیمت 4; اسکے شرائط 5; اس کا سرچشمہ 3

انسان:

اسکی ہدایت 7، 9

خداتعالیٰ :

اسکی تعلیمات 12; اسکے اوامر کا کردار 7; اس کا کردار 3

خدا کے برگزیدہ بندے 2، 6

دینی رہنما:

ان کے عمل کا معیار 8

زکات:

اسکی اہمیت 11; یہ دین ابراہیم (ع) میں 14; یہ شریعت اسحاق میں 14; یہ شریعت یعقوب (ع) میں 14; اسکے ادا کرنے کی

فضیلت 13

صلاحیت :

اسکے اثرات 5

عبادت:

اس میں اخلاص 16; اس کا دائمی ہونا 16

445

عبودیت:

اسکے مراتب 16

عمل:

عمل خیر کی اہمیت 11

نبوت:

اسکے مقام کی قدر و قیمت 4

نماز:

اسے قائم کرنے کی اہمیت 11; اسے قائم کرنے کی فضیلت 13; یہ دین ابراہیم (ع) میں 14; یہ شریعت

اسحاق (ع) میں 14; یہ شریعت یعقوب (ع) میں 14

یعقوب (ع):

ان کا اخلاص 15; انکی امامت 1; ان کا برگزیدہ ہونا 2، 6; انکی عبودیت کا دائمی ہونا 15; ان کے دین کی تعلیمات 14;
انکی شرعی ذمہ داری 11; انکی زکات 11; انکا عمل خیر 11; 12، ان کے فضائل 15; انکی ذمہ داری کا دائرہ کار 7; انکی
ذمہ داری 9; انکا معلم 12; انکا مقام و مرتبہ 1، 2، 10; انکی امامت کا سرچشمہ 2; انکی نبوت 10; انکی نماز 12; انکی
طرف وحی 10، 11; انکا ہادی ہونا 6، 7، 9

وَلَوْطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا سَوَاءً فَاسِقِينَ (٧٤)

اور لوط کو یاد کرو جنہیں ہم نے قوت فیصلہ اور علم عطا کیا اور اس بستی سے نجات دلادی جو بدکاریوں میں مبتلا تھی
کہ یقیناً یہ لوگ بڑے برے اور فاسق تھے (74)

1_ حضرت لوط، (ع) خدادادی علم و حکمت سے مالا مال تھے۔

و لوطاً ء اتینہ حکماً و علم

"حکم" کے معانی میں سے ایک حکمت ہے مذکورہ مطلب اسی معنی پر مبتنی ہے۔

2_ حضرت لوط (ع)، خداتعالیٰ کی جانب سے منصب قضاوت

رکھتے تھے۔

و لوطاً ء اتینہ حکم

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ حکم "قضاوت" کے معنی میں ہو (لسان العرب) قابل ذکر ہے کہ حکم کا "قضاوت" کے معنی میں استعمال بہت زیادہ ہے۔

446

3_ حضرت لوط (ع) کو خداتعالیٰ کی خصوصی عنایات حاصل تھیں۔

و لوطاً ء اتینہ حکماً و علماً

جملہ "و لوطاً آتیناہ ... " کا عطف جملہ "لقد آتینا ابراہیم ..." پر ہے اور "لوطاً" کہ جو فعل "آتیناہ" کا مفعول ہے کا مقدم ہونا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ حضرت لوط (ع) کو خداتعالیٰ کی خصوصی عنایات حاصل تھیں کیونکہ گذشتہ آیت میں خداتعالیٰ نے حضرت ابراہیم (ع) کی داستان کے ضمن میں حضرت لوط (ع) کا تذکرہ بھی فرمایا تھا لیکن اس آیت میں علیحدہ طور پر ان کا ذکر فرمایا۔

4_ قوم لوط، مختلف قسم کی پلیڈگیوں، وسیع ناپاکیوں اور پست و ناپسند اعمال اور خصلتوں میں مبتلا تھی۔

و نجینہ من القرية التي كانت تعمل الخبائث

"خبائث" (خبیثہ کی جمع) اور مادہ "خبث" سے ہے کہ جس کا معنی ہے مختلف قسم کی پلیڈگی، ناپاکی، پست اعمال اور ناپسندیدہ خصلتیں۔

5_ خداتعالیٰ نے حضرت لوط (ع) کو اپنی پلیڈ، ناپاک اور بری قوم کے شر سے نجات دی۔

و نجینہ من القرية التي كانت تعمل الخبائث

6_ حضرت لوط (ع) کو روحی اور نفسیاتی تکلیف و اذیت پہنچانے کے معاشرے کے ناپسندیدہ اعمال میں سے تھی۔

و لوطاً ... و نجینہ من القرية التي كانت تعمل الخبائث

مذکورہ مطلب دو نکتوں کے پیش نظر ہے۔ الف نجات اس جگہ ہوتی ہے جہاں پہلے مشکل ہو قریہ کیلئے "تعمل الخبائث" والی صفت بتاتی ہے کہ ان کا کردار حضرت لوط (ع) کو ناخوش کرتا تھا اور ان کی اذیت اور تکلیف کا باعث تھا۔

7_ آلودہ اور فاسد معاشرے میں زندگی گزارنا مؤمنین کیلئے باعث رنج و الم اور ناقابل برداشت ہے۔

و نجینہ من القرية التي كانت تعمل الخبائث

- 8_ معاشرے کا فرد پر اثر جبری اور ناقابل اجتناب نہیں ہے بلکہ مکمل طور پر فاسد اور آلودہ معاشرے میں بھی عادات و اخلاق کو سالم رکھنا ممکن ہے۔
و نجینہ من القرية التي كانت تعمل الخبائث
مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ حضرت لوط (ع) اپنی قوم کے فاسد اور خراب ماحول میں بھی پاک اور بے گناہ رہے اور آخر کار اس سے نجات حاصل کی۔
9_ حضرت لوط (ع) کے ناپاک اور فاسد معاشرے نے آپکی دعوت اور تبلیغ سے اثر قبول نہ کیا۔
و نجینہ من القرية التي كانت تعمل الخبائث
10_ حضرت لوط (ع) کے معاشرے کا فسق و انحراف والا ماضی ان کے پلید اور غیر شائستہ کردار کو اپنانے اور حضرت لوط (ع) کی دعوت کو قبول نہ کرنے کا سبب بنا۔
تعمل الخبائث إنهم كانوا قوم سوء فسقین
جملہ "إنهم كانوا ..." جملہ "تعمل الخبائث" کی تعلیل کے طور پر ہے۔ بنابرین فسق (نافرمانی اور راہ حق سے انحراف) قوم لوط کے خباثت اور ناپاکی کو اختیار کرنے کا سبب بنا۔ قابل ذکر ہے کہ فعل "كانوا" کہ جو وصف کے ثبوت اور استقرار پر دلالت کرتا ہے ماضی میں

447

- قوم لوط کے درمیان فساد اور خرابی کے دائمی ہونے کو بیان کر رہا ہے۔
11_ مسلسل انحراف اور فسق، انسان کے مزید بڑے اور زیادہ گناہوں میں مبتلا ہونے کا سبب ہے۔
كانت تعمل الخبائث إنهم كانوا قوم سوء فسقین
12_ فاسد اور ناپاک معاشرے سے نجات ایک عظیم اور شکر کے قابل نعمت ہے۔
و نجینہ من القرية التي كانت تعمل الخبائث إنهم كانوا قوم سوء فسقین
آیت کریمہ حضرت لوط (ع) پر احسان جتلانے کے درپے ہے بنابرین فاسد قوم سے نجات ایسی نعمت ہے کہ جسکے ساتھ خدا تعالیٰ نے حضرت لوط (ع) پر احسان کیا۔

انسان:

اس کا اختیار 8

معاشرہ:

فاسد معاشرے میں زندگی کے اثرات 7

خدا تعالیٰ:

اسکے عطیے 1; اس کا نجات دینا 5

شکر:

نعمت کا شکر 12

فسق:

اسکے اثرات 11

قوم لوط:

اسکے فسق کے اثرات 10; اسکی پلیدی 4; اس کی تاریخ 4، 9، 10; اس کا حق کو قبول نہ کرنا 9; اسکے رذائل 4; اسکی حق دشمنی کا پیش خیمہ 10; اسکے ناپسندیدہ عمل کا پیش خیمہ 10; اس کا برا ماضی 10; اس کا ناپسندیدہ عمل 4، 6; اس سے نجات 5

گناہ:

اس کا پیش خیمہ 11

خدا کا لطف و کرم:

یہ جنکے شامل حال ہے 3

لوط (ع):

انکی اذیت 6; انکی تبلیغ کا اثر نہ کرنا 9; انکا عمل لدنی 1; ان کے فضائل 1، 3; انکا قصہ 5، 6، 9; انکا مقام و مرتبہ 2;
انکی حکمت کا سرچشمہ 1; انکی قضاوت کا سرچشمہ 2; انکی نجات 5
مؤمنین:

انکے رنج کے عوامل 7

معاشرتی ماحول:

اس کا مجبور کرنا 8

نعمت:

اسکے درجے 12; فاسد معاشرے سے نجات والی نعمت 12

448

وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ (٧٥)

اور ہم نے انہیں رحمت میں داخل کر لیا کہ وہ یقیناً ہمارے نیک کردار بندوں میں سے تھے (75)

1_ حضرت لوط (ع) پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت تھی۔

و ا دخلناه فی رحمتن

2_ حضرت لوط (ع) صالحین اور شائستہ لوگوں میں سے تھے۔

إنه من الصالحين

3_ حضرت لوط (ع) کا صالح اور شائستہ ہونا ان کے خداتعالیٰ کی خصوصی رحمت سے بہرہ مند ہونے کا سبب تھا۔

و ا دخلنه فی رحمتنا إنه من الصالحين

مذکورہ مطلب اس وجہ سے ہے کہ جملہ "إنه من الصالحين" جملہ "ا دخلناه فی رحمتنا" کیلئے علت ہے۔

4_ صالحین، خداتعالیٰ کی خاص رحمت سے بہرہ مند ہیں۔

و ا دخلنه فی رحمتنا إنه من الصالحين

مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ جملہ "إنه من الصالحين"، "ا دخلناه ... " کیلئے علت ہے اور تعلیل حکم کے عام

ہونے اور اسکے دیگر مورد بحث افراد کو شامل ہونے کا سبب ہوتی ہے یعنی جو بھی صالح ہو وہ رحمت خدا میں داخل

ہوگا۔

5_ حضرت لوط (ع) کا اپنی قوم کی برائیوں سے پاک ہونا اور نجات پانا ان کے خداتعالیٰ کی خاص رحمت سے بہرہ مند

ہونے کا سبب۔

و لوطاً ... نجینه ... و أدخلنه فی رحمتن

6_ فاسد اور خراب معاشرے سے نجات پانا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کی علامت ہے۔ *

و نجینه ... و أدخلنه فی رحمتن

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ "ا دخلناه ... " کا جملہ "آئینہ" پر عطف، تفسیری ہو۔

معاشرہ:

فاسد معاشرے سے نجات 6

449

خداتعالیٰ :

اسکی رحمت کا پیش خیمہ 3

رحمت:

اس کا پیش خیمہ 5; یہ جنکے شامل حال ہے 1، 4، 5; اسکی نشانیاں 6

صالحین:

ان کے فضائل 4

لوط(ع) :

انکی پاکی کے اثرات 5; انکی صلاحیت کے اثرات 3; ان کے فضائل 1، 2، 5; آپ صالحین میں سے 2

تفسیر راہنما جلد 11

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ (٧٦)

اور نوح کو یاد کرو کہ جب انہوں نے پہلے ہی ہم کو آواز دی اور ہم نے ان کی گزارش قبول کر لی اور انہیں اور ان کے اہل کو بہت بڑے کرب سے نجات دلادی (76)

1_ حضرت نوح(ع) ایک پیغمبر جو حضرت ابراہیم (ع) اور لوط(ع) سے پہلے تھے۔

و نوحاً إذ نادى من قبل

مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ گذشتہ آیات _ کہ جو حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط (ع) کے بارے میں تھیں _ قرینہ ہیں کہ "من قبل" سے مراد حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط(ع) سے پہلے کا زمانہ ہے۔

2_ حضرت نوح (ع) کی داستان ایسی داستان ہے جو سبق آموز اور یاد رکھنے اور یاد دہانی کرانے کے قابل ہے۔

و نوحاً إذ نادى

"نوحاً" فعل مقدر (جیسے "اذکر" یا "اذکروا") کا مفعول ہو۔

3_ حضرت نوح (ع) خداتعالیٰ کی جانب سے علم و حکمت اور منصب قضاوت رکھتے تھے۔

و لوطاً أتینہ حکماً و علماً ... و نوحاً إذ نادى

مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنیاد پر ہے کہ "نوحا" کا عطف "لوطاً أتیناه" پر ہو یعنی جس طرح ہم نے لوط (ع) کو علم،

حکمت اور ... عطا کئے اسی طرح ہم نے "نوح(ع)" کو بھی عطا کئے قابل ذکر

450

ہے کہ کلمہ "حکم" حکمت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور قضاوت کے معنی میں بھی (لسان العرب)

4_ حضرت نوح(ع) بلند اور واضح آواز کے ساتھ خداتعالیٰ سے اس بات کے خواہاں ہوئے کہ وہ اسے اپنی قوم سے نجات دے۔

و نوحاً إذ نادى من قبل

"نداء" کا معنی ہے بلند اور واضح آواز (مفردات راغب) اور سورہ نوح کی آیت 26 (و قال نوح رب لا تذر علی الأرض من الکافرین دیاراً) نیز اس آیت شریفہ کا ذیل (فنجیناه و اہله ...) قرینہ ہے کہ اس آیت میں اس سے مراد حضرت نوح (ع) کی اپنی قوم سے نجات ہے۔

5_ حضرت نوح(ع) کی اپنی قوم سے نجات حاصل کرنے والی دعا قبول ہوئی۔

و نوحاً إذ نادى من قبل فاستجنا له

6_ اپنی رسالت کی انجام دہی کے راستے میں حضرت نوح(ع) اور انکا خاندان شدید اور بڑے غم و اندوہ میں گرفتار تھے۔

و نوحاً إذ نادى ... فنجینہ و اہله من الکرب العظیم

"کرب" کا معنی ہے شدید غم و اندوہ (مفردات راغب)

7_ خداتعالیٰ نے رسالت کی انجام دہی کے نتیجے میں پہنچنے والے شدید اور بڑے غم و اندوہ سے حضرت نوح(ع) اور ان کے خاندان کو نجات دی۔

فنجینہ و اہلہ من الکرب العظیم

8_ حضرت نوح(ع) کی بے ایمان قوم حضرت نوح (ع) اور ان کے خاندان کیلئے شدید غم و اندوہ کا باعث تھی۔

فنجینہ و اہلہ من الکرب العظیم

9_ حضرت نوح (ع) کا خاندان انکی رسالت پر ایمان رکھتا تھا اور وہ خدا تعالیٰ کے لطف و کرم سے بہرہ مند تھا۔

فنجینہ و اہلہ من الکرب العظیم

خاندان نوح(ع) کی نجات خداتعالیٰ کی اس پر خصوصی عنایات کو بیان کر رہی ہے نیز ان کے حضرت نوح(ع) کی رسالت پر ایمان سے حاکمی ہے کیونکہ اگر وہ بھی قوم نوح کی طرح کافر ہوتے تو نجات نہ پاتے قابل ذکر ہے کہ بعد والی آیت (و نصرنہ من القوم الذین کذبوا ...) اسی نکتے کی تائید کرتی ہے۔

انبیاء (ع) :

حضرت ابراہیم (ع) سے پہلے کے انبیاء (ع) ء 1; حضرت لوط(ع) سے پہلے کے ، انبیاء 1; انکی تاریخ 1

خداتعالیٰ :

اس کا نجات دینا 7

ذکر:

حضرت نوح(ع) کے قصے کا ذکر 2

عبرت:

اسکے عوامل 2

قوم نوح(ع) :

اس کا کفر 8; اس سے نجات 4، 5; اس کا کردار 8

451

خداتعالیٰ کا لطف و کرم:

یہ جنکے شامل حال ہے 9

نوح(ع) :

انکی دعا کا قبول ہونا 5; ان کے گھرانے کا غم 6; انکا غم 6; ان کے گھرانے کا ایمان 9; انکی تاریخ 1; انکی دعا 4; انکی

رسالت 6، 7; ان کے گھرانے کے غم کا دور ہونا 7; ان کے غم کا دور ہونا 7; ان کے قصے سے عبرت 2; ان کا علم

لدنی 3; ان کے گھرانے کے غم کے عوامل 8; ان کے غم کے عوامل 8; ان کے گھرانے کے فضائل 9; ان کے فضائل 3،

9; ان کا قصہ 4، 5، 6، 7، 8; ان پر ایمان لانے والے 9; انکا مقام 3; انکی حکمت کا سرچشمہ 3; انکی قضاوت کا

سرچشمہ 3; ان کے گھروالوں کی نجات 7; انکی نجات 5، 7

وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ (٧٧)

اور ان لوگوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی جو ہماری آیتوں کی تکذیب کیا کرتے تھے کہ یہ لوگ بہت بری قوم تھے تو ہم

نے ان سب کو غرق کر دیا (77)

1_ خداتعالیٰ نے حضرت نوح(ع) کو آیات الہی کے جھٹلانے والوں کے گزند سے نجات دی اور انکی مکمل حمایت کی۔

و نصرنہ من القوم الذین کذبوا بأی تن

کلمہ "نصر" جب بھی "من" کے ساتھ متعدی ہو تو یہ نجات اور خلاصی پانے کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے (اقتباس از

قاموس)

2_ قوم نوح(ع) نے آیات الہی کو جھٹلایا۔

و نصرنہ من القوم الذین کذبوا بأیتن

3_ قوم نوح (ع) بدکار اور ناشائستہ لوگ تھے۔

إنہم کانوا قوم سوء

4_ قوم نوح(ع) کا برا ماضی ان کے آیات الہی کو جھلانے کا سبب بنا _

الذین کذبوا بآیتنا کانوا قوم سوء

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ "انہم کانوا ..." سابقہ جملہ کی علت کو بیان کر رہا ہو قابل ذکر ہے کہ فعل "کانوا" کہ جو وصف کے ثابت اور مستقر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ قوم

452

نوح کے درمیان وصف سوء کے دائمی ہونے کو بیان کر رہا ہے اور چونکہ یہ فعل ماضی ہے اس لئے اسے برے ماضی سے تعبیر کیا گیا۔

5_ خداتعالیٰ نے حضرت نوح(ع) کی پوری قوم کو آیات الہی کو جھٹلانے، بدکاری اور برے ماضی کی وجہ سے غرق کر دیا۔

الذین کذبوا بأی تنانہم کانوا قوم سوء فأغرقنہم أجمعین

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ "انہم کانوا ..." سابقہ جملہ کی علت ہونے کے علاوہ جملہ "فأغرقناہم ..." کیلئے مقدمہ بھی ہو۔

6_ آیات الہی کو جھٹلانا، بدکاری اور برا ماضی عذاب الہی کے نزول اور ہلاکت کا سبب ہے۔

الذین کذبوا بأی تنانہم کانوا قوم سوء فأغرقناہم أجمعین

7_ قدرتی عوامل ارادہ الہی کے مظاہر اور تجلی گاہ ہیں۔

الذین کذبوا بأی تنانہم ... فأغرقناہم أجمعین

مذکورہ مطلب اس نکتے کی وجہ سے ہے کہ خداتعالیٰ نے قوم نوح کو ہلاک کرنے کے اپنے ارادے کو طوفان بھیج کر عملی جامہ پہنایا۔

8_ انسانی معاشروں کی ہلاکت اور بدبختی خود ان کی اپنی بدکاری اور نامناسب کردار کا نتیجہ ہے۔

الذین کذبوا بأی تنانہم کانوا قوم سوء فأغرقناہم أجمعین

مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر حاصل ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ نے دو عوامل (آیات الہی کو جھٹلانا اور برا ماضی) کو ہلاکت کا سبب شمار کیا ہے اور دونوں کو خود انسان کی طرف نسبت دی ہے۔

آیات الہی:

انکے جھٹلانے کے اثرات 6; ان کے جھٹلانے کا پیش خیمہ 4; ان کے جھٹلانے کی سزا 5; انہیں جھٹلانے والے 1، 3

خداتعالیٰ :

اسکے ارادے کے مظاہر 7; اس کا نجات دینا 1

عذاب:

اس کا پیش خیمہ 6

عمل:

ناپسندیدہ عمل کے معاشرتی اثرات 8; ناپسندیدہ عمل کے اثرات 4، 6; ناپسندیدہ عمل کی سزا 5

قدرتی عوامل:

ان کا دخل 7

قوم نوح (ع) :

اسکی تاریخ 2، 3، 4; اس کا جھٹلانا 2، 4; اس کا برا ماضی 4، 5; اس کا ناپسندیدہ عمل 3، 5; اس کا غرق ہونا 5

ماضی:

برے ماضی کے اثرات 6

معاشرہ:

معاشرتی آسیب شناسی 8; اسکی بدبختی کے عوامل 8; اسکی ہلاکت کے عوامل 8

نوح(ع) :

انکا حامی 1; انکا قصہ 1; انکی نجات 1

ہلاکت:

اس کا پیش خیمہ 6

453

وَدَاوُدَ وَسَلِّيمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَسَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ (٧٨)
اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو جب وہ دونوں ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جب کھیت میں قوم کی بکریاں
گھس گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے (78)

- 1_ داود اور سلیمان کی داستان یاد رکھنے اور یاد دلانے کے قابل ہے۔
و داود و سلیمان إذ يحكمان في الحرث
مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "داود" فعل محذوف "جیسے اذکر" کا مفعول بہ ہو (البتہ خبر جیسے مضاف کو حذف کرنے کے ساتھ) یعنی داود اور سلیمان کی خبر کی یاد دہانی کرا۔
- 2_ داود اور سلیمان (ع) کا ان کھیتوں کے بارے میں فیصلہ کرنا جن میں رات کے وقت لوگوں کی بکریاں چرگئی تھیں۔
و داود و سلیمان إذ يحكمان في الحرث إذ نفست فيه غنم القوم
"نفش" کا معنی ہے رات کے وقت حیوان کا چرواہے کے بغیر یا اسکی اطلاع کے بغیر چرنا۔
- 3_ داود اور سلیمان نے ان کھیتوں کے نقصان کے بارے میں مشورہ کیا کہ جنہیں بکریوں نے تلف کر دیا تھا۔
و داود و سلیمان إذ يحكمان في الحرث إذ نفست فيه غنم القوم
مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنیاد پر ہے کہ "یحکمان" صیغہ تثنیہ داود اور سلیمان کے مشورے کی طرف اشارہ ہو کیونکہ ایک ہی واقعے میں ہر ایک کا علیحدہ طور پر فیصلہ کرنا بعید لگتا ہے۔
- 4_ فیصلے اور قضاوت کے معاملے میں مشورہ کرنا پسندیدہ اور شائستہ امر ہے۔
داود و سلیمان إذ يحكمان في الحرث ... و كنا لحكمهم شهدين

454

- 5_ داود اور سلیمان بکریوں کے ذریعے تلف شدہ کھیتوں کے نقصان کے تدارک کے بارے میں حکم خدا کو عملی کرنے کی کیفیت کے بارے میں اختلاف رائے رکھتے تھے۔
داود و سلیمان إذ يحكمان في الحرث إذ نفست فيه غنم القوم و كنا لحكمهم شهدين
معمولاً مفسرین کا کہنا یہ ہے کہ "فہمناہا" کا بتانا ہے کہ خداتعالیٰ نے حضرت سلیمان (ع) کے نظریے کی تائید کی اور دوسری طرف سے یہ جملے "کنا لحکمہم شہدین" اور "وکلا آتینا حکماً و علماً" بتاتے ہیں کہ دونوں کا نظریہ خداتعالیٰ کی نظارت، حکم اور علم کی بنیاد پر تھا۔ ان دو باتوں کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ ان دونوں کا اختلاف حکم الہی میں نہیں تھا بلکہ عملی اور اجراء کرنے کی کیفیت میں تھا۔
- 6_ داود اور سلیمان کا فیصلہ خداتعالیٰ کی نظارت میں اور اس کا مورد تائید تھا۔
و كنا لحكمهم شهدين
"حکمہم" کی ضمیر کا مرجع داود اور سلیمان ہیں بنابرین ان دونوں کے فیصلے کی نسبت خداتعالیٰ کی شہادت اور گواہی کو ذکر کرنا اسکی تائید کی طرف اشارہ ہے۔
- 7_ داود اور سلیمان اپنے زمانے کے لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے اور قضاوت کا منصب رکھتے تھے۔
و داود و سلیمان إذ يحكمان في الحرث
- 8_ "عن أبي جعفر (ع) في قوله الله تبارك و تعالى: و داود و سلیمان اذا يحكمان في الحرث "قال لم يحكمان إنما كانا يتأظران ففهمها سليمان؛ الله تعالى کے فرمان (و داود و سلیمان اذا يحكمان في الحرث ...) کے بارے میں امام باقر (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ داود (ع) اور سلیمان نے فیصلہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ بحث مباحثے میں مشغول تھے کہ خداتعالیٰ نے اس واقعے کا حکم حضرت سلیمان (ع) کو سمجھا دیا (1)
- 9_ احمد بن عمر حلبی کہتے ہیں میں نے خداتعالیٰ کے فرمان (و داود و سلیمان اذا يحكمان في الحرث ...) کے بارے میں امام

ابوالحسن (ع) سے سوال کیا تو آپ (ع) نے فرمایا حضرت داؤد (ع) کا فیصلہ یہ تھا کہ وہ بکریاں صاحب زراعت کو دے دی جائیں اور جو چیز خداتعالیٰ نے حضرت سلیمان (ع) کو سمجھائی وہ یہ تھی کہ صاحب زراعت کے حق میں یہ فیصلہ کیا جائے کہ پورا سال ان بکریوں کا دودھ اور پشم اسکی ہوگی (2)

10_ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کا انگوروں کا باغ تھا اور کسی دوسرے شخص کی بکریاں رات کے وقت اس میں داخل ہوئیں اور اسے کھانے لگیں اور اس طرح اسے برباد کر دیا ... باغ کے مالک نے حضرت داود (ع) کے پاس بکریوں کے مالک کی شکایت کی انہوں نے فرمایا سلیمان (ع) کے پاس جائیں تا کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں پس وہ سلیمان (ع) کے پاس گئے انہوں نے کہا اگر بکریوں نے بیلوں اور شاخوں

.....

- (1) من لایحضرہ الفقیہ ج3، ص 57، ح 1_ نورالثقلین ج3، ص 443، ح 115_
(2) من لایحضرہ الفقیہ ج3، ص 57 ح 43 ح 2_ نورالثقلین ج3، ص 443 ح 116_

455

دونوں کو کھایا ہے تو بکریوں کے مالک کیلئے ضروری ہے کہ بکریاں اور ان کے شکم میں موجود بچے صاحب باغ کو دے اور اگر صرف بیلوں کی ٹہنیوں کو کھایا ہے اور اصل بیلیں باقی ہوں تو بکریوں کے بچے صاحب باغ کو دے اور حضرت داؤد کی رائے بھی یہی تھی ... (1)

11_ اللہ تعالیٰ کے فرمان (و داؤد و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث ...) کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک خداتعالیٰ نے داود سے پہلے کے انبیاء کی طرف وحی کی تھی پھر خداتعالیٰ نے انہیں (داؤد کو) مبعوث کیا وحی یہ تھی کہ اگر کوئی بکری رات کے وقت کسی کھیتی میں داخل ہو تو کھیتی کے مالک کو حق ہے کہ اس بکری پر قبضہ کر لے ... پس داؤد (ع) نے اپنے سے پہلے انبیاء (ع) کے اسی حکم کے مطابق فیصلہ دے دیا اور خداتعالیٰ نے سلیمان (ع) کی طرف وحی کی کہ اگر بکری رات کے وقت کھیت میں داخل ہو تو کھیتی کے مالک کو کوئی حق نہیں ہے۔ مگر اس چیز (بچے) کا جو اسکے پیٹ سے باہر آئے اور سلیمان (ع) کے بعد یہی سنت جاری رہی (2)

خداتعالیٰ :

اسکی نظارت 6

تذکرہ:

داؤد (ع) کے قصے کا تذکرہ 1: سلیمان (ع) کے قصے کا تذکرہ 1

روایت 8، 9، 10، 11

سلیمان:

ان کا قصہ 2، 9، 10، 11؛ انکا فیصلہ 2، 5، 7، 8، 9، 10؛ ان کے فیصلے کے مبنی 11؛ انکا داؤد کے ساتھ مشورہ 3؛ انکا مقام و مرتبہ 7؛ ان کے فیصلے کا ناظر 6_

داؤد (ع) :

انکا اور سلیمان (ع) کا اختلاف 5؛ ان کے قصے کے کھیت کا نقصان 5؛ انکا قصہ 2، 9، 10، 11؛ ان کے قصے کی کھیتی 2، 3، 9، 10، 11؛ انکافیصلہ 2، 5، 7، 8، 9، 10؛ ان کے فیصلے کے مبنی 11؛ انکا مقام و مرتبہ 7؛ انکا سلیمان (ع) کے ساتھ مناظرہ 8؛ ان کے فیصلے کا ناظر و شاہد 6

عمل:

ناپسندیدہ عمل 4

فیصلہ:

اسکے آداب 4؛ اس میں مشورہ 4

.....

- (1) تفسیر قمی ج2، ص 73_ نورالثقلین ج3، ص 443، ح 114_

- (2) کافی ج5 ص 302 ح 3_ نورالثقلین ج3 ص 441 ح 111_

456

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكَلَّا أَتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا وَسَخَرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجَبَالَ يُسَبِّحُونَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ (٧٩)

پھر ہم نے سلیمان کو صحیح فیصلہ سمجھا دیا اور ہم نے سب کو قوت فیصلہ اور علم عطا کیا تھا اور داؤد کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ وہ تسبیح پروردگار کریں اور طیور کو بھی مسخر کر دیا تھا اور ہم ایسے کام کرتے رہتے ہیں (79)

- 1_ بکریوں کے ذریعے تلف شدہ کھیتی کے نقصان کے بارے میں حضرت سلیمان(ع) کا فیصلہ خداتعالیٰ کے الہام کی بنیاد پر تھا۔
 فہمنا با سلیمان(ع)
 "فہمنا" میں "فای" تعقیب کیلئے ہے اور ضمیر "ہا" حکومت (فیصلے) کی طرف راجع ہے یعنی داؤد(ع) اور سلیمان(ع) کے فیصلے میں ہم نے واقعی حکم سلیمان(ع) کو سمجھایا۔
 2_ تلف شدہ کھیتی کے نقصان کے بارے میں حکم کی تشخیص میں سلیمان(ع) کی داؤد(ع) پر برتری
 وداؤد و سلیمان إذ یحکمان فی الحرث ... فہمنا با سلیمان
 3_ حضرت سلیمان(ع) ، خداتعالیٰ کے مورد توجہ و عنایات حتی کہ داؤد(ع) کے زمانے میں بھی۔
 و داؤد و سلیمان إذ یحکمان فی الحرث ... فہمنا با سلیمان(ع)
 4_ داؤد(ع) اور سلیمان(ع) مقام قضاوت اور علم لدنی کے مالک تھے۔
 وداؤد(ع) و سلیمان(ع) و کلاً اتینا حکماً و علم
 5_ منصب قضاوت پر فائز ہونے کیلئے علمی صلاحیت کی ضرورت ہے۔
 و کلاً اتینا حکماً و علم

457

- منصب قضاوت کے بعد علم عطا کرنا ہوسکتا ہے اس حقیقت کو بیان کر رہا ہوں کہ قضاوت کا علم کے ہمراہ ہونا ضروری ہے اگرچہ
 آیت کریمہ میں علم وسیع معنی رکھتا ہے اور صرف فیصلے کے علم میں منحصر نہیں ہے۔
 6_ پہاڑ اور پرندے بھی تسخیر الہی کے ساتھ داؤد(ع) کے ہمراہ خداتعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے۔
 و سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن و الطیر
 7_ فطرت (پہاڑ پرندے وغیرہ) بھی خداتعالیٰ کے بارے میں ایک قسم کا شعور اور آگاہی رکھتے ہیں۔
 الجبال یسبحن و الطیر
 پہاڑوں اور پرندوں کا تسبیح خداوندی میں داؤد(ع) کے ساتھ ہم آواز ہونا مذکورہ حقیقت کا غماز ہوسکتا ہے۔
 8_ داؤد(ع) بارگاہ خداوندی میں بلند مقام رکھتے تھے اور اس کے خصوصی الطاف سے بہرہ مند تھے۔
 و سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن و الطیر
 چونکہ خداتعالیٰ نے داؤد(ع) کے ساتھ تسبیح الہی میں ہم آواز ہونے کیلئے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کیا۔ جبکہ سب چیزیں
 خداتعالیٰ کی تسبیح میں مشغول ہیں۔ اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔
 9_ فطرت کے موجودات (پہاڑ، پرندے وغیرہ) کا تسبیح الہی میں انبیاء(ع) ء کے ساتھ ہم آواز ہونا۔
 و سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن و الطیر و کنا فعلین
 "کنا فعلین" (ہم ماضی میں اس کام کو انجام دیتے تھے) کی تعبیر اس حقیقت کو بیان کرنے کیلئے ہے کہ پہاڑ اور پرندے صرف
 داؤد(ع) اور سلیمان(ع) کے ساتھ ہم آواز نہیں ہونے بلکہ اس سے پہلے انبیاء(ع) ء الہی کے ساتھ ہم آواز ہوتے تھے۔
 10_ فطرت کے موجودات کا تسبیح الہی کے لئے انبیاء(ع) ء کے ساتھ ہم آواز ہونا، قدرت الہی کا ایک جلوہ ہے۔
 و سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن و الطیر و کنا فعلین

انبیاء(ع) :

انکی تسبیح 9، 10

پرندے:

انکی تسبیح 6، 9; ان کا شعور 7

تسبیح:

تسبیح خدا 6، 9

خداتعالیٰ :

اسکی قدرت کی نشانیاں 10

داؤد(ع) :

انکی تسبیح 6; ان کے قصے کی کھیتی کا نقصان 1; انکا علم لدنی 4; ان کے فضائل 2، 3، 4، 8; انکی قضاوت 2; انکا مقام و مرتبہ 4;
 انکا منصب قضاوت 4

سلیمان(ع) :

انکو الہام 1; انکا علم لدنی 4; ان کے فضائل 2، 3، 4; انکی قضاوت 2; انکا مقام و مرتبہ 4; انکا منصب قضاوت 4; انکی قضاوت کا

سرچشمہ 1

فطرت و طبیعت :

اس کا شعور 7

458

قضاوت:

اسکے شرائط 5; اس میں علم 5

پہاڑ:

انکی تسبیح 6، 7; انکی تسخیر 6; انکا شعور 7

خداتعالیٰ کا لطف و کرم:
یہ جنگے شامل حال ہے 3، 8
موجودات:
انکی تسبیح 10

وَعَلَّمَاهُ صَنْعَةَ لُبُوسٍ لَّكُمْ لِيُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ (۸۰)

اور ہم نے انہیں زره بنانے کی صنعت تعلیم دیدی تا کہ وہ تم کو جنگ کے خطرات سے محفوظ رکھ سکے تو کیا تم ہمارے شکرگذار بندے بنو گے (80)

1_ خداتعالیٰ نے حضرت داؤد (ع) کو زره سازی کا فن سکھایا۔

داؤد (ع) ... و علمنه صنعة لبوس
"لبوس" در حقیقت اس لباس کو کہتے ہیں جو انسان کو ہر بری چیز سے چھپانے (مفردات راغب) اور "لتحصنکم من بأسکم" (تا کہ تمہیں جنگ کے خطرات سے محفوظ رکھے) کے قرینے سے اس آیت میں اس سے مراد زره ہوسکتی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ بعض اہل لغت نے "لبوس" کو "درع" (زرہ) کے معنی میں قرار دیا ہے۔ (قاموس)

2_ خداتعالیٰ نے حضرت داؤد (ع) کو دفاعی اسلحہ بنانے کا فن سکھایا
داؤد ... و علمنه صنعة لبوس
"لبوس" کے موارد استعمال میں سے ایک مطلق "اسلحہ" ہے (لسان العرب) لیکن جملہ "لتحصنکم من بأسکم" کو دیکھتے ہوئے اس سے مراد دفاعی اسلحہ ہے کہ جو انسان کو دشمن کے حملوں سے بچانے اور اسے دشمن کی ضرب سے محفوظ رکھے۔

3_ صنعت زره سازی، حضرت داؤد (ع) کی ایجاد ہے۔
داؤد ... و علمنه صنعة لبوس
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ آیات انبیاء (ع) کی خصوصیات کو شمار کر رہی ہیں اور حضرت داؤد (ع) پر خداتعالیٰ کے خصوصی لطف و کرم کو بیان کر رہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صنعت پہلے نہیں تھی ورنہ اس کا تذکرہ زیادہ مناسب نہیں ہے۔

4_ حضرت داؤد (ع) کا فن زره سازی، لوگوں کو جنگ کے

459

خطرات اور نتائج سے محفوظ رکھنے کیلئے تھا۔
داؤد ... و علمنه صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
5_ حضرت داؤد (ع) حق کی باطل کے خلاف جنگ کے میدانوں میں لڑنے والے اور جنگجو پیغمبر تھے۔ *

داؤد ... و علمنه صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
خداتعالیٰ کی طرف سے حضرت داؤد (ع) کو صنعت اسلحہ سازی اور زره بنانے کا طریقہ سکھانا اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ آپ اہل جنگ تھے اور جنگ کے میدانوں میں حاضر رہتے تھے۔

6_ ضروری ہے کہ صنعت اسلحہ سازی اور اسلحہ بنانا نیک لوگوں کے اختیار میں اور دینی معاشرے کے رہنماؤں کی زیر نظارت ہو۔
داؤد ... و علمنه صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
چونکہ خداتعالیٰ نے دشمن کے مقابلے میں لوگوں کے اپنے مفادات کی حفاظت کیلئے صرف حضرت داؤد (ع) کو اسلحہ سازی کا فن سکھایا اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

7_ حضرت داؤد (ع) کے ہمراہ زندگی گزارنے والے لوگوں کو دشمن کے فوجی حملوں کا خطرہ رہتا تھا۔
داؤد ... و علمنه صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم

آیت کریمہ ان لوگوں پر احسان جتلا رہی ہے جو حضرت داؤد (ع) کے ہمراہ زندگی بسر کر رہے تھے کیونکہ "کم" کے مخاطب وہی لوگ ہیں اور یہ احسان جتلاتا اس وقت صحیح ہے جب وہ دشمن کے حملوں کی زد میں اور اس کے خطرات سے دوچار ہوں۔
8_ لوگوں کے مفادات اور منافع کی حفاظت کرنا، اسلحے کی نوعیت، مقدار اور پھیلاؤ میں بنیادی معیار اور صنعت اسلحہ سازی میں دینی معاشرے کی کلی سیاست ہے۔

و علمنه صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
مذکورہ مطلب "لکم" کے لام انتفاع سے حاصل کیا گیا ہے اس طرح کہ حضرت داؤد (ع) کو اسلحہ سازی تعلیم لوگوں کے مفادات کی حفاظت کیلئے تھا اور یہی مسئلہ دینی معاشرے میں اسلحہ سازی اور اس کے پھیلاؤ کی کلی سیاست کا معیار ہے۔
9_ دفاعی اسلحہ تیار کرنا اور اس سے استفادہ کرنا ایک ضروری اور شانستہ امر ہے۔

و علمنه صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
10_ مظلوم اور دشمن کے تجاوز سے دوچار انسانوں کے مفادات کی خاطر علوم اور ایجادات کو استعمال میں لانا ضروری ہے۔
و علمنه صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم

"لکم" کا لام انتفاع کیلئے اور "لتحصنکم" کا لام علت کیلئے ہے اور علت ہوسکتا ہے حکم کو تعمیم دینے والی ہو اس صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ جو چیز بھی لوگوں کے فائدے کیلئے ہو اور انسان کو دوسروں کے ظلم و تجاوز سے بچانے چاہے وہ

460

- اسلحہ کی تیاری ہو یا کوئی اور چیز وہ ضروری اور لازمی ہے۔
- 11_ انسان کی طرف صنعت اور تجرباتی علوم کے منتقل کرنے میں انبیاء (ع) کا کردار۔
داؤد ... و علمہ صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
- 12_ انبیاء (ع) ؑ، خدا کی طرف سے لوگوں کو خیر پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔
داؤد ... و علمہ صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
- 13_ خداتعالیٰ نے حضرت داؤد (ع) کے زمانے کے لوگوں کو حضرت داؤد (ع) کو اسلحہ سازی کی نعمت عطا کرنے کے مقابلے میں شکر ادا کرنے کی طرف دعوت دی۔
و علمہ صنعة لبوس لکم ... فہل أنتم شکرون
- جملہ "فہل أنتم شکرون" میں استفہام امر کے معنی پر مشتمل ہے۔
- 14_ انسان کا دفاعی علوم و صنایع تک دسترسی حاصل کرنا ایسی نعمت ہے جو شکر ادا کرنے کے لائق ہے۔
و علمہ صنعة لبوس لکم ... فہل أنتم شکرون
- 15_ ملک کا امن و امان اور ملت کے مفادات کی حفاظت ایسی نعمتیں ہیں جو شکر ادا کرنے کے لائق ہیں۔
و علمہ صنعة لبوس لکم ... فہل أنتم شکرون
- خداتعالیٰ نے داؤد (ع) کو اسلحہ سازی کی صنعت کی تعلیم دینے کی وجہ سے لوگوں کو شکر ادا کرنے کی دعوت دی لیکن چونکہ ضروری ہے کہ یہ صنعت لوگوں کے مفادات کی حفاظت اور انہیں دشمن کے حملوں سے بچانے کیلئے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے مفادات اور دشمن کے مقابلے میں ان کا امن و امان اصلی اور آخری ہدف ہے۔
- 16_ اسلحہ اور زرہ تیار کرنا، حضرت داؤد (ع) کا معجزہ اور انکی نبوت کی دلیل۔
داؤد ... و علمہ صنعة لبوس لکم ... فہل أنتم شکرون
- عام طور پر مفسرین کا خیال یہ ہے کہ یہ آیت اور اس سے پہلے کی آیات گزشتہ انبیاء (ع) کے معجزات اور ان کی نبوت کے شواہد بیان کر رہی ہیں۔
- 17_ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا خداتعالیٰ نے لوہے کی طرف وحی کی کہ میرے بندے داؤد (ع) کیلئے نرم بوجانے خداتعالیٰ نے ان کیلئے لوہے کو نرم کیا اور وہ ہر روز ایک زرہ تیار کرتے تھے۔

اسلحہ:

اسکے تیار کرنے کی اہمیت 6; دفاعی اسلحہ تیار کرنے کی اہمیت 9; اسلحہ تیار کرنا 16; اسلحہ تیار کرنے کا معیار 8
ایجادات:

.....

(1) کافی ج 5 ص 74 ح 5; نور الثقلین ج 3 ص 446 ح 122_

461

ان سے استفادہ کرنے کا پیش خیمہ 10

انبیاء (ع) :

ان کا نقش و کردار 11، 12

انسان:

اسکی حفاظت کرنا 14

جنگ:

داؤد (ع) کے زمانے میں جنگ کا خطرہ 7

خداتعالیٰ :

اسکی تعلیمات 1، 2; اسکی دعوت 13

خیر:

اس کا سرچشمہ 12; اس کا واسطہ 12

داؤد (ع) (ع) :

ان کا جنگجو ہونا 5; ان کے زمانے کے لوگوں کو دعوت 13; انکی نبوت کے دلائل 16; انکی زرہ سازی 1، 3، 16، 17; انکا دفاعی

اسلحہ 2; انکی صفات 5; انکی زرہ سازی کا فلسفہ 4; انکا قصہ 1، 4، 7; ان کا معجزہ 16; انکا معلم 1، 2

روایت: 17

دینی راہنما:

ان کا نقش و کردار 6

زرہ سازی:

اسکی تاریخی 3

لوہا:

اس کا نرم ہونا 17

شکر:

نعمت کا شکر ادا کرنے کی دعوت 13; نعمت کا شکر 14، 15

صالحین:
 ان کا نقش و کردار 6
 صنعت:
 اسکی تاریخ 3; اسکے انتقال میں مؤثر عوامل 11
 علم:
 اس سے استفادہ کا پیش خیمہ 10
 تجرباتی علوم:
 ان کے انتقال میں مؤثر عوامل 11
 مظلومین:
 ان کے دفاع کی اہمیت 10
 معاشرتی مفادات:
 انکی حفاظت کی اہمیت 8
 نعمت:
 امن و امان والی نعمت 15; اسلحہ والی نعمت 13; دفاعی مصنوعات والی نعمت 14; تجرباتی علوم والی نعمت 14

تفسیر راہنما جلد 11

462

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ (۸۱)
 اور سلیمان کے لئے تیز و تند ہواؤں کو مسخر کر دیا جو ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھیں جس میں ہم نے برکتیں رکھی تھیں اور ہم ہر شے کے جاننے والے ہیں (81)

- 1_ خداتعالیٰ نے حضرت سلیمان(ع) کیلئے تند و تیز ہواؤں کو مسخر کیا۔
 و سخرنا مع داؤد الجبال ... و لسلیمان(ع) الريح عاصفة تجرى بأمره
- 2_ تند و تیز ہوائیں، حضرت سلیمان(ع) کے حکم سے چلتی تھیں۔
 و لسلیمان(ع) الريح عاصفة تجرى بأمره
- 3_ حضرت سلیمان(ع) کے حکم سے تند و تیز ہواؤں کا برکات الہی سے سرشار سرزمین کی طرف حرکت کرنا۔
 تجرى بأمره إلى الأرض التي برکنا فيه
- 4_ تند و تیز ہواؤں کا حضرت سلیمان(ع) کے اختیار میں ہونا اور ان پر حضرت سلیمان(ع) کی حکمرانی ان کا معجزہ اور انکی رسالت کی دلیل ہے۔
 و لسلیمان الريح عاصفة
- عام طور پر مفسرین کا خیال یہ ہے کہ یہ آیت اور دیگر آیات گذشتہ انبیاء(ع) کے معجزات اور ان کی نبوت کے دلائل بیان کر رہی ہیں۔
- 5_ کسی بھی سرزمین کا با برکت ہونا خداتعالیٰ کی عنایت اور ارادے میں منحصر ہے۔
 إلى الأرض التي برکنا فيه
- 6_ سرزمینوں کی قدر و قیمت، با برکت ہونے اور خداتعالیٰ کی توجہ کا مرکز ہونے کے لحاظ سے مختلف ہونا۔
 إلى الأرض التي برکنا فيه
- 7_ پورا عالم، ہستی خداتعالیٰ کے علم لایزال کے زیر تسلط ہے۔

463

و کنا بکل شیء علمین

8_ تند و تیز ہواؤں کا مسخر ہونا اور ان کا حضرت سلیمان (ع) کے حکم کے تابع ہونا خداتعالیٰ کے وسیع علم اور ارادے کے زیر سایہ تھا۔

و لسلیمان (ع) الريح ... و کنا بکل شیء علمین

عبارت "بکل شیء علمین" بتاتی ہے کہ یہ کام علمی قوانین کی بنیاد پر وقوع پذیر ہوا اور خداتعالیٰ نے ان قوانین کے سلسلے میں اپنے وسیع علم کی بنیاد پر ارادہ کیا تھا کہ تند و تیز ہوائیں حضرت سلیمان (ع) کے حکم کے تابع ہوں۔

9_ تند و تیز ہواؤں کو مسخر کرنا اور انہیں حضرت سلیمان (ع) کے حکم کے ماتحت کرنا خداتعالیٰ کی طرف سے ایک عالمانہ اور حکیمانہ کام تھا۔

و لسلیمان (ع) الريح ... و کنا بکل شیء علمین

10_ دوسروں کو وسائل اور اختیارات فراہم کرنے کیلئے ان کے سلسلے میں مناسب علم و آگاہی کی ضرورت ہے۔

و لسلیمان (ع) الريح ... و کنا بکل شیء علمین

جملہ "و کنا بکل شیء علمین" بتاتا ہے کہ حضرت سلیمان (ع) کو ہواؤں کی تسخیر کی قدرت عطا کرنے کا سرچشمہ خداتعالیٰ کا علم و آگاہی تھا۔ اس سے اس بات کا استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ

دوسروں کو ہر قسم کی قدرت اور وسائل کا عطا کرنا ضروری ہے کہ بجا اور ان کے سلسلے میں مناسب علم و آگاہی کی بنیاد پر ہو۔

مادی وسائل:

ان کے عطا کرنے کے شرائط 10

ہوا:

اس کا مطیع ہونا 2

خداتعالیٰ :

اسکے ارادے کے اثرات 8; اسکے علم کے اثرات 8; اسکے لطف و کرم کے اثرات 5، 6; اسکی مشیت کے اثرات 5; اسکی

خصوصیات 7; اسکے افعال 1; اسکی حکمت 9; اس کا علم 9; اسکے علم کی وسعت 7

سرزمین:

اسکی قدر و قیمت 6; با برکت سرزمین 3; اسکی برکت کا سرچشمہ 5، 6; اسکے تفاوت کا سرچشمہ 6

سلیمان (ع) (ع) :

ان کے اوامر 3; ان کیلئے ہوا کو مسخر کرنا 1، 2، 3، 4، 9; ان کی نبوت کے دلائل 4; ان کے فضائل 1، 2، 3; ان کا

معجزہ 4; ان کیلئے ہوا کو مسخر کرنے کا سرچشمہ 8

علم:

اس کا کردار 10

464

وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَنْ يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ (۸۲)

اور بعض جناب کو بھی مسخر کر دیا جو سمندر میں غوطے لگایا کرتے تھے اور اس کے علاوہ دوسرے کام بھی انجام دیا کرتے تھے اور ہم ان سب کے نگہبان تھے (82)

1_ بعض شیاطین، حضرت سلیمان (ع) کے حکم کے ماتحت اور انکی تسخیر میں تھے۔

و سخرنا ... و من الشیاطین من یغوصون له

2_ بعض شیاطین، حضرت سلیمان (ع) کیلئے غوطہ گری و غیرہ کام کرتے تھے۔

و من الشیاطین من یغوصون له و یعملون عملاً دون ذلك

- 3_ حضرت سلیمان(ع) کی حکومت میں غوطہ گری اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد کی اہمیت و من الشیاطین من یغوصون لہ کاموں میں سے خاص طور پر "غواصي" کو ذکر کرنا نیز "لہ" کا لام کہ جو انتفاع کیلئے ہے مذکورہ مطلب پر دلالت کرتے ہیں۔
- 4_ شیاطین، شعور رکھنے والے اور کار آمد موجودات ہیں۔ و من الشیاطین من یغوصون لہ مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر حاصل ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان(ع) کیلئے شیاطین کو مسخر کرنا اور ان کا مطیع فرمان بنانے کا لازمہ ان کا باشعور ہونا ہے۔
- 5_ شیاطین ایسے موجودات ہیں کہ جو انسان کیلئے مسخر ہونے اور اسکے مطیع فرمان ہونے کے قابل ہیں۔ و سخرنا ... و من الشیاطین من یغوصون لہ 6_ شیاطین، مختلف علوم و فنون سے آشنا ہیں۔ و من الشیاطین من یغوصون لہ و یعملون عملاً دون ذلك
- 7_ حضرت سلیمان(ع) کے تابع فرمان ہونے میں شیاطین پر خداتعالیٰ کی نظارت اور کنٹرول و من الشیاطین ... و کنا لہم حفظین

465

- 8_ شیاطین ہمیشہ خداتعالیٰ کی نظارت، کنٹرول، اور نگرانی میں ہیں۔ من الشیاطین ... و کنا لہم حفظین
- 9_ شیاطین کے حکم خداوندی سے سرکشی کرنے کا امکان اور ان کے مطیع ہونے کیلئے خداتعالیٰ کی نظارت اور نگرانی کی ضرورت۔ و کنا لہم حفظین
- خداتعالیٰ کا ہمیشہ کیلئے شیاطین کی نگرانی کی یاد دہانی کرانا بتاتا ہے کہ وہ سرکش قسم کی مخلوقات ہیں اور انہیں نگرانی کی ضرورت ہے۔

خداتعالیٰ :

اسکی نظارت 7، 8، 9

سلیمان(ع) :

ان کیلئے شیاطین کو مسخر کرنا 1، 2، 7؛ ان کے فضائل 1

شیاطین:

انہیں مسخر کرنا 5؛ انکا شعور 4؛ انکی صفات 5؛ انکی نافرمانی 9؛ انکا علم 6؛ انکی غواصي 2؛ ان کی نگرانی 8، 9؛ ان کے

عمل کا ناظر 7، 8؛ ان کا نقش و کردار 4

نافرمانی:

خدا کی نافرمانی 9

غواصي:

سلیمان(ع) کے زمانے میں اسکی اہمیت 3

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَلَيْسَ الَّذِي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (٨٣)

اور ایوب کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری نے چھولیا ہے اور تو بہترین رحم کرنے

والا ہے (83)

1_ حضرت ایوب(ع) کا قصہ اور ان کی خداتعالیٰ کے ساتھ مناجات سیق آموز اور یاد رکھنے اور یاد کرانے کے قابل ہے۔

و ایوب إذ نادى ربه

- مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "ایوب" کی نصب مقدر عامل جیسے "اذکر" یا "اذکروا" کے ذریعے ہو۔
- 2_ حضرت ایوب (ع) مختلف قسم کی مشکلات، تکالیف، فقر اور بیماری میں مبتلا تھے۔
 اُنی مسنی الضر
 "الضر" اسم مصدر ہے اور اس کا معنی ہے بدحالی، فقر اور جسمانی تکلیف نیز ہر وہ چیز جو فائدے کی ضد ہو (لسان العرب)
- 3_ حضرت ایوب (ع) نے بلند اور واضح آواز کے ساتھ

466

- اپنے لئے دعا کی اور خداتعالیٰ سے مختلف قسم کی مشکلات، جسمانی تکالیف اور فقر سے نجات کے خواہاں ہوئے۔
 و ایوب اذ نادى اُنی مسنی الضر
 "ندا" کا معنی ہے بلند اور واضح آواز۔
- 4_ رنج و الم اور مشکلات کے وقت انسان کے بارگاہ خداوندی کی طرف متوجہ ہونے کا شائستہ ہونا۔
 و ایوب اذ نادى ربہ اُنی مسنی الضر
- 5_ خداتعالیٰ کو "رب" کے نام سے پکارنا دعا اور مناجات کے آداب میں سے ہے۔
 و ایوب اذ نادى ربہ اُنی مسنی الضر
- 6_ تمام انسان حتیٰ کہ انبیاء (ع) ء بھی دنیا میں مختلف قسم کے رنج و الم تکالیف اور مشکلات کا شکار ہیں۔
 و ایوب ... اُنی مسنی الضر
- 7_ لوگوں کا رنج و الم، تکالیف اور مشکلات میں گرفتار ہونا ان کے برا اور فاسد ہونے کی دلیل نہیں ہے۔
 و ایوب اذ نادى ربہ اُنی مسنی الضر
- مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ حضرت ایوب (ع) جیسا صاحب فضیلت نبی بھی رنج و الم اور مصیبت میں مبتلا تھا۔
- 8_ ربوبیت الہی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان رنج و الم اور ضرورت کے وقت بارگاہ خداوندی کی طرف متوجہ رہے۔
 و ایوب اذ نادى ربہ اُنی مسنی الضر
- 9_ حضرت ایوب (ع) کا خداتعالیٰ کے لطف و کرم اور عنایات کو حاصل کرنے کیلئے اسکی وسیع رحمت کو وسیلہ بنانا اور اسکی پناہ لینا۔
 و ایوب ... و أنت أرحم الراحمین
- 10_ خداتعالیٰ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔
 و أنت أرحم الراحمین
- 11_ خداتعالیٰ کی وسیع رحمت بے مثل و بے مثال رحمت ہے۔
 و أنت أرحم الراحمین
- خداتعالیٰ کے "أرحم الراحمین" (سب مہربانوں سے زیادہ مہربان) کے ساتھ توصیف اسکی مہربانی میں بے مثل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ہر صفت میں برترین صرف ایک ہو سکتا ہے۔
- 12_ دعا اور حاجت روائی کی درخواست کے وقت انسان کا رحمت الہی کی پناہ لینا دعا کے آداب میں سے ہے۔
 و ایوب اذ نادى ربہ ... و أنت أرحم الراحمین
- 13_ خداتعالیٰ کی وسیع رحمت اور بے مثال مہربانی اسکی جانب سے بندوں کی دعا کی قبولیت کا تقاضا کرتی ہے۔
 و ایوب اذ نادى ربہ ... و أنت أرحم الراحمین
- چونکہ حضرت ایوب نے اپنی مشکلات کو بیان کرنے کے بعد خداتعالیٰ کو "أرحم الراحمین" کی صفت کے ساتھ یاد کیا ہے اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اسما و صفات:

أرحم الراحمین 10

467

انبیاء (ع) :

انکی دنیوی مشکلات 6

انسان:

اسکی دنیوی مشکلات 6

ایوب:

ان کا پناہ لینا 9; انکی بیماری 2; انکی دعا 1، 3; انکی شفا 3; انکے قصے سے عبرت 1; انکا فقر 2; انکی تکلیف 2; انکی مشکلات 2

بلای:

اس کا فلسفہ 7

خدا تعالیٰ :

اسکی ربوبیت کے اثرات 8; اسکی رحمت کے اثرات 13; اسکی خصوصیات 11; اسکی پناہ لینا 9، 12; اسکی رحمت کا بے نظیر ہونا 11; اسکی رحمت 12; اسکے لطف و کرم کا پیش خیمہ 9

دعا:

اسکے آداب 5، 12; اس میں پناہ لینا 12; یہ سختی کے وقت 4، 8; اسکی قبولیت کا پیش خیمہ 13; اس کا پیش خیمہ 8

ذکر:

ربوبیت خدا کا ذکر 5; قصہ ایوب کا ذکر 1

رنج و الم:

اس کا فلسفہ 7

سختی:

اس سے نجات کی درخواست 3; اس کا فلسفہ 7

عبرت:

اسکے عوامل 1

فقر:

اس سے نجات کی درخواست 3

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذَكَرَىٰ لِلْعَابِدِينَ (۸۴)

تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور ان کی بیماری کو دور کر دیا اور انہیں ان کے اہل و عیال دیدئے اور ویسے ہی اور بھی دیدئے کہ یہ ہماری طرف سے خاص مہربانی تھی اور یہ عبادت گزار بندوں کے لئے ایک یاد دہانی ہے (84)

1_ خدا تعالیٰ نے حضرت ایوب (ع) کی دعا اور درخواست کو قبول فرمایا۔

و ایوب إذ نادى ربه ... فاستجبنا له

2_ خدا تعالیٰ نے ایوب (ع) کی مشکلات کو حل کر دیا اور غم و

468

اندوہ کو ان کے جسم و جان سے دور کر دیا۔

و ایوب ... فاستجبنا ما به من ضرر

3_ خدا تعالیٰ کو پکارنے اور اسکی بارگاہ میں دعا اور درخواست کرنے کا نتیجہ اسکی طرف سے قبولیت اور جواب کا آنا ہے۔

إذ نادى ربه ... فاستجبنا له فاستجبنا ما به من ضرر

یہ آیت کریمہ _ جیسے کہ جملہ "رحمة من عندنا و ذکرى ..." صراحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے پیغمبر اکرم (ص) اور مؤمنین کو تسلی دینے نیز سبق سکھانے کیلئے ہے اس لحاظ سے یہ آیت حضرت ایوب (ع) کے ساتھ مختص نہیں ہے۔

- 4_ خداتعالیٰ نے حضرت ایوب کی فوت ہو جانے والی فیملی (بیوی اور اولاد) کو زندہ کر کے انہیں واپس پلٹادیا۔
و اٰتینہ اہلہ
- اس سلسلے میں کہ ایوب (ع) کی فیملی ایوب (ع) کو دینے سے کیا مراد ہے دورائے ہیں 1_ ان کے فوت شدہ بیوی بچوں کو زندہ کر کے دوبارہ انکے پاس پلٹانا 2_ فوت شدہ بیوی بچوں کے بجائے انہیں دوسرے بیوی بچے عطا کرنا۔ مذکورہ مطلب پہلے نظریئے کے مطابق ہے۔
- 5_ خداتعالیٰ نے حضرت ایوب (ع) کی فوت شدہ بیوی بچوں کی جگہ انہیں دوسرے بیوی بچے عطا کئے۔
و اٰتینہ اہلہ
- 6_ حضرت ایوب (ع) سے بیماری، غم و اندوہ اور مشکلات کو دور کرنا اور انہیں انکی فیملی واپس پلٹانا خداتعالیٰ کی جانب سے ان پر رحمت تھی۔
فکشفنا ما بہ ... رحمة من عندن
- 7_ خداتعالیٰ نے حضرت ایوب (ع) کو بیوی بچے واپس پلٹانے کے علاوہ انہیں اسی جیسی دوسری فیملی بھی عطا کی۔
و اٰتینہ اہلہ و مثلہم معہم
- 8_ ایوب (ع) اپنی فیملی کے فراق اور چلے جانے کی مصیبت میں مبتلا تھے۔
و اٰتینہ اہلہ
- 9_ فیملی (بیوی بچوں) کا دنیا سے چلا جانا حضرت ایوب (ع) کی سب سے بڑی تکلیف اور مشکل تھی۔
اٰنی مسنی الضر ... فکشفنا ما بہ من ضر و اٰتینہ اہلہ و مثلہم معہم
- مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ "اٰتیناہ اہلہ ... کا" "فکشفنا ... پر عطف ہو اس صورت میں "اٰتیناہ اہلہ" کا ذکر کرنا عام کے بعد خاص کا ذکر کرنا ہوگا اور یہ اہمیت کا فائدہ دیگا کیونکہ فیملی کا دنیا سے چلا جانا خود "ضر" ہے۔
- 10_ فیملی (بیوی بچوں) کا دنیا سے چلا جانا انسان کی سب سے بڑی تکلیف اور رنج ہے۔
فکشفنا ما بہ من ضر و اٰتینہ اہلہ و مثلہم معہم
- 11_ ایوب (ع) کا اپنی تمنا سے زیادہ عطا سے بہرہ مند ہونا۔
اٰنی مسنی الضر ... فکشفنا ما بہ من ضر و اٰتینہ اہلہ و مثلہم معہم

469

- مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "اٰتیناہ ... کا عطف "فاستجبنا" پر ہو اسکی بنا پر جس کی ایوب (ع) نے درخواست کی تھی وہ بیماری اور رنج و الم (ضر) کا دور ہونا تھا اور خداتعالیٰ نے اسکے علاوہ انہیں بیوی بچے بھی واپس پلٹا دیئے۔
- 12_ دعا کی قبولیت اور مشکلات کا دور کرنا، خداتعالیٰ کی بے کران رحمت کا ایک جلوہ ہے۔
و انت ارحم الرحمن فاستجبنا ... رحمة من عندن
- 13_ خداتعالیٰ کا انسان کو اسکی آرزو سے زیادہ عطا کرنا خداتعالیٰ کی طرف سے اس پر خاص رحمت کا ایک جلوہ ہے۔
و انت ارحم الرحمن ... و اٰتیناہ اہلہ و مثلہم معہم رحمة من عندن
- 14_ ایوب (ع) ، کی دعا کی قبولیت اور انکی مشکلات اور رنج و الم کو دور کرنا خدا پرستوں کی بیداری اور نصیحت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔
فاستجبنا ... و اٰتینہ ... رحمة من عندنا و ذکرى للعبدین
- 15_ ایوب (ع) ، عابدین میں سے اور ان کیلئے عبرت آمیز نمونہ ہیں۔
و ذکرى للعبدین
- حضرت ایوب (ع) کے ماجرا کا عابدین کیلئے نمونہ ہونا اس وقت ہوسکتا ہے جب آپ خود ان میں شامل ہوں اور پھر ان پر خدا کی رحمت دوسرے عابدین کیلئے نصیحت بنے۔
- 16_ مشکلات و مصائب نیز ان کا دور ہونا متوجہ ہونے اور نصیحت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔
فاستجبنا ... ذکرى للعبدین
- 17_ خدا کی پرستش کرنے والے اسکی نصیحتوں اور خبردار کرنے سے بہرہ مند ہیں۔
و ذکرى للعبدین

- 18_ خداتعالیٰ کی عبادت، نصیحت کو قبول کرنے اور حق کو سننے کے اسباب فراہم کرتی ہے۔
نکری للعبدین
- 19_ سب انسانوں حتیٰ کہ عبادت کرنے والوں کو بھی نصیحت اور یاد دہانی کرانے کی ضرورت ہے۔
نکری للعبدین
- 20_ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ خداتعالیٰ نے حضرت ایوب (ع) کو انکی فیملی کہ جو فوت ہو چکی تھی واپس کردی اور ان جیسے اور بھی انہیں عطا کئے اور اسی طرح خداتعالیٰ نے انکے اپنے اموال اور چوپائے واپس پلٹا دیئے اور ان جیسے اور بھی اتنی ہی مقدار میں انہیں عطا کئے (1)

اولاد:

اسکی موت کا سخت ہونا 10

انسان:

اس پر فضل کرنا 13; اس کا سب سے اہم رنج 10; اسکی معنوی ضروریات 19

470

ایوب (ع) :

انکی دعا کی قبولیت کے اثرات 14; انکی مشکلات کے دور کرنے کے اثرات 14; انکی دعا کی قبولیت 1; انکی فیملی کا زندہ کرنا 20; ان کے بچوں کا زندہ کرنا 4; انکی بیوی کا زندہ کرنا 4; انہیں فیملی عطا کرنا 20; انہیں اولاد عطا کرنا 5، 6، 7; انہیں مال عطا کرنا 20; انہیں بیوی عطا کرنا 5، 6، 7; ان پر فضل کرنا 11، 20; ان کا نمونہ بننا 15; ان کا عابدین میں سے ہونا 15، 9; ان پر رحمت 6; ان کے غم کا دور کرنا 2، 6; انکی مشکلات کا دور کرنا 2، 6; انکی بیماری کی شفا 2، 6; انکی فیملی سے جدائی 8; انکا قصہ 1، 2، 4، 5، 7، 8، 11; انکی تکلیف 8; ان کی اولاد کی موت 9; انکی بیوی کی موت 9; انکا سب سے بڑا رنج 9

بیوی:

اسکی موت کا سخت ہونا 10

حق:

اسے قبول کرنے کا پیش خیمہ 18

خداتعالیٰ :

اسکے عطیے 5، 7; اسکی رحمت کی نشانیاں 12، 13

دعا:

اسکے اثرات 3; اسکی قبولیت 3، 13; اسکی قبولیت کا سرچشمہ 12

رحمت:

یہ جنکے شامل حال ہے 6

روایت 20:

سختی:

اسے دور کرنے کا سرچشمہ 12

عابدین:

انکا نمونہ 15; انکا خبردار ہونا 17; انکا عبرت لینا 17; ان کے خبردار ہونے کے عوامل 14; انکی معنوی ضروریات 19

عبادت:

عبادت خدا کے اثرات 18

عبرت:

اس کا پیش خیمہ 18

فضل خدا:

یہ جنکے شامل حال ہے 20

مردے:

انہیں زندہ کرنا 4

مشکلات:

ان کا کردار 16

مصائب:

ان کا کردار 16

ضروریات:

نصیحت کی ضرورت 19

نصیحت:

اسکے عوامل 16; عابدین کو نصیحت کے عوامل 14

فیملی:

اسکی اہمیت 10

.....

(1) مجمع البیان ج 7 ص 94 _ بحار الانوار ج 12 ص 346

471

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ (۸۵)

اور اسماعیل و ادريس و ذوالکفل کو یاد کرو کہ یہ سب صبر کروالوں میں سے تھے (85)

1_ اسماعیل، ادريس اور ذوالکفل صابر اور بردبار لوگوں میں سے تھے۔

و اسماعیل ... کل من الصبرین

2_ اسماعیل(ع) اور ادريس(ع) اور ذوالکفل(ع) کا قصہ اور انکی صبر و شکیبائی سبق آموز اور یاد رکھنے اور یاد کرانے کے قابل ہے۔

و اسماعیل ... کل من الصبرین

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "اسماعیل" کی نصب "اذکر" یا "انکروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے ہو۔

3_ اسماعیل(ع) ، ادريس(ع) اور ذوالکفل(ع) صبر و شکیبائی میں لوگوں کیلئے نمونہ ہیں۔

و اسماعیل و ادريس و ذوالکفل کل من الصبرین

مذکورہ مطلب اس نکتے کو پیش نظر رکھنے سے حاصل ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے عصر بعثت کے لوگوں کی تربیت اور انہیں ہدایت کرنے کے مقام میں ان تینوں انبیاء(ع) ء کو "صابرین" کی صفت کے ساتھ متعارف کرایا ہے۔

4_ بارگاہ خداوندی میں صبر کا قابل قدر ہونا اور صابرین کا بلند مقام

و اسماعیل ... کل من الصبرین

ادريس(ع) :

ان کا صبر، 1، 2، 3; ان کے قصے سے عبرت لینا 2; انکے فضائل 1، 3

اقدار 4:

اسماعیل(ع) :

ان کا صبر، 1، 2، 3; ان کے قصے سے عبرت لینا 2; ان کے فضائل 1، 3

نمونہ بنانا:

472

ادریس(ع) کو نمونہ بنانا 3; اسماعیل(ع) کو نمونہ بنانا 3; ذوالکفل(ع) کو نمونہ بنانا 3
 ذکر:
 ادریس کے قصے کا ذکر 2; اسماعیل کے قصے کا ذکر 2; ذوالکفل کے قصے کا ذکر 2
 ذوالکفل:
 انکا صبر، 1، 2، 3; ان کے قصے سے عبرت لینا 2;
 ان کے فضائل 1، 3
 صابریں:
 ان کے فضائل 4
 صبر:
 اسکی فضیلت 4
 عبرت:
 اسکے عوامل 2

تفسیر راہنما جلد 11

وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُمْ مِنَ الصَّالِحِينَ (۸۶)

اور سب کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا اور یقیناً یہ سب ہمارے نیک کردار بندوں میں سے تھے (86)

- 1_ اسماعیل(ع) ، ادریس(ع) اور ذوالکفل(ع) خداتعالیٰ کی خاص رحمت سے بہرہ مند تھے۔
 و اسماعیل ... و أدخلنہم فی رحمتن
 اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل کے رحمت الہی سے بہرہ مند ہونے کو خاص طور پر ذکر کرنے سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے کیونکہ خداتعالیٰ کی رحمت تو سب موجودات کو شامل ہے اور سب کسی نہ کسی طرح سے اسکی رحمت سے بہرہ مند ہیں۔
- 2_ اسماعیل(ع) ، ادریس(ع) اور ذوالکفل(ع) کا مقام صبر ان کے خاص رحمت الہی سے بہرہ مند ہونے کا سبب بنا۔
 و اسماعیل ... کل من الصبرین و أدخلنہم فی رحمتن
- 3_ صبر انسان کے خاص رحمت الہی سے بہرہ مند ہونے کا ذریعہ ہے۔
 من الصبرین و أدخلنہم فی رحمتن
- 4_ اسماعیل(ع) ، ادریس(ع) اور ذوالکفل(ع) صالحین میں سے ہیں۔
 و أدخلنہم فی رحمتنا إنہم من الصالحین
- 5_ اسماعیل(ع) ، ادریس(ع) اور ذوالکفل(ع) کا صالح ہونا ان

473

کے خاص رحمت الہی سے بہرہ مند ہونے کا سبب بنا۔
 و اسماعیل ... و أدخلنہم فی رحمتنا إنہم من الصالحین
 مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ جملہ "إنہم من الصالحین" سابقہ جملے کیلئے تعلیل ہے یعنی چونکہ صالحین میں سے تھے اسلئے انہیں اپنی بے کراں رحمت میں قرار دیا۔

- 6_ عمل صالح، خاص رحمت الہی کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔
و أدخلنہم فی رحمتنا انہم من الصالحین
- 7_ صبر کرنے والے شائستہ انسان اور صالحین میں شامل ہیں۔
و أدخلنہم فی رحمتنا انہم من الصالحین
- خدا تعالیٰ نے گذشتہ آیت میں کہ جو بعض انبیاء کی توصیف کر رہی تھی۔ انہیں صابریں میں سے متعارف کرایا ہے اور اس آیت میں انہیں صالحین میں سے قرار دیا ہے دو آیتوں کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر کرنے والے لوگ صالحین میں سے ہیں۔
- 8_ انبیاء (ع) ؑ کے عمل صالح اور نیک کردار کا ان کسی خاص رحمت خداوندی اور برتر مقام و مرتبے تک دسترسی میں کردار۔
و إسماعیل ... کل من الصبرین ... و أدخلنہم فی رحمتنا انہم من الصالحین
- 9_ خدا تعالیٰ کی خاص عنایات سے بہرہ مند ہونے کیلئے خود انسان کے اپنے عمل اور کوشش کی ضرورت ہے۔
کل من الصبرین و أدخلنہم فی رحمتنا انہم من الصالحین

- ادریس (ع) :
- ان کے صبر کے اثرات 2; ان کے صالح ہونے کے اثرات 5; یہ صالحین میں سے 4; ان کے فضائل 1، 4
اسماعیل (ع) :
- ان کے صبر کے اثرات 2; ان کے صالح ہونے کے اثرات 5; یہ صالحین میں سے 4; ان کے فضائل 1، 4
انبیاء (ع) :
- ان کے عمل صالح کے اثرات 8; ان کے تکامل کے عوامل 8
خدا تعالیٰ :
- اسکی رحمت 1، 3; اس کے لطف و کرم کا پیش خیمہ 9
ذوالکفل (ع) :
- ان کے صبر کے اثرات 2; ان کے صالح ہونے کے اثرات 5; یہ صالحین میں سے 4; ان کے فضائل 1، 4
رحمت:
- اس کا پیش خیمہ 2، 3، 5، 6، 8; یہ جنکے شامل حال ہے 1، 2، 5، 8
صابرین:
- یہ صالحین میں سے 7; ان کے فضائل 7

474

صبر:

اس کے اثرات 3

عمل:

اس کے اثرات 9

عمل صالح:

اس کے اثرات 6

وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (۸۷)

اور یونس کو یاد کرو کہ جب وہ غصہ میں آکر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے اور پھر تاریکیوں میں جا کر آواز دی کہ پروردگار تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا (87)

1_ ذَا النُّونِ (یونس) (ع) کا ماجرا سبق آموز اور یاد رکھنے اور یاد کرانے کے قابل ہے۔

و ذا النون إذ ذنب

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ذالنون" کا نصب "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے ہو قابل ذکر ہے کہ "النون" کا معنی ہے مچھلی اور "ذا النون" حضرت یونس (ع) کا لقب ہے اس وجہ سے کہ وہ ایک مدت تک مچھلی کے پیٹ میں تھے۔

2_ حضرت یونس (ع) غصے کی حالت میں اپنی قوم میں سے نکلے اور کسی دوسری سرزمین کی طرف ہجرت کر گئے۔
إذ ذنب مغاضب

جو کچھ مفسرین اور مورخین کی رائے سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت یونس (ع) اپنی قوم کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے غصے کی حالت میں ان میں سے نکلے اور کسی دوسری جگہ کی طرف ہجرت کر گئے اور آیت کریمہ اسی داستان کی طرف ناظر ہے۔

475

3_ قوم یونس کی رفتار و کردار نے حضرت یونس (ع) کے شدید غصے کو بھڑکادیا اور انہیں ناخوش کردیا۔

إذ ذنب مغاضب

4_ انبیاء (ع) ء بھی انسانی عادات کے حامل ہیں۔

إذ ذنب مغاضب

5_ حضرت یونس (ع) کا یہ گمان کہ اپنی قوم کو چھوڑنے پر خداتعالیٰ ان پر سختی نہیں کریگا۔

إذ ذنب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليه

"قدر" کا ایک معنی سختی اور تنگی کرنا (ضيق) ہے (مفردات راغب) مذکورہ مطلب اسی معنی پر مبتنی ہے۔

6_ حضرت یونس (ع) کا یہ گمان کہ اپنی قوم میں سے نکل کر کسی اور سرزمین کی طرف ہجرت کرنے پر انہیں خدا تعالیٰ کی جانب سے پاداش نہیں ملے گی۔

فظن أن لن نقدر عليه

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "قدر" "قضاوت اور فیصلے" کے معنی میں ہو قابل ذکر ہے کہ آیت کا ذیل (انی كنت من الظالمين) اسی مطلب کا مؤید ہے۔

7_ حضرت یونس (ع) اپنی کافر قوم میں سے نکلنے اور کسی دوسری سرزمین کی طرف ہجرت کرنے کے سلسلے میں بے جا غصے اور نادرست گمان کا شکار ہوئے۔ *

إذ ذنب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليه

8_ انبیاء (ع) ء کے ناروا غصے اور نادرست گمان میں مبتلا ہونے کا امکان۔ *

إذ ذنب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليه

مذکورہ مطلب حضرت یونس (ع) سے الغاء خصوصیت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

9_ حضرت یونس (ع) کا اپنے بارے میں تمام تقدیرات الہی سے مکمل طور پر آگاہ نہ ہونا۔

و ذا النون ... فظن أن لن نقدر عليه

10_ مقام نبوت کا اپنے بارے میں تقدیرات الہی سے آگاہ نہ ہونے کے منافی نہ ہونا۔

فظن أن لن نقدر عليه

11_ انبیاء (ع) ء آخری مرحلے تک تبلیغ کے راستے میں ثابت قدم رہنے اور اپنے معاشرے میں اور لوگوں کے درمیان رہنے پر مأمور

و ذا النون إذ ذنب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليه

اپنی قوم کو ترک کرنے کی وجہ سے۔ قبل اس کے کہ اس سلسلے میں خدا کی جانب سے کوئی حکم آئے۔ حضرت

یونس (ع) کی توبیخ اس نکتے پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء (ع) ء خدا کی جانب سے اجازت ملنے اور اس کے حکم کے آنے سے پہلے اپنی ڈیوٹی اور لوگوں کو ترک کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔

12_ حضرت یونس (ع) کا دریا میں اور مچھلی کے پیٹ میں گرفتار ہوجانا انکی غصے کی حالت میں اپنی قوم کو ترک کرنے کی سزا۔

و ذا النون إذ ذنب مغاضباً فظن ... فنادى فى الظلمت

آیت کریمہ میں "ظلمات" سے مراد مچھلی ك

476

پیٹ ہے اور اس کا جمع آنا تاریکی کی شدت کو بیان کرنے کیلئے ہے۔
13_ تاریکیوں (مچھلی کے پیٹ) میں گرفتار ہونے کے بعد حضرت یونس(ع) کا بارگاہ خداوندی میں دعا اور تضرع و زاری کرنا۔

فنادی فی الظلمت أن لا إله إلا أنت

14_ حضرت یونس(ع) کا مچھلی کے پیٹ میں اپنی خصوصی دعا میں خدا تعالیٰ کی تہلیل و تنزیہ کی طرف متوجہ ہونا۔
فنادی فی الظلمت أن لا إله إلا أنت سبحنك

15_ "لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين" مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں گرفتار ہونے کے وقت حضرت یونس(ع) کی دعا۔

فنادی فی الظلمت أن لا إله إلا أنت سبحنك إني كنت من الظالمين

16_ تکالیف و مشکلات انسان کے خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کے اسباب فراہم کرتی ہیں۔
فنادی فی الظلمت أن لا إله إلا أنت سبحنك

17_ حضرت یونس (ع) کا بارگاہ الہی میں خاضع ہونا اور ان کا اپنی عجولانہ رفتار کے نادرست اور ظلم ہونے کا اعتراف

فنادی ... إني كنت من الظالمين

18_ حضرت یونس(ع) کی نظر میں خدا تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اپنی قوم کے درمیان سے نکل جانا خود اپنے اوپر ظلم تھا۔

إذ ذنب مغاضباً ... إني كنت من الظالمين

19_ خدا تعالیٰ کی تہلیل و تنزیہ اور اپنے گناہ و کوتاہی کا اعتراف دعا کے آداب میں سے ہے۔

فنادی فی الظلمت أن لا إله إلا أنت سبحنك إني كنت من الظالمين

20_ خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا اور دنیاوی مشکلات میں گرفتار ہونے میں خود انسان کا کردار۔

إذ ذنب مغاضباً ... إني كنت من الظالمين

21_ (روایت میں آیا ہے کہ) مامون نے امام رضا(ع) سے کہا مجھے خدا تعالیٰ کے فرمان "و ذا النون إذ ذنب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليه" کے بارے میں بتائیے و آپ(ع) نے فرمایا وہ یونس بن متی تھے جو اپنی قوم پر غضب ناک ہونے کی حالت میں ان میں سے نکل کر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں "ظن" کا مطلب ہے "استیقن" اور "لن نقدر عليه" کا معنی ہے "لن نصيق عليه رزقه ... "فنادی فی الظلمات" یعنی (تین تاریکیوں میں) شب کی تاریکی، سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی۔ انہوں نے ندا دی " ... سبحانك إني كنت من الظالمين" یعنی ... میں ستم کار لوگوں میں سے ہوں کیونکہ ماضی میں میں نے ایسی عبادت کو ترك کیا تھا کہ جس کیلئے اس وقت مجھے مچھلی کے پیٹ میں تو نے فارغ رکھا ہے (1)

.....

(1) عیون اخبار الرضا 1 ص 201 ب 15 ح 1; نور الثقلین ج 3 ص 449 ح 137۔

477

22_ اللہ تعالیٰ کے فرمان "و ذا النون إذ ذنب مغاضباً" کے بارے میں امام باقر(ع) سے روایت ہے کہ حضرت یونس(ع) کا غضب اپنی قوم کے اعمال کی وجہ سے تھا (اور) "فظن أن لن نقدر عليه" (کے معنی کے بارے میں) فرمایا یونس کا خیال یہ تھا کہ اس نے جو کچھ انجام دیا ہے اس کے مقابلے میں اسے سزا نہیں دی جائیگی (1)

اقرار:

ظلم کا اقرار 17; گناہ کا اقرار 19

ابنیا(ع) ء:
 ان کا بشر ہونا 4; انکی تبلیغ 11; انکی دعوت 11; ان کا صبر 11; انکی صفات 4; ان کا غضب 8; انکی ذمہ داری 11
 انسان:
 اس کا نقش و کردار 20
 تبلیغ:
 اس میں صبر، 11
 خداتعالیٰ :
 اسکی تنزیہ 14، 19; اسکی تقدیرات کا علم 9; اسکی اجازت کا نقش و کردار 18
 خود:
 خود پر ظلم 18
 دعا:
 اسکی آداب 19; اس میں تسبیح 19; اس میں تہلیل 19
 ذکر:
 حضرت یونس(ع) کے قصے کا ذکر 1; ذکر یونس(ع) 15; ذکر خدا کا پیش خیمہ 16
 روایت 21، 22
 سختی:
 اسکی اثرات 16; اس کا پیش خیمہ 20
 سزا:
 اس کا پیش خیمہ 20
 عبرت:
 اسکی عوامل 1
 غضب:
 بے جا غضب 7، 8
 قوم یونس:
 اسکی سلوک کے اثرات 3; اس پر غضب 22
 نبوت:
 یہ اور تقدیرات سے جاہل ہونا 10
 یونس (ع) :
 انکی خطا 7; انکا اقرار 17، 21; انکی سوچ 18; انکی تہلیل 14، 15; انکا خضوع 17; انکی دعا 13، 14، 15; انکی روزی 21; انکا ظلم 17، 18، 21; انکا گمان 5، 6، 22; ان کے قصے سے عبرت 1; انکی جلدبازی 17; ان کے غضب کے عوامل 3، 22; ان کا غضب 2، 5، 7، 21; انکا قصہ 2، 3، 5، 7، 12، 13، 14، 15، 17، 21; انکے غضب کی سزا 12; انکی سزا 6; انکی تکلیف 12، 13; ان کے علم کا دائرہ 9; انکی ہجرت 2، 5، 6، 7; انکا یقین 21; یہ مچھلی کے پیٹ میں 12، 13، 14، 15، 21

(1) تفسیر قمی ج 2 ص 75_ نورالثقلین ج 3 ص 451 ح 141_

478

فَاسْتَجِبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنَجِّي الْمُؤْمِنِينَ (۸۸)
 تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور انھیں غم سے نجات دلادی کہ ہم اسی طرح صاحبان ایمان کو نجات دلاتے رہتے ہیں
 (88)

- 1_ مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں گرفتار ہونے کے وقت حضرت یونس (ع) نے جو دعا کی وہ خداتعالیٰ نے قبول کر لی۔
فنادی فی الظلمت ... فاستجبناہ
- 2_ خداتعالیٰ نے حضرت یونس (ع) کو غم و اندوہ سے نجات دی۔
و نجینہ من الغم
- 3_ دعا کی قبولیت اور غموں سے نجات میں خداتعالیٰ کی تسبیح و تہلیل اور اپنے نفس پر ظلم کے اقرار کا کردار۔
فنادی فی الظلمت أن لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين فاستجبناہ و نجیناہ من الغم
- 4_ دعا، غم و اندوہ اور مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا موثر ذریعہ ہے۔
فنادی ... و نجینہ من الغم
- 5_ اپنے نفس پر ظلم غمناک نتائج کا حامل ہے اور ان سے نجات کیلئے خداتعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے۔
إني كنت من الظلمين فاستجبناہ و نجینہ من الغم
- 6_ مؤمنین کو غم و اندوہ سے نجات دینا خداتعالیٰ کی سنت ہے۔
فاستجبناہ و نجینہ من الغم و كذلك ننجي المؤمنين
- حضرت یونس (ع) کی نجات کو ذکر کرنے کے بعد جملہ "کذلك ننجي المؤمنين" ہوسکتا ہے سنت الہی اور ایک قانون کو بیان کر رہا ہو۔
- 7_ مؤمنین کی مخلصانہ دعا کی صورت میں خداتعالیٰ کا انہیں غم و اندوہ اور مشکلات سے نجات دینے کا

479

وعدہ۔

فنادی ... و كذلك ننجي المؤمنين

- 8_ حضرت یونس (ع) کی غم و اندوہ سے نجات، مؤمنین کی نجات کے بارے میں خداتعالیٰ کی سنت کا ایک جلوہ تھا۔
و نجینہ من الغم و كذلك ننجي المؤمنين
- اسم اشارہ "کذلك" حضرت یونس (ع) کی غم و اندوہ سے نجات کی طرف اشارہ ہے۔
- 9_ اپنے نفس پر ظلم انسان کے غم و اندوہ میں مبتلا ہونے کا سبب ہے۔
فظن ان لن نقدر عليه ... إني كنت من الظالمين ... و نجیناہ من الغم

اخلاص:

اسکے اثرات 7

اقرار:

ظلم کے اقرار کے اثرات 3

غم و اندوہ:

اسکے عوامل 5، 9; اسکے دور کرنے کے عوامل 4، 5

تسبیح:

اسکے فوائد 3

تہلیل:

اسکے فوائد 3

خداتعالیٰ :

اسکی امداد کی اہمیت 5; اسکی سنت 6، 8; اس کا نجات دینا 2; اس کے وعدے 7

خود:

خود پر ظلم کے اثرات 5، 9; خود پر ظلم 3

دعا:

اسکے اثرات 4؛ اسکے آداب 3؛ اس میں اخلاص 7؛ اسکی قبولیت کے عوامل 3
سنن الہی:

نجات دینے والی سنت 6، 8

مؤمنین:

ان کے غم کو دور کرنا 6، 7؛ انکی نجات 8؛ ان کے ساتھ وعدہ 7

یونس (ع) :

انکی دعا کی قبولیت 1؛ ان کے غم کا دور کرنا 2، 8؛ انکی تکلیف 1؛ انکی نجات 2؛ یہ مچھلی کے پیٹ میں 1

480

وَزَكْرِيَّا إِذْ نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ (۸۹)

اور زکریا کو یاد کرو کہ جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ دینا کہ تو تمام وارثوں سے بہتر وارث ہے (89)

1_ حضرت زکریا (ع) اور ان کے بیٹا چاہنے کی داستان سبق آموز اور یاد رکھنے اور یاد دہانی کرانے کے قابل ہے۔
و زکریا إذ نادى

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "زکریا" کی نصب "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے ہو۔

2_ حضرت زکریا (ع) نے بلند اور واضح آواز کے ساتھ خدا تعالیٰ سے بیٹا طلب کیا۔

و زکریا إذ نادى ربه رب لاتذرنى فرداً

بعدوالی آیت (فاستجبنا له ووبنا له يحيى) قرینہ ہے کہ جملہ "لاتذرنى فرداً" سے مراد بیٹے کی درخواست ہے قابل ذکر ہے کہ "ندا" کا معنی ہے بلند اور واضح آواز (لسان العرب)

3_ تنہائی سے نجات اور موت کے بعد اپنی وراثت کی حفاظت حضرت زکریا (ع) کے خدا سے بیٹا طلب کرنے کا محرك۔
و زکریا إذ نادى ربه رب لاتذرنى فرداً و أنت خير الوارثين

حضرت زکریا (ع) نے صراحت کے ساتھ بیٹا طلب کرنے کے بجائے اپنی تنہائی کا تذکرہ کیا اور اپنی درخواست کے آخر میں خدا کے بہترین وارث ہونے کو یاد کیا ان دو مطلوبوں کو ذکر کرنا درحقیقت دعا میں حضرت زکریا (ع) کے محرك اور حالات کو بیان کر رہا ہے۔

4_ حضرت زکریا (ع) تنہائی کی وجہ سے رنج میں مبتلا تھے اور بیٹے کی آرزو رکھتے تھے۔
إذ نادى ربه رب لاتذرنى فرداً

بلاشك انسان اپنی دعا میں جو کچھ خدا سے چاہتا

481

ہے وہ اسے دوست رکھتا ہوتا ہے اور اسکی آرزو رکھتا ہے اور اس کا نہ ہونا اسکے رنج کا سبب ہوتا ہے بالخصوص اگر دعا کرنے والا عظیم شخصیت کا مالک ہو جیسے پیغمبر الہی اس بنا پر حضرت زکریا (ع) کی صاحب فرزند ہونے کیلئے دعا مذکورہ مطلب کی غماز ہوسکتی ہے۔

5_ صاحب اولاد ہونے کی آرزو انسان کیلئے ایک فطری آرزو اور پسندیدہ امید ہے۔
رب لاتذرنى فرداً

6_ موت کے بعد اولاد کے سائے میں زندگی کے ماحصل کو محفوظ کرنا انسان کافطری مطالبہ ہے۔

و زکریا إذ نادى ربه رب لاتذرنى فرداً و أنت خير الوارثين

چونکہ حضرت زکریا (ع) جیسے پیغمبر خدا نے صاحب اولاد ہونے کے ذریعے اپنی میراث کی حفاظت کو طلب کیا ہے اس سے اس بات کا استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ سب انسان ایسا مطالبہ رکھتے ہیں۔

7_ زندگی میں بیٹا اور وارث نہ ہونے کی صورت میں حضرت زکریا (ع) کو اپنی رسالت کے مستقبل کی پریشانی۔
رب لاتذرنى فرداً و أنت خير الوارثين

ممکن ہے حضرت زکریا (ع) کی خداتعالیٰ سے صاحب فرزند ہونے کی درخواست معاشرتی مسائل کی خاطر ہو یعنی آپ چاہتے تھے کہ رسالت اور اسکے ثمرات محفوظ اور ہمیشہ رہیں۔
 8_ مسئلہ وراثت کی ماضی میں لمبی تاریخ ہے اور وراثت چھوڑنے اور وراثت حاصل کرنے کی خواہش ایک فطری اور انسانوں حتیٰ کہ انبیاء (ع) ء کے درمیان ایک رائج امر ہے۔
 رب لاتذرنی فرداً و أنت خیر الوارثین

9_ خداوند، بہترین وارث ہے۔

أنت خیر الوارثین

10_ تمام زندہ موجودات مرنے والے اور فانی ہیں اور صرف خداتعالیٰ کی ذات زندہ و جاوید ہے۔

أنت خیر الوارثین

خداتعالیٰ کا بہترین وارث ہونا ممکن ہے اس لحاظ سے ہو کہ سب وارث کسی نہ کسی دن موت کا شکار ہو جائیں گے اور انہوں نے جو کچھ وراثت حاصل کی ہے اسے دوسروں کے سپرد کریں گے لیکن خداتعالیٰ ایسا وارث ہے جو ناقابل فنا اور زندہ و جاوید ہے۔

11_ دعا کے وقت خداتعالیٰ کی ربوبیت کی طرف توجہ اور اس کا تذکرہ کرنا دعا کے آداب میں سے ہے۔

إذ نادى ربه رب لاتذرنی

12_ ربوبیت خدا کا تقاضا ہے کہ انسان نیاز کے وقت اسکی بارگاہ کی طرف متوجہ ہو۔

إذ نادى ربه رب لاتذرنی

13_ دعا کے وقت خداتعالیٰ کی تعریف اور ضرورت کے ساتھ مناسب طریقے سے اس کے اسما و صفات کو یاد کرنے کا

اچھا ہونا۔

و أنت خیر الوارثین

مذکورہ مطلب کے حاصل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت زکریا (ع) نے اپنی نیاز اور مطالبے (صاحب

482

اولاد ہونے کے ذریعے اپنی میراث کی حفاظت) کے ساتھ متناسب، خداتعالیٰ کو بہترین وارث ہونے کے ساتھ یاد کیا۔

آرزو:

بیٹے کی آرزو 5; پسندیدہ آرزو 5

وراثت:

بہترین وراثت 9; اسکی تاریخ 8

اسماء و صفات:

خیر الوارثین 9

انبیاء (ع) :

ان کے تمایلات 8

انسان:

اسکے مطالبے 6; اسکے تمایلات 8، اسکی ضروریات 5

تنہائی:

اس سے نجات 3

حمد:

حمد خدا، 13

خداتعالیٰ :

اسکی ربوبیت کے اثرات 12; اس کا زندہ و جاوید ہونا 10

دعا:

اسکے آد اب 11، 13؛ اس میں اسماء و صفات 13؛ اس کا ضرورت کے مطابق ہونا 13؛ اس میں حمد 13 ذکر:

ربوبیت خدا کا ذکر 11؛ حضرت زکریا کے قصے کا ذکر 1

زکریا (ع) :

انکی آرزو 4؛ انکی رسالت کا مستقبل 7؛ انکا بے اولاد ہونا 4، 7؛ انکی تنہائی 3؛ انکی دعا 2؛ ان کے قصے سے عبرت 1؛ ان کے رنج کے عوامل 4؛ انکی پریشانی کے عوامل 7؛ ان کا بیٹا طلب کرنا 1، 2، 4؛ ان کے بیٹا طلب کرنے کا فلسفہ 3، 7؛ انکا قصہ 2، 4، 7؛ انکی وراثت کی حفاظت 3؛ انکی وراثت کی حفاظت 3، 6

عبرت:

اسکے عوامل 1

محبت:

وراثت سے محبت 8

بیٹا:

اسکی درخواست 2؛ اس کا کردار 6

تمایلات:

خدا کی طرف تمایل کا پیش خیمہ 12

موجودات:

ان کا فانی ہونا 10

483

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ (۹۰)
تو ہم نے ان کی دعا کو بھی قبول کر لیا اور انہیں یحییٰ جیسا فرزند عطا کر دیا اور ان کی زوجہ کو صالحہ بنادیا کہ یہ تمام وہ لوگ تھے جو نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے اور رغبت اور خوف کے ہر عالم میں ہمیں کو پکارنے والے تھے اور ہماری بارگاہ میں گڑگڑا کر التجا کرنے والے بندے تھے (90)

1_ حضرت زکریا (ع) کی صاحب فرزند ہونے کی دعا کو خداتعالیٰ نے قبول فرمایا۔

رب لا تذرنی فرداً ... فاستجبناہ

2_ حضرت زکریا (ع) کی دعا اور ان کے بارگاہ الہی میں آنے کے بعد خداتعالیٰ کی طرف سے ان کیلئے یحییٰ (ع) کا بلاعوض اور کسی قسم کی غرض سے خالی عطیہ

إذ نادى ربه ... فاستجبنا له ووهبنا له يحيى

"ہبہ" کا معنی کسی قسم کی غرض اور عوض کے بغیر "عطیہ"۔

3_ حضرت زکریا (ع) کی صاحب فرزند ہونے کی دعا کے بعد حضرت یحییٰ (ع) ان کی پہلی اولاد۔

رب لا تذرنی فرداً ... فاستجبناہ ووهبنا له يحيى

4_ حضرت زکریا کی اپنی بیوی کے بانجھ پن کے درست کرنے کی دعا کو خداتعالیٰ نے قبول فرمایا اور خداتعالیٰ نے اسے حمل کے قابل بنادیا۔

فاستجبنا له ووهبنا له يحيى واصلحنا له زوجہ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ

484

"أصلحنا له زوجہ" کا عطف جملہ "وہبنا له یحییٰ" پر ہو اس صورت میں بیوی کا ٹھیک ہونا حضرت زکریا (ع) کی دعا کا حصہ شمار ہوگا۔

5_ حضرت زکریا (ع) کی دعا سے پہلے انکی بیوی بانجھ تھی۔

رب لاترنی فرداً ... فاستجبناہ و وہبنا لہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ
6_ حضرت زکریا (ع) کے قدرتی عوامل کے مطابق اور خداتعالیٰ کے لطف و کرم کے بغیر صاحب فرزند ہونے کا ممکن نہ ہوتا۔

و زکریا إذ نادى ربه ... فاستجبناہ و وہبنا لہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ
حضرت زکریا (ع) نے کہا "خدایا مجھے تنہائی سے نجات دے مجھے بیٹا عطا فرما" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خداتعالیٰ ان کی دعا کو قبول نہ فرماتا تو وہ صاحب اولاد ہونے سے محروم رہتے اور عمر کے آخر تک تنہا رہتے۔
7_ عورت کا بانجھ پن اس کیلئے ایک نقص ہے کہ جسکی اصلاح کی ضرورت ہے۔
و أصلحنا لہ زوجہ

کلمہ "أصلحنا" کا استعمال بانجھ پن کے نقص کی طرف اشارہ ہے کیونکہ صلاح، فساد و نقص کے مقابلے میں ہے۔
8_ خداتعالیٰ نے حضرت زکریا (ع) کی بیوی کے اخلاق و اطوار کی اصلاح فرمائی اور اسے حضرت زکریا کیلئے ایک شائستہ بیوی قرار دیا۔ *

فاستجبناہ و وہبنا لہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ
مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ "أصلحنا لہ زوجہ" کا عطف جملہ "فاستجبناہ" پر ہو اس صورت میں بیوی کی اصلاح حضرت زکریا (ع) کی دعا کا حصہ نہیں تھا بلکہ خداتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اور انکی دعا سے بڑھ کر انہیں یہ عطا فرمایا نیز "اصلاح" اپنے عام اور وسیع معنی میں استعمال ہوا ہے نہ بانجھ پن کی اصلاح قابل ذکر ہے کہ بیٹا عطا کرنے کے بعد بیوی کی اصلاح کا تذکرہ اسی مطلب کی تائید کرتا ہے۔

9_ خداتعالیٰ کی طرف سے حضرت زکریا (ع) کو بیٹا عطا کرنا اور انکی بیوی کی اصلاح صرف حضرت زکریا (ع) کی دعا کی قبولیت اور ان کے فائدے کیلئے تھا۔
فاستجبناہ و وہبنا لہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ

"لہ" (اس کیلئے) کا تکرار خاص طور پر بیوی کی اصلاح کے مورد میں ہوسکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہو۔
10_ حضرت زکریا (ع) خداتعالیٰ کے خاص لطف و کرم اور عنایات سے بہرہ مند تھے۔

فاستجبناہ و وہبنا لہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ
"لہ" (اس کیلئے) کا تکرار ہوسکتا ہے خداتعالیٰ کی حضرت زکریا (ع) کیلئے خاص عنایات سے حاکمی ہو۔
11_ دعا و مناجات، صاحب اولاد ہونے اور بانجھ پن کے درست ہونے کا سبب ہے۔

485

رب لاترنی فرداً ... فاستجبناہ و وہبنا لہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ
12_ حضرت زکریا (ع) ، انکی بیوی اور ان کا بیٹا (یحیی (ع)) نیکی کے کاموں کو بھاگ بھاگ کے انجام دیتے اور اس میں پیش قدم رہتے۔

إنہم کانوا یسرعون فی الخیرات
مذکورہ مطب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ "إنہم کانوا یسرعون ..." کی جمع کی ضمیروں کا مرجع زکریا (ع) ، انکی بیوی اور بیٹا (یحیی) ہو۔

13_ کار خیر کو انجام دینا حضرت زکریا (ع) ، انکی بیوی اور بیٹے (یحیی (ع)) کی دائمی سیرت اور محبوب مشغلہ تھا۔
و زکریا ... و وہبنا لہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ إنہم کانوا یسرعون فی الخیرات
فعل مضارع "یسارعون" اور اس سے پہلے فعل "کانوا" کا آنا استمرار اور دوام کو بیان کرتا ہے اور فعل "یسارعون" کا "فی" کے ساتھ متعدی ہونا کام سے محبت اور اس کے سلسلے میں سنجیدگی پر دلالت کرتا ہے۔

14_ انبیاء (ع) ء الہی موسی (ع) ، ہارون ، ابراہیم ، لوط ، اسحاق ، یعقوب ، نوح ، داؤد (ع) ، سلیمان (ع) ، ایوب ، اسماعیل ، ادریس ، ذالکفل ، یونس ، زکریا اور یحیی (ع) (علیہم السلام) کار خیر میں آگے آگے۔

و لقد آتینا موسی و ہارون ... یحیی ... إنہم کانوا یسرعون فی الخیرات
مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "إنہم کانوا یسرعون ..." کی جمع کی ضمیریں ان انبیاء (ع) ء کی طرف راجع ہوں کہ جن کا ذکر گذشتہ آیات (84 - 90) میں ہو چکا ہے۔

15_ کار خیر کو انجام دینا، انبیاء الہی موسی (ع) ، ہارون ، ابراہیم ، لوط ، اسحاق ، یعقوب ، نوح ، داؤد (ع) ، سلیمان (ع) ، ایوب ،

- اسماعیل، ادریس، ذالکفل، یونس، زکریا اور یحییٰ (ع) (علیہم السلام) کی دائمی سیرت اور محبوب مشغلہ تھا۔
 و لقد آتینا موسیٰ و ہارون ... یحییٰ ... انہم کانوا یسارعون فی الخیرات
 16_ حضرت زکریا (ع) ، انکی بیوی اور انکا بیٹا (یحییٰ (ع)) رغبت اور امید کے ساتھ خداتعالیٰ کو پکار رہے تھے۔
 و یدعوننا رغباً و رطباً
 17_ حضرت زکریا (ع) ، انکی بیوی اور بیٹا (یحییٰ (ع)) بارگاہ الہی کے خاشعین میں سے تھے۔
 و کانوا لنا خشعین
 18_ انبیاء (ع) ء کا کارخیر میں آگے بڑھنا، رغبت و خوف کے ہمراہ دعا کرنا نیز ان کا خشوع ان کے الہی عطیات سے بہرہ مند ہونے کا عامل تھا۔
 و لقد آتینا موسیٰ و ہارون ... انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ... و کانوا لنا خشعین
 مذکورہ مطلب دو نکتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حاصل ہو رہا ہے۔
 1_ جملہ "انہم کانوا یسارعون ..." کی جمع کی ضمیروں کا مرجع انبیاء (ع) ء ہوں کیونکہ گذشتہ آیات انہیں کے بارے میں تھیں۔
 2_ جملہ "انہم کانوا یسارعون ..." اور اسکے بعد کے جملے تعلیل کے مقام میں ہوں
 19_ کار خیر میں سبقت لینے، رغبت و امید کے ہمراہ دع

486

- کرنے اور بارگاہ الہی میں خشوع کا دعا کی قبولیت میں مؤثر کردار۔
 فاستجبنا لہ ... انہم یسارعون فی الخیرات ... و کانوا لنا خشعین
 20_ کارخیر میں سبقت اور جلدی کرنا، رغبت و امید کے ہمراہ دعا کرنا اور بارگاہ الہی میں خشوع کرنا اعلیٰ اقدار اور الہی لوگوں کی برجستہ صفات میں سے ہیں
 انہم کانوا یسارعون فی الخیرات و یدعوننا رغباً و رطباً و کانوا لنا خشعین
 مذکورہ مطلب اس وجہ سے حاصل ہوتا ہے کہ آیت کریمہ انبیاء الہی کی توصیف کر رہی ہے اور ان کی دسیوں صفات اور خصوصیات میں سے صرف ان تین کی طرف اشارہ کیا ہے۔
 21_ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ (دعا میں) "رغبت" یہ ہے کہ تو اپنی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کرے اور "رہبت" یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف قرار دے (1)

- ابراہیم (ع) :
 ان کا سبقت لینا 14؛ انکا عمل خیر 15
 ادریس (ع) :
 ان کا سبقت لینا 14؛ انکا عمل خیر 15
 اسحاق (ع) :
 ان کا سبقت لینا 14؛ انکا عمل خیر 15
 اسماعیل (ع) :
 ان کا سبقت لینا 14؛ انکا عمل خیر 15
 انبیاء (ع) :
 ان کے خشوع کے اثرات 18؛ انکی سیرت 15؛ انکا عمل خیر 15، 18
 اولیاء اللہ :
 انکی امیدواری 20؛ انکا خشوع 20؛ انکی صفات 20؛ انکا عمل خیر 20
 ایوب (ع) :
 ان کا سبقت لینا 14؛ انکا عمل خیر 15
 خاشعین 17

خدا تعالیٰ :
 اسکے لطف و کرم کے اثرات 6; اسکے عطیات 2
 خشوع:
 اسکے اثرات 19
 داؤد(ع) :
 ان کا سبقت لینا 14; انکا عمل خیر 15
 دعا:
 اس میں امید کے اثرات 19; اسکے اثرات 11; اسکے آداب 21; اس میں امید 16، 18، 20; اس میں ہاتھ بلند کرنا 21; اس
 میں خشوع 18; اسکی قبولیت کا پیش خیمہ 19
 ذوالکفل(ع) :
 ان کا سبقت لینا 14; انکا عمل خیر 15

(1) کافی ج 2 ص 479 ح 1; نورالثقلین ج 3 ص 457 ح 160۔

487

روایت 21

زکریا(ع) :

انکی دعا کی قبولیت 1، 2، 3، 4، 9; انکی بیوی کا اخلاق 8; انکی بیوی کی اصلاح 8، 9; انکی امید 16; انکی بیوی کی امید
 16; انکا پہلا بیٹا 3; انکا سبقت لینا 12، 14; ان کی بیوی کا سبقت لینا 12; انکا خشوع 17; انکی بیوی کا خشوع 17; انکی بیوی
 کے بانجھ پن کا علاج 4; انکی سیرت 13; انکی بیوی کا بانجھ پن 5; انکا عمل خیر 12، 13، 15; انکی بیوی کا عمل خیر 12،
 13; ان کے صاحب فرزند ہونے کے عوامل 6; ان کا بیٹا طلب کرنا 1، 2، 3; انکا صاحب فرزند ہونا 9; ان کے فضائل 10;
 انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5، 8، 9; ان کے مفادات 9; انکی نعمتیں 2; انکی دعا کی خصوصیات 16; انکی بیوی کی دعا کی
 خصوصیات 16

سلیمان(ع) :

انکا سبقت لینا 14; انکا عمل خیر 15

بانجھ پن:

اسکی شفا کا پیش خیمہ 11

عمل:

عمل خیر میں آگے بڑھنے کے اثرات 18، 19; عمل خیر میں آگے بڑھنے کی قدر و قیمت 20
 صاحب فرزند ہونا:

اس کا پیش خیمہ 11

خدا تعالیٰ کا لطف و کرم:

یہ جنکے شامل حال ہے 10

لوط(ع) :

ان کا سبقت لینا 14; انکا عمل خیر 15

موسیٰ (ع) :

ان کا سبقت لینا 14; ان کا عمل خیر 15

نعمت:

اس کا پیش خیمہ 18; یہ جنکے شامل حال ہے 18

نوح(ع) :

ان کا سبقت لینا 14; انکا عمل خیر 15

بارون(ع) :

ان کا سبقت لینا 14; انکا عمل خیر 15

بیوی:

ان کے بانجھ پن کا علاج 7; ان کے عیوب 7

یحیی (ع) :

ان کی امید 16; ان کا سبقت لینا 12، 14; انکا خشوع 17; انکا عمل خیر 12، 13، 15; ان کا نقش و کردار 2، 3; ان کی دعا کی خصوصیات 16

یعقوب(ع) :

ان کا سبقت لینا 14; انکا عمل خیر 15

یونس(ع) :

ان کا سبقت لینا 14; انکا عمل خیر 15

تفسیر راہنما جلد 11

488

وَالَّتِي أَحْصَنْتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ (۹۱)

اور اس خاتون کو یاد کرو جس نے اپنی شرم کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دی اور اسے اور اس کے فرزند کو تمام عالمین کے لئے اپنی نشانی قرار دے دیا (91)

1_ حضرت مریم(ع) ، ان کی پاکدامنی اور صاحب فرزند ہونے کی داستان سبق آموز اور یاد رکھنے و یاد کرانے کے قابل ہے۔

وَالَّتِي أَحْصَنْتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا

مذکورہ بالا مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "التي" "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے منصوب ہو۔

2_ حضرت مریم(ع) با عفت و پاک دامن خاتون تھیں اور بارگاہ الہی میں بلند مقام رکھتی تھیں۔

وَالَّتِي أَحْصَنْتْ فَرْجَهَا

("أحصنت" کے مصدر) احصان کا معنی ہے منع کرنا اور روکنا اور "فرج" کا اصلی معنی دو چیزوں کے درمیان شکاف

(شرم گاہ و غیرہ) ہے فرج کو روکنا عفت اور پاکدامنی سے کنایہ ہے۔

3_ عفت اور پاکدامنی عورتوں کے برجستہ ترین اور صاف اور بہترین کمالات میں سے ہے۔

وَالَّتِي أَحْصَنْتْ فَرْجَهَا

مذکورہ مطلب اس وجہ سے ہے کہ خداتعالیٰ نے حضرت مریم(ع) کی توصیف و تمجید کرتے ہوئے۔ کیونکہ ان آیات میں

ان کا نام انبیاء(ع) ء کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی عفت اور پاکدامنی کا تذکرہ کیا ہے۔

4_ حضرت مریم(ع) کا حاملہ ہونا اور حضرت مسیح(ع) کی پیدائش حضرت مریم(ع) میں روح الہی کے پھونکنے کے

ذریعے تھا۔

فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا

5_ روح لطیف مخلوق ہے۔

489

فففخنا فیہا من روحن

جسم میں روح ڈالنے کو نفخ کے ساتھ تعبیر کرنا کہ جس کا معنی ہے ہوا کو اجسام کے اندر داخل کرنا مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

6_ حضرت مریم (ع) کی عفت اور پاکدامنی نے ان کے خداتعالیٰ کی خصوصی عنایات سے بہرہ مند ہونے کے اسباب فراہم کئے۔

التي أحصنت فرجها فففخنا فیہا من روحن

عبارت "التي أحصنت فرجها" کا "فففخنا فیہا من روحنا" پر مقدم ہونا ہوسکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہو۔

7_ خداتعالیٰ کی عنایات و الطاف سے بہرہ مند ہونے کیلئے مناسب اور صلاحیت رکھنے والے ظرف کی ضرورت ہے۔
التي أحصنت فرجها فففخنا فیہا من روحن

8_ عفت اور پاکدامنی عورت کی ترقی اور تکامل کا ذریعہ ہے اور اسکے خداتعالیٰ کے الطاف و عنایات سے بہرہ مند ہونے کے اسباب فراہم کرتی ہے۔

التي أحصنت فرجها فففخنا فیہا من روحن

مذکورہ مطلب اس وجہ سے حاصل ہوتا ہے کہ حضرت مریم (ع) کی عفت اور پاکدامنی سبب بنی کہ حضرت مریم (ع) ترقی کریں اور اس مرتبے تک پہنچ جائیں کہ خداتعالیٰ کی خصوصی عنایات سے بہرہ مند ہوجائیں اور پروردگار کی عنایت کے ساتھ ان میں حضرت مسیح (ع) کی عظیم روح پھونکی جائے۔

9_ حضرت مریم (ع) کے بیٹے عیسیٰ (ع) روح الہی کے جلوہ اور بارگاہ خداوندی میں بلند مقام کے حامل تھے۔
فففخنا فیہا من روحن

"روح" کی "نا" کی طرف اضافت تشریفی اور اس روح کی شرافت اور بزرگی کو بیان کرنے کیلئے ہے۔

10_ مریم (ع) اور ان کا بیٹا عیسیٰ (ع) آیت الہی اور اہل جہان کیلئے خلقت خداوندی کے راز کی نشانی ہیں ہے۔
و جعلنہا و ابنہا آیۃ للعالمین

11_ حضرت مریم (ع) کے حاملہ ہونے اور حضرت عیسیٰ کی معجزانہ پیدائش میں خداتعالیٰ کی قدرت اور عظمت کا متجلی ہونا۔

و جعلنہا و ابنہا آیۃ للعالمین

12_ حضرت مریم (ع) بارگاہ خداوندی میں بلند و بالا مقام و مرتبے اور عالمی شخصیت کی مالک تھیں۔
و التي أحصنت فرجها فففخنا فیہا من روحنا و جعلنہا و ابنہا آیۃ للعالمین

مذکورہ مطلب تین نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے حاصل ہوتا ہے 1_ "التي"، "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے منصوب ہے کہ اس صورت میں حضرت مریم (ع) کی داستان کی یاد دہانی کا حکم سب انسانوں کیلئے ہے 2_ حضرت مریم کا نام انبیاء (ع) ء الہی کے ناموں کے ہمراہ آیا ہے 3_ خداتعالیٰ نے حضرت مریم (ع) کو اہل جہان کیلئے اپنی آیت اور نشانی قرار دیا ہے (و جعلنہا و ابنہا آیۃ للعالمین)

خلقت:

490

اسکے اسرار 10

استعداد:

اس کا کردار 7

خداتعالیٰ :

اسکی روح 4; اسکے لطف و کرم کا پیش خیمہ 7، 8; اسکی روح کی نشانیاں 9; اسکی قدرت کی نشانیاں 9، 11
تذکر:

حضرت مریم (ع) کے قصے کا تذکرہ 1

روح:

اسکی حقیقت 5; اس کا لطیف ہونا 5

عورت:

اسکی عفت کی اہمیت 3; اسکے تکامل کے عوامل 8; اس کا کمال 3

عبرت:

اسکے عوامل 1

عفت:

اسکے اثرات 8

عیسی (ع) :

انکی ولادت کا اعجاز ، 11; یہ آیات الہی میں سے 10; ان کے فضائل 10; انکا مقام و مرتبہ 9

خداتعالیٰ کا لطف و کرم:

یہ جنکے شامل حال ہے 6

مریم (ع) :

انکی عفت کے اثرات 6; ان کے حمل کا اعجاز ، 11; انکا تقرب 12; انکی شخصیت 12; ان کے قصے سے عبرت 1; انکی

عبرت 1، 2; ان کے فضائل 2، 6، 10، 12; انکا قصہ 4; یہ آیات الہی مینسے 10; انکے حاملہ ہونے کا سرچشمہ 4; ان میں

روح پھونکنا 4

إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُون (۹۲)

بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین اسلام ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں لہذا میری ہی عبادت کیا کرو (92)

1_ امت اسلام امت واحدہ اور ایک دین رکھنے والی ہے۔

ان ہذہ امتکم امة واحدة

"ہذہ" مبتدا اور اس کا مشارالیه وہ چیز ہے کہ جو مخاطبین کے انہان میں مستحضر ہے اور "امتکم امة واحدة"، "ہذہ" کی خبر اور حال ہے یہ جملہ "ہذا بعلی شیخا" کی طرح اس امر کو بیان کر رہا ہے کہ جو ذہن میں ہے قابل ذکر ہے بعض اہل لغت کے نزدیک "امة" کا معنی ان لوگوں کا مجموعہ ہے کہ جو ایک دین، وقت اور جگہ و غیرہ میں اکٹھے اور مشترک ہوں (مفردات راغب) اور بعض دوسروں کی نظر میں یہ دین اور ملت کے معنی میں ہے (لسان العرب)

491

2_ انبیا(ع) ء اور ان کے پیرو کار سب کے سب ایک امت اور ایک دین رکھنے والے تھے۔

ان ہذہ امتکم امة واحدة

مذکورہ بالا مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ آیت کریمہ کے مخاطب وہ انبیا(ع) ء ہوں کہ جن کا گذشتہ آیات میں تذکرہ ہو چکا ہے کیونکہ یہ آیت ان کی داستان کے آخر میں آئی ہے یہ جملہ "و تقطعوا امرہم ببینہم" (انہوں نے اپنے دین کو اپنے درمیان ٹکڑے ٹکڑے کر دیا) اس مطلب کا شاہد ہے قابل ذکر ہے کہ سورہ مؤمنون (23) کی آیات 51، 52 میں بھی صراحت کے ساتھ انبیا(ع) ء کو مخاطب قرار دیا گیا ہے (یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات ... و ان ہذہ امتکم امة واحدة و انا ربکم فاتقون)

3_ توحید، ادیان الہی کی وحدت کی بنیاد ہے۔

ان ہذہ امتکم امة واحدة و انا ربکم فاعبدون

4_ صرف خداتعالیٰ ہی لائق پرستش پروردگار ہے۔

اُنا ربکم فاعبدون

5_ خداتعالیٰ کے لوگوں کے "رب" ہونے کا لازمہ اسکی پرستش ہے۔

اُنا ربکم فاعبدون

مذکورہ مطلب "اعبدون" کے "انا ربکم" پر تفریع سے حاصل ہوتا ہے۔

6_ بشر، خدائے یکتا کی پرستش پر مأمور ہے۔

اُنا ربکم فاعبدون

7_ پروردگار یکتا کا عقیدہ انسانوں کی وحدت اور امت واحدہ کی تشکیل کا محور ہے۔
 اُن ہذہ اُمّتکم اُمة واحدہ و انا ربکم فاعبدون

اتحاد:

دینی اتحاد 1; اس کا معیار 7

آسمانی ادیان:

ان کی ہم آہنگی 3

امت:

امت واحدہ 1، 2، 7

انسان:

اسکی شرعی ذمہ داری 6; اسکی عبودیت 6

توحید:

یہ آسمانی ادیان میں 3; توحید ربوبی 4; توحید عبادی 4، 6

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 4

خداتعالیٰ:

اسکی ربوبیت کے اثرات 5

دین:

اسکے اصول 3

عبادت:

عبادت خدا 5

عقیدہ:

توحید ربوبی کا عقیدہ 7

مسلمان:

ان کا اتحاد، 1; انکا دین

492

وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلًّا إِلَيْنَا رَاجِعُونَ (۹۳)

اور ان لوگوں نے تو اپنے دین کو بھی آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا ہے حالانکہ یہ سب پلٹ کر ہماری ہی بارگاہ میں آنے والے ہیں (93)

1_ گزشتہ انبیاء (ع) ؑ کی امتیں ایک عرصے تک دینی وحدت کے بعد خدائے یکتا کی پرستش کے بارے میں اختلاف و انتشار کا شکار ہو گئیں۔

اُمة واحدہ و انا ربکم فاعبدون و تقطعوا أمرہم بینہم

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "تقطعوا أمرہم بینہم ... کی جمع کی ضمیروں کا مرجع گزشتہ انبیاء (ع) ؑ کی امتیں ہوں اور در حقیقت انبیاء (ع) ؑ کے فوت ہونے کے بعد لوگوں کے رد عمل کی کیفیت اور ان کے پیروکاروں کے درمیان دین توحیدی کی حالت کو بیان کر رہی ہو۔ قابل ذکر ہے کہ "امر"، "شان" کے معنی میں ہے اور یہ ہر قسم کی رفتار و سخن پر بولا جاتا ہے لیکن مقام کے تناسب سے اس آیت میں اس سے مراد دین ہے۔

2_ لوگ خود دین میں اختلاف کا سبب بنے نہ انبیاء (ع) ؑ الہی

اُمة واحدہ ... و تقطعوا أمرہم بینہم

خداتعالیٰ نے اختلاف و انتشار کو خود لوگوں کی طرف نسبت دی ہے (و تقطعوا أمرہم بینہم) یہ نسبت ہوسکتا ہے اس دہم کو

دور کرنے کیلئے ہو کہ انبیاء (ع) کا متعدد ہونا لوگوں کے درمیان اختلاف کا سبب بنا۔

3۔ سب انسانوں کی بازگشت خداتعالیٰ کی طرف ہے۔

کل إلینا راجعون

4۔ قیامت اور تمام انسانوں کا خدائے یکتا کی طرف پلٹ کر جانے کا تقاضا یہ ہے کہ دین میں اختلاف و انتشار سے پرہیز کیا جائے۔

أمة واحدة و أنا ربکم فاعبدون۔ و تقطعوا أمرہم بینہم کل إلینا راجعون

جملہ "کل إلینا راجعون" مستانفہ بیانی ہے یعنی اس مقدر سوال کا جواب ہے کہ اس اختلاف کا انجام کیا ہے؟ اس نکتہ کی یاد دہانی ممکن ہے قیامت سے غافل ان لوگوں کو تعریض اور متنبہ کرنے کیلئے ہو کہ جنہوں نے دین میں اختلاف ڈال رکھا ہے۔

493

5۔ دین توحیدی میں اختلاف کرنے والوں سے روز قیامت خدا کی جانب سے باز پرس ہوگی۔

و تقطعوا أمرہم بینہم کل إلینا راجعون

اختلاف:

دینی اختلاف سے اجتناب کا پیش خیمہ 4؛ دینی اختلاف کے عوامل 2

اختلاف ڈالنے والے:

ان کا اخروی مواخذہ 5

امتیں:

ان کا دینی اختلاف 1؛ انکی تاریخ 1

انبیاء (ع) :

ان کا نقش و کردار 2

انسان:

اس کا انجام 3

خدا کی طرف بازگشت: 3، 4

قیامت:

اس کا کردار 4

لوگ:

لوگوں کا نقش و کردار 2

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 3

فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ (۹۴)

پھر جو شخص صاحب ایمان رہ کر نیک عمل کرے گا اس کی کوشش برباد نہ ہوگی اور ہم اس کی کوشش کو برابر لکھ رہے ہیں (94)

1۔ نیک کردار مؤمنین کی کوششوں کے اجر کی خداتعالیٰ کی طرف سے ضمانت اٹھائی گئی ہے۔ اور وہ بغیر کسی قسم کی کمی کے انہیں دیا جائیگا۔

فمن يعمل من الصالحات و هو مؤمن فلا كفران لسعيه

2۔ عمل صالح ایمان کے ہمراہ ہونے کی صورت میں ثمر بخش ہے۔

فمن يعمل من الصالحات و هو مؤمن

جملہ "و هو مؤمن"، "يعمل" کے فاعل کیلئے حال ہے اور یہ جملہ در حقیقت نیک کاموں کی

- انجام دہی کیلئے شرط ہے۔
- 3_ دوسروں کی نیکیوں اور پسندیدہ کاموں کو ناچیز سمجھنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔
- فمن یعمل ... فلا کفران لسعیه
- مذکورہ مطلب خداتعالیٰ کے نیک کردار مؤمنوں کے ساتھ سلوک سے حاصل ہوتا ہے۔
- 4_ عمل صالح کو انجام دینے کیلئے سعی و کوشش کی ضرورت ہے۔
- فمن یعمل ... فلا کفران لسعیه
- "العملہ" کی بجائے "السعیہ" کی تعبیر ہوسکتا ہے اس حقیقت کو بیان کرنے کیلئے ہو کہ عمل صالح ہمیشہ کوشش کے ساتھ ہے اور ان کے درمیان جدائی ممکن نہیں ہے اور ہر عمل صالح کو انجام دینا سعی و کوشش کا مرہون منت ہے۔
- 5_ اجر الہی کو حاصل کرنے اور اپنی تقدیر میں انسان کی اپنی سعی و کوشش کا کردار
- فمن یعمل ... فلا کفران لسعیه
- 6_ مؤمنین کا ہر عمل صالح خداتعالیٰ کی جانب سے لکھا اور ثبت کیا جائیگا۔
- فمن یعمل من الصلحت ... إنا لہ کتوبون
- 7_ خداتعالیٰ کی جانب سے ہر انسان کے نامہ اعمال کا مرتب کیا جانا اسکے مکمل اجر کی ضمانت ہے۔
- فمن یعمل ... إنا لہ کتوبون
- جملہ "إنا لہ کتوبون" کا عطف جملہ "فلا کفران لسعیه" پر ہے اور یہ اسکے محتوا کی تائید کر رہا ہے اور درحقیقت یہ اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ چونکہ ہم سب انسانوں کے اعمال کو لکھتے ہیں اسلئے بغیر کسی کمی کے ان کا اجر بھی دیں گے۔
- 8_ افراد کے حقوق کے ضائع نہ ہونے مینان کی کارکردگی کے ثبت اور محفوظ کرنے کا بنیادی کردار۔
- فمن یعمل ... إنا لہ کتوبون
- خداتعالیٰ کا نیکو کار مؤمنین کے تمام اعمال کو ثبت کرنا اور لکھنے کے ذریعے ان کے اجر کی ضمانت دینے کی تاکید کرنا مذکورہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

انسان:

اسکے اجر کی ضمانت دینا 7

ایمان:

اسکے اثرات 2; یہ اور عمل صالح 2

کوشش:

اسکے اثرات 4، 5

حقوق:

انہیں ضائع کرنے کے موانع 8

خداتعالیٰ :

اسکے افعال 6; اسکے اجر کا پیش خیمہ 5

تقدیر:

اس میں مؤثر عوامل 5

صالحین:

ان کے اجر کی ضمانت 1

عمل:

عمل صالح:

اسکے اثرات 2; دوسروں کے عمل صالح کو اہمیت دینا 3; اس کا پیش خیمہ 4

مؤمنین :

ان کے اجر کی ضمانت 1; ان کا عمل صالح 6

نامہ اعمال:

اس کا کردار 7

وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ (۹۵)

اور جس بستی کو ہم نے تباہ کر دیا ہے اس کے لئے بھی ناممکن ہے کہ قیامت کے دن ہمارے پاس پلٹ کر نہ آئے (95)

1_ ہلاک شدہ امتوں کے دنیا میں واپس آنے اور اعمال کے تدارک کرنے کا ممکن نہ ہونا۔

و حرام علی قرینۃ اہلکنہا انہم لایرجعون

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "حرام" خبر مقدم اور "انہم لایرجعون" میں مصدر مؤول "رجوع" مبتدا مؤخر ہو نیز "لایرجعون" میں "لا" زائدہ اور رجوع سے مقصود دنیا کی طرف بازگشت ہو۔

2_ ہلاکت کا شکار ہونے والے معاشرے دنیا میں واپس آنے اور اپنے اعمال کا تدارک کرنے کے آرزومند ہیں۔

حرام علی قرینۃ اہلکنہا انہم لایرجعون

اگر بازگشت سے مراد دنیا کی طرف بازگشت ہو تو خدا تعالیٰ کی اس تاکید (حرام ... انہم لایرجعون) سے یوں لگتا ہے کہ امتیں واپس پلٹنے کی خواہان رہی ہیں۔

3_ ہلاکت کا شکار ہونے والی امتوں کا روز قیامت سزا پانے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف پلٹنا حتمی ہے۔

کل إلینا راجعون ... و حرام علی قرینۃ اہلکنہا انہم لایرجعون

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "حرام" خبر مقدم اور "انہم لایرجعون" میں مصدر مؤول "رجوع" مبتدا مؤخر ہو نیز "لایرجعون" میں "لا" نفی کیلئے ہو اور "کل إلینا راجعون" کے قرینے سے رجوع سے مراد آخرت کی طرف پلٹنا ہو یعنی ہلاکت کا شکار ہونے والی امتوں کا واپس

496

نہ پلٹنا ممکن نہیں ہے بلکہ وہ حتما واپس پلٹیں گی۔

4_ ان کفار اور مشرکین کیلئے کفر و شرک سے واپس پلٹنا (توبہ) ممکن نہیں ہے کہ ہلاکت جنکی تقدیر بن چکی ہے۔

و حرام علی قرینۃ اہلکنہا انہم لایرجعون

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "لایرجعون" میں "لا" زائدہ ہو اور رجوع سے مقصود کفر و شرک سے پلٹنا ہو۔

آرزو:

دنیا کی طرف واپس پلٹنے کی آرزو 2

امتیں:

ہلاک ہونے والی امتوں کی آرزوئیں 2; ہلاک ہونے والی امتوں کا واپس پلٹنا 1; ہلاک ہونے والی امتوں کی توبہ 4; ہلاک ہونے

والی امتوں کی اخروی سزا، 3

خدا کی طرف بازگشت:

اس کا حتمی ہونا 3

دنیا کی طرف بازگشت:

اس کا محال ہونا 1

توبہ:

شرک سے توبہ 4; کفر سے توبہ 4

عمل:

تفسیر راہنما جلد 11

حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ (۹۶)

یہاں تک کہ جب یاجوج و ماجوج آزاد کر دیئے جائیں گے اور زمین کی ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے (96)

1_ خداتعالیٰ کی مؤمنین کو اجر دینے کیلئے ان کے اعمال کو ثبت کرنے اور ہلاک ہونے والوں کی دنیا کی طرف واپس آنے سے محرومیت والی سنت یاجوج و ماجوج کے خروج تک (دنیا کا ختم ہونا) جاری رہے گی۔
فمن يعمل ... و حرام علی ... حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج
مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "حتی" غایت کا معنی دے رہا ہو البتہ "حتی" کے غایت کا معنی دینے کے بارے میں اہل ادب کے درمیان اختلاف ہے لیکن آیت کریمہ کے سیاق

497

اور لحن سے غایت کا استفادہ ہوسکتا ہے اس بنا پر "حتی اذا فتحت ... " "فمن يعمل من الصالحات ... و حرام علی قریۃ ... " کی غایت ہوگی قابل ذکر ہے کہ عام طور پر مفسرین کا نظریہ یہ ہے کہ یاجوج و ماجوج لوگوں کے دو گروہ ہیں کہ جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے اور تاخت و تاراج کرتے ہوئے فتوحات حاصل کریں گے اور ان کی موت کے بعد دنیا کی عمر ختم ہوجائیگی۔

2_ ادیان الہی کے پیروکاروں کے مسئلہ توحید کے بارے میں دینی اختلافات یاجوج و ماجوج کے خروج (دنیا کے ختم ہونے) تک جاری رہیں گے۔

و تقطعوا أمرهم بینہم ... حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "حتی"، اور تقطعوا امرہم بینہم کیلئے غایت ہو۔

3_ مستقبل میں فتوحات کے تمام راستے یاجوج و ماجوج کیلئے کھول دیئے جائیں گے اور وہ زمین کی بلندیوں اور ہرچوٹی سے سرعت کے ساتھ عبور کرجائیں گے۔

حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج و ہم من کل حدب ینسلون

"حدب" کا معنی ہے زمین کی بلند اور اونچی جگہیں اور (ینسلون کے مادہ) نسل کا اصلی معنی کسی شے سے جدا ہونا ہے اور جب بھی یہ مادہ چلنے والے کے بارے میں استعمال ہوتا ہے تو یہ تیز رفتاری کے معنی میں ہوتا ہے پس "ینسلون" یعنی تیزی سے چلیں گے اور سرعت کے ساتھ گزر جائیں گے۔

4_ قرآن کریم کی پیشین گوئی کہ یاجوج و ماجوج مستقبل میں تیزی سے حملے کریں گے اور انہیں پوری دنیا میں فتوحات حاصل ہوں گی۔

حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج و ہم من کل حدب ینسلون

لفظ عموم "کل" کا اسم نکرہ "حدب" پر داخل ہونا اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ یاجوج و ماجوج کا ماجرا کسی خاص سرزمین سے مختص نہیں ہے بلکہ یہ عالمی ہوگا اور پوری دنیا کو شامل ہوگا۔

امتیئ:

ہلاک ہونے والی امتوں کی بازگشت 1؛ انکے دینی اختلاف کا دائمی ہونا 2

دنیا میں بازگشت: 1

اس کا محال ہونا 1

توحید:

اس میں اختلاف 2

خدا تعالیٰ :

اسکی سنن 1

قرآن کریم:

اسکی پیشین گوئی 4

مأجوج:

اسکی کامیابی 3، 4؛ اس کا خروج 1، 2؛ اس کا قصد 3؛ اس کے حملے کی وسعت 4؛ اس کا حملہ 3

مؤمنین:

ان کا اجر، 1؛ ان کے اعمال کا ثبوت ہونا 1

یأجوج:

اسکی کامیابی 3، 4؛ اس کا خروج 1، 2؛ اس کا قصد 3؛ اس کے حملے کی وسعت 4؛ اس کا حملہ 3

498

وَأَقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلُنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ (۹۷)
 او راللہ کا سچا وعدہ قریب آجائے گا تو سب دیکھیں گے کہ کفار کی آنکھیں پتھر آگئی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ وائے بر
 حال ما ہم اس طرف سے بالکل غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم اپنے نفس پر ظلم کرنے والے تھے (97)

1_ خدا تعالیٰ کا قیامت کو برپا کرنے کا سچا وعدہ قریب ہے۔

و اقترب الوعد الحق

2_ یأجوج و مأجوج کا حملہ، قیامت کے نزدیک ہونے کی علامات میں سے ہے۔

حتى إذا فتحت يأجوج ... و اقترب الوعد الحق

یأجوج و مأجوج کا ماجرا آخری زمانے سے مربوط ہے اس بنا پر اس ماجرا کے بعد قیامت کے برپا کرنے کا ذکر کرنا اس
 چیز کو بیان کر رہا ہے کہ یہ ماجرا قیامت کی علامات میں سے ہے۔

3_ قیامت، خدا تعالیٰ کا سچا اور قطعی وعدہ

و اقترب الوعد الحق

4_ قیامت برپا ہونے کے وقت کفار کامبہوت اور حیران و پریشان ہونا۔

و اقترب الوعد الحق فإذا هي شاختة أبصار الذين كفرو

"شخص" کا معنی ہے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا اور عام طور پر ایسی حالت مبہوت افراد کیلئے پیش آتی ہے۔

5_ قیامت ناگہانی اور مبہوت کردینے والا واقعہ ہے۔

499

و اقترب الوعد الحق فإذا هي شاختة

مذکورہ مطلب "إذا" فجائیہ سے حاصل ہوتا ہے۔

6_ قیامت کفار کیلئے وحشتناک اور دہشت پیدا کرنے والا واقعہ ہے۔

و اقترب الوعد الحق فإذا هي شاختة أبصار الذين كفرو

کفار کی آنکھوں کا خیرہ ہونا اور ان کامبہوت ہونا قیامت کے وحشتناک اور دہشت پیدا کرنے والے واقعات کی وجہ سے
 ہے۔

7_ روز قیامت انسان کی آنکھوں میں خوف و وحشت کی حالت کا ظاہر ہونا۔

فإذا هي شاختة ابصار الذين كفرو

8_ روز قیامت کفار کی قیامت کے دن سے اپنی گہری اور مسلسل غفلت کی وجہ سے حسرت کا اظہار۔

ی ویلنا قدکنا فی غفلة من ہذا
 مذکورہ مطلب "فی" کے آنے سے کہ جو ظرفیت کیلئے ہے حاصل ہوتا ہے اس طرح کہ غفلت ظرف اور انسان غافل کو
 مظلوم بنایا گیا ہے اور یہ گہری غفلت میں ڈوب جانے کو بیان کر رہا ہے۔
 9_ ستمگر ہونا حق سے دوری، کفر کی طرف مائل ہونے اور عالم آخرت میں بدبختی کا اصلی عامل ہے۔
 ی ویلنا قدکنا فی غفلة من ہذا بل کنا ظلمین
 مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "بل کنا..." میں "بل" اضطراب ابطالی کیلئے ہو یعنی حقیقت یہ نہیں ہے جو آغاز میں
 ہم کہہ چکے ہیں کہ ہم غفلت میں رہ رہے تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ظالموں اور ستم گروں میں سے ہیں۔
 10_ دنیا میں ظلم اور غفلت قیامت میں انسان کی ندامت اور حسرت کا سبب ہے۔
 ی ویلنا قدکنا فی غفلة من ہذا بل کنا ظلمین
 مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "بل کنا..." میں "بل" اضطراب انتقالی کیلئے ہو یعنی روز قیامت کافروں کا کلام دو
 چیزیں ہیں 1_ اپنے غافل ہونے کا اعتراف 2_ اپنے ستمگر ہونے کا اعتراف
 11_ روز قیامت کافر کا دنیا میں اپنے ظالم و ستمگر ہونے کا اعتراف۔
 بل کنا ظلمین
 12_ حق کی عبودیت سے منہ موڑنا اور کفر ظلم کا واضح مصداق ہے۔
 أبصار الذین کفروا... بل کنا ظلمین
 کافروں کی کافر ہونے کے بجائے ظالم ہونے کی ساتھ توصیف ان دو صفات کے ایک ہونے کی دلیل ہے اور ہر کافر در
 حقیقت ظالم ہے۔

اقرار:

ظلم کا اقرار، 11

پشیمانی:

اخروی پشیمانی کے عوامل 10

خوف:

اسکی نشانیاں 7

آنکھ:

500

اس کا کردار 7

حسرت:

اخروی حسرت کے عوامل 10

حق:

اسے قبول نہ کرنے کے اثرات 12; اسے قبول نہ کرنے کے عوامل 9

خدا تعالیٰ :

اسکے وعدوں کا قطعی ہونا 3; اسکے وعدے 1

شقاوت:

اخروی شقاوت کے عوامل 9

ظلم :

اسکے اثرات 9، 10; اسکے موارد 12

غفلت:

اسکے اثرات 10; قیامت سے غفلت کے اثرات 8

قیامت:

اسکی خوفناکی 6; اس میں خوف 7; اس کا حتمی ہونا 3; اس میں آنکھوں کا خیرہ ہونا 4; اس کا ناگہانی ہونا 5; اس کا نزدیک

ہونا 1; اسکی نشانیاں 2; اس کا وعدہ 1; اسکی خصوصیات 5
کفار:

انکا اخروی اقرار، 11; انکا اخروی خوف 6; انکی اخروی حسرت 8; انکی آنکھوں کا خیرہ ہونا 4; انکی غفلت 8; یہ قیامت
میں 4، 6، 8، 11

کفر:

اسکے اثرات 12; اسکے عوامل 9

مأجوج:

اس کا خروج 4

یأجوج:

اس کا خروج 4

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ (۹۸)

یاد رکھو کہ تم لوگ خود اور جن چیزوں کی تم پرستش کر رہے ہو سب کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا اور تم سب اسی میں
وارد ہونے والے ہو (98)

1_ کفار اور ان کے جھوٹے معبود جہنم کا ایندھن ہیں۔

إنکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم

501

"حصب" یعنی ہر وہ چیز جسے آگ میں پھینکتے ہیں اور اس کا غالبی معنی ایندھن ہے (لسان العرب)

2_ دوزخیوں کا بدن جہنم کی آگ پیدا کرنے والا مادہ ہے۔

إنکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم

چونکہ خود کفار اور ان کے بدن جہنم کا ایندھن ہیں اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

3_ جہنم کی آگ دوزخی کفار کے پورے بدن کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوگی اور ایک ہی جگہ پر ان کا بدن آگ میں تبدیل
ہوجائیگا۔

إنکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم

مذکورہ مطلب کافروں کے جہنم کا ایندھن بننے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ جب بھی ایندھن کو آگ لگے تو پورا ایندھن آگ
میں تبدیل ہوجاتا ہے اس بنا پر کافروں کا بدن بھی ایک جگہ پر آگ میں تبدیل ہوجائیگا اور ان کا پورا بدن جل جائیگا۔

4_ تمام مشرکین اور ان کے معبودوں کا جہنم میں داخل ہونا قطعی ہے۔

إنکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم انتم لها وردون

جملہ "انتم لها وردون" جملہ "انکم و ما تعبدون ..." کیلئے تاکید ہے۔

5_ غیر خدا کی عبادت کفر اور جہنم کا سبب ہے۔

الذین كفروا ... إنکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم

6_ حدیث میں آیا ہے کہ ایک گروہ پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا " ... ہمیں خداتعالیٰ کے فرمان"

إنکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم ... " کے بارے میں بتائیے گر ان کا معبود آگ میں ہو تو ایک گروہ نے عیسیٰ (ع)

کی عبادت کی ہے کیا آپ (ع) کہتے ہیں وہ آگ میں ہیں تو رسول خدا (ص) نے انہیں فرمایا ... خداتعالیٰ نے فرمایا ہے "إنکم

و ما تعبدون" اور اسکی مراد وہ بت ہیں جنکی وہ عبادت کرتے تھے اور بت غیر عاقل ہیں اور حضرت مسیح (ع) اس میں

داخل نہیں ہیں کیونکہ وہ صاحب عقل ہیں اور اگر فرماتا "إنکم و ما تعبدون" تو مسیح (ع) بھی اس جمع میں داخل ہوتے تو

اس گروہ نے کہا آپ (ع) نے سچ فرمایا اے رسول خدا (1)

7_ امام باقر (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی ... ابن زبیری ... نے کہا ... اے

محمد (ص) بتا یہ آیت جو ابھی ابھی تونے پڑھی ہے یہ ہم اور ہمارے معبودوں کے بارے میں ہے یا گذشتہ امتوں اور ان

کے معبودوں کے بارے میں تو آپ (ع) نے فرمایا تم اور تمہارے معبودوں کے بارے میں بھی ہے اور گذشتہ امتوں کے

بارے میں بھی ہے سوائے اس کے جسے خداتعالیٰ نے مستثنا دیا ہے ابن زبیری نے کہا مگر تو عیسیٰ (ع) کو اچھائی کے ساتھ یاد نہیں کرتا جبکہ تو جانتا ہے کہ نصاریٰ عیسیٰ (ع) اور انکی ماں کی عبادت کرتے ہیں اور بعض لوگ فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں تو کیا وہ اور ان

(1) کنز الفوائد ص 285_ بحار الانوار ج 9 ص 282 ح 6_

502

کے معبود آگ میں نہیں ہیں؟ تو رسول خدا(ص) نے فرمایا نہیں ... کیا میں نے نہیں کہا مگر وہ جنہیں خدا تعالیٰ نے مستثنیٰ کر دیا ہے اور وہ استثنا خداتعالیٰ کا یہ فرمان ہے " إِنْ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ الْحَسَنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ "(1)

باطل معبود:

غیر خدا کی عبادت کے اثرات 5

بت:

یہ جہنم میں 6

جہنم:

اس کا آتش گیر مادہ 1، 2؛ اسکی آگ کا احاطہ 3؛

اسکے اسباب 5

جہنمی لوگ:

ان کا نقش و کردار 2

روایت: 6، 7

مشرکین:

ان کے جہنم میں داخل ہونے کا قطعی ہونا 4 ان کے جہنم میں داخل ہونے کا حتمی ہونا 4؛ ان سے مراد 6، 7؛ یہ جہنم میں

1، 6، 7

کفار:

یہ جہنم میں 1، 3

کفر:

اسکے موارد 5

لَوْ كَانَ هَؤُلَاءَ آلِهَةً مَا وَرَدُوهَا وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ (99)

اگر یہ سب واقعاً خدا ہوتے تو کبھی جہنم میں وارد نہ ہوتے حالانکہ یہ سب اسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں (99)

1_ مشرکین کے معبودوں کا جہنم سے بچنے پر قادر نہ ہونا، ان کے معبود نہ ہونے کی دلیل ہے _

ما تعبدون من دون الله حصب جهنم ... لو كان بولاء آلهة ما وردوه

2_ اپنے آپ سے ہر قسم کے نقصان کو دور کرنے پر قادر ہونا الوہیت کا لازمہ ہے _

(1) تفسیر قمی ج 2 ص 76؛ نور الثقلین ج 3، ص 459 ج 169

503

لو كان بولاء آلهة ما وردوه

مذکورہ مطلب اس چیز سے حاصل ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ نے مشرکین کے معبودوں کی عدم الوہیت کیلئے ان کی اپنے آپ

سے آتش جہنم کو دور کرنے سے ناتوانی کو دلیل بنایا ہے _

- 3_ خداتعالیٰ کیلئے شریک کا وجود محال ہے۔
لو کان ہو یولاء الہة
مذکورہ مطلب "لو" امتناعیہ سے حاصل ہوتا ہے۔
4_ مشرکین اور ان کے معبودوں کا ہمیشہ جہنم میں رہن
و کل فیہا خلدون
5_ شرک بڑا گناہ اور آتش جہنم میں ہمیشہ رہنے کا سبب ہے۔
انکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم ... و کل فیہا خلدون

اسما و صفات:

صفات جلال 3

الوہیت:

اس میں نقصان کو روکنا 2; اس میں قدرت 2; اسکے شرائط 2

باطل معبود:

ان کے عجز کے اثرات 1; انکی الوہیت 1; یہ جہنم میں 1، 4

جہنم:

اس میں ہمیشہ رہنے والے 4; اس میں ہمیشہ رہنا 5; اس کے اسباب 5

خداتعالیٰ:

خداتعالیٰ اور شریک 3

شرک:

اس کا گناہ 5

گناہان کبیرہ: 5

مشرکین:

یہ جہنم میں 4

503

لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ (۱۰۰)
جہنم میں ان کے لئے چیخ پکار ہوگی اور وہ کسی کی بات سننے کے قابل نہ ہونگے (100)

1_ جہنم میں مشرکین کی دردناک اور تکلیف دہ فریاد۔

لہم فیہا زفیر

"زفیر" کا معنی ہے سینے کا غم و اندوہ سے پر ہونا نیز گدھوں کی پہلی پہلی آواز کے معنی میں بھی ہے

504

(لسان العرب) اور یہاں یہ دردناک غمگین فریاد کے معنی میں ہے۔

2_ جہنم میں مشرکین اور ان کے معبودوں کا عذاب اور شکنجہ شدید ہوگا۔

لہم فیہا زفیر و ہم فیہا لا یسمعون

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "لہم" کی ضمیر کا مرجع مشرکین اور ان کے معبود ہوں تو اس صورت میں آواز کا نہ سننا ممکن ہے عذاب اور اسکی بولناکی کی شدت کی وجہ سے ہو اور یا اس وجہ سے ہو کہ انکی فریاد کی آواز اسقدر بلند ہے کہ کوئی دوسری آواز نہیں سنتے۔

3_ مشرکین کا جہنم میں قوت سماعت سے محروم ہونا۔

و ہم فیہا لا یسمعون

4_ عذاب کی شدت اور فریاد کی آواز جہنم میں مشرکین کے سننے سے مانع ہوگی۔

لہم فیہا زفیر و ہم فیہا لا یسمعون

مذکورہ مطلب اس احتمال پر مبتنی ہے کہ "لہم فیہا زفیر" کو "لا یسمعون" کی علت کے طور پر لیا جائے یعنی عذاب اور دوزخیوں کی فریاد اس قدر شدید اور بلند ہے کہ یہ ان کے دوسروں کی آواز کو سننے سے مانع ہوگی۔

5_ قوت سماعت انسان کیلئے ایک اہم نعمت ہے حتیٰ کہ جہنم میں دو زخیوں کیلئے بھی۔

و ہم فیہا لا یسمعون

چونکہ دوزخیوں کے اوصاف میں اس چیز کو ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سماعت ایسی نعمت ہے کہ جسے خداتعالیٰ نے دوزخیوں سے چھین لیا ہے۔

جہنمی لوگ:

انکی فریاد کے اثرات 4; انکی شنوائی کے موانع 4

قوت سماعت:

اسکی اہمیت 5

عذاب:

اسکے درجے 2، 4

مشرکین:

ان کے عذاب کی شدت کے اثرات 4; ان کا اخروی عذاب 2; انکی فریاد، 1; ان کا بہرہ پن 3; یہ جہنم میں 1، 2، 3

باطل معبود:

ان کا اخروی عذاب 2; یہ جہنم میں 2

نعمت:

قوت سماعت کی نعمت 5

تفسیر راہنما جلد 11

505

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ (۱۰۱)

بیشک جن لوگوں کے حق میں ہماری طرف سے پہلے ہی نیکی مقدر ہو چکی ہے وہ اس جہنم سے دور رکھے جائیں گے (101)

1_ خداتعالیٰ نے ان لوگوں کو آتش جہنم سے نجات اور دوری کا وعدہ دیا ہے کہ جو اچھے مقام اور پسندیدہ خصلت کے مالک (سچے مؤمن) ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ

"الحسنی"، "أحسن" کی مونث اور "المنزلہ" یا "الخصلة" جیسے محذوف موصوف کی صفت ہے اور گذشتہ آیت کہ جو کفار اور مشرکین کے بارے میں تھی کے مقابلے میں ہونا قرینہ ہے کہ یہ سچے مؤمنین کے بارے میں ہے۔

2_ سچا ایمان اور اچھا مقام رکھنا اور پسندیدہ خصلتوں کا حامل ہونا تقدیر الہی کے ساتھ مربوط ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنَىٰ

جملہ "سبقت لہم منا" پہلے سے ہی خداتعالیٰ کی جانب سے "الحسنی" (اچھا ہونا) کے ان کا مقدر ہونے کو بیان کر رہا ہے یعنی وہ جن کیلئے ہم نے پہلے سے ہی مقدر کر رکھا ہے۔

3_ ایک گروہ کی آتش جہنم سے دوری دنیا میں ان کے ساتھ خداتعالیٰ کی طرف سے کئے گئے اچھے وعدے کی بنیاد پر ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِيعَادٌ...

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "الحسنی"، "الوعدۃ" جیسے محذوف موصوف کی صفت ہو۔
4_ سچے، با فضیلت اور بارگاہ الہی کے مقرب مؤمنین روز قیامت جہنم کی آگ سے دور ایک جگہ میں ٹھہرے ہوئے ہوں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِيعَادٌ الْحَسَنَى أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ

ایمان:

506

اس کا سرچشمہ 2

جہنم:

اس سے دوری کا سرچشمہ 2; اس سے نجات کا وعدہ 1

خداتعالیٰ :

اسکے وعدوں کے اثرات 3; اسکی تقدیرات 2; اسکے وعدے 1

صفات:

پسندیدہ صفات کا سرچشمہ 2

مؤمنین:

انکی جہنم سے دوری 4; انکی پسندیدہ صفات 1; ان کا اخروی مقام 4; یہ قیامت میں 4; ان کے ساتھ وعدہ 1

مقربین:

ان کا اخروی مقام و مرتبہ 4

لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَةً وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ (۱۰۲)

اور اس کی بھنک بھی نہ سنیں گے اور اپنی حسب خواہش نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ آرام سے رہیں گے (102)

1_ اہل بہشت ایسی جگہ میں ہونگے کہ جہاں آتش جہنم کی آہستہ سی آواز بھی سنائی نہیں دے گی۔

لا یسمعون حسیسہ

"حسیس" کا معنی ہے آہستہ آواز اور آیت کریمہ میں اس سے مراد وہ آواز ہے کہ جو آتش جہنم کی حرکت سے پیدا ہوگی۔

2_ آتش جہنم کی وحشتناک آواز ہے۔

لا یسمعون حسیسہ

3_ اہل بہشت اپنی من پسند نعمتوں میں غرق اور جاودا ہوں گے۔

و ہم فیہا ما اشتہت أنفسہم خلدون

4_ بہشت دائمی اور من پسند جگہ اور اسکی نعمتیں انسان کی تمام خواہشات اور تمایلات کو سیر کرنے والی ہیں۔

و ہم فی ما اشتہت أنفسہم خلدون

بہشت:

اس میں خواہشات کا پورا ہونا 4; اس کا دائمی ہونا 4; اسکی نعمتوں کی خصوصیت 4

بہشتی لوگ:

ان کا دائمی ہونا 3; انکی خواہشات 3; انکی جہنم سے

507

دوری 1; ان کے فضائل 3; انکی نعمتیں 3

جہنم:

اسکی آگ کا خوفناک ہونا 2; اسکی آگ کی آواز 1، 2; اسکی آگ کی صفات 2

لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (۱۰۳)

انہیں قیامت کا بڑے سے بڑا ہولناک منظر بھی رنجیدہ نہ کرسکے گا اور ان سے ملائکہ اس طرح ملاقات کریں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (103)

1_ اہل بہشت اور سچے مؤمنین قیامت کے عظیم غم و اندوہ اور جزع فزع سے دور ہوں گے اور غمگین نہیں ہوں گے۔
 ان الذین سبقت لهم منا الحسنی ... لا یحزنہم الفزع الاکبر
 "فزع" کا معنی ہے انقباض اور گرفتگی کی وہ حالت کہ جو خوفناک چیز سے پیدا ہوتی ہے اور یہ "جزع" (آہ و زاری) کی قسم سے ہے (مفردات راغب)

2_ قیامت کا برپا ہونا غم انگیز اور وحشت و جزع فزع کے ہمراہ ہے۔
 لا یحزنہم الفزع الاکبر

3_ قیامت برپا ہونے کے وقت اہل بہشت اور سچے مؤمنین کا فرشتے استقبال کریں گے۔
 و تتلقى ہم الملائکۃ

4_ اہل بہشت اور سچے مؤمنین روز قیامت بلند مقام و مرتبے پر فائز ہوں گے۔
 و تتلقى ہم الملائکۃ

فرشتوں کا مؤمنین اور اہل بہشت کا استقبال کرنا انکے بلند مقام و مرتبے کو بیان کرنا ہے۔
 5_ روز قیامت فرشتوں کی طرف سے سچے مؤمنین اور اہل بہشت کو یوم موعود (قیامت) کے آنے کی بشارت
 ہذا یومکم الذی کنتم توعدون

6_ قیامت (بہشت) خدا تعالیٰ کی طرف سے سچے مؤمنین کے ساتھ پہلے سے کیا گیا وعدہ۔
 و ہذا یومکم الذی کنتم توعدون

508

7_ پیغمبر خدا (ص) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ص) نے "فزع اکبر" کے معنی کے بارے میں فرمایا بیشک لوگوں پر ایک چنگھاڑ ماری جائیگی کہ کوئی مردہ نہیں رہیگا مگر یہ کہ وہ زندہ ہوجائیگا اور کوئی زندہ نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ مرجائیگا۔ سوائے اسکے جو خدا چاہے پھر ان پر دوسری صبحہ ماری جائیگی اور جو مرچکے ہوں گے وہ زندہ ہوکر سب کی صف بنا دی جائیگی اور آسمان شگافتہ ہوجائیگا زمین تہس نہس ہوجائیگی پہاڑ گرجائیں گے اور آگ آسمان کو چھوتے ہوئے شعلے نکالے گی پس کوئی ذی روح نہیں رہیگا مگر یہ کہ (خوف و ہراس کی وجہ سے) اس کا دل اکھڑ جائیگا اور اپنے گناہوں کو یاد کریگا اور ہر کسی کو اپنی فکر ہوگی مگر جو خدا چاہے (1)

انسان:

یہ قیامت میں 7

بشارت:

قیامت کی بشارت 5

بہشت:

اس کا وعدہ 6

اہل بہشت:

ان کا استقبال 3; ان کو بشارت 5; ان کے فضائل 1، 3; انکا محفوظ ہونا 1; ان کا مقام و مرتبہ 4

خوف:

اسکے درجے 2

خداتعالیٰ :

اسکے وعدے 6

روایت 7

قیامت :

اسکے اثرات 2; اس میں آسمان 7; اس کا اندوہ ناک ہونا 2; اسکی بولناکیاں 7; اسکی خوفناکی 2; اس میں حشر 7; اس میں

زمین 7; اسکی بولناکیوں سے محفوظ ہونا 1; اس میں صور پھونکنا 7; اس کا وعدہ 6

مؤمنین:

ان کا استقبال 3; انکو بشارت 5; ان کے اخروی فضائل 1، 3; انکا آخرت میں محفوظ ہونا 1; ان کا اخروی مقام و مرتبہ 4; یہ

قیامت میں 3، 4; ان کے ساتھ وعدہ 6

فرشتے:

ان کا استقبال کرنا 3; انکی بشارتیں 5

.....

(1) نور الثقلین ج 3 ص 461 ح 180_ ارشاد مفید ج 11 ، ص 158_

509

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السَّجِّلِ لِلْكَتُبِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعَدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ (١٠٤)

اس دن ہم تمام آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح خطوں کا طومار لپیٹا جاتا ہے اور جس طرح ہم نے تخلیق کی ابتدا کی ہے اسی طرح انہیں واپس بھی لے آئیں گے یہ ہمارے ذمہ ایک وعدہ ہے جس پر ہم بہر حال عمل کرنے والے ہیں

(104)

1_ قیامت ایسا دن ہے کہ جس میں خداتعالیٰ آسمان کو اس طرح لپیٹے گا جیسے خطوط کا طومار لپیٹا جاتا ہے۔

یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب

مذکورہ مطلب دو نکتوں کو پیش نظر رکھنے سے حاصل ہوتا ہے 1_ "طی" کا معنی ہے لپیٹنا 2_ "سجل" کا معنی یا تو لکھنے والا ہے اس صورت میں "طی" کی سجل کی طرف اضافت مصدر کی فاعل کی طرف اضافت ہوگی اور "للکتب" میں لام اختصاص کیلئے ہوگا یا "طی" کے عامل کی تقویت کے لئے ہے اور یا سجل کا معنی ہے وہ چیز جن میں لکھتے ہیں اس صورت میں طی کی اضافت مفعول کی طرف ہوگی اور "للکتب" میں لام "من اجل" کے معنی میں ہوگا۔

2_ قیامت اور اس میں آسمان کا لپیٹا جانا ایسے واقعات میں سے ہے جو سبق آموز اور یاد رکھنے و یاد کرانے کے قابل

ہیں۔

یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "یوم" کا نصب "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے ہو۔

3_ قیامت برپا ہونے کے وقت موجودہ نظام طبیعت کا ختم ہوجانا۔

یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب

آسمان کے لپیٹنے کے ساتھ اس کا موجودہ نظام بھی لپیٹ دیا جائیگا۔

4_ قیامت برپا ہونے کا معنی جہان طبیعت کی مکمل

510

نابودی اور ختم ہوکر اس کا دوبارہ خلق ہونا نہیں ہے بلکہ موجودہ نظام کا تہس نہس ہوکر لپیٹ لیا جانا اور اس کا نئے نظام

میں تبدیل ہونا ہے۔

- یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب
- آسمان کے لپیٹنے کو طومار کے لپیٹنے کے ساتھ تشبیہ دینے کو مد نظر رکھتے ہوئے _ کہ جو اصل کو محفوظ رکھنے اور اس پر حاکم نظام کے ختم ہوجانے کے معنی میں ہے _ مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے _
- 5_ خداتعالیٰ قیامت کے وقت اپنی نابود شدہ مخلوقات کو انکی پہلی آفرینش کی طرح دوبارہ خلق فرمائے گا _
- کما بدا نا أول خلق نعیده
- 6_ آسمان لپیٹ دینے جانے کے بعد دوبارہ اپنی پہلی خلقت جیسی شکل اختیار کریگا _
- کما بدانا أول خلق نعیده
- مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "نعیده" آسمان کو لپیٹ دینے کے بعد اسکی دوبارہ خلقت کی طرف اشارہ ہو نہ تمام مخلوقات کی خلقت کی طرف _
- 7_ قیامت برپا ہونے کے وقت کائنات کی نئی پیدائش اسکی پہلی خلقت جیسی ہوگی _
- کما بدا نا أول خلق نعیده
- 8_ کائنات کی نئی خلقت اور نظام کے ہمراہ قیامت کا برپا ہونا خداتعالیٰ کا قطعی وعدہ _
- وعداً علینا إنا كنا فعلین
- 9_ خداتعالیٰ کے وعدے اور پروگرام حتمی اور قطعی الوقوع ہیں _
- وعداً علینا إنا كنا فعلین
- 10_ خداتعالیٰ کا نظام آفرینش کی پہلی خلقت پر قادر ہونا اسکی دوسرے خلقت پر قادر ہونے کی علامت ہے _
- یوم نطوي ... إنا كنا فعلین
- "کما" کے ذریعے تشبیہ ممکن ہے کائنات کی اصل خلقت اور اسکی نئی آفرینش کیلئے ہو یعنی جیسے آغاز میں ہم نے کائنات کو خلق کیا تھا اسی طرح اسے دوبارہ بھی وجود میں لاسکتے ہیں _ قابل ذکر ہے کہ تأکیدی جملہ "إنا كنا فعلین" اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ کائنات کی دوبارہ خلقت کا انکار کیا جاتا تھا اور آیت کریمہ اسکی امکان کو بیان کر رہی ہے _
- 11_ امام باقر (ع) سے روایت ہے کہ فضا میں ایک اسماعیل نامی فرشتہ ہے کہ جسکے ما تحت تین لاکھ فرشتے ہیں کہ جن میں سے ہر ایک کے پاس ایک لاکھ فرشتوں کی کمان ہے اور وہ لوگوں کے اعمال کو شمار کرتے ہیں ہر سال کے آغاز میں خداتعالیٰ سجد نامی فرشتے کو بھیجتا ہے تا کہ بندوں کے (نامہ اعمال) سے (کہ جو فضا والے فرشتوں کے پاس ہے) ایک نقل اتار لے اور یہی ہے خداتعالیٰ کا فرمان "یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب" (1)
- 12_ پیغمبر خدا (ص) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا اے لوگو تم جس طرح پیدا کئے گئے اسی طرح پابرہنہ اور عریان خداتعالیٰ کی طرف محشور ہو گئے ...

(1) بحار الانوار ج 5 ص 332 ح 8 _

511

(اس آیت کی) تلاوت فرمائی "کما بدانا أول خلق نعیده" ... (1)

آسمان:

اسے دوبارہ پلٹانا 6; اسکی پہلی خلقت 6

خلقت:

اسے دوبارہ پلٹانا 5، 7، 8، 10; اس کا انہدام 3; اسکے نظام کی تبدیلی 4; اسکی پہلی خلقت 5، 7، 10; اس کا نظام 3

انسان:

اسکے محشور ہونے کی خصوصیات 12

خدا تعالیٰ:

اسکے وعدوں کا قطعی ہونا 9; اسکے خالق ہونے کی نشانیاں 10; اسکی قدرت کی نشانیاں 10; اسکے وعدے 8

ذکر:

ذکر قیامت کی اہمیت 2

روایت 11، 12

عبرت:

اسکے عوامل 2

فرشتے:

اعمال کو ثبت کرنے والے فرشتے 11; ان کا نقش و کردار 11

قرآن:

اسکی تشبیہات 1

قرآن کی تشبیہات:

آسمان کی تشبیہ 1; لپٹے ہوئے طومار کے ساتھ تشبیہ 1

قیامت:

اس میں آسمان 1، 2; اس میں خلقت 4; اس میں برہنگی 12; اسکی حقیقت 4; اسکی نشانیاں 3; اس کا وعدہ 8; اسکی

خصوصیات 5، 6

نامہ عمل:

اسکی نقل اتارنا 11

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (۱۰۵)

اور ہم نے ذکر کے بعد زبور میں بھی لکھ دیا ہے کہ ہماری زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے۔ (105)

1_ بندگان صالح کا زمین کا مالک بننا اور اسکے منافع پر مسلط ہونا ایسی چیز ہے جو تورات و زبور میں درج

.....

(1) نور الثقلین ج 3 ص 463 ح 186

512

اور ثبت ہے۔

و لقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ 1_ "الزبور" کا الف و لام عہد کیلئے اور اس سے مراد حضرت داؤد (ع) (ع) کی آسمانی کتاب ہو جیسا کہ سورہ نساء کی آیت 163 مینایا ہے (و آتینا داؤد (ع) زبوراً) 2_ الذکر سے مراد تورات ہو چنانچہ یہ نام قرآن میں تورات پر بولا گیا ہے (انبیاء آیت 38) 3_ "من بعد الذکر"، "کتبنا" سے متعلق ہو۔

2_ زبور میں صالح انسانوں کی روئے زمین پر حکمرانی اور کامیابی کی پیشین گوئی۔

و لقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر

بعض مفسرین نے "الذکر" کو اسکے لغوی معانی (نصیحت کرنا، موعظہ، یاد کرنا، یاد دہانی کرنا) میں سے ایک میں لیا ہے اس صورت میں آیت کا معنی یوں ہوگا کتاب زبور میں ہم نے پند و نصیحت اور یاد دہانی کے ایک سلسلے کے بعد لکھا ...

5_ تورات، یاد و یاد دہانی اور پند و نصیحت والی کتاب

من بعد الذکر

6_ خداتعالیٰ کی جانب سے زمین پر صالحین کی حکمرانی کی بشارت۔

أن الأرض يرثها عبادي الصالحون

7_ خداتعالیٰ کی جانب سے اپنے صالح بندوں کے بہشت کا وارث ہونے کی خوشخبری

بأن الأرض يرثها عبادي الصالحون

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "الأرض" سے مراد بہشت ہو جیسا کہ بعض آیات میں صراحت کے ساتھ آیا ہے

"وَأورثنا الأرض نبتوا من الجنة حيث نشاء فنعم أجر العاملين" (سورہ زمر 39 آیت 74)

- 8_ صالحین کا زمین کا وارث بننا ان پر خداتعالیٰ کی عنایات کے سائے میں ہے۔
و لقد كتبنا ... أن الأرض يرثها عبادي الصالحون
- 9_ زمین کی حکمرانی کو حاصل کرنے میں خداتعالیٰ کی عبودیت اور صلاح و درستی کا کردار۔
يرثها عبادي الصالحون
- 10_ صالحین خداتعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔
عبادي الصالحون
- اگر "الصالحون"، "عبادي" کیلئے قید توضیحی ہو تو مندرجہ ذیل مطلب حاصل ہوتا ہے۔
- 11_ خداتعالیٰ کے صالح بندوں کی عالمی حکومت زمین میں انسانی زندگی کا آخری انجام۔
أن الأرض يرثها عبادي الصالحون
- 12_ حیات بشر کے تغیر و تبدل میں خداتعالیٰ کے ارادے کا بنیادی کردار۔
و لقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر أن الأرض يرثها عبادي الصالحون
- 13_ عبداللہ بن سنان سے منقول ہے کہ انہوں نے خداتعالیٰ کے فرمان "و لقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر" کے بارے میں امام صادق (ع) سے پوچھا زبور کیا ہے اور ذکر سے کیا مراد ہے؟ تو

513

- آپ (ع) نے فرمایا ذکر خداتعالیٰ کے پاس ہے اور زبور وہ ہے جو حضرت داؤد (ع) پر نازل ہوئی تھی (1)
- 14_ امام باقر (ع) سے خداتعالیٰ کے فرمان "أن الأرض يرثها عبادي الصالحون" کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا وہ آخری زمانے میں امام مہدی (ع) کے مددگار ہیں (2)

امام مہدی (ع) :

ان کے پیرو کاروں کے فضائل 14

بہشت:

اسکے وارث 7

تاریخ:

اسکے تغیر و تبدل کا سرچشمہ 12

تورات:

اسکی تاریخ 3; اسکی یاد دہانی 5; اسکی تعلیمات 1، 5; اسکی نصیحتیں 5

حکمرانی:

اس کا پیش خیمہ 9

خدا کے بندے:

انکی عالمی حکومت 11; انکی وراثت 1، 7

خوشخبری:

صالحین کی حکمرانی کی خوشخبری 6

خداتعالیٰ کا لطف و کرم:

یہ جنکے شامل حال ہے 8

خداتعالیٰ :

اسکے ارادے کے اثرات 12; اسکی عبودیت کے اثرات 9; اسکی بشارتیں 6، 7

داؤد (ع) :

انکی آسمانی کتاب 13

دنیا:

اس کا انجام 11

ذکر:

اس سے مراد 13

روایت: 13، 14

زبور:

اسکی پیش گوئیاں 2؛ اسکی تاریخ 3؛ اسکی یاد دہانیاں 4؛ اسکی تعلیمات 1، 4؛ یہ آسمانی کتب میں سے 3؛ اس سے مراد 13؛ اسکی نصیحتیں 4

زمین:

اسکے وارثوں سے مراد 14؛ اسکے وارث 1، 8

صالحین:

انکی کامیابی 2؛ انکی حکمرانی 2؛ انکی عالمی حکومت 11؛ انکی عبودیت 10؛ ان کے فضائل 8؛ انکا مقام و مرتبہ 10؛ انکی حکمرانی کا سرچشمہ 8؛ انکی وراثت 1، 7

عمل صالح:

اسکے اثرات 9

.....

(1) کافی ج 1 ص 225 ح 6؛ نور الثقلین ج 3 ص 464 ح 192_
(2) تاویل الآيات الظاهرة ص 327_ نور الثقلین ج 3 ص 464 ح 193_

تفسیر راہنما جلد 11

514

إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ (۱۰۶)

یقیناً اس میں عبادت گزار قوم کے لئے ایک پیغام ہے۔ (106)

1_ قرآن کے معارف خدا کی عبادت کرنے والی قوم کی سعادت اور ہدایت کیلئے کافی ہیں۔

إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "ہذا" قرآن اور اس سورہ کے مطالب کے مجموعے کی طرف اشارہ ہو اور "بلاغ" بھی کافی ہونے کے معنی میں ہو (لسان العرب)

2_ خداتعالیٰ کی عبودیت اور بندگی معارف قرآن سے بہرہ مند ہونے کی شرط ہے۔

إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ

3_ خداتعالیٰ کی طرف سے اپنے تمام حقیقی بندوں کو پیغام اور ان کے ساتھ وعدہ کہ انہیں کرہ زمین کے چبے چبے پر حکمرانی اور کامیابی حاصل ہوگی۔

أَنَّ الْأَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "ہذا" گذشتہ آیت کے محتوا کی طرف اشارہ ہو اور "بلاغ" سے مراد پیغام کا ابلاغ اور مقصود کا پہچانا ہو (لسان العرب) قابل ذکر ہے کہ دو آیتوں کا لحن خداتعالیٰ کے وعدے اور بشارت پر مشتمل ہے۔

4_ زمین پر صالحین کی آخری حکمرانی کے اعتقاد کا خداتعالیٰ کی بندگی اور عبودیت میں اثر۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ... إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "ہذا" صالحین کی حکمرانی والے مسئلے کی طرف اشارہ ہو۔

5_ قرآن ہندوں کیلئے خداتعالیٰ کی بڑی حجت اور بلیغ پیغام ہے۔

ان فی ہذا لبلغاً لقوم عبیدین

6_ قرآن کریم اپنے اہداف اور مقاصد کو بیان کرنے میں بلیغ اور کامل ہے۔

ان فی ہذا لبلغاً لقوم عبیدین

7_ انسانی معاشرے کے انجام کے بارے میں مذہبی

515

تفکر کی مثبت اور پر امید سوچ۔

و لقد كتبنا فی الزبور ... أن الأرض يرثها عبادى الصالحون_ ان فی ہذا لبلغاً لقوم عبیدین

امید رکھنا:

انسانوں کے اچھے انجام کی امید رکھنا 7

بندگان خدا:

انکی کامیابی 3; انکی حکمرانی کی وسعت 3; ان کے ساتھ وعدہ 3

نظریہ کائنات:

نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی 4

خداتعالیٰ :

اسکی عبودیت کے اثرات 2; اسکی حجتیں 5; اسکی عبودیت کا پیش خیمہ 4; اس کے وعدے 3

عابدین:

انکی سعادت کے عوامل 1; انکی ہدایت کے عوامل 1

عقیدہ:

صالحین کی حکمرانی کا عقیدہ 4

قرآن :

اسکی بلاغت 5، 6; اس سے استفادہ کے شرائط 2; اس کا کافی ہونا 1; اس کا کردار 5; اسکی خصوصیات 6; اس کا ہادی

ہونا 1

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (۱۰۷)

اور ہم نے آپ کو عالمین کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (107)

1_ پیغمبر اکرم(ص) کی رسالت اہل عالم کیلئے خداتعالیٰ کی خالص مہربانی اور رحمت کا ایک جلوہ ہے۔

و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمين

2_ انسان کا مورد رحمت و کرم قرار پانا دین کا فلسفہ اور انبیاء (ع) کو بھیجنے کی حکمت۔

و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمين

3_ اسلامی تعلیمات خداتعالیٰ کی انسان پر خصوصی رحمت و مہربانی کی بنیاد پر ہیں۔

و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمين

4_ اسلام اور پیغمبر(ص) اکرم کی رسالت عالمی اور سب انسانوں کیلئے ہے نہ فقط کسی خاص گروہ کیلئے۔

و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمين

5_ صالحین کی عالمی حکومت کا قیام دین اسلام اور پیغمبر اکرم(ص) کی رسالت کے سائے میں ہے۔

و لقد كتبنا فی الزبور ... و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمين

516

دو آیتوں کے پہلی میں عالمی حکومت اور اس آیت میں پیغمبر اکرم (ص) کی عالمی رسالت کا تذکرہ ہے۔ کے باہمی ارتباط کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ بالا مطلب حاصل ہوتا ہے۔

آنحضرت (ص) :

آپ (ص) کی رسالت کے اثرات 5; آپ کی رسالت کا عالمی ہونا 4; آپ (ص) کی رسالت کا فلسفہ 1; آپ (ص) کی رسالت کی خصوصیات 4

اسلام:

اس کا عالمی ہونا 4; اس کی فضیلت 3; اس کا سرچشمہ 3; اس کا کردار 5; اس کی خصوصیات 4

انبیاء:

ان کی نبوت کا فلسفہ 2

خدا تعالیٰ :

اس کی رحمت کے اثرات 2; اس کی رحمت کے اثرات 2; اس کی رحمت 3; اس کی رحمت کی نشانیاں 1

دین:

اس کا فلسفہ 2

صالحین:

ان کی حکومت کا پیش خیمہ 5

قُلْ إِنَّمَا يُوحِي إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَبَلَّغْ أَنتُمْ مُسْلِمُونَ (۱۰۸)

آپ کہہ دیجئے کہ ہماری طرف صرف یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہے تو کیا تم اسلام لانے والے ہو۔ (108)

1_ پیغمبر (ص) اکرم لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دینے اور ان کے سامنے اپنے موقف کے اعلان پر مامور۔

قُلْ إِنَّمَا يُوحِي إِلَيَّ إِنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ

2_ دعوت توحید پیغمبر اکرم (ص) کی رسالت کی بنیاد تھی۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

3_ خدا اور انسان کا حقیقی معبود اور خدا صرف ایک ہے۔

أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ

4_ پیغمبر اکرم (ص) (ص) کی دعوت توحید، صرف وحی الہی کی بنیاد پر

517

تھی نہ دیگر محرکات کی بنیاد پر۔

قُلْ إِنَّمَا يُوحِي إِلَيَّ

مذکورہ مطلب اس نکتے کو مد نظر رکھتے ہوئے حاصل ہوتا ہے کہ دشمنوں کی طرف سے پیغمبر (ص) اکرم پر مسلسل

جھوٹا یا جادوگر ہونے کی تہمت لگائی جارہی تھی لہذا اس بات کا اعلان کہ صرف مجھے وحی کی جاتی ہے ہو سکتا ہے

اس تہمت کو دور کرنے کیلئے ہو۔

5_ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا لازمہ اس کے مقابلے میں مسلسل سر تسلیم خم ہونا اور اس کا مطیع ہونا ہے۔

أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَبَلَّغْ أَنتُمْ مُسْلِمُونَ

جملہ "فَبَلَّغْ أَنتُمْ مُسْلِمُونَ" مقدر و محذوف شرط کا جواب ہے اور "فَأَيُّ" ان دو جملوں کو ربط دینے کیلئے ہے لہذا آیت کریمہ

یوں ہوگی تمہارا خدا ایک ہے اور یہ میری وحی الہی ہے کیا حقیقت سے آگاہی کے بعد اس کے سامنے سر تسلیم خم ہوگے

یعنی توحید سے آگاہی اور اس کے اعتقاد کا لازمہ سر تسلیم خم ہونا اور مطیع ہونا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ جملہ کا اسمیہ ہونا

استمرار پر دلالت کرتا ہے۔

6_ سر تسلیم خم کرنے کی عادت، ادیان الہی میں ایک اہم چیز ہے اور پیغمبر (ص) اکرم لوگوں کو اس کی طرف دعوت دینے

والے ہیں۔

فہل أنتم مسلمون

جملہ "فہل أنتم مسلمون" امر (اسلما) کے معنی پر مشتمل ہے اور پیغمبر (ص) اکرم نے لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دینے کے ہمراہ انہیں خداتعالیٰ کے مقابلے میں سر تسلیم خم کرنے کی طرف بلایا ہے اس سے اسکے بلند مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔

آنحضرت (ص) :

آپ (ص) کی تبلیغ 1; آپ (ص) کی دعوتیں 6; آپ (ص) کی رسالت 1; آپ (ص) کی دعوتوں کا سرچشمہ 4; آپ (ص) کی سب سے اہم رسالت 2

توحید:

اسکے اثرات 5; اسکی اہمیت 2; توحید ذاتی 3; توحید عبادی 3; اسکی دعوت 1، 2
سر تسلیم خم کرنا:

خداتعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی اہمیت 6; اسکی دعوت 6; خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے عوامل 5
نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 3

وحی:

اس کا کردار 4

518

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ وَإِنْ أُدْرِيَ أَقْرَبُ أَمْ يَبْعِدُ مَا تُوعَدُونَ (۱۰۹)

پھر اگر یہ منہ موڑ لیں تو کہہ دیجئے کہ ہم نے تم سب کو برابر سے آگاہ کر دیا ہے اب مجھے نہیں معلوم کہ جس عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا دور ہے۔ (109)

1_ بٹ دھرم اور توحید سے روگردانی کرنے والے مشرکین کو ڈرانا اور انہیں انذار کرنا پیغمبر اکرم (ص) کے فرائض میں سے۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ

"ایذان" کا معنی ہے "اعلام" اور عام طور پر یہ اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں اعلان ایک قسم کے ڈرانے کے ہمراہ ہو
یعنی "انذار" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

2_ پیغمبر (ص) اکرم نے سب لوگوں تک پیغام الہی پہنچایا اور ایک ایک پر حجت تمام کی۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ

3_ متنبہ کرنا اور ڈرانا، اتمام حجت، حقائق الہی کے بیان کرنے اور مخالفین کی روگردانی کے بعد مبلغین الہی کا فریضہ۔
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ

4_ پیغمبر اکرم (ص) نے ضدی اور حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین اور کفار کو جنگ کی دھمکی دی

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ

مذکورہ مطلب ان احتمالات میں سے ایک کی بنیاد پر ہے کہ جو اس آیت کے بارے میں مفسرین کے درمیان مورد بحث ہیں اور وہ یہ کہ جملہ "آذنتکم علی سوائ" جنگ و جہاد کی دھمکی ہے جیسے اس آیت "فانبذ الیہم علی سوائ" (انفال 8 آیت 58) میں ہے۔

5_ حق کے اثبات اور دین کے اجرا میں متنبہ کرنا، ڈرانا یا طاقت کو استعمال کرنا ضروری ہے کہ اتمام حجت اور حقائق دینی کے بیان کے بعد ہو۔

519

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ... قُلْ أَنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ... فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ

- 6_ دینی حقائق کو بیان کرنے اور اسکے کارساز نہ ہونے کے بعد حق کے اثبات اور دین کے اجراء کیلئے طاقت کا استعمال اور جہاد ایک جائز اور مشروع امر ہے۔
فان تولوا قتل ء اذنتکم علی سوا
- 7_ پیغمبر اکرم (ص) کا انذار جہاں والوں کیلئے خداتعالیٰ کی وسیع رحمت کا ایک جلوہ ہے۔
و ما أرسلناک إلا رحمة ... فان تولوا قتل اذنتکم علی سوا
- 8_ پیغمبر اکرم (ص) کے تبلیغی اہداف میں انسانوں کا برابر ہونا۔
فان تولوا قتل ء اذنتکم علی سوا
- 9_ لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینے میں تفاوت اور امتیاز سے پرہیز کرنا اور سب کو ایک نظر سے دیکھنا ضروری ہے۔
فقل ء اذنتکم علی سوا
- 10_ پیغمبر اکرم (ص) نے مشرکین اور حق کو قبول نہ کرنے والے کفار کو عذاب الہی کی دھمکی دی۔
ان ادری اقریب ام بعید ما توعدون
مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "ما توعدون" سے مراد دنیا آخرت میں عذاب الہی ہو۔
- 11_ پیغمبر اکرم (ص) نے مشرکین اور حق کو قبول نہ کرنے والے کفار کو اسلام کی کامیابی کی یاد دہانی کرائی اور انہیں انکی شکست کے بارے میں متنبہ کیا۔
و ان ادری اقریب ام بعید ما توعدون
مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "ما توعدون" سے مراد اسلام کی کامیابی اور شرک و کفر کی شکست ہو۔ قابل ذکر ہے کہ آیت نمبر 105 میں جملہ (ان الأرض یرثها عبادی الصالحون) اسی نظریہ کی تائید کرتا ہے۔
- 12_ پیغمبر اکرم (ص) نے لوگوں کے درمیان مشرکین اور ہٹ دھرم کفار پر عذاب الہی کے وقوع اور ان پر مسلمانوں کی قطعی کامیابی کے دقیق وقت کے بارے میں اپنی بے خبری کا اعلان فرمایا۔
و ان ادری اقریب ام بعید ما توعدون
"ان ادری" میں "ان" نافیہ ہے۔
- 13_ حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین و کفار پر عذاب کے وقوع اور ان پر مسلمانوں کی قطعی کامیابی کے دقیق وقت کے بارے میں پیغمبر اکرم (ص) کے علم کا محدود ہونا۔
و ان ادری اقریب ام بعید ما توعدون
- 14_ صدر اسلام کے حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین و کفار کا عذاب میں گرفتار ہونا ان کے ساتھ پہلے سے کیا گیا خداتعالیٰ کا وعدہ۔
ما توعدون

آنحضرت (ص) :

520

آپ (ص) کا اتمام حجت کرنا 2; آپ (ص) کا انذار 1، 7، 10، 11; آپ (ص) کے اہداف 8; آپ (ص) کی پیشن گوئیاں 11;
آپ (ص) کی تبلیغ 2، 8; آپ (ص) کی دھمکیاں 4; آپ (ص) کا شرعی ذمہ داری پر عمل کرنا 2; آپ (ص) کے علم کا دائرہ 12، 13; آپکی ذمہ داری 1

احکام: 6

اسلام:

اسکی کامیابی 11

انذار:

عذاب سے انذار 10

انسان:

انسانوں کا مساوی ہونا 8

تبلیغ:

اس میں اتمام حجت 5; اس میں امتیازی سلوک سے اجتناب کرنا 9; اس کے احکام 6; اس کی روش 9; اس میں متنبہ کرنا 5
توحید:

اس سے اعراض کرنے والوں کو ڈرانا 1

جنگ:

اس کی دھمکی 4

جہاد:

اس کے احکام 6; یہ حق کو قبول نہ کرنے والوں کے ساتھ 4; یہ کافروں کے ساتھ 4; یہ مشرکین کے ساتھ 4
حق:

اس کے اثبات کے احکام 6; اسے قبول نہ کرنے والوں کو ڈرانا 10، 11; اسے قبول نہ کرنے والوں کو دھمکی 4; اس کے اثبات
کی روش 5; اسے قبول نہ کرنے والوں کی شکست 11; اسے قبول نہ کرنے والوں کے عذاب کا وقت 12، 13
خداتعالیٰ :

اس کی رحمت کی نشانیاں 7; اس کی دھمکیاں 14

دین:

اس کی تبلیغ کی روش 5; اس کی دعوت کی روش 9

کفار:

انہیں ڈرانا 10، 11; ان کو دھمکی 4; ان کی شکست 11; صدر اسلام کے کفار کا عذاب 14; ان کے عذاب کا وقت 12، 13
مبلغین:

ان کا اتمام حجت کرنا 3; ان کا انذار 3; ان کی ذمہ داری 3

مسلمان:

ان کی کامیابی کا وقت 12، 13

مشرکین:

انہیں ڈرانا 1، 10، 11; ان کی دھمکی 4; ان کی شکست 11; صدر اسلام کے مشرکین کا عذاب 14; ان کے عذاب کا وقت 12، 13

521

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ (۱۱۰)

بیشک وہ دا ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن کا اظہار کیا جاتا ہے اور ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن کو یہ لوگ چھپا رہے ہیں
(110)۔

1۔ خداتعالیٰ حق دشمن مشرکین و کفار کی ظاہر باتوں، سازشوں اور اسرار سے آگاہ ہے۔

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ

2۔ حق کو قبول نہ کرنے والے کفار و مشرکین کو خداتعالیٰ کے عذاب اور سزا کی دھمکی دی گئی۔

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ

اس چیز کا تذکرہ کہ خداتعالیٰ مشرکین و کفار کی آشکارا باتوں، سازشوں اور اسرار سے آگاہ ہے در حقیقت انہیں عذاب اور
سزا کی دھمکی ہے۔

3۔ انسانوں کی مخفی اور آشکارا باتوں کا علمی احاطہ صرف خداتعالیٰ میں منحصر ہے۔

إِنْ أَدْرِي ... إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ

جملہ "اِنَّ ... پیغمبر اکرم(ص) کے عذاب کے وقوع کے وقت سے آگاہ نہ ہونے کی علت ہے اور یہ خداتعالیٰ میں علم کے
منحصر ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

- 4_ انسانوں کے عذاب اور سزا کے وقت کے وقت کا علم ان کے ظاہر و باطن سے آگاہی کا مربون منت ہے۔
 إن أدري أقریب ... إنه يعلم الجهر من القول
 5_ ہٹ دھرم کفار اور حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین پیغمبر اکرم (ص) کے خلاف خفیہ سازشیں اور منصوبے رکھتے تھے۔
 فإن تولوا ... و يعلم ما تکتُمون
 "ما تکتُمون" (جسے چھپاتے ہو) کا تذکرہ ہو سکتا ہے کفار و مشرکین کی خفیہ سازشوں کی طرف اشارہ ہو۔
 6_ انسانوں کے اسرار اور مخفی سازشیں، خداتعالیٰ کے علم کی حدود میں ہیں۔
 يعلم ما تکتُمون

 آنحضرت (ص) :

- 522
 آپ (ص) کے خلاف سازش 5
 اسلام:
 صدر اسلام کی تاریخ 5
 انسان:
 اسکی سازش 6 ; اسکے اسرار 6; اسکی آشکارا باتیں 3; اسکی خفیہ باتیں 3
 حق:
 اسے قبول نہ کرنے والوں کا عذاب 2; اسے قبول نہ کرنے والوں کی سزا 2; اسے قبول نہ کرنے والوں کو متنبہ کرنا 2
 خداتعالیٰ :
 اسکی خصوصیات 3; اس کا علم غیب 1، 3، 6
 عذاب:
 اسکے وقت کا علم 4
 علم غیب:
 اسکے اثرات 4
 کفار:
 صدر اسلام کے کفار کی سازش 5; انکی سازشیں 1; انکی آشکارا باتیں 1; انکا عذاب 2; انکی سزا، 2 ; انہیں متنبہ کرنا 2
 مشرکین:
 صدر اسلام کے مشرکین کی سازش 5; انکی سازشیں 1; انکی آشکارا باتیں 1; انکا عذاب 2; انکی سزا، 2; انہیں متنبہ کرنا 2

تفسیر راہنما جلد 11

وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّه فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (۱۱۱)
 اور میں کچھ نہیں جانتا شاید یہ تا خیر عذاب بھی ایک طرح کا امتحان ہو یا ایک مدت معین تک کا آرام ہو۔ (111)

- 1_ صدر اسلام کے حق کو قبول نہ کرنے والے کفار و مشرکین کی آزمائشے، ان کے عذاب کے مؤخر ہونے اور انکی شکست کے وقت کے معلوم نہ ہونے کا فلسفہ۔

- و ان ادري لعلہ فتنہ لکم
 "لعلہ" کی ضمیر کا مرجع وہ نکتہ ہے جو سابقہ دو آیتوں سے حاصل ہوتا ہے وہ نکتہ کفار و مشرکین کے عذاب کا مؤخر ہونا
 اور یا انکی شکست اور مسلمانوں کی کامیابی کے وقت کا معلوم نہ ہونا ہے۔
 2_ مشرکین و کفار کے عذاب کو مؤخر کرنا ان کی آزمائش کے ذریعہ ہے۔
 ان ادري اقرب ... ان ادري لعلہ فتنہ لکم
 3_ حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین و کفار کی سزا اور عذاب کو مؤخر کرنا ان کے متاع دنیا سے ناچیز اور عارضی
 استفادہ کیلئے ہے۔
 ان ادري لعلہ ... متع الی حین
 4_ دنیاوی وسائل اور مہلتیں انسانوں کی آزمائش کے کیلئے

523

- ہیں۔
 و ان ادري لعلہ فتنہ لکم و متاع الی حین
 5_ دنیاوی وسائل اور مفادات محدود اور عارضی ہیں۔
 و متاع الی حین

آزمائش:

- اس کا ذریعہ 2، 4؛ یہ دنیاوی وسائل کے ذریعے 4؛ یہ مہلت کے ذریعے 4
 دنیاوی وسائل:
 ان کا محدود ہونا 5؛ انکی خصوصیات 5

حق:

- صدر اسلام کے حق کو قبول نہ کرنے والوں کی آزمائش 1؛ اسے قبول نہ کرنے والوں کے دنیاوی وسائل 3؛ صدر اسلام
 کے حق کو قبول نہ کرنے والوں کے عذاب کی تاخیر کا فلسفہ 1؛ اسے قبول نہ کرنے والوں کے عذاب کی تاخیر کا فلسفہ
 3؛ صدر اسلام کے حق کو قبول نہ کرنے والوں کی شکست کا وقت 1
 کفار:
 ان کی آزمائش 2؛ صدر اسلام کے کفار کی آزمائش 1؛ ان کے دنیاوی وسائل 3؛ صدر اسلام کے کفار کے عذاب کے مؤخر
 ہونے کا فلسفہ 1؛ ان کے عذاب کے مؤخر ہونے کا فلسفہ 2، 3؛ صدر اسلام کے کفار کی شکست کا وقت 1
 مشرکین:
 ان کی آزمائش 2؛ صدر اسلام کے کفار کی آزمائش 1؛ ان کے دنیاوی وسائل 3؛ صدر اسلام کے کفار کے عذاب کے مؤخر
 ہونے کا فلسفہ 1؛ ان کے عذاب کے مؤخر ہونے کا فلسفہ 2، 3؛ صدر اسلام کے کفار کی شکست کا وقت 1

قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ (۱۱۲)

پھر پیغمبر (ص) نے دعا کی پروردگار ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور ہمارا رب یقیناً مہربان اور تمہاری
 باتوں کے مقابلہ میں قابل استعانت ہے۔ (112)

- 1_ پیغمبر اکرم (ص) کی پروردگار سے درخواست کہ وہ ان کے اور حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین و کفار کے
 درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے۔
 قال رب احکم بالحق
 2_ خدا تعالیٰ کے فیصلے حق کی بنیاد اور حق کے محور پر ہے۔

524

رب احکم بالحق

- مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "بالحق" کی قید توضیحی ہو۔
- 3_ پیغمبر اکرم (ص) کو مشرکین و کفار کی انتہائی دشمنی اور روگردانی کا سامنا تھا۔
قال رب احکم بالحق
- باوجود اسکے کہ پیغمبر اکرم (ص) بہت ہی مہربان اور صبور تھے اسکے باوجود آپ (ص) نے مشرکین و کفار کے خلاف دعا فرمائی۔ اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔
- 4_ خداتعالیٰ کے عادلانہ اور برحق فیصلے اسکی ربوبیت کی شوؤں میں سے ہیں۔
رب احکم بالحق
- 5_ خداتعالیٰ کی برحق قضاوت کا سرچشمہ اس کی تمام جوانب پر محیط علم و آگاہی ہے۔
إنہ یعلم الجہر من القول و یعلم ما تکتُمون ... قال رب احکم
- 6_ خداتعالیٰ کی ربوبیت اسکی بندوں کی نسبت ہے کراں رحمت اور مدد کا تقاضا کرتی ہے۔
و ربنا الرحمن المستعان
- 7_ پروردگار، رحمت واسعہ کاملہ اور مدد کرنے والا اور مددگار ہے۔
و ربنا الرحمن المستعان
- "الرحمان" صیغہ مبالغہ ہے اور اس کا معنی ہے وہ ذات کہ جسکی رحمت زیادہ ہو اور "المستعان" اسم مفعول ہے اور اس کا معنی ہے وہ ذات جس سے مدد مطلب کی جائے۔ قابل ذکر ہے کہ یہ دونوں "ربنا" کی خبریں ہیں۔
- 8_ مؤمنین حتیٰ کہ انبیاء (ع) کو بھی مشکلات میں خداتعالیٰ کی امداد کی ضرورت ہے۔
قال رب احکم بالحق ربنا الرحمن المستعان
- 9_ حق دشمن کفار و مشرکین کی ناروا نسبتوں، دھمکیوں اور قصے کہانیوں کے مقابلے میں پیغمبر اکرم (ص) کا خدائے مہربان پر بھروسہ۔
و ربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون
- ممکن ہے "ما تصفون" میں توصیف سے مقصود دو چیزیں ہوں 1_ وہ دھمکیاں جو مشرکین و کفار دیتے تھے اور خود کو کامیاب اور مسلمانوں کو شکست خوردہ سمجھتے تھے 2_ وہ ناروا نسبتیں جو وہ پیغمبر اکرم (ص) اور قرآن کی طرف دیتے تھے۔
- 10_ شرک کرنا اور توحید سے انحراف کرنا پیغمبر اکرم (ص) کے مشرکین و کفار کے ساتھ اختلاف کی بنیاد اور محور۔
قال رب ... علی ما تصفون

آنحضرت (ص) :

آپ (ص) کا کافروں کے ساتھ اختلاف 10; آپ (ص) کا مشرکین کے ساتھ اختلاف 10; آپ (ص) کی اذیت 9; آپ (ص) کا توکل 9; آپ کے دشمن 3; آپ (ص) کی دعا 1; آپ (ص) اور حق کو قبول نہ کرنے والوں کے درمیان قضاوت 1; آپ (ص) اور مشرکین کے درمیان قضاوت 1; آپ (ص) اور کفار کے درمیان قضاوت 1
مدد طلب کرنا:

525

پروردگار سے مدد طلب کرنا 7

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 3

انبیا (ع) :

انکی معنوی ضروریات 8

توکل:

خدا پر توکل 9

حق:

اسے قبول نہ کرنے والوں کی اذیتیں 9; اس کا کردار 2
خدا تعالیٰ :

اسکی ربوبیت کے اثرات 6; اسکی علم کے اثرات 5; اسکی قضاوت کی حقانیت 2، 4; اسکی قضاوت کی درخواست 1;
اسکی امداد کا پیش خیمہ 6; اسکی رحمت کا پیش خیمہ 6; اسکی ربوبیت کی شئون 4; اسکی عدالت 4; اسکی قضاوت کا معیار
2، 5; اسکی قضاوت کی خصوصیات 5

ربوبیت:

اسکی شرائط 7

ضروریات:

خدا تعالیٰ کی امداد کی ضرورت 8

کفار:

انکی اذیتیں 9; انکی دشمنی 3

مؤمنین:

انکی معنوی ضروریات 8

مشرکین:

انکی اذیتیں 9; انکی دشمنی 3

تفسیر راہنما جلد 11

525-----571

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ (١)
يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ
شَدِيدٌ (٢)

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ (٣)

كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ (٤)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ
وَنُقَرِّرَ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشَدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَّن يُتَوَفَّى وَمِنْكُمْ مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْدَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا
يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْنًا وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأُنْتَبَتْ مِن كُلِّ رَوْحٍ بِهِيجٍ (٥)

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُخَيِّبُ الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (٦)

وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ (٧)

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ (٨)

ثَانِيًا عَطْفُهُ لِضِلِّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنَذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ (٩)

ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتَ يَدَاكَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَالِمٍ لِّلْعَبِيدِ (١٠)

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَٰلِكَ هُوَ
الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ (١١)

يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا نِفَعُ لَهُ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ (١٢)

يَدْعُو لَمَن ضَرُّهُ أَقْرَبُ مَن نَّفَعَهُ لَيْسَ الْمَوْلَىٰ وَلَيْسَ الْعَشِيرُ (١٣)

إِنَّ اللَّهَ يَدْخُلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ (١٤)

مَن كَانَ يَظُنُّ أَن لَّن يَنصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ (١٥)

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يُرِيدُ (١٦)
 إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
 شَهِيدٌ (١٧)
 أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالْدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ
 وَكَثِيرٌ حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ (١٨)

تفسیر راہنما جلد 11

572

{س} هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ (١٩)
 یہ مؤمن و کافر دو باہمی دشمن ہیں جنہوں نے پروردگار کے بارے میں آپس میں اختلاف کیا ہے پھر جو لوگ کافر ہیں ان
 کے واسطے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے اور ان کے سروں پر گرما گرم پانی انڈیلا جائے گا۔ (19)

- 1_ توحید کی محاذ اور شرک کا محاذ دو مخالف محاذ اور ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔
 ہذاں خصمان
- 2_ توحید کی محاذ خداتعالیٰ کی لاشریک ربوبیت کا معتقد ہے جبکہ شرک کا محاذ خدا کی ربوبیت کا منکر اور غیر خدا کی
 ربوبیت کا معتقد ہے۔
 ہذاں خصمان اختصموا فی ربہم فالذین کفرو
- 3_ خداتعالیٰ ، انسانوں کا پروردگار ہے۔
 فی ربہم
- 4_ انسان کی پروردگار کی طرف نیاز تمام توحیدی ادیان اور شرک کے مکاتب کا مشترکہ عقیدہ ہے۔
 ہذاں خصمان اختصموا فی ربہم
- 5_ شرک اور خداتعالیٰ کی ربوبیت کا انکار ناقابل بخشش اور آتش دوزخ میں گرفتار کرنے والا گناہ ہے۔
 فالذین کفروا قطعتم لہم ثیاب من نار
- 6_ ربوبیت خدا کے منکر مشرکین کو دوزخ میں خصوصی آگ کے کپڑے کاٹ کر پہنائے جائیں گے۔
 فالذین کفروا قطعتم لہم ثیاب من نار
- "نار" کو نکرہ لانا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ

573

- مشرکین کیلئے جو کپڑے کاٹے جائیں گے وہ خاص آگ کے ہوں گے نہ ہر آگ کے۔
- 7_ دوزخ میں مختلف اور قسم و قسم کی آگ کا موجود ہونا۔
 قطعتم لہم ثیاب من نار
- 8_ دوزخ کے آتشیں کپڑے ایسے کپڑے ہیں جو بہت اذیت دینے والے اور سخت جلانے والے ہیں۔
 قطعتم لہم ثیاب من نار
- "نار" کو نکرہ لانا خاص قسم کی آگ کو بیان کرنے کے علاوہ ہوسکتا ہے اسے جلانے اور نقصان پہچانے کی شدت کو بھی
 بیان کر رہا ہو۔
- 9_ مشرکین کے سروں پر ابلتا اور کھولتا ہوا پانی ڈالنا دوزخ میں ان کا ایک اور عذاب۔

یصب من فوق رء وسهم الحمیم
 "صب"، "یصب" کا مصدر مجہول ہے کہ جس کا معنی ہے ڈالا جانا اور "حمیم" کا معنی ہے گرم اور کھولتا ہوا پانی۔
 10_ متضاد قدرتی عناصر کے درمیان آخرت میں سازگاری۔
 قَطَعَتْ لَہِمْ ثِیَابَ مَنْ نَارِ یَصْبُ مَنْ فَوْقَ رُؤُوسِهِمُ الْحَمِیمُ
 دوزخ میں گرم پانی اور آگ کا وجود مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

آخرت:

اس میں تضاد 10; اسکی خصوصیات 10

آسمانی ادیان:

انکی ہم آہنگی 4

انسان:

اس کا رب 3; اسکی معنوی ضروریات 4

جہنم:

اس کا گرم پانی 9; اسکی آگ کا متنوع ہونا 7; اسکی عذاب 8,9; اسکی موجبات 5

جہنمی لوگ:

ان کے لباس 6، 8

خدا تعالیٰ :

اسکی ربوبیت 3; اسکی ربوبیت کو جھٹلانے والے 2; اسکی ربوبیت کو جھٹلانے والے جہنم میں 6

شرك:

اسکی سزا، 5; اس کا گناہ 5

عقیدہ:

توحید ربوبی کا عقیدہ 2; غیر خدا کی ربوبیت کا عقیدہ 2

گناہ :

ناقابل بخشش گناہ 5

لباس:

آتشیں لباس 6، 8

مشرکین:

ان کے دشمن 1; ان کے اخروی عذاب 9; ان کا عقیدہ 2; یہ جہنم میں 6

موحدین:

ان کے دشمن 1; ان کا عقیدہ 2

574

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 3

نیاز:

پروردگار کی طرف نیاز 4

يُصَبِّرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ (۲۰)

جس سے ان کے پیٹ کے اندر جو کچھ ہے اور ان کی جلدیں سب گل جائیں گی (20)

1_ اہل دوزخ کی جلد، آنتوں اور پیٹ کے اندر کے اعضا کو پگھلانا ان کیلئے ایک اور مقرر کردہ عذاب۔

یصبر بہ ما فی بطونہم و الجلود

("بصر" کے مصدر مجہول) کا معنی ہے پگھلانا اور "بہ" کی ضمیر کا مرجع حمیم ہے اور "ما فی بطونہم" میں "ما" آنتوں اور پیٹ کے اندر کے اعضا سے کنایہ ہے یعنی گرم پانی جو ان کے سروں پر انڈیلا جائیگا اس کے ساتھ انکی جلد اور پیٹ کے اندر کے اعضا گل جائیں گے۔

2_ اہل دوزخ کے پینے کیلئے گرم اور کھولتا ہوا پانی ہے۔

بصر بہ ما فی بطونہم و الجلود

اہل دوزخ کی آنتوں اور پیٹ کے اندر کے اعضا کا گرم پانی کے ساتھ گل جانا اس بات کا غماز ہے کہ اس کھولتے ہوئے پانی کا پینا پیاس کو بجھانے کیلئے ہے۔

اہل جہنم:

انکی جلد کا گلنا 1; ان کے دل اور آنتوں کا گل جانا 1

جہنم:

اس کا گرم پانی 1، 2; اسکی پینے کی چیزیں 2; اسکے عذاب 1

وَلَهُمْ مَّقَامِعٌ مِنْ حَدِيدٍ (۲۱)

اور ان کے لیے لوہے کے گرز مہیا کئے گئے ہیں (21)

1_ آپنی گرز اہل دوزخ پر شکنجہ کسنے کا ایک اور ذریعہ۔

و لہم مقمع من حدید

575

2_ ربوبیت خدا کے منکر مشرکین دوزخ میں آپنی گرزوں کے مستحق ہیں۔

و لہم مقمع من حدید

("مقامع" کے مفرد) "مقمعة" کا معنی ہے گرز پس "مقامع من حدید" یعنی آپنی گرز۔

3_ دوزخ میں لوہے کا موجود ہونا اور جہنمیوں کے عذاب میں اس کا استعمال۔

و لہم مقمع من حدید

4_ رسول خدا (ص) نے خداتعالیٰ کے فرمان "و لہم مقامع من حدید" کے بارے میں فرمایا اگر (جہنم کے) آپنی گرز میں سے

ایک گرز زمین پر رکھ دیا جائے تو سب جن و انس جمع ہوکر اسے زمین سے نہیں اٹھا سکتے (1)

اہل جہنم:

ان کے عذاب کا ذریعہ 1

جہنم:

اس کا لوہا 3; اسکے عذاب کی سختی 4; اسکے عذاب 1، 3; آپنی گرز 1، 2، 4

خداتعالیٰ :

اسکی ربوبیت کو جھٹلانے والوں کی سزا ، 2; اسکی ربوبیت کو جھٹلانے والے جہنم میں 2

روایت 4:

عذاب:

اخروی عذاب کا ذریعہ 2، 3; اخروی عذاب 2

مشرکین:

انکی اخروی سزا 2; یہ جہنم میں 2

كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ (۲۲)

جب یہ جہنم کی تکلیف سے نکل بھا گنا چاہیں گے تو دوبارہ اسی میں پلٹا دئے جائیں گے کہ ابھی اور جہنم کا مزہ

چکھو (22)

1_ اہل دوزخ ہرگز دوزخ سے خارج نہیں ہوں گے۔
 کلما أرادوا أن يخرجوا منها من غم أعيدوا فيها

(1) مجمع البیان آیت 21 کے ذیل میں بحار الانوار ج 8؛ ص 252۔

576

("ارادوا" کا مصدر) "ارادة" یہاں پر کنایہ ہے نزدیک ہونے سے "منہا" اور "فیہا" کی ضمیروں کا مرجع "نار" ہے "غم" بھی مصدر ہے کہ جس کا معنی ہے ڈھانپنا اور پردہ اور اس کا مضاف الیہ محذوف ہے اور اصل میں "غمہا" ہے اور "من غمہا" یہاں پر "منہا" کی ضمیر سے بدل اشمال ہے یعنی دوزخی لوگ جب بھی آگ کے پردے سے نکلنا چاہیں گے انہیں اس میں دوبارہ واپس پلٹا دیا جائیگا۔

2_ جب بھی اہل دوزخ دہکتی ہوئی آگ میں جلنے کی وجہ سے قعر جہنم سے نکلنا چاہیں گے انہیں دوبارہ آہنی گرزوں کے ساتھ قعر جہنم میں واپس پلٹا دیا جائیگا۔

و لهم مقامع من حديد كلما أرادوا أن يخرجوا منها من غم أعيدوا فيه

3_ دوزخ میں آہنی گرز اٹھائے ہوئے داروغوں کا موجود ہونا۔

و لهم مقامع من حديد كلما أرادوا ... أعيدوا فيه

"اعيدوا" فعل مجہول اور اس کا فاعل محذوف ہے اور سابقہ آیت "لهم مقامع من حديد" کو دیکھتے ہوئے یہ دراصل یوں ہوگا "کلما أرادوا ان يخرجوا ... اعادتهم الخزنة بالمقامع فيها" جب بھی اہل دوزخ، دوزخ سے نکلنا چاہیں گے تو دوزخ کے داروغے آہنی گرزوں کے ساتھ انہیں دوزخ کے اندر پلٹا دینگے۔

4_ دوزخ کے داروغے دوزخیوں کیلئے غصے اور نفرت سے پُر۔

کلما أرادوا ... و ذوقوا عذاب الحريق

5_ انسانوں کی معاد، جسمانی ہے۔

يصب من فوق رؤوسهم الحميم ... بطونهم و الجلود ... مقامع من حديد ... ذوقوا عذاب الحريق

"رؤوس"، "حمیم"، "بطون"، "جلود" اور "مقامع من حديد" جیسے کلمات کے استعمال سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

6_ آتش دوزخ بہت ہی گرم اور جلادینے والی ہے۔

ذوقوا عذاب الحريق

"حريق" کا معنی ہے جلادینے والی "آگ" اس کا فعل کے وزن میں آنا کہ جو مبالغہ کیلئے ہے آتش دوزخ کی سخت گرمی اور اسکے شدید طور پر جلانے کو بیان کر رہا ہے۔

7_ ابوبصیر نے امام صادق (ع) سے روایت کی ہے ... اہل جہنم جب اس میں داخل ہوں گے تو سترسال کی مسافت کی مقدار اس میں نیچے گریں گے پس جب بھی اوپر آئیں گے تو آتشیں گرزوں کے ساتھ انہیں دوبارہ جہنم کی تہ میں گرادیا جائیگا یہ ان کی حالت زار ہے اور یہی خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو اس نے فرمایا ہے "کلما أرادوا أن يخرجوا منها ..." (1)

(1) تفسیر قمی ج 2 ص 81_ نور الثقلین ج 3 ص 477 ح 32۔

577

اہل جہنم:

ان کے حالات 2؛ ان پر غضب 4

جہنم:

اس میں ہمیشہ رہنے والے 1، 2؛ اس میں ہمیشہ رہنا 1؛ اسکی گرمی کی شدت 6؛ اس کے کارندے 3؛ اس کے کارندوں کا غضب

4؛ اس کے آہنی گرز 2، 3؛ اس کے کاروندوں کا جن پر غضب ہوگا 4؛ اس سے نجات 7؛ اسکی آگ کی خصوصیات 6

معاد:

معاد جسمانی 5

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ (٢٣)

بیشک اللہ صاحبان ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں میں داخل کرتا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہوتی ہیں انہیں ان جنتوں میں سونے کے گنگن اور موتی پہنا 4ے جائیں گے اور ان کا لباس اس جنت میں ریشم کا لباس ہوگا (23)

- 1_ اہل ایمان کیلئے خداتعالیٰ کی طرف سے بہشت کی ضمانت۔
 إِنَّ اللَّهَ يَدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ (٢٣)
- 2_ بہشت، خداتعالیٰ کی طرف سے نیک کردار مؤمنین کیلئے اجر۔
 إِنَّ اللَّهَ يَدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ (٢٣)
- 3_ عمل صالح کے ہمراہ ایمان، بہشت میں داخل

578

ہونے کی شرط۔

- 4_ بہشت، متعدد، سرسبز اور درختوں سے ڈھکے ہوئے باغات پر مشتمل ہے۔
 جنت تجري من تحتها الأنهر
- "جنت"، "جَنَّةٌ" کی جمع ہے کہ جس کا معنی ہے درختوں سے ڈھکا ہوا باغ۔
- 5_ بہشت کے باغوں میں درختوں کے نیچے چشمے جاری ہیں۔
 جَنَّت تجري من تحتها الأنهر
- 6_ بہشت میں مؤمنین کو سونے اور مروارید کی کڑیوں سے آراستہ کیا جائیگا۔
 يحلون فيها من أساور من ذهب و لؤلؤ
- "لؤلؤ" کا معنی ہے مروارید اور "أساور" ("سورہ" کی جمع) دستوارہ کا معرب ہے کہ جس کا معنی ہے کڑی۔
- 7_ بہشت میں مؤمنین کے ریشم کے لباس۔
 و لباسهم فيها حرير
- 8_ سب انسانوں کا قدرتی طور پر زیورات اور ریشم کے لباس پہننے کی طرف تمایل
 يحلون فيها من أساور من ذهب و لؤلؤ و لباسهم فيها حرير
- 9_ انسانوں کو ایمان اور عمل صالح کی طرف مائل کرنے کیلئے قرآن کا اسکے فطری تمایلات سے استفادہ کرنا۔
 إِنَّ اللَّهَ يَدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا ... و لباسهم فيها حرير

انسان:

اسکے تمایلات 8; اسکے تمایلات میں مؤثر عوامل 9; اسکے تمایلات کا کردار 9

ایمان:

ایمان اور عمل صالح 3

اہل بہشت:

ان کے لباس کی قسم 7; انکی سنہری کڑیاں 6; انکی مروارید کی کڑیاں 6; انکی زینت 6; انکا ریشمی لباس 7

بہشت:

اسکے باغات 5; اسکی پاداش 2; اسکے باغوں کا متعدد ہونا 4; اسکے چشمے 5; اسکے درخت 4، 5; اس کا سرسبز ہونا 4;

اسکے شرائط 3; اسکی نعمتیں 4، 5

تمایلات:

ایمان کی طرف تمایل کا پیش خیمہ 9; عمل صالح کی طرف تمایل کے عوامل 9
دوست رکھنا:

زیورات کو دوست رکھنا 8; ریشمی لباس کو دوست رکھنا 8

مؤمنین:

صالح مؤمنین کی پاداش 2; انکی پاداش کی ضمانت 1; یہ بہشت میں 1، 6
ہدایت:

اسکی روش 9

579

اور انہیں پاکیزہ قول کی طرف ہدایت دی گئی ہے اور انہیں حمید کے راستے کی طرف رہنمائی کی گئی ہے (24)

1_ خدا اہل ایمان کا بادی و رہنما ہے۔

و ہدوا إلی الطَّيِّبِ من القول و ہدوا إلی صراط الحمید

2_ اہل ایمان کا قرآن اور اسکے معارف سے بہرہ مند ہونے کا گرویدہ ہونا خداتعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی کا مربون منت ہے۔

و ہدوا إلی الطَّيِّبِ من القول

ہوسکتا ہے پاکیزہ کلام (الطیب من القول) سے مراد قرآن یا کلمہ توحید (لا الہ الا اللہ) ہو مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

3_ قرآن، پاک و پاکیزہ اور پسندیدہ کلام ہے۔

الطیب من القول

4_ کلمہ توحید (لا الہ الا اللہ) پاک اور پسندیدہ کلام ہے۔

و ہدوا إلی الطَّيِّبِ من القول

گذشتہ عبارت _ کہ جو اہل توحید و اہل شرک اور موحدین و مشرکین کے انجام کے بارے میں تھی _ کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ "الطیب من القول" سے مراد کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" ہے اور "صراط الحمید" سے مراد خدائے یکتا کی عبادت ہے۔

5_ خدائے یکتا کی پرستش راہ خدا ہے۔

ہدوا إلی صراط الحمید

6_ خداتعالیٰ پروردگار حمید ہے۔

إلی صراط الحمید

7_ مؤمنین کی طرف سے شرک کو رد کرنا اور ان کا خدائے یکتا کی پرستش کی طرف مائل ہونا خداتعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی کا مربون منت ہے۔

و ہدوا إلی صراط الحمید

580

اسما و صفات:

حمید 6

ایمان:

قرآن پر ایمان کے عوامل 2

توحید:

توحید عبادی 5؛ اس کا سرچشمہ 7

خدا تعالیٰ :

اسکی ہدایت کے اثرات 2، 7؛ اس کا ہادی ہونا 1

سبیل اللہ : 5

قرآن:

اس کا پاک ہونا 3؛ اس کی خصوصیات 3

کلمہ توحید:

اس کا پاک ہونا 4

مؤمنین:

انکی توحید عبادی کا سرچشمہ 7؛ انکی شرک دشمنی کا سرچشمہ 7؛ انکی ہدایت 1، 7

بیشک جو لوگوں نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو اللہ کے راستے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے تمام انسانوں کے لئے برابر سے قرار دیا ہے چائے وہ مقامی ہوں یا باہر والے اور جو بھی اس مسجد میں ظلم کے ساتھ الحاد کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے (25)

1_ خدا کے ساتھ کفر اور اسکی عبادت سے روگردانی ناقابل بخشش گناہ ہے کہ جس کا نتیجہ دوزخ ک

581

دردناک عذاب ہے۔

إن الذین کفروا و یصدون عن سبیل اللہ

"الطیب من القول" سے مراد جیسا کہ پہلے کہا جاچکا ہے کلمہ توحید اور "صراط حمید" سے خدائے یکتا کی عبادت ہے اس بنا پر اس آیت کے سابقہ آیت کے ساتھ ارتباط کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ "إن الذین کفروا" میں "کفروا" در حقیقت یوں ہے "کفروا بالطیب من القول" اور "یصدون عن سبیل اللہ" میں "سبیل اللہ" سے مراد خدائے یکتا کی پرستش ہے قابل ذکر ہے کہ "الذین" "إن" کا اسم اور اسکی خبر محذوف ہے اور ذیل آیت کے قرینے سے یہ در اصل یوں ہے "ان الذین کفروا ... نذیقہم من عذاب الیم۔

2_ خدائے یکتا کی پرستش ایسا راستہ ہے جو خدا کی طرف جاتا ہے اور لقاء اللہ پر جاکر ختم ہوتا ہے۔

و یصدون عن سبیل اللہ

"سبیل اللہ" یعنی راہ خدا۔ اور راہ خدا سے مراد ہوسکتا ہے وہ راہ ہو کہ جسے خدا تعالیٰ نے اہل ایمان کیلئے تعیین اور ترسیم کیا ہے اور ہوسکتا ہے اس سے مراد وہ راستہ ہو جو خدا کی طرف جاتا ہے اور اس تک پہنچتا ہے۔ مذکورہ مطلب دوسرے معنی کی بنیاد پر ہے۔

3_ صدر اسلام کے مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کو مسجد الحرام کی زیارت اور عبادت خدا کی رسومات انجام دینے سے ممانعت۔

إن الذین کفروا و یصدون عن سبیل اللہ و المسجد الحرام

("یصدون" کے مصدر) "صدّ" کا معنی ہے روکنا اور منع کرنا اور "یصدون" کا مفعول محذوف ہے اور یہ در اصل یوں ہے "یصدون الذین آمنوا)

4_ بارگاہ خداوندی میں کعبہ بڑی عزت اور تقدس کا حامل ہے۔

و یصدون عن سبیل اللہ و المسجد الحرام

لوگوں کو مسجد الحرام کی زیارت سے منع کرنے کی وجہ سے کفار کو دوزخ کے عذاب کے دھمکی مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔

5_ حجاج کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے منع کرنا لوگوں کو راہ خدا سے روکنے کا واضح نمونہ ہے۔

و یصدون عن سبیل اللہ و المسجد الحرام

"سبیل اللہ" سے مراد جیسا کہ پہلے بتاچکے ہیں۔ خدائے یکتا کی عبادت ہے۔ اس چیز کی بنا پر اور اس چیز کو مدنظر

رکھتے ہوئے کہ مؤمنین کی طرف سے مسجد الحرام کی زیارت اور اسکے خاص اعمال (طواف، سعی و غیرہ) کو انجام دینا عبادت خدا کے مصداق شمار ہوتے ہیں اسے "سیل اللہ" کے بعد ذکر کرنا ہو سکتا ہے اس معنی میں ہو کہ زائرین کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے روکنا راہ خدا سے روکنے کے واضح مصداق میں سے ہے۔
6_ مسجد الحرام سب خدا پرستوں کیلئے ہے اور کسی خاص گروہ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو اسکی زیارت سے محروم کرے۔

582

الذی جعلنا للناس

7_ سب مسلمان (اہل مکہ اور دیگر اطراف اور ممالک کے) مسجد الحرام کے سلسلے میں مساوی حق رکھتے ہیں۔

الذی جعلنا للناس سواء العاكف فيه و الباد

"سوائے" بمعنی "مستوی" اور "الناس" کیلئے حال ہے اور "عاکف" کا معنی ہے مقیم (یعنی اہل مکہ) "بادی" یعنی اہل بادیه اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو مکہ سے باہر دیگر سرزمینوں میں رہتے ہیں یعنی ہم نے مسجد الحرام کو سب لوگوں کیلئے خلق کیا ہے۔ اور اس سے بہرہ مند ہونے میں مکی اور دیگر سرزمین کے لوگوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور کسی کو دوسرے پر برتری حاصل نہیں ہے۔

8_ حجاج کو مکہ میں داخل ہونے سے منع کرنا ان کے اس حق کی نسبت تجاوز ہے کہ جو خدانے ان کیلئے قرار دیا ہے۔ و یصدون ... الذی جعلنا للناس

9_ اہل مکہ دوسروں کو مسجد الحرام کی زیارت سے روکنے کا حق نہیں رکھتے۔

الذی جعلنا للناس سواء العاكف فيه و الباد

10_ حج اور مسجد الحرام کی زیارت جزیرۃ العرب کے لوگوں کے درمیان رائج رسومات۔

سواء العاكف فيه و الباد

11_ "مسجد الحرام" جزیرۃ العرب کے لوگوں کے درمیان ایک رائج اور جانا پہچانا نام۔

و المسجد الحرام الذی جعلنا للناس

12_ مسجد الحرام کے احاطے میں حق سے ہر قسم کے انحراف اور دوسروں کے حقوق کی نسبت تجاوز کا ممنوع ہونا۔

و من یرد فیہ إلیحد بظلم نذقه من عذاب الیم

"الحد" کا معنی ہے انحراف اور کج روی "الحد" اور "ظلم" کے نکرہ ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد الحرام اور اسکی حدود میں لوگوں کا مکمل طور پر امن اور سکون میں ہونا ضروری ہے اور اس سلسلے میں ذرہ برابر انحراف اور دوسروں کے حقوق کی نسبت تجاوز سے چشم پوشی نہیں کی جائیگی۔

13_ ضروری ہے کہ مکہ (مسجد الحرام اور اس کی حدود) سب لوگوں کیلئے امن کی جگہ ہو۔

سواء العاكف فيه و الباد

14_ مسجد الحرام کی حدود میں حق سے انحراف اور دوسروں کے حقوق کی نسبت تجاوز بہت بڑا گناہ ہے اور کج روی

کرنے والے اور ستم گر لوگ سخت دنیوی سزا کے منتظر رہیں۔

و من یرد فیہ إلیحد بظلم نذقه من عذاب الیم

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "عذاب الیم" سے مراد دنیوی سزا بھی ہو۔

15_ دوزخ کا دردناک عذاب، مسجد الحرام کی حدود میں حق سے ہر قسم کے انحراف اور دوسروں کے حقوق کی نسبت

تجاوز کی سزا۔

583

و من یرد فیہ إلیحد بظلم نذقه من عذاب الیم

16_ حضرت علی (ع) سے روایت ہے کہ رسول خدا (ص) نے اہل مکہ کو اپنے گھر کو کرائے پر دینے اور انہیں دروازے

لگانے سے منع کرتے ہوئے فرمایا "سواء العاکف فیہ و الباد" (1)

17_ ابوالصباح کنانی کہتے ہیں میں نے خداتعالیٰ کے فرمان "و من یرد فیہ إلیحد بظلم نذقه من عذاب الیم" کے بارے میں

سوال کیا تو آپ (ع) نے فرمایا ہر ظلم جو کوئی شخص مکہ میں اپنے اوپر کرے چاہے وہ چوری ہو یا کسی دوسرے پر ظلم

یا ہر قسم کا ستم میں اسے الحاد اور انحراف سمجھتا ہوں (2)
 18_ امام صادق (ع) سے خدا تعالیٰ کے فرمان "و من یرد فیہ إحد بظلم" کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا جو شخص مکہ میں غیر خدا کی پرستش کرے یا اولیاء خدا کے غیر کی ولایت کو قبول کرے تو اس نے "إحد بظلم" کیا ہے (3)

اسلام:
 صد ر اسلام کی تاریخ 3، 16
 الحاد: 18
 انحراف:
 اسکی سزا، 15؛ اس کا گناہ 14
 آنحضرت (ص):
 آپ (ص) کے نوابی 16
 توحید:
 توحید عبادی کا انجام 2
 عرب:
 انکی رسومات 10
 جزیرۃ العرب:
 اسکے لوگ اور حج 10؛ اسکے لوگ اور مسجد الحرام 11
 جہنم:
 اسکے اسباب 1، 15
 حجاج:
 ان کے حقوق کی نسبت تجاوز 8
 حج:
 اسکی تاریخ 10
 خود:
 خود پر ظلم 17
 روایت 16، 17، 18
 سبیل اللہ:
 اس سے روکنا 5
 چلنا:

(1) قرب الاسناد 108 ح 372_ تفسیر برہان ج 3 ص 84 ح 8_
 (2) کافی ج 4 ص 227 ح 3_ نور الثقلین ج 3 ص 483 ح 60_
 (3) کافی ج 8 ص 337 ح 533_ نور الثقلین ج 3 ص 483 ح 57_

584

اسکے راستے 2
 ظلم کرنے والے:
 انکی دنیوی سزا، 14
 عبادت:
 عبادت خدا کے ترک کے اثرات 1؛ غیر خدا کی عبادت 18؛ عبادت خدا کے ترک کرنے کا گناہ 1

عذاب:
 دردناک عذاب 15; اسکے درجے 1، 15; اخروی عذاب کے اسباب 1، 15
 کعبہ:
 اسکی فضیلت 4; اس کا تقدس 4
 کفر:
 خدا کے ساتھ کفر کے اثرات 1; خدا کے ساتھ کفر کا گناہ 1
 گناہ:
 گناہان کبیرہ 14; ناقابل بخشش گناہ 1
 لقاء اللہ :
 اس کا پیش خیمہ 2
 لوگ:
 ان کے حقوق کی نسبت تجاوز 12; ان کے حقوق کی نسبت تجاوز کی سزا 15; ان کے حقوق کی نسبت تجاوز کا گناہ 14
 مسجد الحرام:
 اس کا امن ہونا 13; اسکی زیارت کی تاریخ 10; اسکی تاریخ 11; اس میں حقوق 14; اسکی زیارت 7، 11; اس کا سب کیلئے ہونا 6; اس میں عبادت خدا سے روکنا 3; اس سے روکنا 3، 5; اس میں حق تلفی کا ممنوع ہونا 12; اس سے روکنے کا ممنوع ہونا 6، 9; اسکی خصوصیات 12، 13
 مسلمان:
 ان کے حقوق کا مساوی ہونا 7; ان کے حقوق 7
 مکہ کے مسلمان:
 ان کے حقوق 7
 مکہ:
 اس کا امن ہونا 13; اسکے گھروں کے دروازے 16; اس میں ظلم کا گناہ 17; اس سے حاجیوں کو روکنا 8; اسکے گھروں کو کرائے پر دینے سے نہیں 16; اسکی خصوصیات 13
 منحرفین:
 ان کی دنیوی سزا 14،
 موحدین:
 ان کے حقوق 6
 ولایت:
 اولیاء اللہ کے غیر کی ولایت کو قبول کرنا 18

تفسیر راہنما جلد 11

585

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهَّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (۲۶)
 اور اس وقت کو یاد دلاؤ جب ہم نے ابرہمی کے لئے بیت اللہ کی جگہ مہیا کی کہ خبردار ہمارے بارے میں کسی طرح کا شرک نہ ہونے پائے اور تم ہمارے گھر کو طرف کرنے والے، قیام کرنے والے اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے

پاک و پاکیزہ بناؤ (26)

- 1_ حضرت ابراہیم (ع) کے ہاتھوں کعبہ کی بنیاد بہت اہم اور ایسا واقعہ ہے جو یاد دہانی کرانے کے قابل ہے۔
و اذ بَوَّانَا لِابْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ
"اذ" اسم زمان اور محل نصب میں ہے اور یہ "اذکر" محذوف کا مفعول ہے یعنی "یاد کیجئے اس وقت کو کہ جب ہم نے..."
- 2_ کعبہ، حضرت ابراہیم (ع) کی عبادت کی جگہ۔
و اذ بَوَّانَا لِابْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ
("بوانا" کے مصدر) "تبوؤة" کا معنی ہے مرجع اور مرکز قرار دینا یعنی "اس زمانے کو یاد کیجئے جب ہم نے کعبہ کی جگہ کو ابراہیم (ع) کیلئے رجوع کرنے کا مقام قرار دیا" اور حضرت ابراہیم (ع) کا بار بار کعبہ کی جگہ کی طرف رجوع کرنا یا تو خدا کی عبادت کیلئے تھا اور یا اسے تعمیر کرنے کیلئے مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنیاد پر ہے۔
- 3_ کعبہ کی جگہ خداتعالیٰ کی جانب سے عبادت کیلئے معین کردہ جگہ۔
و اذ بَوَّانَا لِابْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ
- 4_ حضرت ابراہیم (ع) کعبہ کی بنیاد رکھنے والے اور اسکے

586

معمار۔

- و اذ بَوَّانَا لِابْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ
- 5_ کعبہ، توحید اور یکتاپرستی کی جلوہ گاہ۔
و اذ بَوَّانَا لِابْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَا تَشْرَكَ بِى شَيْئٍ
- 6_ خدا کے علاوہ کوئی قابل پرستش نہیں ہے۔
اَنْ لَا تَشْرَكَ بِى شَيْئٍ
- 7_ عبادت میں اخلاص اور اسے ہر قسم کے غیر الہی عمل سے آلودہ کرنے سے پرہیز کرنا خداتعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم کو نصیحت۔
اَنْ لَا تَشْرَكَ بِى شَيْئٍ
- 8_ شرک کے ساتھ آلودہ عبادت کی بارگاہ خداوندی میں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔
اَنْ لَا تَشْرَكَ بِى شَيْئٍ
- 9_ کعبہ بہت مقدس گھر اور بارگاہ خداوندی میں بڑی عزت کا حامل ہے۔
و طَهَّرَ بَيْتِي
- "بیت" کی بقاء متکلم کی طرف اضافت، تشریفہ اور مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔
- 10_ کعبہ کی تولیت اور اسے زائرین کیلئے تیار کرنا، حضرت ابراہیم (ع) کے الہی وظائف میں سے۔
و طَهَّرَ بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ
- 11_ مسجد الحرام کی تولیت اور اسے زائرین بیت اللہ کیلئے تیار کرنا توحیدی معاشرے کے رہنماؤں کی ذمہ داری۔
اَنْ لَا تَشْرَكَ بِى شَيْئاً و طَهَّرَ بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ
- 12_ شرک، طہارت و پاکیزگی سے دوری اور پلیدیگی و ناپاکی کے ساتھ آلودہ ہونا ہے۔
اَنْ لَا تَشْرَكَ بِى شَيْئاً و طَهَّرَ بَيْتِي
- 13_ مسجد الحرام کی حرمت کی پاسداری اور اسے ظاہری آلودگیوں اور باطنی پلیدیگیوں (شرک کے مظاہر) سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔
اَنْ لَا تَشْرَكَ بِى شَيْئاً و طَهَّرَ بَيْتِي
- 14_ طواف، قیام، رکوع اور سجود (نماز) مسجد الحرام کی زیارت کے آداب میں سے۔
و طَهَّرَ بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ و الْقَائِمِينَ و الرُّكَّعَ السَّجُودَ
- ظاہر یہ ہے کہ "القائمین و الرُّكَّعَ السَّجُودَ" سے مراد نماز پڑھنے والے ہیں یعنی میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کیلئے تیار کیجئے۔

- 15_ مسجد الحرام کی زیارت میں طواف کو نماز پر مقدم کرنا ضروری ہے۔
للطائفین و القائمین و الركع السجود
16_ قیام، رکوع اور سجود نماز کے ارکان میں سے ہیں۔
و القائمین و الركع السجود
17_ طواف اور نماز، حضرت ابراہیم (ع) کی شریعت کی ذمہ داریوں میں سے۔
طہر بیتي للطائفین و القائمین و الركع

587

السجود

- 18_ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے ... جب خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (ع) کو کعبہ کی تعمیر پر مأمور کیا تو انہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ کعبہ کو کہاں بنائیں تو خدا تعالیٰ نے جبرائیل کو بھیجا اور انہوں نے کعبہ کی جگہ پر ان کیلئے لکیر کھینچ دی ... (1)

ابراہیم (ع) :

ان کے دین کی تعلیمات 17; انکو نصیحت 7; انکی عبادت گاہ 2; انکی ذمہ داری 10; ان کا نقش و کردار 1، 4
توحید:

توحید عبادی 6

خدا تعالیٰ :

اسکی نصیحتیں 7; اس کا نقش و کردار 3

ذکر:

کعبے کی تعمیر کا ذکر، 1

روایت 18

دینی راہنما:

انکی ذمہ داری 11

شرك:

شرك عبادی کا بے قدر و قیمت ہونا 8; اسکی پلیدگی 12; اسکی حقیقت 12

طواف:

اسکی تاریخ 17; یہ دین ابراہیم (ع) میں 17

عبادت:

اس میں اخلاص 7; بے قدر و قیمت عبادت 8

کعبہ:

اس کا احترام 9; اسے تعمیر کرنے والے 1; اس کا موسس 4; اسکی تاریخ 1، 4; اسکی تطہیر 10; اس میں عبادت 2، 3;
اسکی فضیلت 5، 9; اس کا تقدس 9; اس کے متولی 10; اسکی تعیین کا سرچشمہ 3، 18; اس میں توحید عبادی کی نشانیاں 5
مسجد الحرام:

اسکی زیارت کے آداب 14; اسکی تطہیر کی اہمیت 13; اسکی حفاظت کی اہمیت 13; اس میں رکوع 14; اس میں سجدہ 14;

اس میں طواف 14، 15; اس کے متولی 11; اس میں نماز 14، 15

نظریہ کائنات :

توحیدی نظریہ کائنات 6

نماز:

اس کے ارکان 16; اسکی تاریخ 17; اس میں رکوع 16; اس میں سجدہ 16; اس میں قیام 16; یہ دین ابراہیم (ع) میں 17

.....

(1) تفسیر قمی ج 1 ص 62۔ نور الثقلین ج 1 ص 128 ح 376۔

588

وَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ (٢٧)
اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کر دو کہ لوگ تمہاری طرف پیدل اور لاغر سواریوں پر دور دراز علاقوں سے سوار ہو کر آئیں گے (27)

- 1۔ حکم خدا سے حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے لوگوں کو حج کی دعوت۔
وَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ
("أَذَّنَ" کے مصدر) "تأذین" کا معنی ہے اعلان کرنا اور ندا دینا یعنی اے ابراہیم (ع) لوگوں کے درمیان جاؤ اور انہیں حج اور زیارت بیت اللہ کی دعوت دو۔
- 2۔ حج، دور و نزدیک کے تمام لوگوں پر ایک الہی ذمہ داری۔
يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ
"يَأْتُوكَ" شرط محذوف کی جزا ہے اور یہ در حقیقت یوں ہے "إِنْ تَأَذَّنَ فِيهِمْ بِهِ يَأْتُوكَ"، "رجال"، "راجل" کی جمع ہے یعنی "پیدل" اور "ضامر" کمزور اونٹ کو کہاجاتا ہے۔
اور "فج" در حقیقت پہاڑ کے شکاف کے معنی میں ہے اور یہاں پر اس سے مراد راستہ ہے "عمیق" بعید کا مترادف ہے یعنی دور پس مذکورہ جملے کا معنی یہ بنے گا اگر لوگوں کو حج کی طرف بلاؤ تو وہ تیری دعوت پر لبیک کہتے ہوئے پیدل، سوار ہو کر اور دور و نزدیک کے راستوں سے چل نکلیں گے۔
- 3۔ تبلیغ اور لوگوں کو حج و زیارت بیت اللہ کی دعوت دینا الہی رہنماؤں کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔
وَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ
- 4۔ حج، حضرت ابراہیم (ع) (ع) کی شریعت کی ایک یادگار۔
وَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ
- 5۔ حضرت ابراہیم (ع) کی اقامت گاہ، مسجد الحرام کے جوار

589

- مینتھی۔
يَأْتُوكَ رِجَالًا
- جملہ "يَأْتُوكَ" (تیرے پاس پیدل اور سوار ہو کر آئیں گے) سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ کے مؤسس اسکے جوار میں رہتے تھے اس طرح، کہ ہر زائر مسجد الحرام میں داخل ہوتے وقت ان پر بھی وارد ہوتا تھا۔
- 6۔ دور و نزدیک کے لوگوں کا حضرت ابراہیم (ع) پر پختہ ایمان اور حضرت ابراہیم (ع) کی ان کے درمیان انتہائی محبوبیت اور نفوذ۔
وَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ
 - دور و نزدیک کے لوگوں کا حضرت ابراہیم (ع) کی دعوت پر لبیک کہنا اور انکا پیدل اور سوار ہو کر کعبے کی زیارت کیلئے نکل پڑنا اور کی آپ (ع) کی شخصیت سے آشنائی اور ان کے درمیان آپ (ع) کی محبوبیت کی علامت ہے۔
 - 7۔ حضرت ابراہیم (ع) کے دین توحیدی کا خود ان کی زندگی میں دور و نزدیک کی سرزمین میں پھیل جانا۔
يَأْتُوكَ ... مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ
 - 8۔ حضرت ابراہیم (ع) کا اپنے زمانے میں ہر سال حج کی رسومات میں شریک ہونا۔
يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ
 - فعل مضارع "يَأْتُوكَ" ہو سکتا ہے مفید استمرار ہو لہذا ہر سال لوگوں کا حج کی رسومات میں حضرت ابراہیم (ع) کے پاس آنا ان کے ہر سال حج کی رسومات میں شرکت کو بیان کر رہا ہے۔
 - 9۔ مراسم حج کو اسلامی معاشرے کے رہبر کی محوریت کے ساتھ انجام دینا ضروری ہے۔

يَأْتُوْكَ رَجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ
یہ جو خداتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "لوگ پیدل اور سوار ہو کر تیرے (ابراہیم(ع)) پاس آئیں گے" ہوسکتا ہے لوگوں کیلئے اس حکم پر مشتمل ہو کہ وہ پہلے الہی رہبر کی زیارت کیلئے جائیں اور اسکی رہبری میں مراسم حج کو انجام دیں۔
10_ مناسک حج میں اسلامی معاشرے کے رہبر سے ملاقات۔

يَأْتُوْكَ رَجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ
11_ بارگاہ خداوندی میں پیدل حج کی بڑی فضیلت اور قدر و قیمت۔
يَأْتُوْكَ رَجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ
پیدل لوگوں (رجالاً) کو سواروں (و علی کل ضامر) پر مقدم کرنا ہوسکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہوں۔
12_ زمین مکہ کی سطح کی بلندی اسکے اردگرد کے مناطق سے زیادہ ہے۔

يَأْتُوْكَ ... مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ
("عمیق" کا مصدر) "عمق" اس طولانی مسافت کو کہا جاتا ہے کہ جو نیچے کی طرف ہو لہذا "بعید" کی بجائے کلمہ "عمیق" کا استعمال یا تو اس لحاظ سے ہے کہ سرزمین مکہ کی بلندی اسکے اردگرد کے مناطق سے چونکہ زیادہ ہے لہذا جو لوگ مکہ کی طرف آتے ہیں وہ نیچے سے اوپر کی جانب حرکت کرتے ہیں اور یا اسلئے ہے کہ چونکہ

590

زمین گیند کی صورت میں ہے لہذا لوگوں کی دور سے حرکت اوپر کی جانب حرکت نظر آتی ہے مذکورہ مطلب پہلے فرضیے کی بنیاد پر ہے۔

13_ قرآن کا زمین کے گیند کی طرح اور اسکی سطح کے گول ہونے کی طرف اشارہ۔
يَأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ

14_ عبید اللہ بن علی الحبلی کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے سوال کیا کہ (حج میں) تلبیہ کیوں مقرر کیا گیا ہے؟ تو آپ(ع) نے فرمایا بِيَشْكُ خَدَاتَعَالٰی نے حضرت ابراہیم(ع) کی طرف وحی کی "وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رَجَالًا" پس حضرت ابراہیم نے ندا دی اور دور کے ہر راستے سے "لَبِيْكَ" کے ساتھ حضرت ابراہیم(ع) کو جواب دیا گیا (1)
15_ امام صادق(ع) نے فرمایا کہ پیغمبر اکرم دس سال مدینہ میں رہے اور حج پر نہ گئے پھر خداتعالیٰ نے آنحضرت پر نازل کیا "وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رَجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ" پس پیغمبر اکرم(ص) نے منادیوں کو حکم دیا کہ وہ بلند آواز کے ساتھ اعلان کریں کہ اس سال رسول اللہ (ص) حج پر جائیں گے ... (2)

آنحضرت(ص) :

آپ(ص) کا حج 15

ابراہیم (ع) :

آپ مسجد الحرام کے جوار میں 5; آپکی اقامت گاہ 5; آپکے حج کا تسلسل 8; آپ کے دین کی تعلیمات 4; آپکی شرعی ذمہ داری 1; آپکی دعوتیں 1، 14; آپ(ص) کی معاشرتی شخصیت 6; آپکے دین کا پھیلنا 7; آپ کی محبوبیت 6 ایمان:

ابراہیم پر ایمان 6

تلبیہ:

اسکی تشریح کا فلسفہ 14

حج:

اسکے آداب 9; اس کے احکام 2; یہ دین ابراہیم میں 14 ; اسکی دعوت 1، 3، 14; پیدل حج کی فضیلت 11

روایت 14، 15

دینی رہنما:

انکی ذمہ داری 3; حج میں ان کے ساتھ ملاقات 10; ان کا نقش و کردار 9

شرعی ذمہ داری:

سب کی شرعی ذمہ داری 2

زمین:

اس کا گیند کی صورت میں ہونا 13

مکہ:

اسکی بلندی 12; اس کا جغرافیائی محل وقوع 12

.....

(1) علل الشرائع ص 416 ب 157 ح 1_ نور الثقلین ج 3 ص 486 ح 68_

(2) کافی ح 4 ص 245 ح 4; نور الثقلین ج 3 ص 487 ح 72_

591

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعَمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (٢٨)
تا کہ اپنے منافع کا مشاہدہ کریں اور چند معین دنوں میں ان چوپایوں پر جو خدا نے بطور رزق عطا کئے ہیں خدا کا نام لیں اور پھر تم اس میں سے کھاؤ اور بھو: ے محتاج افراد کو کھلاؤ (28)

1_ حج ، لوگوں کیلئے فائدے و منفعت اور خیر و برکت سے سرشار_

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ ... لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ

"منافع"، "منفعت" کی جمع ہے یعنی نفع، خیر و برکت_ اور اس کا جمع کی صورت میں آنا حج کی برکات کی فراوانی کو بیان کر رہا ہے اور اس کا نکرہ آنا ان برکات میں سے ہر ایک کی عظمت کو بیان کر رہا ہے_

2_ حج کی برکات سے بہرہ مند ہونا اسکی رسومات میں شرکت اور اسکے اعمال کی انجام دہی میں منحصر ہے_

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ ... لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ

("یشہدون" کے مصدر) "شہادۃ" کا معنی ہے حاضر ہونا پس "لیشہدوا منافع لہم" کا معنی یہ ہے کہ حج سب لوگوں کیلئے خیر و برکت سے سرشار ہے اور جو انہیں حاصل کرنا چاہتا ہے اور ان سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ سفر کی مشقتوں کو برداشت کرے، اسکے مراسم میں شرکت کرے اور اسکے اعمال کو بجالائے_

3_ شریعت الہی میں انسان کے دنیوی، اخروی، مادی اور معنوی پہلوؤں کی طرف توجہ_

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ ... لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ

592

چونکہ "منافع" کو دنیوی، اخروی، معنوی یا مادی کی قید نہیں لگائی گئی پس کہا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد، دنیوی،

اخروی، مادی اور معنوی سب برکات ہیں_

4_ عرفات اور مشعر میں وقوف کرنا (احرام کے بعد) مراسم حج میں حاجیوں کی پہلی ذمہ داری_

یشہدوا منافع لہم

جملہ "و یذکروا اسم اللہ ... " قربانی کی رسومات سے مربوط ہے اور بعد والی آیت حلق، تقصیر اور طواف کے بارے میں ہے پس اس چیز کے پیش نظر کہ احرام باندھنے کے بعد مراسم حج بالترتیب یوں ہیں عرفات اور مشعر میں وقوف، قربانی کرنا، حلق، تقصیر اور طواف_ کہنا ہوگا کہ حضرت ابراہیم(ع) کی شریعت میں حج، قربانی سے شروع اور طواف کے ساتھ ختم ہوتا تھا اور عرفات و مشعر کا وقوف مراسم حج میں شامل نہیں تھا یا یہ کہ جملہ "یشہدوا منافع لہم" تشریع حج کے فلسفے کو بیان کرنے کے علاوہ عرفات و مشعر میں حاضر ہونے والے مسئلے کی طرف بھی ناظر ہے مذکورہ مطلب دوسرے احتمال کی بنیاد پر ہے_

5_ عرفات و مشعر، حج کرنے والوں کیلئے کثیر خیر و برکت کا مرکز_

لیشہدوا منافع لہم

مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "یشہدوا" عرفات و مشعر میں حاضر ہونے سے مربوط ہو_

6_ عرفات و مشعر میں حاضر ہونے کے بعد قربانی کرنا حج کے واجب اعمال میں سے ہے_

- و يذكروا اسم الله ... على ما رزقهم من بهيمة الأنعام
- 7_ قربانی کو ذبح یا نحر کرتے وقت اللہ کا نام لینا ضروری ہے۔
- و يذكروا اسم الله ... على ما رزقهم من بهيمة الأنعام
- 8_ لوگوں کو ذبح کرنے کی طریقے کی تعلیم دینا (جانور کو نحر یا ذبح کرتے وقت خدا کا نام لینا) حج کے فلسفوں میں سے ایک ہے۔
- ليشهدوا منافع لهم و يذكروا اسم الله في أيام معلومات
- "يذكروا" کا عطف "ليشهدوا" پر ہے اور اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ اس کا لام تعلیل کیلئے ہے اور یہ حج کی تشریع کے فلسفے کو بیان کر رہا ہے "يذكروا" کا "ليشهدوا" پر عطف تشریع حج کے ایک اور فلسفہ کا بیان ہے۔
- 9_ قربانی والے حکم کا انجام دینا خاص اور معین وقت پر موقوف ہے (دس سے تیرہ ذی الحج تک)۔
- و يذكروا اسم الله في أيام معلومات على ما رزقهم من بهيمة الأنعام
- اہل بیت (ع) سے وارد ہونے والی روایات کی بنیاد پر "ایام معلومات" سے مراد ذی الحج کے ایام تشریق (دس سے تیرہ تک) ہیں۔
- 10_ قربانی کو ذبح یا نحر کرتے وقت خدا تعالیٰ کے اسما (اللہ، رحمان و غیرہ) میں سے ہر ایک کے ذکر کا جواز۔
- و يذكروا اسم الله
- ہوسکتا ہے "اسم" کی "اللہ" کی طرف اضافہ بیانہ ہو اس صورت میں "اسم اللہ" یعنی وہ نام کہ جو اللہ سے عبادت ہے اسی طرح اضافہ لامیہ

593

- بھی ہوسکتا ہے اس صورت میں "اسم اللہ" یعنی ہر وہ نام کہ جو خدا کے لئے ہو پہلے احتمال کی بنا پر قربانی کے وقت "اللہ" کے لفظ کے علاوہ کسی اور لفظ کا لینا جائز نہیں ہے برخلاف احتمال دوم گذشتہ مطلب دوسرے احتمال کی بنا پر ہے۔
- 11_ دس ذی الحج کے بجائے گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحج کو قربانی کرنے کا جواز۔
- و يذكروا اسم الله في أيام معلومات ... من بهيمة الأنعام
- 12_ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری میں سے ہر ایک کی قربانی کرنا جائز ہے۔
- على ما رزقهم من بهيمة الأنعام
- ("نعم" کی جمع) "انعام" کا اصلی معنی "اونٹ" ہے لیکن بعض اوقات اونٹ گائے اور بھیڑ بکری کے مجموعے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے تمام مفسرین کے نظریے کے مطابق یہاں پر اس سے مراد دوسرا معنی (اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کا مجموعہ) ہے قابل ذکر ہے کہ "بہیمہ" کا معنی ہے "چوپایہ" اور اس کی "انعام" کی طرف اضافت بیانہ ہے یعنی وہ چوپایہ جو اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری ہے۔
- 13_ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری انسانوں کی روزی اور ان کیلئے خدا کی عطا ہے۔
- على ما رزقهم من بهيمة الأنعام
- 14_ قربانی کے گوشت سے استفادے کا حرام ہونا جاہلیت کے عربوں کا باطل خیال۔
- فكلوا منه
- قربانی کے گوشت کے استعمال کو جائز کرنا جاہلیت کے عربوں کے باطل خیال کی طرف ناظر ہے کہ جو اسے حرام سمجھتے تھے۔
- 15_ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری حلال گوشت چوپائے ہیں۔
- على ما رزقهم من بهيمة الأنعام فكلوا منه
- 16_ حجاج کیلئے قربانی کے گوشت کے استعمال کا جواز۔
- فكلوا منه
- 17_ حج کے موقع پر قربانی کے گوشت سے تنگدست لوگوں کو اطعام کرنے کا ضروری ہونا۔
- و اطعموا البائس الفقير
- 18_ قربانی کے پورے گوشت کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔
- فكلوا منها و اطعموا البائس الفقير

"منہا" میں "من" تبعضیہ ہے پس "کلوا منہا" یعنی اس کا ایک حصہ کھاؤ (نہ پورا)
 19_ لوگوں کی مدد اور تنگدستوں اور ضرورت مندوں کی دستگیری کرنا حج کے فلسفوں میں سے اور اس کا ایک سبق ہے۔
 و أطمعوا البائس الفقير
 20_ ربیع بن خثیم کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) کو دیکھا ... کہ آپ (ع) نے فرمایا میں نے خدا تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "لیشہدوا منافع لہم" تو میں نے امام (ع) سے عرض کیا "منافع" سے مراد دنیاوی فوائد ہیں یا اخروی؟ تو آپ (ع) نے فرمایا سب

594

(1) منافع

21_ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام "ویذکروا اسم اللہ" میں ذکر سے مراد وہ تکبیریں ہیں جو پندرہ نمازوں میں _ کہ جن میں سے پہلی عیدوالے دن ظہر کی نماز ہے _ کہی جاتی ہیں (2)

22_ امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "و یذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات" کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا اس سے مراد ایام تشریق ہیں (3)
 23_ صفوان بن یحییٰ کہتے ہیں میں نے امام کاظم (ع) سے عرض کیا شخص کسی کو کھال اتارنے کیلئے قربانی دیتا ہے اسکی کھال کے مقابلے میں یعنی کھال کو اپنی مزدوری کے طور پر لے لے (تو اس کا حکم کیا ہے) _
 فرمایا اس میں کوئی اشکال نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "فکلوا منہا و اطمعوا" اور کھال نہ کھائی جاتی ہے اور نہ (اسکے ذریعے) اطعام کیا جاتا ہے (4)

احکام 4، 6، 7، 9، 10، 11، 12، 15، 16، 17، 18

جاہلیت:

اسکے مشرکین کی سوچ 14; اسکی رسومات 14

چوپائے:

ان کے گوشت کی حلیت 15

حجاج:

ان کا حج کی قربانی سے استفادہ کرنا 16

حج:

اسکے اثرات 2; اسکے احکام 4، 6، 9، 16، 17; اسکی قربانی کے گوشت سے استفادہ کرنا 18; اسکی برکات 1; اسکی قربانی کی کھال 23; اسکی قربانی کو مؤخر کرنا 11; اسکی تعلیمات 19; اس میں تکبیر 21; اس کا خیر ہونا 1; اس میں گائے کو ذبح کرنا 12; اس میں بھیڑ بکری کو ذبح کرنا 12; اسکی برکات کا پیش خیمہ 2; اس کا فلسفہ 8، 19; اسکی قربانی 6، 12; اسکی قربانی کا گوشت 16، 17; اسکی قربانی کے مصارف 17; اسکے مناسک 4، 6، 9، 11، 12; اسکے اخروی منافع 20; اسکے منافع 1; اسکے دنیوی منافع 20; اس میں اونٹ کو نحر رکنا 12; اسکے واجبات 6; اسکی قربانی کا وقت 9
 حلال جانور 15:

خدا تعالیٰ :

اسکی روزی 13; اسکے عطیے 13

کھانے کی چیزیں:

ان کے احکام 15; کھانے کی حلال چیزیں 15

دین:

.....

- (1) کافی ج 4 ص 422 ح 1_ نور الثقلین ج 3 ص 488 ح 77_
 (2) عوالی النامی ج 2 ص 88 ح 237_ نور الثقلین ج 3 ص 490 ح 82_
 (3) معانی الاخبار ص 297 ح 1، 3_ نور الثقلین ج 3 ص 490 ح 84_
 (4) علل الشرائع ص 439 ب 182 ح 1_ نور الثقلین ج 3 ص 499 ح 139_

595

اسکے اخروی پہلو 3؛ اسکے مادی پہلو 3؛ اسکے معنوی پہلو 3؛ یہ اور عینیت 3 ذبح:

اسکے احکام 7، 10؛ اس میں بسم اللہ 7، 8، 10؛ اسکی تعلیم 8 ذکر:

ذکر خدا ایام تشریق میں 22؛ ذکر خدا حج میں 21

روایت : 20، 21، 22، 23

اونٹ:

اسکے گوشت کا حلال ہونا 15

عرفات:

اسکی برکات 5؛ اس کا خیر ہونا 5؛ اس میں وقوف 4

فقرا:

انہیں اطعام کرنا 17؛ انکی حاجت روائی کی اہمیت 19

قربانی:

جاہلیت میں اسکے گوشت کی تحریم 14

گائے:

اسکے گوشت کی حلیت 15

بھیڑ بکری:

اسکے گوشت کی حلیت 15

مسجد الحرام:

اسکی برکات 5؛ اس کا خیر ہونا 5

مشعر الحرام:

اس میں وقوف کرنا 4

نعمت:

اونٹ کی نعمت 13؛ گائے کی نعمت 13؛ بھینٹ بکری کی نعمت 13

ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (۲۹)

پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنے بدن کی کثافت کو دور کریں اور اپنی نذروں کو پورا کریں اور اس قدیم ترین مکان کا طواف کریں (29)

1_ مراسم حج کی انجام دہی کے بعد تقصیر اور احرام سے خارج ہونے کا وجوب _

و يَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ ... ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ

("ليقضوا" کے مصدر قضا) کا معنی ہے کاٹنا اور جدا کرنا "تفت" یعنی وہ غبار اور میل جو بدن پر ہوتی ہے پس "ثم ليقضوا تفتهم" یعنی حاجی

596

قربانی کی رسومات ادا کرنے کے بعد اپنے سر اور ناخن تراش کر کے کہ جسے احرام کی وجہ سے انجام نہیں دے سکے

- تھے۔ اپنے آپ کو صاف کریں اور یہ احرام سے خارج ہونے سے کنایہ ہے۔
- 2_ طواف بجالانے کیلئے آلودہ اور بے ہنگم سر اور بدن کے ساتھ مسجدالحرام میں داخل ہونا ممنوع ہے۔
ثم لیقضوا تقہم
- 3_ تقصیر اور احرام سے خارج ہونے کے بعد نذر کی ادائیگی کا ضروری ہونا۔
و لیوفوا نذورہم
- 4_ تقصیر اور احرام سے خارج ہونے کے بعد طواف کا لازم ہونا۔
ثم لیقضوا تقہم ... و لیطوفو
- 5_ تقصیر اور طواف کی ادائیگی کو قربانی کرنے کے بعد ٹک مؤخر کرنا جائز ہے۔
ثم لیقضوا تقہم ... و لیطوفو
- "ثم" کہ جو تراخی زمان کیلئے ہے۔ کا استعمال مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔
- 6_ کعبہ کا اپنا ماضی اور تاریخ ہے۔
بالبیت العتیق
- "عتیق" ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے کہ جو وقت، جگہ یا مرتبے کے لحاظ سے تقدم رکھتی ہو اسی وجہ سے قدیم کو بھی عتیق کہتے ہیں "بیت عتیق" یعنی وہ گھر جو اپنا ماضی اور تاریخ رکھتا ہے۔
- 7_ عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں میں امام صادق (ع) کے پاس آیا اور ان سے عرض کی آپ (ع) پر قربان جاؤں خداتعالیٰ کے فرمان "ثم لیقضوا تقہم ... (سے مقصود) کیا ہے تو آپ (ع) نے فرمایا: (اس سے مقصود) مونچھیں کاٹنا، ناخن اتارنا و غیرہ ہے ... (1)
- 8_ امیر المؤمنین (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے خداتعالیٰ کے فرمان "ثم لیقضوا تقہم و لیوفوا نذورہم و لیطوفوا بالبیت العتیق" کے بارے میں فرمایا "تفت" سے مراد رمی جمرات اور سر منڈوانا ہے اور "نذور" سے مراد وہ ہے کہ جس نے پیدل جانے کی نذر کی ہو اور طواف سے مراد طواف زیارت ہے ... (2)
- شاید مقصود یہ ہو کہ کسی نے منا سے مکہ پیدل جانے کی نذر کی ہو نہ اپنے وطن سے پیدل مکہ جانے کی کیونکہ اس صورت میں یہ آیت کے ظاہر کے ساتھ متناسب نہیں ہے۔
- 9_ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے آپ (ع) نے خداتعالیٰ کے فرمان "و لیطوفوا بالبیت العتیق" کے بارے میں فرمایا (اس سے مراد) طواف النساء ہے (3)

- (1) کافی ج 4 ص 549 ح 4_ نور الثقلین ج 3 ص 492 ح 97_
- (2) دعائم الاسلام ج 1 ص 330_ بحار الانوار ج 96 ص 312 ح 39_
- (3) کافی ج 4 ص 513 ح 2_ تہذیب شیخ طوسی ج 5 ص 253 ح 15_

597

- 10_ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ طوفان نوح کے روز خداتعالیٰ نے پوری زمین کو غرق کر دیا سوائے بیت (اللہ) کے پس اس دن اسے "عتیق" کا نام دیا گیا کیونکہ اس دن یہ غرق ہونے سے آزاد ہوا (1)
- 11_ ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں میں نے مسجدالحرام میں امام صادق (ع) سے عرض کیا کیوں خداتعالیٰ نے (بیت اللہ) کو عتیق کا نام دیا ہے؟ تو آپ (ع) نے فرمایا خداتعالیٰ نے زمین پر کوئی گھر نہیں بنایا مگر یہ کہ اس کے مالک ہیں اور اس میں لوگ رہتے ہیں سوائے اس گھر کے کہ جس کا خدائے عزوجل کے علاوہ کوئی مالک نہیں ہے اور یہ (افراد کی ملکیت سے) آزاد ہے ... (2)

احکام: 2، 3، 4، 5

حج:

اسکے احکام 3، 5؛ اس میں تقصیر کو مؤخر کرنا 5؛ اس میں طواف کو مؤخر کرنا 5؛ اس میں تقصیر 1، 3، 4، 7؛ اس میں رمی جمرات 8؛ اس میں منڈوانا 8؛ اس میں طواف 8، 9؛ اس میں قربانی 1؛ اسکے اعمال 1، 4، 7، 8، 9؛ اس میں نذر 8؛

اسکے واجبات 1، 4؛ روایت 7، 8، 9، 10، 11
طواف:

اسکے آداب 2؛ اسکے احکام 4؛ طواف النساء 9
کعبہ:

اسکی تاریخ 6، 10؛ اس کا نام رکھنے کا فلسفہ 10، 11؛ اس کا قدیمی ہونا 6؛ یہ طوفان نوح کے وقت 10؛ اسکی مالکیت 11
مسجد الحرام:

اسکے آداب 2؛ اس میں پاکیزگی 2
نذر:

اسکے احکام 3؛ اسکی وفا 3

.....

(1) علل الشرائع ج 2 ص 399 ح 5_ نور الثقلین ج 3 ص 494 ح 114_
(2) کافی ج 4 ص 189 ح 5 نور الثقلین ج 3 ص 494 ح 109_

598

ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظَمْ حُرْمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَأُجِّلَتْ لَكُمْ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ
الزُّورِ (۳۰)

یہ ایک حکم خدا ہے اور جو شخص بھی خدا کی محترم چیزوں کی تعظیم کرے گا وہ اس کے حق میں پیش پروردگار بہتری
کا سبب ہوگی اور تمہارے لئے تمام جانور حلال کردئے گئے ہیں علاوہ ان کے جن کے بارے میں تم سے بیان جائے گا لہذا
تم نا پاک باتوں سے پرہیز کرتے رہو اور لغو اور مہمل باتوں سے اجتناب کرتے رہو (30)

1_ حج اور اسکے اعمال، خداتعالیٰ کے نزدیک بلند مقام و مرتبے کے حامل ہیں۔

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ ... وَلِيُطُفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ذَلِكَ

"ذَلِكَ" ان تمام مطالب کی طرف اشارہ ہے کہ جو یہاں تک حج اور اسکے اعمال کے بارے میں بیان ہوئے ہیں اور یہاں پر
"ذَلِكَ" کے استعمال سے غرض سابقہ اور بعد والے کلام کے درمیان فاصلہ کرنا اور ایک اہم مطلب سے دوسرے اہم مطلب
کی طرف منتقل ہونا ہے ایسے موارد میں کلمہ "ہذا" کو استعمال کرتے ہیں جیسے "ہذا و إن للطاغين لشرمأب" (ص 5538)
اس بنا پر "ذَلِكَ" کہ جو بعید کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہے۔ کا استعمال ممکن ہے بارگاہ خداوندی میں حج اور اسکے
اعمال کی اعلیٰ قدر و منزلت کو بیان کرنے کیلئے ہو۔

2_ حدود و احکام الہی کی تعظیم کرنے، انہیں معمولی نہ سمجھنے اور ان کے حریم سے تجاوز نہ کرنے کا ضروری ہونا۔
و من يعظم حرمت الله

599

("يعظم" کے مصدر) تعظیم کا معنی ہے بڑا سمجھنا "حرمت"، "حرمت" کی جمع ہے یعنی وہ چیز کہ جسکی ہتک کرنا
ممنوع اور اسکی حفاظت کرنا واجب ہے "حرمت الله" یعنی وہ حدود و احکام کہ جو خدا کی طرف سے مشخص کئے گئے
ہیں اور لوگوں کا فریضہ ہے کہ انکی رعایت کریں۔ یہ مذکورہ جملہ خداتعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو نصیحت ہے کہ
وہ حتماً حدود و احکام الہی کو بڑا سمجھیں اور ان کے حریم میں تجاوز کرنے سے سخت پرہیز کریں۔

3_ حدود و احکام الہی کی تعظیم، انہیں بڑا سمجھنا اور ان کے حریم کی رعایت کرنا اہل ایمان کیلئے خیر و سعادت اور
خوشبختی کا سبب ہے۔

و من يعظم حرمت الله فهو خير له عند ربه

"فهو خير له" کی "ہو" خیر کا مرجع ("يعظم" کا مصدر) تعظیم ہے یعنی "فالتعظيم خير له عند ربه"

4_ خداتعالیٰ کے احکام اور حدود، انسان کی سعادت اور بھلائی کیلئے ہیں۔

و من يعظم حرمت الله فهو خير له عند ربه

- 5_ قوانین اور احکام الہی کو معمولی سمجھنا اور ان کی حرمت شکنی انسان کی بدبختی اور شقاوت کا سبب ہے۔
و من یعظم حرمت اللہ فہو خیر لہ عند ربہ
"تعظیم" "تحقیر" کی ضد ہے پس جملے کا مفہوم یوں ہوگا "و من یحقر حرمت اللہ فہو شر لہ عند ربہ"
6_ خداتعالیٰ، انسانوں کا پروردگار ہے۔
عند ربہ
7_ خداتعالیٰ کی طرف سے سعادت بخش احکام و قوانین کا وضع کرنا اسکی ربوبیت اور پروردگار ہونے کا مقتضا ہے۔
و من یعظم حرمت اللہ فہو خیر لہ عند ربہ
8_ اونٹ، گائے اور بھیڑبکری حلال گوشت جانور ہیں۔
و أھلت لکم الأنعام
"أنعام" ("نعم" کی جمع) در اصل اونٹ کے معنی میں ہے پس انعام یعنی اونٹ لیکن بعض اوقات "انعام" بول کر اس سے مجموعی طور پر اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری مراد لیتے ہیں مذکورہ جملے میں "انعام" دوسرے طریقے سے استعمال کیا گیا ہے قابل ذکر ہے کہ جملہ "أھلت لکم الأنعام"، "أھلت لکم أکل لحوم الأنعام" کی تقدیر میں ہے یعنی تمہارے لئے اونٹ، گائے اور بھیڑبکری کا گوشت کھانا حلال ہے۔
9_ اونٹ، گائے اور بھیڑبکری کے گوشت سے استفادہ کرنا حلال اور جائز ہے سوائے ان موارد کے کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے انہیں حرام کیا ہے۔
10_ خداتعالیٰ کی جانب سے کھانے کی حرام چیزوں کے بارے میں متعدد آیات کا نازل ہونا اور لوگوں کیلئے انہیں مکرر و طور پر بیان کرنا۔
و أھلت لکم الأنعام إلا ما یتلی علیکم
بعض مفسرین کا خیال یہ ہے کہ "یتلی" زمان مستقبل کیلئے ہے یعنی اونٹ، گائے اور بھیڑبکری جیسے چوپاؤں کا گوشت تمہارے لئے حلال ہے مگر وہ جسے مستقبل میں تمہارے لئے بیان کی

600

- جانیگا۔ لہذا کلمہ "یتلی" سورہ مائدہ کی آیت نمبر 3 "حرمت علیکم المیتة و الدم و لحم الخنزیر و ..." کی طرف اشارہ ہے کہ جو مورد بحث آیت کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اور بعض مفسرین کا خیال یہ ہے کہ کلمہ "یتلی" مضارع استمراری ہے اور یہ ان آیات کی طرف اشارہ ہے کہ جو اس سے پہلے مکہ میں (آیت 145 سورہ انعام اور آیت 115 سورہ نحل) اور ہجرت کے چھ ماہ بعد مدینہ میں (آیت 173 سورہ بقرہ) نازل ہوئی بینمذکورہ مطلب دوسرے نظریئے مطابقت ہے۔
11_ اس جانور کے گوشت سے استفادہ کرنا حرام ہے کہ جسے غیر خدا کے نام کے ساتھ ذبح کیا گیا ہو۔
و أھلت لکم الأنعام إلا ما یتلی علیکم
"إلا ما یتلی علیکم" میں کلمہ "ما" اگرچہ عام ہے اور ان تمام موارد کو شامل ہے کہ جو "محرمات اکل" کی آیات میں بیان ہوئے ہیں لیکن گذشتہ دو آیتوں میں جملہ "ویذکروا اسم اللہ ... علی ما رزقہم من بہیمۃ الأنعام" نیز جملہ "فاجتنبوا الرجس من الاوثان ..." (آیت کا ذیل) کی جملہ "أھلت لکم الأنعام إلا ما یتلی علیکم" پر تفریع کے قرینے سے کہا جاسکتا ہے کہ "ما" سے مراد فقط وہ موارد ہیں کہ جہاں جانور کو غیر خدا (بتوں) کے نام سے ذبح کیا گیا ہو۔
12_ زمانہ جاہلیت میں مراسم حج و قربانی کا شرک و بت پرستی کے مظاہر کے ساتھ آمیختہ ہونا۔
و اھلت لکم الانعام الا ما یتلی علیکم فاجتنبوا الرجس من الاوثان
13_ بت، رجس اور پلیدیگی کا مظہر ہے۔
فاجتنبوا الرجس من الاوثان
14_ بتوں سے اجتناب کا ضروری ہونا۔
فاجتنبوا الرجس من الاوثان
"رجس" ہر بری اور پلید چیز کو کہاجاتا ہے "اوثان"، "وثن" کی جمع اور بتوں کے معنی میں ہے اور "من الاوثان" میں "من" بیانہ ہے پس "فاجتنبوا الرجس من الاوثان" یعنی بتوں سے کہ جو برے اور پلید ہیں اجتناب کرو۔
15_ بت پرست، پلید لوگ ہیں۔
فاجتنبوا الرجس من الاوثان

16_ عصر بعثت کے مشرکین، متعدد بت رکھتے تھے۔

فاجتنبوا الرجس من الاوثان

17_ عصر جاہلیت کے مراسم حج میں مشرکانہ اور مخالف توحید نعروں کا وجود۔

واجتنبوا قول الزور

"زور" کا معنی ہے "قول باطل" اور "قول الزور" میں اضافت بیانیہ ہے یعنی باطل سخن اور یا وہ گوئی سے دوری اختیار کرو اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ یہ آیت حج سے مربوط آیات میں سے ہے کہا جاسکتا ہے کہ "یا وہ گوئی" سے مراد وہ مشرکانہ نعرے ہیں کہ جو مشرکین مراسم حج میں اور شاید اپنے ان بتوں کے پاؤں میں۔ کہ جنہیں انہوں نے منی میں نصب کر رکھا تھا قربانی کو ذبح کرتے وقت لگاتے تھے۔

18_ جھوٹ بولنے اور سخن باطل سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

601

واجتنبوا قول الزور

19_ مراسم حج میں ہر قسم کے باطل کلام اور بیہودہ سخن سے پرہیز کرنا خداتعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو نصیحت۔

واجتنبوا قول الزور

20_ زید شحام کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "فاجتنبوا الرجس من الاوثان و اجتنبوا قول

الزور" کے بارے میں پوچھا تو آپ (ع) نے فرمایا "الرجس من الاوثان" شطرنج اور "قول الزور" غنا ہے (1)

21_ رسول خدا (ص) نے ایک خطبے میں تین مرتبہ فرمایا اے لوگو زور کی (جھوٹی) گواہی خداتعالیٰ کے ساتھ شرک کے

مترادف ہے پھر آپ نے آیت "فاجتنبوا الرجس من الاوثان و اجتنبوا قول الزور" کی تلاوت فرمائی (2)

22_ عمرو بن عبید امام صادق (ع) کے پاس آئے ... اور عرض کرنے لگے میں چاہتا ہوں گناہان کبیرہ کو کتاب اللہ سے

پہچانوں تو آپ (ع) نے فرمایا ... گناہان کبیرہ (میں سے) قول زور ہے (کیونکہ کتاب اللہ میں آیا ہے) و اجتنبوا قول الزور ...

(3)

احکام: 8، 9، 11، 19

انکی تشریح 7

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 16

انسان:

اس کا پروردگار 6

بت پرست لوگ:

یہ جاہلیت میں 12

بت پرستی:

انکی پلیدی 15

بت:

ان سے اجتناب کرنا 14; انکی پلیدی 13

شرعی ذمہ داری:

اس پر عمل کے اثرات 4

جاہلیت:

اس میں دین دشمنی 17; اسکی رسومات 12، 17

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 6

چوپائے:

ان کے گوشت کی حلیت 8

حج:

یہ جاہلیت میں 12، 17؛ اسکی فضیلت 1؛ اس کے اعمال 19

.....

- (1) کافی ج 6 ص 435 ح 2 و 7_ نورالثقلین ج 3 ص 496 ح 118 و 119_
- (2) الدر المنثور ج 6 ص 44_ نورالثقلین ج 3 ص 496 ح 121_
- (3) مناقب علی ابن ابی طالب ج 4 ص 251_ بحار الانوار ج 47 ص 216، 217 ح 4_

602

حدود البی:

ان سے تجاوز کے اثرات 5؛ انکی تحقیر کے اثرات 5؛ انکی تعظیم کے اثرات 3؛ ان سے تجاوز کرنے سے اجتناب 2؛ انکی

تعظیم کی اہمیت 2

حلال چیزیں: 8، 9

خدا تعالیٰ:

اسکی ربوبیت کے اثرات 7؛ اسکی نصیحتیں 19؛ اسکی ربوبیت 6

کھانے کی چیزیں:

ان کے احکام 8، 9، 11؛ کھانے کی حرام چیزوں کی آیات کے نزول کا تکرار 10، 11؛ کھانے کی حلال چیزیں 8

خیر:

اس کا پیش خیمہ 3؛ اس کے عوامل 4

جھوٹ:

اس سے اجتناب کرنا 18

ذبیحہ:

بسم اللہ کے بغیر ذبیحہ کی حرمت 11

روایت 20، 21، 22

سخن:

باطل سخن سے اجتناب کرنا 19

سعادت:

اس کے عوامل 3، 4؛ اس کا سرچشمہ 7

اونٹ:

اس کے گوشت کی حلیت 8، 9

شرک:

یہ جاہلیت میں 12؛ اس کے موارد، 21

شطرنج:

اس سے نہی 20

شقاوت:

اس کے عوامل 5

عبث کام:

اس سے اجتناب کرنا 19

غنای:

اس سے نہی 20

قربانی:

یہ جاہلیت میں 12
گائے:
اسکے گوشت کی حلیت 8، 9
گناہان کبیرہ 22
گواہی:
جھوٹی گواہی کا گناہ 21، 22
بھیڑ بکری:
اسکے گوشت کی حلیت 8، 9
مؤمنین:
انکو نصیحت 19
محرمات 11
مشرکین:
صدر اسلام کے مشرکین کے بتوں کا متعدد ہونا 16

تفسیر راہنما جلد 11

603

حُفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ (۳۱)
اللہ کے لئے مخلص اور باطل سے کترا کر رہو اور کسی طرح کا شرک اختیار نہ کرو کہ جو کسی کو اس کا شریک بنا تا ہے وہ گویا آسمان سے گر پڑتا ہے اور اسے پرندہ اچک لیتا ہے یا ہوا کسی دور دراز جگہ پر لے جا کر پھینک دیتی ہے (31)

- 1_ خداتعالیٰ ایسا پروردگار ہے کہ جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔
حنفاء اللہ غیر مشرکین بہ
"حنفائ" حنیف کی جمع اور "فاجتنبوا" کے فاعل کیلئے حال ہے ("حنیف" کے مصدر) "حنف" کا معنی ہے مائل ہونا اور "اللہ" میں لام "الی" کے معنی میں ہے۔
یعنی "اجتنبوا التقرب من الاوثان حالکونکم مائلین منہا الی اللہ" بتوں کے قریب جانے سے بچو اس حال میں کہ خلوص کے ساتھ ان سے خداتعالیٰ کی طرف تمایل کرنے والے ہو بہر حال آیت کریمہ خداتعالیٰ کی بلاشریک ربوبیت، اسکے غیر کی ربوبیت کی نفی، خدا کی پرستش کے لازم ہونے، اسکے غیر کی پرستش سے روگردانی کرنے، یکتاپرستی کی قدر و قیمت، موحدین کے بلند مقام، بت پرستی کے برا ہونے اور اسکے برے نتائج کو بیان کر رہی ہے۔
- 2_ غیر خدا سے روگردانی کرنے اور خدائے یکتا کی طرف مائل ہونے کا ضروری ہونا۔
فاجتنبوا الرجس من الاوثان ... حنفاء للہ
- 3_ غیر خدا کی پرستش سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔
غیر مشرکین بہ
- 4_ خدا کے ساتھ شرک کرنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے کہ جو آسمان سے گرے اور شکاری پرندوں کا لقمہ بن جائے۔

و من یشرك بالله فكأنما خرمن السماء فتخطفه الطير

("خر" کے مصدر) "خرّ اور خرور" کا معنی ، سقوط اور نیچے گرنے کا ہے "خرّ من السما" یعنی آسمان سے نیچے گرا ("تخطف" کے مصدر) کا معنی ہے اچک لینا "تخطفه الطير" یعنی پرندے نے انہیں اچک لیا۔ پس مذکورہ جملے کا معنی یوں ہوگا جو بھی خدا کے ساتھ شرک کرے وہ اس طرح بے گویا آسمان سے نیچے گرا اور شکاری پرندے نے اسے اچک لیا قابل ذکر ہے کہ آیت کریمہ میں معقول کی محسوس کے ساتھ تشبیہ ہے یعنی مشرک کو کہ جو خداوند متعال سے روگردانی کر کے اور بتوں کے پاؤں پر گر کر در حقیقت انسانی کمالات کی بلندی سے گرتا ہے اور دام شیطان میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اس شخص کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جو آسمان سے گرے اور شکاری پرندوں کا لقمہ بن جائے۔

5۔ جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو آسمان سے نیچے گرے اور ہوا اسے کسی دور و دراز جگہ پر جا پھینکے۔

و من یشرك بالله ... اوتهوى به الريح في مكان سحيق

جملہ "او تہوی بہ الريح ... کا "تخطفه الطير" پر عطف ہے ("تہوی" کے مصدر "ہوی" کا معنی ہے نیچے گرنا اور جب یہ باء تعدیہ کے ساتھ متعدی ہو تو اس کا معنی ہوگا گرانا "ہوت بہ الريح" یعنی ہوا نے اسے نیچے گرا دیا ("سحیق" کے مصدر) "سحق" کا معنی ہے دور ہونا "مکان سحیق" یعنی دور والی جگہ۔

پس مذکورہ جملہ در حقیقت یوں ہے "من یشرك بالله فكأنما تہوی بہ الريح في مكان سحيق" جو بھی خدا کے ساتھ شرک کرے گویا وہ آسمان سے گرا اور ہوا نے اسے کسی دور والی جگہ میں پھینک دیا۔ قابل ذکر ہے کہ مذکورہ جملہ مینمشرک کہ جو خدائے یکتا کی عبادت سے منہ موڑنے اور بتوں کے پاؤں پر گرنے اور انکی پرستش کرنے کی وجہ سے در حقیقت کمال ہدایت اور نور سے انتہائی گمراہی اور تاریکی میں جاگرتا ہے۔ کو اس شخص کے ساتھ تشبیہ دے گئی ہے کہ جو آسمان سے نیچے گرے اور ہوا اسے ایسی دور جگہ پر جا پھینکے کہ جہاں سے اس کے لئے نجات کی کوئی راہ نہ ہو۔

6۔ خدائے یکتا کے ساتھ شرک کرنا کمالات انسانی کے عروج سے نیچے گرنا، شیطان کی خوراک میں تبدیل ہونا اور اس کے جال میں پھنسنا ہے۔

و من یشرك بالله فكأنما خرمن السماء فتخطفه الطير

7۔ کفر اور غیر خدا کی پرستش، ہدایت و نور کے عروج سے گمراہی و تاریکی کی گہرائیوں میں گرنا ہے۔

و من یشرك بالله ... او تہوی به الريح في مكان سحيق

8۔ خدائے یکتا کی پرستش کرنا اور اس کے غیر کی عبادت سے منہ موڑنا شیطان کے جال سے رہائی پانا اور کمالات کے عروج تک پہنچنا ہے۔

حنفاء لله غير مشركين به ... فتخطفه الطير

9۔ خدائے یکتا پر ایمان لانا اور اسکی مخلصانہ پرستش ہدایت و نور کے عروج تک پہنچنا ہے۔

حنفاء لله غير مشركين به ... فتخطفه الطير

10۔ زرارہ کہتے ہیں میں نے امام باقر (ع) سے پوچھا کہ خداتعالیٰ کے فرمان "حنفانلله غير مشركين به" میں "حنیف" (سے کیا مراد ہے) تو آپ (ع) نے فرمایا وہی فطرت کہ جس پر خداتعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے خداتعالیٰ نے مخلوق کو اپنی معرفت پر پیدا کیا ہے (1)

انحطاط:

اسکے عوامل 6، 7

ایمان:

توحید پر ایمان کے اثرات 9؛ خدا پر ایمان 2

تکامل:

اسکے عوامل 3

توحید:

- توحید عبادی کے اثرات 8; توحید ربوبی 1
روایت 10
شخصیت:
اسکی آسیب شناسی 6، 7
شرك:
اسکے اثرات 6; شرك عبادی کے اثرات 7; اس سے اجتناب کی اہمیت 2
شیطان:
اسکے جال 6; اس سے نجات کے عوامل 8
عبادت:
اس میں اخلاق کے اثرات 9; غیر خدا کی عبادت سے اجتناب کرنا 3
فطرت:
خداشناسی کی فطرت 10
قرآن:
اسکی تشبیہات 4، 5
قرآن کی تشبیہات:
آسمان سے نیچے گرنے والے کے ساتھ تشبیہ 4، 5; شکاری پرندوں کی خوراك کے ساتھ تشبیہ 4; مشرکین کو تشبیہ دینا 4،
5
کفر:
اسکے اثرات 7
گمراہی:
اسکے عوامل 7
مشرکین:
ان کا دھوکہ کھانا 6
ہدایت:
اسکے عوامل 9
نظریہ کائنات:
توحیدی نظریہ کائنات 1
.....

(1) محاسن برقی ج 1; ص 241 ح 223_ بحار الانوار ج 3 ص 279 ح 12_

606

ذَٰلِكَ وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ (۳۲)
یہ ہمارا فیصلہ ہے اور جو بھی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا یہ تعظیم اس کے دل سے تقوی کا نتیجہ ہوگی (32)

1_ حدود و احکام الہی نیز مسئلہ توحید و یکتاپرستی کی خداتعالی کے نزدیک بڑی اہمیت اور اعلیٰ مقام ہے۔
و من يعظم حرمت الله ... أو تہوی بہ الريح فی مکان سحیق_ ذلک
"ذلک" حدود و احکام الہی کی تعظیم نیز مسئلہ توحید و یکتاپرستی کہ جن کا گذشتہ آیت میں تذکرہ ہوچکا ہے کی طرف اشارہ
ہے یہاں پر "ذلک" کو لانے کا مقصد پہلی اور بعدوالی کلام کے درمیان فاصلہ دینا اور ایک اہم مطلب سے دوسرے اہم
مطلب کی طرف منتقل ہونا ہے۔ ایسے موارد میں کلمہ "ہذا" کو استعمال کیا جاتا ہے جیسے "ہذا و ان للطاغین لشر مآب"
(55/38) بنابر این "ذلک" کہ جو بعید کی طرف اشارے کیلئے ہے۔ کا استعمال ہوسکتا ہے توحید و یکتاپرستی کے بڑے مقام

و مرتبے اور الہی حدود و احکام کی اہمیت کو بیان کرنے کیلئے ہو۔
 2_ قربانی کے جانور (وہ جانور جنہیں حاجی قربانی کرنے کیلئے اپنے ہمراہ لاتے ہیں) شعائر الہی میں سے اور بارگاہ خداوندی میں حرمت و تقدس کے حامل ہیں۔
 و من یعظم شعائر اللہ ("یعظم" کے مصدر) تعظیم کا معنی ہے بڑا شمار کرنا "شعائر"، "شعیرہ" کی جمع ہے کہ جس کا معنی ہے علامت اور نشانی اور بعدوالی آیت (لکم فیہا منافع الی اجل مسمى ثم محلہا الی البیت العتیق) قرینہ ہے کہ "شعائر اللہ" سے مراد قربانی کے وہ جانور ہیں کہ جنہیں حاجی اپنے ہمراہ لاتے تھے یعنی "جو شخص قربانی کے جانوروں کی کہ جو خدا کے شعائر اور نشانیاں ہیں۔ عزت کرے اور انہیں بڑا شمار کرے... اس بنا پر مذکورہ آیت خداتعالیٰ کی طرف سے سب اہل ایمان کو ایک نصیحت ہے۔ چاہے وہ قربانی کے جانوروں کے مالک ہوں یا مالک نہ ہوں۔ کہ وہ ان جانوروں کی نگہداشت اور حفاظت کی کوشش کریں اور ان کے سلسلے میں ہر قسم کی سہل انگاری سے اجتناب کریں۔
 3_ قربانی کے جانوروں کی حرمت کی رعایت اور انکی

607

تعظیم کرنا (انکی حفاظت اور نگہداشت کی کوشش اور ان کے سلسلے میں سہل انگاری سے اجتناب کرنا) خداتعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو نصیحت۔
 و من یعظم شعائر اللہ
 4_ ان جانوروں پر نشانی لگانا ضروری ہے کہ جنہیں مراسم حج میں قربانی کی غرض سے لایا جاتا ہے۔
 و من یعظم شعائر اللہ
 قربانی کے جانوروں کو "شعائر" کا نام دینا ہوسکتا ہے ان کے مالکوں کو ایک نصیحت ہو کہ وہ اپنے جانوروں پر علامت لگائیں تا کہ سب کو پتا چلے کہ یہ خدا کے ساتھ مربوط ہیں۔
 5_ الہی اور دینی شعائر کی تعظیم اور انکی حرمت کی حفاظت خداتعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو ایک نصیحت۔
 و من یعظم شعائر اللہ
 خداتعالیٰ کی طرف سے قربانی کے جانوروں کی تعظیم کی نصیحت اس وجہ سے ہے کہ اس کے شعار اور نشانیاں ہیں لہذا مذکورہ آیت در حقیقت مؤمنین کو اس بات کی نصیحت ہے کہ وہ الہی اور دینی شعائر کو بڑا سمجھیں اور انہیں میں سے وہ جانور ہیں کہ جنہیں حاجی منی میں قربانی کرنے کیلئے ہمراہ لاتے ہیں۔
 6_ شعائر الہی کی تعظیم تقوا اور خدا خوفی کی علامت ہے۔
 و من یعظم شعائر اللہ فإنبہا من تقوی القلوب
 "فإنبہا" میں "ہا" کا مرجع "شعائر" ہے پس "فإنبہا" در حقیقت "فإن تعظیمہا" ہے "من" نشوہ اور "تقوا" کا معنی ہے خوف خدا یعنی شعائر الہی کی تعظیم تقوا اور خوف خدا سے نشأت پکڑتی ہے۔
 7_ دل، تقوا اور خوف خدا کا مرکز۔
 فإنبہا من تقوی القلوب
 8_ تقوا اور خوف خدا بارگاہ الہی میں قابل قدر عادت ہے۔
 فإنبہا من تقوی القلوب
 9_ قربانی کے جانوروں کی تعظیم اور انکی عزت کرنا تقوا اور خوف خدا کی علامت ہے۔
 و من یعظم شعائر اللہ فإنبہا من تقوی القلوب
 10_ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے (حرم میں شکار کے کفارہ کے بارے میں) فرمایا تحقیق شکار کا کفارہ اس حد تک بڑھتا ہے کہ اونٹ سے کم ہو پس جب اونٹ کو پہنچتا ہے تو اس میں اضافہ نہیں ہوتا کیونکہ اونٹ ایسی سب سے بڑی چیز ہے کہ جسکی قربانی ہوسکتی ہے خداتعالیٰ فرماتا ہے "و من یعظم شعائر اللہ" (1)

اخلاق:

اخلاقی فضائل 8

تقوا :

اسکی قدر و قیمت 8; اس کی جگہ 7; اسکی نشانیاں 9،6
توحید:

توحید عبادی کی اہمیت 1

.....

(1) کافی ج 4 ص 395 ح 5_ نورالثقلین ج 3 ص 496 ح 124_

608

حج:

اسکی قربانی کی تعظیم 3، 9; اسکی قربانی کا تقدس 2; اسکی قربانی پر علامت لگانا 4
حدود الہی:

انکی اہمیت 1

حرم:

اس میں شکار کا کفارہ 10

خدا تعالیٰ :

اسکی نصیحتیں 3، 5

دل:

اسکے فوائد 7

دین:

اسکی اہمیت 1

روایت 10

شعائر اللہ :

انکی تعظیم 6، 10; انکی تعظیم کی نصیحت 5; انکا تقدس 2; ان سے مراد 10

مؤمنین:

انکو نصیحت 3

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ (۳۳)

تمارے لیے ان قربانی کے جانوروں میں ایک مقررہ مدت تک فائدے ہی فائدے ہیں اس کے بعد ان کی جگہ خانہ کعبہ کے پاس ہے۔ (33)

1_ حاجی قربانی کے دن تک ان جانوروں سے استفادہ کرسکتے ہیں جنہیں وہ قربانی کیلئے ہمراہ لائے ہیں۔

لکم فیہا منافع الی اجل مسمی

"فیہا" میں "ہائ" ضمیر کا مرجع "شعائر" ہے اور "منافع"، "منفعۃ" کی جمع اور اس کا معنی ہے فائدہ "الی اجل مسمی" یعنی معین وقت تک مقصود یہ ہے کہ تم جو جانور حج میں قربانی کیلئے لائے ہو قربانی کے دن تک ان سے استفادہ کرسکتے ہو۔ (ان کے ذریعے سامان اٹھاؤ، ان پر سواری کرو اور ان کے دودھ سے استفادہ کرو)

2_ مراسم قربانی کا وقت معین ہے۔

لکم فیہا منافع الی اجل مسمی

609

3_ عصر بعثت کے مشرکین کے خیال میں قربانی کے جانوروں سے استفادہ کا ممنوع ہونا۔

لکم فیہا منافع الی اجل مسمی

قربانی کے جانوروں سے استفادہ کے جواز کی تصریح بتاتی ہے کہ آیت کے نزول سے پہلے عام نظریہ اسکے خلاف تھا۔

4_ قربانی کو کعبہ کی طرف ذبح یا نحر کرنے کا واجب ہونا۔

ثم محلها الى البيت العتيق

"محل" اسم مکان اور مصدر "حلول" سے مشتق ہے "حلول" کا معنی ہے نازل ہونا اور اترنا اور "حل بالمكان" یعنی فلان جگہ اتر آیا پس مذکورہ جملے کا معنی یوں ہوگا "جہاں قربانی کے جانور اترتے ہیں وہ کعبہ کی جانب ہے، اور مقصود یہ ہے کہ قربانی کے جانور جب قربان گاہ میں پہنچیں اور وہاں نحر اور ذبح کیلئے آمادہ ہوں تو ضروری ہے کہ کعبہ کی جانب ہوں قابل ذکر ہے کہ قربانی کرنے کے طریقے کو ذکر کرنا اور یہ کہ جانوروں کو کعبہ کی جانب ذبح یا نحر کرنا ضروری ہے ممکن ہے اسلئے ہو کہ عصر بعثت کے مشرکین جانوروں کو ان بتوں کی جانب قربانی کرتے تھے جنہیں انہوں نے منی میں نصب کر رکھا تھا۔

5_ مقدس مقامات میں سے کعبہ کی تاریخ اور قدمت ہے۔

إلى البيت العتيق

"عتیق" ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے کہ جو وقت، جگہ یا رتبے کے لحاظ سے قدمت رکھتا ہو اسی وجہ سے قدیم کو عتیق بھی کہتے ہیں پس "بيت عتیق" یعنی وہ گھر جو قدمت اور تاریخ رکھتا ہو۔

6_ مراسم حج میں کعبہ کا محور ہونا۔

و ليوطوفاً بالبيت العتيق ... ثم محلها الى البيت العتيق

احکام 1، 2، 4

جاہلیت:

اسکے مشرکین کی سوچ 3

حج:

اسکے احکام 1، 2؛ اسکی قربانی سے استفادہ کرنا 1، 3؛ اسکی قربانی کے ذبح کا وقت 2

ذبح:

اسکے احکام 4؛ اس میں قبلہ 4؛ اسکے واجبات 4

کعبہ:

اسکی تاریخ 5؛ اس کی قدمت 5؛ اس کا نقش و کردار 6

مقدس مقامات: 5

610

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَيْمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ (۳۴)

اور ہم نے ہر قوم کے لئے قربانی کا طریقہ مقرر کر دیا ہے تاکہ جن جانوروں کا رزق ہم نے عطا کیا ہے ان پر نام خدا کا ذکر کریں پھر تمہارا خدا صرف خدائے واحد ہے تم اسی کے اطاعت گزار بنو اور ہمارے گڑ گڑانے والے بندوں کو بشارت دینو (34)

1_ قربانی والا شرعی حکم تمام آسمانی ادیان کے مشترکہ احکام میں سے ہے۔

و لكل أمة جعلنا منسك

"منسك" مصدر "نسك" سے مشتق ہے "نسك" یعنی خدا کے حضور قربانی کے ذریعے اپنی اطاعت اور انقیاد کا اظہار کرنا۔ اس بنا پر ہوسکتا ہے آیت میں "منسك" مصدر میمی ہو یعنی ہم نے گزشتہ امتوں میں سے ہر امت کیلئے عبادت قرار دی ہے کہ اپنے جانوروں کی قربانی کر کے ہمارا تقرب حاصل کریں اسی طرح ہوسکتا ہے یہ اسم مکان ہو یعنی ہم نے ہر امت کیلئے قربانی کرنے کیلئے ایک جگہ قرار دی ہے نیز اسم زمان ہوسکتا ہے یعنی ہم نے ہر امت کیلئے قربانی کی رسومات انجام دینے کا ایک وقت معین کیا ہے مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

2_ گزشتہ امتوں میں سے ہر امت کیلئے خداتعالیٰ کی جانب سے معین کی گئی قربان گاہ تھی۔

و لكل أمة جعلنا منسك

3_ گذشتہ آسمانی ادیان میں سے ہر ایک مینقرانی کی رسومات کیلئے معین وقت تھا۔

و لكل أمة جعلنا منسك

4_ قربانی کو ذبح یا نحر کرتے وقت خدا کا نام لینا ضروری

611

ہے۔

لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقہم من بہیمۃ الأنعام

5_ جانور کو ذبح یا نحر کرتے وقت اللہ کا نام لینا امتوں کیلئے قربانی کی تشریع کا فلسفہ۔

و لكل أمة جعلنا منسكاً لیذکروا اسم اللہ ... الأنعام

"اسم" کی "اللہ" کی طرف اضافت بیانہ ہے پس "اسم اللہ" یعنی وہ اسم جو اللہ ہے اسی طرح ہوسکتا ہے یہ اضافت لامیہ ہو اس بناپر "اسم اللہ" یعنی ہر وہ اسم جو خدا کا ہے پہلے احتمال کی بنیاد پر قربانی کے وقت "اللہ" کے علاوہ کسی اور نام کا ذکر کرنا کافی نہیں ہے مذکورہ مطلب دوسرے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

6_ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری میں سے کسی بھی جانوروں کی قربان کا جائز ہونا۔

علی ما رزقہم من بہیمۃ الأنعام

"أنعام" (نعم کی جمع) اصل میں اونٹوں کے معنی میں ہے لیکن یہ کبھی اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کے مجموع کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ تمام مفسرین کے نظریئے مطابق یہاں "انعام" سے اس کا دوسرا معنی (اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کا مجموعہ) مراد ہے کہا جاسکتا ہے کہ "بہیمۃ" چارپائے کے معنی میں ہے اور اس کی "انعام" کی طرف اضافت، اضافت بیانہ ہے یعنی ایسا چارپایا کہ جو اونٹ، گائے یا بھیڑ بکری ہو۔

7_ قربانی کے جانور کو ذبح یا نحر کرتے وقت، اللہ تعالیٰ کے ناموں (اللہ، رحمن...) میں سے کسی بھی نام کے لینے کا جائز ہونا۔

لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام

ہوسکتا ہے "اسم" کی "اللہ" کی طرف اضافت، اضافت بیانہ ہو اس صورت میں "اسم اللہ" یعنی ہر وہ نام کہ جو خدا کے لئے ہے۔ پہلے احتمال کی بناپر قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت "اللہ" کے علاوہ کسی اور نام کا لینا کافی نہ ہوگا گذشتہ مطلب دوسرے احتمال کی بناپر ہے۔

8_ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری انسانوں کی روزی اور ان کیلئے خداتعالیٰ کی عطائے۔

علی ما رزقہم من بہیمۃ الأنعام

9_ قربانی کی رسومات، خدا کی عبادت اور اسکی نعمتوں کے مقابلے میں شکر ہے۔

جعلنا منسكاً ... علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام

10_ تشریع کے تنہا ایک ہی منبع کی طرف توجہ خدا کی معبودیت کو قبول کرتے اور اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی نفی کا تقاضا کرتی ہے۔

و لكل أمة جعلنا منسكاً ... الہکم الہ واحد

"فالہکم" کی "فای" تفریع کیلئے ہے اور اس نکتے کو بیان کر رہی ہے کہ جو بھی قربانی کی رسومات میں غور کرے اور دیکھے کہ گذشتہ سب امتیں اس کے بارے میں مشترکہ طرز عمل رکھتی تھیں (سب کا فریضہ تھا کہ قربانی کو خدا کے نام کے ساتھ اور اس کے تقرب کی خاطر ذبح کریں) وہ

612

اس نتیجے تک پہنچے گا کہ قربانی کی تشریع کا سرچشمہ تنہا خداتعالیٰ ہے اور اگر دیگر خدا ہوتے تو حتمی طور پر دیگر صورتوں میں بھی اسکی تشریع ہوتی۔

11_ خداتعالیٰ وہ واحد معبود جو لائق پرستش ہے۔

فالہکم الہ واحد

12_ خداتعالیٰ کی الوہیت یکتا، اس کے مقابلے میں سرتسلیم خم کرنے اور اس کے غیر سے روگردانی کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔

فَالْهَيْكَمِ إِلَهٍ وَاحِدٍ فَلَهُ أَسْلَمُو

"الہ" کا متعلق "اَسْلَمُوا" ہے اور اسے مقدم کرنا حصر کا فائدہ دیتا ہے یعنی صرف خدا کے سامنے سرتسلیم خم کرو اور اس کے غیر کی اطاعت سے روگردان ہو جاؤ۔ اور "الہ اَسْلَمُوا" کی جملہ "اَلْهَيْكَمِ إِلَهٍ وَاحِدٍ" پر حرف "فای" کے ذریعے تفریع اس معنی کو بیان کر رہی ہے کہ اس چیز کے پیش نظر کہ تم سب کا معبود صرف خدائے واحد ہے ضروری ہے کہ صرف اس سے حکم لو اور اس کے غیر کے سامنے سرتسلیم خم کرنے سے پرہیز کرو۔

13_ خدائے یکتا پر راسخ ایمان، انسان کے دل و جان کیلئے راحت بخش ہے۔

فَالْهَيْكَمِ إِلَهٍ وَاحِدٍ ... و بشر المخبِتین

("مخبِتین" کا مصدر) "اخبأت"، "خبأت" سے مشتق ہے اور "خبأت" کا معنی ہے وہ وسیع اور ہموار زمین کہ جس میں نشیب و فراز نہ ہو اس بنا پر "مخبِت" اس شخص کو کہاجاتا ہے کہ جس کا دل مطمئن اور پر سکون ہو اور اضطراب و تشویش سے دور ہو اور یہاں پر "مخبِتین" سے مراد وہ مؤمنین ہیں کہ جو خدا کی وحدانیت پر اطمینان رکھتے ہیں اور ہر قسم کے مشرکانہ توہمات سے مبرا ہیں۔

14_ مشرکانہ خیالات سے مبرا اور سچے مؤمنین کا مستقبل سعادت مند اور خوشبختی و شادمانی سے سرشار ہے۔

و بشر المخبِتین

15_ خدائے یکتا کی پرستش اور اس کے احکام کی بلاچون و چرا اطاعت سچے ایمان اور مشرکانہ خیالات سے مبرا ہونے کی علامات میں سے ہے۔

فَالْهَيْكَمِ إِلَهٍ وَاحِدٍ فَلَهُ أَسْلَمُوا و بشر المخبِتین

16_ اعمال اور مناسک حج کو تمام حدود و احکام الہی کی رعایت کے ساتھ انجام دینا سچے ایمان کی نشانیوں میں سے ہے۔ و لکل أمة جعلنا منسكاً ... فَاَلْهَيْكَمِ إِلَهٍ وَاحِدٍ فَلَهُ أَسْلَمُوا و بشر المخبِتین

سکون:

اس کے عوامل 13

احکام 4، 7

ان کا فلسفہ 5

آسمانی ادیان:

ان کی تعلیمات 1; ان کی ہم آہنگی 1

اطاعت:

خدا کی اطاعت کے اثرات 15

613

گذشتہ امتیں:

ان میں قربان گاہ 2

انسان:

اس کی روزی 8

ایمان:

خدا پر ایمان کے اثرات 13; اس کی نشانیاں 15، 16

سرتسلیم خم ہونا:

خدا کے سامنے سرتسلیم خم ہونے کے اثرات 15; خدا کے سامنے سرتسلیم خم ہونے کا پیش خیمہ 12

توحید:

توحید ذاتی کے اثرات 12; توحید عبادی کے اثرات 15; توحید عبادی 11

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 11

حج:

اسکے اثرات 16; اسکے احکام 6; اسکی قربانی میں اختیار 6; اسکی قربانی کا اونٹ 6; اسکی قربانی کی گائے 6; اسکی قربانی کی بھیڑ بکری 6; اسکی قربانی کے ذبح کا وقت 3 خداتعالیٰ :

اسکی خصوصیات 11; اس کا رازق ہونا 8; اسکے معبود ہونے کا پیش خیمہ 10; اسکے عطیے 8 ذبح :

اسکے احکام 4، 7; اس میں بسم اللہ 4، 5، 7; اس میں خدا کے نام 7 ذکر :

توحید افعالی کا ذکر 10

شرك:

اس کا بطلان 10

شکر:

نعمت کا شکر 9

عبادت:

خدا کی عبادت 9

قربانی:

اسکے ذبح کی اہمیت 9; اس کا فلسفہ 5; یہ آسمانی ادیان میں 1، 3 مؤمنین:

ان کا اچھا انجام 14; ان کا سرور 14; انکی سعادت 14

معبودیت:

اس کا معیار 10

نحر:

اس میں بسم اللہ 4

نعمت:

اونٹ کی نعمت 8; گائے کی نعمت 8; بھیڑ بکری کی نعمت 8

614

الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمُ الصَّلَاةُ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (۳۵)
جن کے سامنے ذکر خدا آتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں اور وہ جو مصیبت پر صبر کرنے والا اور نماز کے قائم کرنے والے ہیں اور ہم نے جو رزق دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرنے والے ہیں۔ (35)

1_ خداتعالیٰ سے خشیت اور شدید خوف سچے ایمان کی نشانی ہے۔

و بشر المخبّتين الذين إذا ذكر الله وجلت قلوبهم

"الذين" محل نصب میں اور "المخبّتين" کی صفت ہے ("وجلّت" کے مصدر) "وجل" کا معنی ہے ڈرنا اور جیسا کہ پچھلی آیت میں کہا جا چکا ہے "مخبت" اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جس کا دل مطمئن اور پرسکون ہو اور یہاں پر "مخبّتين" سے مراد وہ مؤمنین ہیں کہ جو توحید میں اس مقام پر فائز ہیں کہ ان کا دل ہر قسم کے شرك کے شائبے سے دور ہے اور ان کا قلب مطمئن اور پرسکون ہے مذکورہ آیت ایسے سچے مؤمنین کی نشانیاں بیان کر رہی ہے۔

2_ خوف خدا، قرآن کی نظر میں ایک قابل قدر عادت ہے۔

الذين إذا ذكر الله وجلت قلوبهم

3_ خداتعالیٰ کی جانب سے ان دلوں کی تعریف کہ جن پر اس کا نام سن کر خوف اور خشیت طاری ہو جاتی ہے۔

الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم

4_ سچے مؤمنین، مصیبتوں اور زندگی کی مشکلات کے مقابلے میں صابر ہوتے ہیں۔

و بشر المخبّتين ... و الصبرين على ما اصابهم
5_ نماز قائم کرنے میں تسلسل اور اسے درست و کامل

615

طور پر انجام دینے کی پابندی کرنا سچے مؤمنین کی ایک اور نشانی اور صفت_
و المقيمي الصلوة

("مقيمین" کے مصدر) "اقامة" کا معنی ہے درست اور کامل انجام دینا صفت "مقيمین" کا استعمال اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ نماز پڑھنا ایسی عادت ہے کہ جو مؤمنین سے جدا نہیں ہوتی اس بنا پر "المقيمي الصلوة" کا معنی یوں ہوگا وہ جو ہمیشہ نماز کو درست اور کامل طور پر انجام دیتے ہیں نہ اسے ترک کرتے ہیں اور نہ اسے درست اور مکمل انجام دینے میں کوتاہی کرتے ہیں۔

6_ مال کا انفاق اور ضرورت مندوں کی دستگیری، سچے مؤمنین کی زندگی کے پروگراموں میں سے ہے۔
و بشر المخبّتين ... و مما رزقناهم ينفقون

فعل مضارع "ينفقون" کا استعمال اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے کہ نیازمندوں کی حاجت روائی اور ان پر مال خرچ کرنا سچے مؤمنین کا ایک یا چند دن کا کام نہیں ہے بلکہ یہ ایسا پروگرام ہے کہ یہ پوری زندگی میں اپنے آپ کو اس کا پابند سمجھتے ہیں۔

7_ انفاق میں اعتدال اور میانہ روی کی رعایت کرنا ضروری ہے۔
و مما رزقناهم ينفقون

"مما رزقناهم" میں "من" تبعض کیلئے ہے یعنی اپنے مال کا ایک حصہ خرچ کرتے ہیں یہاں پر اس کا استعمال_ کہ جہاں سچے مؤمنین کے اوصاف بیان ہو رہے ہیں_ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کیلئے نصیحت ہے کہ مبادا انفاق میں حد اعتدال سے تجاوز کرو اور اپنے آپ اور اپنے زیر کفالت افراد کو زحمت میں ڈال دو۔

8_ مال و متاع خدا کی جانب سے رزق اور اسکی طرف سے انسان کیلئے عطا ہے۔
و مما رزقناهم

اخلاق:

اخلاقی فضائل 2

انفاق:

اسکے آداب 7; اس میں اعتدال 7

ایمان:

اسکی نشانیاں 1

خوف:

خوف خدا کے اثرات 1; خوف خدا کی قدر و قیمت 2

خدا تعالیٰ:

اسکی عطا 8; اسکی طرف سے تعریف 3

خدا سے ڈرنے والے:

ان کی تعریف 3

سختی:

اس میں صبر 4

فقرا:

ان پر انفاق کرنا 6

مال:

616

اس کا سرچشمہ 8

مؤمنین:

ان کا انفاق 6; ان کا صبر 4; ان کی صفات 5، 6; یہ سختی کے وقت 4; ان کی نماز 5

نماز:

اسکی پابندی 5

تفسیر راہنما جلد 11

وَالْبُذُنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاَهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۳۶)

اور ہم نے قربانیوں کے اونٹ کو بھی اپنی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے اس میں تمہارے لیئے خیر ہے لہذا اس پر کھڑے ہونے کی حالت ہی میں نام خدا کا ذکر کرو اور اس کے بعد جب اس کے تمام پہلو گر جائیں تو اس میں سے خود بھی کھاؤ اور قناعت کرنے والے مانگنے والے سب غریبوں کو کھلاؤ کہ ہم نے انہیں تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تا کہ تم شکر گزار بندے بن جاؤ (36)

1_ قربانی کے جانور مراسم حج کے دینی اور الہی شعائر میں سے ہیں۔

و البدن جعلنہا لکم من شعائر اللہ

"بدن"، "بدنہ" کی جمع ہے اور لغت میں "بدنہ" موٹے اور بڑے اونٹ اور گائے کو کہا جاتا ہے ماضی میں جو لوگ مراسم حج میں شرکت کرنا چاہتے تھے وہ پہلے سے قربانی کے جانوروں کی خوب رسیدگی کرتے تا کہ وہ موٹے اور فربہ ہوجائیں اسی وجہ سے قربانی کے اونٹ اور گائے کو "بدنہ" کہا جاتا تھا۔ قابل ذکر ہے کہ "إذا وجبت جنوبہا" قرینہ ہے کہ مذکورہ آیت میں

617

"بدن" سے مراد فقط اونٹ ہیں یعنی جن اونٹوں کو قربانی کے طور پر ہمراہ لاتے ہو ہم نے انہیں تمہارے لئے دینی و الہی شعائر میں سے قرار دیا ہے۔

2_ حج میں قربانی کیلئے موٹے اور فربہ اونٹوں کا انتخاب کرنا ضروری ہے۔

و البدن جعلنہا لکم من شعائر اللہ

کلمہ "إبل" کہ جس کا معنی ہے ہر اونٹ کی جگہ "بُدن" کا استعمال کہ جس کا معنی ہے موٹے اور فربہ اونٹ۔ ہوسکتا ہے حجاج کیلئے ایک نصیحت ہو کہ وہ قربانی کیلئے موٹے اور فربہ اونٹوں کا انتخاب کریں۔

3_ دینی و الہی شعائر کی حفاظت اور تعظیم تمام مؤمنین کی ایک الہی ذمہ داری ہے۔

و البدن جعلنہا لکم من شعائر اللہ

خدا تعالیٰ کا یہ کلام "کہ ہم نے قربانی کے اونٹوں کو شعائر دینی کا حصہ قرار دیا ہے" در حقیقت نصیحت ہے کہ شعائر الہی کی حفاظت اور تعظیم کیلئے کوشاں رہیں۔

4_ حاجیوں کیلئے قربانی کے اونٹوں سے استفادہ کرنا (سامان اٹھانا، ان پر سواری کرنا اور ان کے دودھ سے استفادہ کرنا) جائز ہے۔

و البدن ... لکم فیہا خیر

آیت نمبر 33 (لکم فیہا منافع الی اجل مسمی) کو مد نظر رکھتے ہوئے "لکم فیہا خیر" سے مراد یہ ہے کہ حاجی قربانی کے دن تک ان اونٹوں سے استفادہ کرسکتے ہیں کہ جنہیں وہ قربانی کیلئے ہمراہ لائے ہیں (ان پر سواری کریں، ان پر سامان

لادیں یا ان کے دودھ سے تغذیہ کریں)

5_ ان اونٹوں پر علامت لگانے کا ضروری ہونا کہ جنہیں حاجی قربانی کیلئے ہمراہ لاتے ہیں۔

و البدن جعلنا لکم من شعائر اللہ

خدا تعالیٰ کا یہ کلام "کہ ہم نے قربانی کے اونٹوں کو دینی شعائر اور نشانیوں میں سے قرار دیا" ہوسکتا ہے اس نصیحت پر مشتمل ہو کہ حاجیوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ ان اونٹوں کو دیگر اونٹوں سے ممتاز کرنے کیلئے ان پر علامت لگائیں۔

6_ قربانی کے اونٹوں کو نحر کرتے وقت، خدا کا نام لینا ضروری ہے۔

فاذکروا اسم اللہ علیہ

7_ اونٹ کو نحر کرتے وقت خدا تعالیٰ کے ناموں (اللہ، رحمان و غیرہ) میں سے ہر ایک کا ذکر کرنا جائز ہے۔

فاذکروا اسم اللہ علیہ

"اسم اللہ" میں اضافت ببیانہ بھی ہوسکتی ہے اور لامیہ بھی پہلے احتمال کی بنیاد پر "اسم اللہ" کا معنی ہے وہ اسم جو "اللہ" ہے اور دوسرے احتمال کی بنیاد پر اس کا معنی بنے گا ہر وہ اسم جو خدا تعالیٰ کا ہے پہلے احتمال کی بنا پر جانور کو ذبح یا نحر کرتے وقت "اللہ" کے علاوہ کسی اور نام کا لینا کافی نہیں ہے بخلاف دوسرے احتمال کے۔ مذکورہ مطلب دوسرے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

8_ قربانی کے اونٹوں کو قطار میں کھڑا کرنے اور خدا کے نام کے ساتھ ایک ہی وقت میں انہیں نحر کرنے کا ضروری

ہونا۔

فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف

"صواف"، "صافۃ" کی جمع، "علیہا" کی ضمیر سے حال اور صف (ایک گروہ کو ایک

618

دوسرے کے ساتھ ایک نظم کے ساتھ سیدھی قطار میں لانا) سے مشتق ہے یعنی اونٹوں پر (انہیں نحر کرتے وقت) اس حال میں خدا کا نام لو جب وہ ایک سیدھی قطار میں نظم کے ساتھ کھڑے ہوں۔

9_ قربانی کے اونٹوں کو نحر کرتے وقت ان کے ہاتھ پاؤں باندھنا ضروری ہے۔

فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف

اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ مبادا وہ خنجر کی ضرب کی وجہ سے بھاگ جائے پہلے اسکے ہاتھ پاؤں کو اکٹھا کرتے ہیں پھر ان کے ارد گرد رسی لپیٹ دیتے ہیں اور اسکے بعد اسے نحر کرتے ہیں۔ "صواف" کا یوں معنی کیا جاسکتا ہے انہیں اس حال میں نحر کرو کہ ان کے ہاتھ پاؤں کو اکٹھا کر کے رسی کے ساتھ باندھ دو۔

10_ حاجیوں کیلئے قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے۔

فاذا وجبت جنوبہا فکلوا منہ

("وجبت" کے مصدر) وجوب کا معنی ہے گرنا "جنوب" نیز "جنب" کی جمع اور پہلو کے معنی میں ہے یعنی جب اونٹ گر جائیں اور پہلو پر لوٹ پوٹ کرنے لگیں (جان دے دیں) اسکے گوشت سے کھاؤ اور ضرورت مندوں کو کھلاؤ۔ قابل ذکر ہے کہ جابلیت کے عربوں کا یہ خیال تھا کہ قربانی خداؤں کا مال ہے اور کسی کو اس سے استفادہ کرنے کا حق نہیں ہے خدا تعالیٰ نے یہاں پر یاد دہانی کرائی ہے کہ یہ خیال غلط ہے اور مسلمان قربانی کو اس خیال سے کہ وہ شعائر الہی میں سے اور اس سے کھانا ان شعائر کی ہتک حرمت ہے اسے اسکے حال پر نہ چھوڑ دیں بلکہ جو نہی قربانی جان دے دے اس کا ایک حصہ اپنے لئے رکھ لو اور باقی ضرورت مندوں کو دے دو۔

11_ قربانی کا گوشت کھانے کی حرمت، عصر جابلیت کے عربوں کا خیال۔

فاذا وجبت جنوبہا فکلوا منہ

12_ حج کے موقع پر قربانی کے گوشت سے نیاز مندوں کو اطعام کرنا ضروری ہے چاہے وہ خود درخواست کریں یا در

خواست کرنے سے گھبراتے ہوں۔

فکلوا منہا و اطعموا القانع و المعتر

"قانع" اسے کہا جاتا ہے جو مدد کی درخواست کرتا ہے (سائل اور گدا) گراور "معتر" یعنی وہ نیاز مند جو مدد چاہتا ہو لیکن سوال کرنے سے گھبراتا ہو پس مذکورہ جملے کا معنی یوں ہوگا قربانی کا کچھ حصہ خود کھاؤ اور باقی نیاز مندوں کو کھلا دو چاہے وہ اپنی ضرورت کو زبان پر لائیں یا نہ۔

- 13_ اس بات کی ممنوعیت کہ قربانی کے گوشت سے حاجی صرف خود استفادہ کریں اور دوسروں کو اس سے اطعام نہ کریں
فکلو منہ
کلمہ "من" کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ جملے کا معنی یوں ہوگا اس کا ایک حصہ کھاؤ (نہ سب)۔
14_ انسان کیلئے اونٹ کا مسخر ہونا خدا کی نعمتوں میں سے ہے۔
کذلک سخرنہا لکم
15_ خداتعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں شکر ادا کرنا ضروری ہے۔
کذلک سخرنہا لکم لعلکم تشکرون
16_ خداتعالیٰ کی نعمتیں، شکر کے لائق ہیں۔

619

- و البدن ... سخرنہا لکم لعلکم تشکرون
17_ بارگاہ خداوندی میں شکر کرنا قربانی کی تشریع کا فلسفہ۔
و البدن جعلنہا لکم من شعائر اللہ ... لعلکم تشکرون
18_ خداتعالیٰ کے فرمان ... " و اطعموا القانع و المعتر " کے بارے میں امام صادق (ع) سے منقول ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا
"قانع" وہ شخص ہے کہ تو اسے جو کچھ دے وہ اس پر راضی ہو جاتا ہے اور اس پر ناراضگی اور ترش روئی نہیں کرتا
اور "معتر" وہ گزرنے والا ہے کہ جو تیرے پاس سے گزرتا ہے تا کہ تو اسے اطعام کرے (1)

احکام: 2، 4، 5، 6، 7، 8، 9، 10، 12، 13

ان کا فلسفہ 17

جاہلیت:

اسکی رسومات 11؛ اس کے محرمات 11

حج:

اس کے احکام 2، 4، 5، 8، 10، 12، 13؛ اس کی قربانی سے استفادہ کرنا 4؛ اس کی قربانی سے اطعام 12، 18؛ اس کی قربانی کے ذریعے بوجھ اٹھانا 4؛ اس کی قربانی سے کھانا 10، 13؛ اس کی قربانی پر سواری کرنا 4؛ اس کی قربانی کا اونٹ 1، 2، 5، 4؛ اس کی قربانی کا دودھ 4؛ اس کی قربانی 8، 9؛ اس کی قربانی پر علامت لگانا 5

خدا:

اس کی نعمتیں 14

ذبح:

اس کے احکام 6، 7

روایت 18

اونٹ:

اسے نحر کرنے کے آداب 8، 9؛ اسے نحر کرنا 6، 7؛ قربانی کے اونٹ کو نحر کرنا 8، 9

شعائر اللہ : 1

ان کی تعظیم 3

شکر :

اس کی اہمیت 17؛ نعمت کے شکر کی اہمیت 15؛ نعمت کا شکر 16

فقراء:

ان کی حاجت روائی کی اہمیت 12

قربانی:

اس کا فلسفہ 17؛ جاہلیت میں اس کا گوشت 11

مؤمنین:

انکی ذمہ داری 3

نحر:

اس میں بسم اللہ 6، 7؛ اس میں خدا کے نام 7

نعمت:

اونٹ کے مسخر ہونے والی نعمت 14، 16

واجبات: 6

.....

(1) کافی ج 4 ص 499 ح 2_ نور الثقلین ج 3 ص 498 ح 134

620

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومَهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَيَسِّرَ الْمُحْسِنِينَ (۳۷)
خدا تک ان جانوروں کا گوشت جانے والا ہے اور نہ خون اس کی بارگاہ میں صرف تمہارا تقویٰ جاتا ہے اور اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارا تابع بنا دیا ہے کہ خدا کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی کبریائی کا اعلان کرو اور نیک عمل والوں کو بشارت دیدو (37)

1_ افراد کی نیت اور ہدف، خدا کے نزدیک ان کے اعمال کی قدر و قیمت کا معیار۔

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومَهَا ... وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ

"لحومہا" اور "دماء ہا" کی ضمیروں کا مرجع "بدن" ہے کہ جس کا معنی ہے بڑے اور فربہ اونٹ اس بنا پر "لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومَهَا ... التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ" کا معنی یہ ہوگا "ہرگز قربانی کئے گئے اونٹوں کے گوشت اور خون، خدا تک نہیں پہنچیں گے بلکہ وہ تمہارا تقوا اور خوف خدا ہے جو خدا تک پہنچتا ہے" ایسا لگتا ہے کہ مذکورہ آیت سب مؤمنین کو خبردار کر رہی ہے کہ وہ متوجہ رہیں کہ وہ واحد چیز جو ان کے لئے تقرب الہی کا موجب اور اس بات کا سبب ہے کہ خدا ان سے راضی ہو جائے اور ان سے قبول کر لے وہ تقوا اور خوف خدا ہے نہ ظاہر اعمال اگرچہ وہ بڑے اور زیادہ ہوں کیونکہ کبھی بھی فرشتے ظاہر اعمال کی رپورٹ نہیں بھیجتے بلکہ جس چیز کی وہ رپورٹ بھیجتے ہیں وہ عمل کے باطن سے مربوط ہے۔

2_ انسان کے اعمال کا ظاہری پیکر اگرچہ بہت اچھا اور شائستہ ہو۔ اسکے صاحب کی نیت اور ہدف کو مدنظر رکھے

بغیر ذرہ برابر قیمت نہیں رکھتا۔

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومَهَا ... وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ

621

منکم

3_ تقوا اور خوف خدا، بارگاہ خداوندی میں اعمال کی قدر و قیمت کا معیار۔

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ ... وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ

4_ خداتعالیٰ قربانی والے عمل کو اس صورت میں قبول فرماتا ہے جب وہ تقوا اور خوف خدا سے نشأت پکڑے۔

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومَهَا ... وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ

5_ حج کے موقع پر قربانی کی رسومات، خداتعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے یاد کرنے کا زمانہ۔

كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ

"سخرہا" کی "ہا" ضمیر کا مرجع "بدن" (قربانی کے اونٹ) ہے اور ("تکبرون" کے مصدر) تکبیر کا معنی ہے خدا کو بڑائی کے ساتھ یاد کرنا پس مذکورہ جملے کا معنی یوں بنے گا "ہم نے ان بڑے اور عظیم الجثہ اونٹوں کو تمہارے لئے مسخر کیا (تم آسانی سے ان کے گلے میں خنجر گھونپ سکتے ہو بغیر اسکے کہ تمہیں ذرا سا بھی نقصان پہنچے) یہ اس لئے ہے کہ تم اس عظیم نعمت (قربانی والی عبادت کو انجام دینے کی توفیق) کے بدلے خدا کو بڑائی کے ساتھ یاد کرو اور ایک آواز ہو کر

- بولو "اللہ اکبر علی ما ہدانا"
- 6_ قربانی کے مراسم میں "اللہ اکبر علی ما ہدانا" کے نعرے کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں شکر کا اظہار کرنا ضروری ہے۔
- کذلک سخر یا لکم لتکبروا اللہ علی ما ہداکم
- 7_ خداتعالیٰ، اہل ایمان کا ہادی اور رہنما ہے۔
- کذلک سخر یا لکم ... علی ما ہدیکم
- 8_ حج اور اسکے اعمال خداتعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی کا واضح جلوہ ہیں۔
- کذلک سخر یا لکم لتکبروا اللہ علی ما ہدیکم
- 9_ ہدایت سب سے برتر نعمت الہی اور خدا کی عظمت و کبریائی کا جلوہ ہے۔
- لتکبروا اللہ علی ما ہدیکم
- 10_ بارگاہ خداوندی میں شکر ادا کرنا اور اسکی عظمت و کبریائی کو یاد کرنا نیک اور خدا کے مورد نصیحت لوگوں کے کاموں میں سے ہے۔
- لتکبروا اللہ ... و بشر المحسنین
- 11_ جو لوگ ہدایت والی نعمت کا پاس کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں شکر ادا کرتے ہیں اور اسے بڑائی کے ساتھ یاد کرتے ہیں وہ محسنین اور نیکو کاروں میں سے ہیں۔
- و بشر المحسنین
- 12_ محسنین (نیکو کار لوگ) کا مستقبل درخشاں اور خوشی و شادمانی سے سرشار ہے۔
- کذلک سخر یا لکم ... و بشر المحسنین
- 13_ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے پوچھا قربانی کرنے کی علت کیا ہے؟ تو آپ (ع) نے فرمایا خون کا پہلا قطرہ جو قربانی سے گرتا ہے اس سے

622

قربانی کرنے والے کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ اس سے پتا چلتا ہے کہ کون ان دیکھے خدا کی پروا کرتا ہے۔ (اور اسکے حکم پر عمل کرتا ہے) خداتعالیٰ فرماتا ہے "ان ینالہ اللہ لحومہا ولا دمانہا و لکن ینالہ التقویٰ منکم" (1)

14_ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا ("و لتکبروا اللہ علی ما ہداکم" سے مقصود) ایام تشریق میں تکبیر ہے کہ جو قربانی کے دن نماز ظہر سے شروع ہوتی ہے ایام تشریق کے آخری دن کی نماز عصر تک اور یہ اس صورت میں ہے جب تو منیٰ میں ٹھہرے لیکن اگر تو منیٰ سے نکل جائے تو تکبیر ضروری نہیں ہے اور تکبیر یہ ہے کہ تو کہے "اللہ اکبر اللہ اکبر ..." (2)

احکام:

ان کا فلسفہ 13

ایام تشریق:

ان میں تکبیر 14

تقوا:

اسکے اثرات 3، 4

حج:

اسکے اثرات 8; اسکی قربانی کی اہمیت 5

خداتعالیٰ:

اسکی نصیحتیں 10; اسکی عظمت کی نشانیاں 9; اسکی ہدایات کی نشانیاں 8; اسکی نعمتیں 9; اس کا ہادی ہونا 7

ذکر:

ذکر خدا کی نصیحت 10; عظمت خدا کا ذکر کرنا 5

روایت 13، 14

شکر:

اسکی نصیحت 10؛ یہ قربانی کے وقت 6

عمل:

اسکی قدر و قیمت کا معیار 1، 2، 3؛ پسندیدہ عمل 10؛ اس میں نیت 1، 2

قربانی:

اسکے آداب 6؛ اسکے وقت تکبیر 6؛ اسکی قبولیت کے عوامل 4؛ اس کا فلسفہ 13

مؤمنین:

انکی ہدایت 7

محسنین:

انکا اچھا انجام 12؛ انکی خوشی 12؛ انکی سعادت 12؛ انکی شکر گزاری 1

ہدایت یافتہ لوگ:

ان کی شکر گزاری 11

نعمت:

ہدایت والی نعمت 9، 11

نیت:

اسکے اثرات 1، 2

.....

(1) علل الشرائع ص 37 ب 178 ح 2_ نورالثقلین ج 3 ص 500 ح 148_

(2) کافی ج 4 ص 715 ح 4_

623

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ (۳۸)

بیشک اللہ صاحبان ایمان کی طرف سے دفاع کرتا ہے اور یقیناً اللہ خیانت کرنے والے کافروں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا ہے

(38)

1_ مؤمنین مسلسل خداتعالیٰ کی حمایت اور تائید سے بہرہ مند ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا

("دفاع" کے مصدر) "دفاع" کا معنی ہے حمایت کرنا اور دشمن کے شر کو دور کرنا یعنی خداتعالیٰ بلاشک مؤمنین کی

حمایت اور تائید کرتا ہے اور ان سے دشمنان دین کے شر کو دور کرتا ہے۔

2_ خداتعالیٰ کی طرف سے مؤمنین سے شک و تردید کو دور کرنا اور دین کی کامیابی کی نسبت ان میں اطمینان پیدا کرنا۔

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا

جملہ "یدفع عن الذین آمنوا" کی "ان" کے ذریعے تاکید مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔

3_ ایمان، خداتعالیٰ کی حمایت و نصرت سے بہرہ مند ہونے کی شرط۔

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا

4_ دین الہی لوگوں کے پاس خدا کی امانت ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ

5_ دین خدا کے ساتھ دشمنی اسکی امانت میں خیانت اور اسکی ہدایت والی نعمت کی ناشکری ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ ... إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ

6_ خیانتکار ناشکرے لوگ خداتعالیٰ کی حمایت و محبت سے محروم ہیں۔

7۔ امانت کی حفاظت اور نعمت کا شکر ادا کرنا محبت الہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔
ان الله لا يحب كل خوان كفور

624

8۔ اہل ایمان کے ساتھ دشمنی رکھنے والے خیانتکار اور ناشکرے لوگ ہیں۔
ان الله يدفع ... ان الله لا يحب كل خوان كفور
9۔ عصر بعثت کے حق دشمن مشرکین خیانتکار اور ناشکرے لوگ ہیں۔
ان الله يدفع عن الذين ء امنوا ان الله لا يحب كل خوان كفور

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 9

امانت:

اس میں خیانت 5

امانتداری:

اسکے اثرات 7

ایمان:

اسکے اثرات 3

خدا کی حمایت:

اس سے محروم لوگ 6; یہ جنکے شامل حال ہے 1

خیانتکار لوگ:

انکی ناشکری 6; انکی محرومیت 6

خدا تعالیٰ :

اسکے افعال 2; اسکی امانتیں 4، 5; اسکی محبت کا پیش خیمہ 7; اسکی حمایت کی شرائط 3

دین:

اسکے ساتھ دشمنی کے اثرات 5; اس کا کردار 4

شکر:

شکر نعمت کے اثرات 7

کفران:

کفران نعمت 5

مؤمنین:

انکی کامیابی 2; انکا حامی 1; ان کے دشمنوں کی خیانت 8; ان کے دشمنوں کا کفران 8; ان کے اطمینان کا سرچشمہ 2; ان

کے شك کے دور کرنے کا سرچشمہ 2

محبت خدا:

اس سے محروم لوگ 6

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کی خیانت 9; صدر اسلام کے مشرکین کا کفران 9

نعمت:

ہدایت والی نعمت 5

625

اَذِّنْ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِاَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَاِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (۳۹)

جن لوگوں سے مسلسل جن کی جا رہی ہے انہیں ان کی مظلومیت کی بنا پر جہاد کی اجازت دیدی گئی ہے اور یقیناً ان کی مدد پر قدرت رکھنے والا ہے (39)

1_ حملہ آور دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کا جواز

ا ذن للذين ء امنوا يقتلون با نهم ظلمو

"ا ذن" فعل مجہول اور اس کا نائب فاعل محذوف ہے "ا ذن فی القتال" اور "الذين يقتلون" یعنی جن پر حملہ کیا جائے اور "با نهم ظلموا" میں "با" سبب ہے یعنی اس وجہ سے کہ وہ مظلوم واقع ہوئے ہیں لہذا مذکورہ جملے کا معنی یوں بنے گا "جن لوگوں پر حملہ کیا جائے اس وجہ سے کہ وہ مظلوم واقع ہوئے ہیں انہیں جنگ کی اجازت دی گئی ہے۔"

2_ بغیر وجہ کے انسانوں پر حملہ کرنا اور ان کا خون بہانا ظلم ہے۔

ا ذن للذين يقتلون با نهم ظلمو

3_ حملہ آور ظالم دشمن کے ساتھ برسر پیکار ہونا مظلوموں کا جائز حق ہے۔

ا ذن للذين يقتلون با نهم ظلمو

4_ صدر اسلام کے مسلمان، کافر دشمنوں کے پے در پے اور مسلسل ظلم و ستم کی زد میں۔

ا ذن للذين يقتلون با نهم ظلمو

فعل مضارع "يقتلون" کا استعمال بتاتا ہے کہ صدر اسلام کے مسلمان مسلسل اور پے درپے حملوں اور تجاوز کا شکار رہتے۔

5_ دشمن کے حملوں اور تجاوز کا دفاع کرنے کی خاطر خدا تعالیٰ کی طرف سے صدر اسلام کے مسلمانوں کیلئے جنگ کی اجازت کا صادر ہونا۔

ا ذن للذين يقتلون با نهم ظلمو

6_ خدا تعالیٰ کی طرف سے کفر کے محاذ کے خلاف برسر پیکار ہونے میں صدر اسلام کے مسلمانوں کے ساتھ ان کی حمایت اور مدد کا وعدہ۔

626

ا ذن للذين يقتلون ... ان الله على نصرهم لقدير

7_ خدا تعالیٰ مظلوم اور حملوں کا شکار مؤمنین کی حمایت اور نصرت پر قادر ہے۔
و ان الله على نصرهم لقدير

احکام: 1

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 4

بے گناہ لوگ:

ان کے قتل کا ظلم 4

جہاد:

اسکے احکام 1; یہ ظالموں کے ساتھ 3; دفاعی جہاد، 1، 3; دفاعی جہاد کا فلسفہ 5

حقوق:

حق دفاع 3; جائز حق 3

خدا تعالیٰ :

اس کا اذن 5; اسکی قدرت 7; اسکی نصرت 7; اسکے وعدے 6

خود:

خود کا دفاع 3

کفار:

صدر اسلام کے کفار کا ظلم 4

مؤمنین:

انکی نصرت 7

مسلمان:

صدر اسلام کے مسلمانوں کو اذن 5; صدر اسلام کے مسلمانوں کا دفاعی جہاد 5; صدر اسلام کے مسلمانوں کی حمایت 6;

صدر اسلام کے مسلمانوں پر ظلم 4; صدر اسلام کے مسلمانوں کی نصرت 6

مظلوم:

ان کے حقوق 3; انکی نصرت 3

627

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفُتِنَتِ صَوَامِعُ وَبَيْعٌ وَصَلَوَاتٌ
وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (٤٠)

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بلا کسی حق کے نکال دئے گئے ہیں علاوہ اس کے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اگر خدا بعض لوگوں کو بعض کے ذریعے نہ روکتا ہو تا تو تمام گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مجوسیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں سب منہدم کر دی جاتیں اور اللہ اپنے مددگاروں کی یقیناً مدد کرے گا کہ وہ یقیناً صاحب قوت بھی اور صاحب عزت بھی ہے (40)

1_ صدر اسلام کے مسلمانوں کو فقط ان کے عقیدہ توحید کی وجہ سے انکی جائے پیدائش (مکہ) سے ظلم کے ساتھ نکال باہر کرنا۔

بأنهم ظلموا ... الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق
"الذين اخرجوا"، "الذين يقاتلون" سے

628

بدل اور در حقیقت یوں ہے "الذين القتال للذين اخرجوا ... " "ديار"، "دار" کی جمع یعنی گھر اور وہ جگہ جہاں انسان رہتا ہے لہذا مذکورہ جملے کا معنی یوں بنے گا جن لوگوں کو ناحق ان کے گھروں سے نکالا گیا ہے انہیں جنگ کی اجازت دے گئی ہے۔

2_ لوگوں کو ناجائز طور پر ان کے وطن اور سرزمین سے نکالنا واضح ترین مظالم میں سے ہے۔
بأنهم ظلموا ... الذين اخرجوا من ديارهم

صدر اسلام کے مسلمانوں کی سب اذیتوں اور تکلیفوں میں سے فقط ان کی درپردہ کا تذکرہ کیا گیا ہے اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

3_ گھروں سے نکال باہر کئے گئے لوگوں کا ان ظالموں کے خلاف جنگ کرنا اور ہر سر پیکار ہونا کہ جنہوں نے انہیں ایمان اور خداپرستی کے جرم میں ان کے گھروں سے نکال دیا ہے ایسا مشروع حق ہے جو خدا نے انہیں دیا ہے۔
الذين يقاتلون ... الذين اخرجوا من ديارهم

4_ وطن اور اپنی جائے پیدائش میں رہائش رکھنا انسان کا جائز حق ہے۔
الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق

5_ مسلمانوں کے مکہ سے اخراج اور مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد حکم جہاد کی تشریع۔
الذين يقاتلون ... الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق

6_ ربوبیت خدا کا عقیدہ، عصر بعثت کے کفار و مشرکین کی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی اور ان پر حملہ آور ہونے کی اصلی وجہ۔

إلا ان يقولوا ربنا الله

7_ صدر اسلام کے مسلمانوں کی فعالیت، ثقافتی اور تبلیغی مسائل تک محدود تھی۔

إلا ان يقولوا ربنا الله

8_ خدا، انسانوں کا پروردگار ہے۔

ربنا الله

9_ سرزمین مکہ پر شدید گھٹن کی حکمرانی

الذین اخرجوا من ديارهم ... إلا ان يقولوا ربنا الله

مسلمانوں کے توحید والے عقائد کے مقابلے میں مشرکین مکہ نے انہیں شہر بدر کر دیا۔ اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

10_ دینی مراکز اور معابد (صومعہ، کلیسا، یہودیوں کا معبد اور مسجد) کی حفاظت اور نگہداری جہاد اور دفاع کا فلسفہ۔
و لو لا دفع الله ... لهدمت صوامع وبيع ... و مساجد

"صوامع"، "صومعہ" کی جمع "بيع"، "بیعہ" کی جمع اور "صلوات"، "صلوة" یا "صلاة" کی جمع ہے "صومعہ"، "دير" کا مترادف اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں رابہ ریاضت کرتے ہیں "بیعہ" عیسائیوں کے کلیسا کو کہتے ہیں اور "صلوة" یعنی یہودیوں کا معبد یعنی اگر خداتعالیٰ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعے نہ روکتا تو صومعہ،

629

کلیسا، یہودیوں کے معبد اور مساجد کہ جن میں خداتعالیٰ کا بہت ذکر ہوتا ہے برباد ہو جاتیں۔

11_ خداتعالیٰ دینی اور الہی مراکز کا حامی اور مدافع ہے۔

و لو لا دفع الله ... لهدمت صوامع ... و مساجد

12_ اگر خداتعالیٰ حکم جہاد کی تشریع نہ کرتا تو کافروں اور دین دشمنوں کے ہاتھوں تمام دینی مراکز اور معابد تباہ و برباد اور منہدم ہو جاتے۔

و لو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض ... و مساجد

13_ دفاع اور لوگوں کے جہادوں کے ذریعے، شریعت اور دینداری کی حفاظت میں الہی سنت

و لو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض ... و مساجد

14_ قدرتی اور انسانی عوامل ارادہ الہی کی تجلی گاہ ہیں۔

و لو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض

15_ دفاع، تمام آسمانی شریعتوں میں جائز حق۔

و لو لا دفع الله ... لهدمت ... و مساجد

16_ عبادت خانے معاشروں میں شریعت کے وجود کے مظہر ہیں اور یہ طول تاریخ میں باطل کے حملوں کا شکار رہے ہیں۔

و لو لا دفع الله ... لهدمت صوامع ... و مساجد

17_ رابیوں، عیسائیوں اور یہودیوں کی عبادت گاہوں اور مساجد کے احترام کی حفاظت اور انہیں منہدم اور برباد ہونے سے بچانا ضروری ہے۔

و لو لا دفع الله ... لهدمت صوامع و بيع و صلوات و مساجد

18_ یاد خدا دینی عبادت گاہوں کے تقدس اور عزت و احترام کی بنیاد ہے۔

لهدمت صوامع ... و مساجد يذكر فيها اسم الله كثير

19_ جن مقامات اور جگہوں پر یاد خدا زیادہ ہوتی ہے وہ تقدس کے حامل اور لائق احترام ہیں۔

صوامع ... و مساجد يذكر فيها اسم الله كثير

20_ خدا کی یاد اور اس کا ذکر خداتعالیٰ کی طرف سے دین داروں کو نصیحت۔

يذكر فيها اسم الله كثير

21_ یاد خدا اور اس کا ذکر ادیان الہی کی روح اور ان سب کے درمیان مشترکہ فریضہ ہے۔

صوامع ... مساجد يذكر فيها اسم الله كثير

22_ دشمنوں کے حملوں کے مقابلے میں عبادت گاہوں، دینی مراکز اور شعائر الہی کا دفاع ضروری ہے۔

و لو لا دفع الله ... صوامع و بيع ... و مساجد

23_ خداتعالیٰ کی طرف سے دین کے مددگاروں کی قطعی حمایت _

و لینصرن اللہ من ینصرہ

24_ جہاد اور دفاع، دین خدا کی مدد اور اسکی حمایت و

630

مددکے حصول کا ذریعہ ہے۔

و لو لا دفع اللہ ... و لینصرن اللہ من ینصرہ

25_ دین خدا کی نصرت سے گریز کرنا انسان کے خداتعالیٰ کی مدد اور حمایت سے محروم ہونے کا سبب ہے۔

و لینصرن اللہ من ینصرہ

26_ خداتعالیٰ کی قدرت اور اس کا ناقابل شکست ہونا حق کا دفاع کرنے والوں اور دین کے مددگاروں کی قطعی نصرت کا

ضامن ہے۔

و لینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز

27_ خداتعالیٰ قوی (توانا) اور عزیز (ناقابل شکست کامیاب) ہے۔

ان اللہ لقوی عزیز

احکام: 3

ان کا فلسفہ 10

آسمانی ادیان:

انکی تعلیمات 15، 21؛ انکی ہم آہنگی 15، 21

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 1، 7

اسما و صفات:

عزیز 27؛ قوی 27

انسان:

ان کے حقوق 4، 15؛ ان کا رب 8؛ ان کا نقش و کردار 14

مقدس مقامات:

ان کا احترام 17؛ ان کے دفاع کی اہمیت 22؛ انکی تاریخ 16؛ ان کی حمایت 11؛ ان کے تقدس کے عوامل 19؛ ان کے تقدس

کا فلسفہ 18؛ ان کی حفاظت 10؛ انہیں برباد کرنے کے موانع 12؛ ان کا نقش و کردار 16

معاشرہ:

دینی معاشروں کی حمایت 11

جنگ:

اسکے احکام 3

جہاد:

اسکے اثرات 12، 13، 24؛ اسکی تشریح کی تاریخ 5؛ یہ ظالموں کے ساتھ 3؛ دفاعی جہاد 3؛ ان کا فلسفہ 10

حق پرست لوگ:

انکی نصرت 26

حقوق:

حق دفاع 3، 15؛ وطن میں رہنے کا حق 4

خداتعالیٰ :

اسکے شکست ناپذیر ہونے کے اثرات 26؛ اسکی قدرت کے اثرات 26؛ اسکی نصیحتیں 20؛ اسکی حمایت 11؛ اسکی ربوبیت

8؛ اسکی نصرت کا پیش خیمہ 24؛ اسکی سنت 13؛ اسکی نصرت سے محرومیت کے عوامل 25؛ اسکے ارادے کی حلی

گاہ 14; اسکی نصرت 23
دفاع:

631

اس کے اثرات 13; جائز دفاع 3، 15
دین:

اسکی نصرت سے اجتناب کے اثرات 25; اس کا دفاع 13; اس کے حامیوں کی نصرت 23; اسکی نصرت 24
دین دار لوگ:

انکو نصیحت 20; ان کا مدد گار 26
ذکر:

ذکر خدا کے اثرات 19; ذکر خدا کی اہمیت 18، 20، 21
صومعہ :

اس کا احترام 17; اسکی حفاظت 10
عقیدہ:

ربوبیت خدا کے عقیدہ کے اثرات 6
قدرتی عوامل:

ان کا کردار 14
کفار:

انکی دشمنی 12; انکی دشمنی کا فلسفہ 6
کلیسا:

اس کا احترام 17; اسکی حفاظت 10
یہود کی عبادت گاہ:

اس کا احترام 17; اسکی حفاظت 10
مدینہ:

اسکی طرف ہجرت 5
مسجد:

اس کا احترام 17; اسکی حفاظت 10
مسلمان:

ان کے دشمن 6; ان کا عقیدہ 6
مکہ کے مسلمان:

ان کی توحید کے اثرات 1; انکی درپردہ 5; انہیں نکال باہر کرنا 1; انکی تبلیغ 7; ان کا عقیدہ 1; انکی کوشش کا دائرہ کار 7;
انکی ہجرت 5

مشرکین:

انکی دشمنی کا فلسفہ 6
مظلومین:

ان کے حقوق 3
عبادت گاہ:

دفاع کی اہمیت 22; اسکی تاریخ 16; اس کے ساتھ دشمنی 16; اس کے تقدس کا فلسفہ 18; اسکی حفاظت 10; اسے تباہ کرنے
کے موانع 12; اس کا نقش و کردار 16

مکہ:

اس میں گھٹن کا ماحول 9; اسکی تاریخ 9

وطن:

اس سے اخراج کا ظلم 2

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 8

تفسیر راہنما جلد 11

632

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَاللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (٤١)
یہی لوگ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے زمین میں اختیار دیا تو انہوں نے نماز قائم کی، اور زکوٰۃ ادا کی اور نیکیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے روکا اور یہ طے ہے کہ جملہ امور کا انجام خدا کے اختیار میں ہے (41)

1_ دینی و الہی اقدار کی حکمرانی کی خاطر کفر کے خلاف جنگ اور برسر پیکار ہونے کا نتیجہ خداتعالیٰ کی حمایت اور نصرت ہے۔

و لينصرون الله من ينصره ... الذين ... اقاموا الصلوة ... و نهوا عن المنكر
"الذين" محل نصب میں اور "من ينصره" میں "من" کیلئے عطف بیان یا اس بدل ہے اور یہ در حقیقت یوں ہے "و لينصرون الله ... الذين ان مكننا بهم" ("مكننا" کے مصدر) تمکین کا معنی ہے مسلط کرنا اور غالب کرنا یعنی بلاشك خداتعالیٰ اپنی مدد کرنے والوں کی مدد کریگا وہ کہ اگر زمین پر مسلط ہوجائیں تو نماز کو قائم کریں گے اور ..."

2_ نماز قائم کرنا، زکات ادا کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر خدا کی مدد کرنے والوں اور اس کے دین کے راستے میں برسر پیکار لوگوں کی واضح ترین خصوصیات میں سے ہیں۔

الذين ان مكننا بهم ... و نهوا عن المنكر

3_ نماز قائم کرنا، زکات ادا کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلامی معاشرے میں بنیادی اور محوری اقدار ہیں۔

من ينصره ... الذين ان مكننا بهم في الأرض ... و نهوا عن المنكر

4_ اسلامی معاشرے کا خداتعالیٰ کی حمایت و نصرت

633

سے بہرہ مند ہونا، نماز قائم کرنے، زکات ادا کرنے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض کی ادائیگی میں منحصر ہے۔

الذين ان مكننا بهم في الارض ... و نهوا عن المنكر

5_ نماز، زکات، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اہم ترین دینی ذمہ داریاں ہیں۔

اقاموا الصلوة ... و نهوا عن المنكر

6_ سب کاموں کا انجام صرف خداتعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

والله عاقبة الامور

اقدار:

انکی حفاظت کے اثرات 1؛ اجتماعی اقدار 3

امر بالمعروف:

اسکے معاشرتی اثرات 4; اسکی قدر و قیمت 3; اسکی اہمیت 5
امور:

ان کا انجام 6

شرعی ذمہ داری:

اہم ترین شرعی ذمہ داری 5

جہاد:

اسکے اثرات 1

خدا تعالیٰ :

اسکے اختیارات 6; اسکی نصرت کا پیش خیمہ 1، 4

زکات:

اسکے معاشرتی اثرات 4; اسکی قدر و قیمت 3; اسکی اہمیت 5

مجاہدین:

ان کا امر بالمعروف 2; ان کا نماز قائم کرنا 2; انکی زکات 3; انکا نہی عن المنکر 2; انکی خصوصیات 2

نماز:

اسکے معاشرتی اثرات 4; اسے قائم کرنے کی قدر و قیمت 3; اسکی اہمیت 5

نہی عن المنکر:

اسکے معاشرتی اثرات 4; اسکی قدر و قیمت 3; اسکی اہمیت 5

خدا کے مددگار:

ان کا امر بالمعروف 2; انکا نماز قائم کرنا 2; انکی زکات 2; انکا نہی عن المنکر 2; انکی خصوصیات 2

634

وَإِنْ يَكْذِبُواكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ (٤٢)

اور پیغمبر اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود نے بھی یہی کام کیا تھا (42)

1_ صدر اسلام کے مشرکین پیغمبر اکرم (ص) کی رسالت کا انکار کرتے اور آپ (ص) پر دروغ گوئی کی تہمت لگاتے۔

و ان یكذبوك فقد كذبت قبلهم

2_ انبیاء (ع) کو جھٹلانا، ان پر جھوٹ کی تہمت لگانا اور انکی رسالت کا انکار لمبی تاریخ رکھتا ہے۔

و ان یكذبوك فقد كذبت قبلهم قوم نوح و عاد و ثمود

3_ قوم نوح و عاد و ثمود سب کی طرف سے اپنے انبیاء (ع) (نوح، ہود اور صالح) کی مخالفت۔

و ان یكذبوك فقد كذبت قبلهم قوم نوح و عاد و ثمود

4_ نوح (ع)، ہود (ع) اور صالح (ع) انبیاء الہی میں سے۔

فقد کذبت قبلهم قوم نوح و عاد و ثمود

5_ قوم نوح اپنے پیغمبر (ص) کو جھٹلانے والا سب سے پہلا معاشرہ۔

فقد کذبت قبلهم قوم نوح

جھٹلانے والی دیگر اقوام سے پہلے قوم نوح کو ذکر کرنا مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

6_ عاد و ثمود قوم نوح سے پہلے اور قوم ابراہیم کے بعد رہتے تھے۔

قوم نوح و عاد و ثمود و قوم ابراہیم

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 1

انبیاء (ع) :

انہیں پہلے جھٹلانے والے 5; انکی تاریخ 2، 5; انہیں جھٹلانا 2; ان پر جھوٹ کی تہمت 2
آنحضرت (ص) :
آپ (ص) پر جھوٹ کی تہمت 1; آپ (ص) کو جھٹلانے والے 1
صالح (ع) :

635

ان کے مخالفین 3; انکی نبوت 4

قوم ثمود:

اسکی تاریخ 3، 6; اسکی مخالفت 3

قوم عاد:

اسکی تاریخ 3، 6; اسکی مخالفت 3

قوم نوح:

اسکی تاریخ 3، 5; اسکی مخالفت 3

گذشتہ اقوام:

نوح کے بعد کی اقوام 6; ان کی تاریخ 6

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کی تہمتیں 1

نوح (ع) :

ان کے مخالفین 3; انہیں جھٹلانے والے 5; انکی نبوت 4

ہود (ع) :

ان کے مخالفین 3; انکی نبوت 4

وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمِ لُوطٍ (۴۳)

اور قوم ابراہیم اور قوم لوط نے بھی (43)

1_ ابراہیم (ع) ، اور لوط (ع) انبیاء الہی میں سے ہیں۔

و قوم ابراہیم و قوم لوط

2_ حضرت ابراہیم (ع) کا اپنی قوم (کلدانیان) کی طرف سے ان کی رسالت کا انکار اور ان پر جھوٹ کی تہمت _

فقد کذبت ... و قوم ابراہیم و قوم لوط

3_ پوری قوم لوط (ع) کی طرف سے حضرت لوط (ع) کی رسالت کی مخالفت اور انہیں جھوٹا کہاجانا _

و قوم ابراہیم و قوم لوط

ابراہیم (ع) :

ان پر جھوٹ کی تہمت 2; انہیں جھٹلانے والے 2; انکی نبوت 1

قوم ابراہیم:

انکی تاریخ 2; انکی تہمتیں 2

قوم لوط:

انکی تاریخ 3; انکی تہمتیں 3

لوط:

ان پر جھوٹ کی تہمت 3; انہیں جھٹلانے والے 3; انکی نبوت 1

وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ وَكَذَّبَ مُوسَى فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ (٤٤)
اور اصحاب مدین نے بھی اور موسیٰ کو جھٹلایا گیا ہے تو ہم نے کفار کو مہلت دیدی اور پھر اس کے بعد انہیں اپنی گرفت میں لے لیا تو سب نے دیکھ لیا کہ ہمارا عذاب کیسا ہوتا ہے (44)

- 1_ موسیٰ (ع) اور شعیب (ع) انبیاء الہی میں سے ہیں۔
فقد کذبت ... و اصحاب مدین و کذب موسیٰ
اصحاب مدین حضرت شعیب (ع) کی قوم تھی جیسا کہ سورہ اعراف کی آیت 8 میں آیا ہے۔
- 2_ مدین کے لوگوں کی طرف سے حضرت شعیب کی رسالت کا انکار اور ان پر جھوٹ کی تہمت۔
فقد کذبت ... و اصحاب مدین
- 3_ فرعونوں کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) کی تکذیب۔
و کذب موسیٰ
حضرت موسیٰ کی تکذیب کو انکی قوم کی طرف نسبت دی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف فرعونوں نے انکی مخالفت کی اور بنی اسرائیل ان پر ایمان لائے اور انہوں نے انکی دعوت کو قبول کیا۔
- 4_ خداتعالیٰ تمام کفار اور جھٹلانے والوں کو فرصت دیتا تھا تا کہ شاید وہ متنبہ ہو جائیں اور مخالفت سے ہاتھ اٹھالیں۔
فا ملیت للکفرین ثم ا خذتہم
("املیت"، کا مصدر) "املائی"، "ملو" سے ہے کہ جس کا معنی ہے فرصت دینا یعنی میں نے جھٹلانے والی اور کافر اقوام کو فرصت دی تا کہ وہ متنبہ ہو جائیں اور مخالفت سے ہاتھ اٹھالیں پھر چونکہ انہوں نے اس دگنی فرصت سے استفادہ نہ کیا اور اسی طرح اپنے کفر اور جھٹلانے پر اصرار کرتے رہے اسلئے انہیں ختم اور نابود کر دیا۔
- 5_ خداتعالیٰ نے تاریخ کی جھٹلانے والی اور کافر اقوام کو بعد اس کے کہ انہوں نے دی گئی فرصت سے استفادہ نہ کیا اور اسی طرح اپنے کفر اور انکار پر مصررہے مہلک عذاب کے ساتھ نابود کر دیا۔

- فا ملیت للکفرین ثم ا خذتہم
"نکیر" کا معنی ہے انکار (تغییر) اور بعد والی آیت قرینہ ہے کہ اس سے مراد نعمت کو مشقت، زندگی کو موت و نابودی اور آبادی کو ویرانی میں تبدیل کرنا ہے قابل ذکر ہے کہ "فکیف کان نکیر" میں استفہام تعجیبی اور سزا کی شدت کو بیان کرنے کیلئے ہے۔
- 6_ صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت کہ وہ متنبہ ہو جائیں، کفر اور جھٹلانے سے ہاتھ کھینچ لیں اور سابقہ معاشروں کی طرح اپنے آپ کو خداتعالیٰ کے عذاب اور غضب میں گرفتار نہ کریں۔
و ان یکذبوک فقد کذبت ... فا ملیت للکفرین ثم ا خذتہم
صدر اسلام کے مشرکین کیلئے کہ جو پیغمبر (ص) کی مخالفت کرتے تھے تکذیب کرنے والی گذشتہ اقوام کی سرگذشت کو بیان کرنا در حقیقت ان کیلئے ایک نصیحت تھی کہ وہ ان گذشتہ لوگوں کے ماجرا سے عبرت حاصل کریں اور مخالفت سے ہاتھ اٹھالیں۔
 - 7_ غضب الہی کا عذاب بہت سخت، خوفناک، مہلک اور تہس نہس کر دینے والا ہے۔
فکیف کان نکیر
"نکیر"، "انکار" کا اسم ہے اور "انکار" کا ایک معنی تبدیل کرنا اور دگرگوں کرنا ہے اس بنا پر مذکورہ جملے کا معنی یہ ہوگا دیکھو کس طرح ہم نے ان شہروں کو ان کے کافر باسیوں سمیت دگرگوں اور تہ و بالا کر دیا۔
 - 8_ حق دشمن کفار کو مہلت دینا اور پھر انہیں ہلاک کرنا طول تاریخ میں سنت الہی رہی ہے۔
فقد کذبت ... فا ملیت للکفرین ثم ا خذتہم
 - 9_ تاریخ کے کافر معاشروں کے انجام سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے۔
ثم ا خذتہم فکیف کان نکیر

جملہ "فکیف کان نکیر" در اصل "فانظروا کیف کان نکیر" ہے یعنی ان کے انجام کو دیکھو اور ان کے کام کی عاقبت کا مطالعہ کرو کہ غضب الہی کے عذاب نے ان کا کیا حشر کیا ہے۔

10_ قوم نوح ، عاد، ثمود، ابراہیم، لوط، اصحاب مدین اور فرعون، مہلک عذاب کے ساتھ ہلاک ہونے والی اقوام ہیں۔
فقد کذبت قبلہم قوم نوح ... ثم اخذتہم فکیف کان نکیر

11_ انبیاء کو جھٹلانا اور ان کے خلاف برسرپیکار رہنا گذشتہ اقوام کی نابودی اور ہلاکت کا سبب۔
فقد کذبت ... فاملیت للکفرین ثم اخذتہم

انبیاء:

انہیں جھٹلانے کے اثرات 11; ان کے ساتھ مقابلے کے اثرات 11; انہیں جھٹلانے والوں کے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ 4; انہیں جھٹلانے والوں کا مہلک عذاب 5; انہیں جھٹلانے والوں کو مہلت دینے کا فلسفہ 4; انہیں جھٹلانے والوں کی ہلاکت 5
اہل مدین:

638

انکی تاریخ 2; انکی تہمتیں 2; ان کا مہلک عذاب 10; انکا عذاب 5، 10; انکی ہلاکت 10
تاریخ:

اس سے عبرت حاصل کرنا 9

خداتعالیٰ :

اسکی نصیحت 6; اسکی سنت 8; اسکی مہلتیں 4; اس کے عذاب کی خصوصیات 7
گذشتہ اقوام:

ان کی تاریخ 11; ان سے عبرت حاصل کرنا 6، 9; ان کا عذاب 6; ان کی نابودی کے عوامل 11; ان کی ہلاکت کے عوامل 11; انہیں مہلت دینے کا فلسفہ 4

سنن الہی :

اسکی مہلت دینے والی سنت 8

شعیب(ع) :

ان پر جھوٹ کی تہمت 2; انہیں جھٹلانے والے 2; انکی نبوت 1
عبرت:

اس کے عوامل 4، 9

عذاب:

اہل عذاب 5، 10; سخت عذاب 7; اس کے درجے 7

فرعونی:

فرعونیوں کی تاریخ 3; فرعونیوں کا مہلک عذاب 10; یہ اور موسیٰ(ع) 3; فرعونیوں کی ہلاکت 10
قوم ابراہیم (ع) :

اس کا مہلک عذاب 10; اسکی ہلاکت 10

قوم ثمود:

اس کا مہلک عذاب 10; اسکی ہلاکت 10

قوم عاد:

اس کا مہلک عذاب 10; اسکی ہلاکت 10

قوم لوط:

اس کا مہلک عذاب 10; اسکی ہلاکت 10

قوم نوح:

اس کا مہلک عذاب 10; اسکی ہلاکت 10

کفار:

انکے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ 4; ان کا مہلک عذاب 5; انہیں مہلت دینے کا فلسفہ 4; انہیں مہلت دینا 8; انکی ہلاکت 8،5
کفر:

اس سے اجتناب کرنا 6

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت کرنا 6

موسیٰ (ع) :

انہیں جھٹلانے والے 3; انکی نبوت 1

639

فَكَأَيُّ مَن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَبُئِرٌ مُّعْتَلَةٌ وَقَصْرٌ مَّشِيدٌ (٤٥)

غرض کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے تباہ و برباد کر دیا کہ وہ ظالم تھیں تو اب وہ اپنی چھتوں کے بھل الٹی پڑی ہیں اور ان کے کنوئیں معطل پڑے ہیں اور ان کے مضبوط محل بھی مسمار ہو گئے ہیں (45)

1_ طول تاریخ میں بہت سارے ستم گر معاشروں کی عذاب الہی کے ساتھ ہلاکت اور نابودی _

فَكَأَيُّ مَن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

جملہ "ا" بلکنابا" در حقیقت "ا" بلکنا ا بلہا" ہے ("خاویہ" کے مصدر) "خوائ" کا معنی ہے سقوط کرنا اور نیچے گرنا، ("عروش" کا مفرد) عرش چھت کے معنی میں ہے اور ("مشید" کا مصدر) "شید" دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے سفید عمارت پر سیمنٹ لگانا اور عمارت کو بلند بنانا اس بنا پر "قصر مشید" کا معنی ممکن ہے بلند و بالا بنگلہ ہو اور یا سفید اور سیمنٹ شدہ محل یعنی ایسی سرزمینیں اور شہر کم نہیں ہیں کہ جنکے لوگوں کو ہم نے ظلم اور بے انصافی کی وجہ سے نابود کر دیا اور اب ان کے گھروں کی دیواریں انکی چھتوں کے اوپر گری ہوئی ہیں اور متروک کنوئیں اور بلند و بالا سفید محل کہ جو بغیر مالک کے رہ گئے ہیں قابل ذکر ہے کہ مذکورہ آیت صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت کر رہی ہے کہ سابقہ معاشروں کے کاموں کے انجام میں غور و فکر کریں اور دیکھیں کہ غضب الہی نے ان کا اور ان کے شہروں کا کیا حشر کیا ہے اور اس سے عبرت حاصل کریں اور پیغمبر اکرم (ص) کی مخالفت سے ہاتھ کھینچ لیں۔

2_ سابقہ معاشروں کا ظلم اور بے انصافی ان کے غضب الہی میں گرفتار ہونے اور انکے عذاب الہی کے ساتھ ہلاکت اور نابود ہوجانے کا سبب۔

و إن يكذبوك فقد كذبت قبلهم ... فكَأَيُّ مَن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

3_ ہلاکت شدہ معاشروں کے باقی رہ جانے والے آثار سبق آموزی اور عبرت حاصل کرنے کا مناسب سامان۔

فَكَأَيُّ مَن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

4_ تاریخ کے تحول و تبدل میں ارادہ الہی کا بنیادی کردار

فَكَأَيُّ مَن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

640

5_ صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت کہ وہ ماضی کی ہلاکت کا شکار ہونے والی ظالم اقوام کے انجام کا مطالعہ کر کے اور ان کے کھنڈر بن جانے والے شہروں کے باقی ماندہ آثار کا مشاہدہ کر کے درس عبرت لیں اور پیغمبر اکرم (ص) کی مخالفت اور ان کے خلاف مقابلے سے ہاتھ کھینچ لیں۔

فَكَأَيُّ مَن قَرْيَةٍ ... وَقَصْرٌ مَّشِيدٌ

6_ بعثت پیغمبر اکرم (ص) کے زمانے میں ماضی کے بہت سارے ہلاکت شدہ معاشروں کے باقی ماندہ آثار (گر جانے والے گھر، متروک کنوئیں اور بے صاحب محل) کا موجود ہونا۔

فَكَأَيُّ مَن قَرْيَةٍ ... وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَبُئِرٌ مُّعْتَلَةٌ وَقَصْرٌ مَّشِيدٌ

آثار قدیمہ:

یہ صدر اسلام میں 6; ان سے عبرت حاصل کرنا 3، 5

آنحضرت (ص):

آپ (ص) کی تکذیب سے اجتناب کرنا 5; آپ (ص) کے خلاف مقابلے سے اجتناب کرنا 5

تاریخ:

اس سے عبرت حاصل کرنا 5; اسکے تحولات کا سرچشمہ 4

خدا تعالیٰ:

اسکے ارادے کے اثرات 4; اسکی نصیحتیں 5; اسکے غضب کا پیش خیمہ 2

ظالمین:

انکی ہلاکت 1

عبرت:

اسکے عوامل 3، 5

عذاب:

اہل عذاب 1، 2

گذشتہ اقوام:

ان کے آثار قدیمہ 6; ان کے ظلم کے اثرات 2; انکی نابودی 1; انکی تاریخ 1، 2; ان سے عبرت حاصل کرنا 5; انکی نابودی

کے عوامل 2; ان کے عذاب کے عوامل 2; انکی ہلاکت کے عوامل 2; انکا انجام 5

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت 5

خدا کے مغضوبین: 2

تفسیر راہنما جلد 11

641

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَنُكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْمَلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (٤٦)

کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر نہیں کی ہے کہ ان کے پاس ایسے دل ہو تو جو سمجھ سکتے اور ایسے کان ہوتے جو سن سکتے اس لئے کہ در حقیقت آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں کے اندر پائے جاتے ہیں (46)

1_ صدر اسلام کے کافروں اور جھٹلانے والوں کی اس وجہ سے سرزنش اور توبیخ کہ انہوں نے ماضی کی ہلاکت ہوجانے والی اقوام کے انجام سے عبرت حاصل نہیں کی اور ان کے متروک اور ویران سرزمینوں اور شہروں کے باقی ماندہ آثار سے سبق نہیں سیکھا _

فَكَانَ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا... أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

جملہ "ا" فلم یسیروا فی الارض "میناستفہام توبیخی ہے اور "یسیرون" کے مصدر "سیر" کا معنی سیر و سیاحت کرنا اور "الا رض" کا "ال" عہد حضوری کیلئے اور "ارض" کا معنی ہے سرزمین اور "یسیرون" کی ضمیر فاعل کا مرجع صدر اسلام

- کے حق دشمن مشرکین اور تکذیب کرنے والے ہیں۔
- 2_ ویران ہو جانے والے شہروں کا مشاہدہ کرنے اور تاریخ کے ستمگروں کے برے انجام کا مطالعہ کرنے کیلئے زمین کی سیر کرنا خداتعالیٰ کی طرف سے مستکبرین اور حق دشمن عناصر کو نصیحت۔
- ا فلم یسیروا فی الأرض فتکون لہم قلوب یعقلون بہ
- 3_ تاریخ کے کافر اور غیر منصف معاشروں کے انجام کا مطالعہ کرنا اور ان کے ویران شدہ شہروں اور سرزمینوں (وہ شہر جو غضب الہی کے عذاب کے

642

- ساتھ تہہ و بالا ہو گئے) کا مشاہدہ کرنا عبرت حاصل کرنے کیلئے مناسب سامان اور دلوں کی بیداری کا کارساز ذریعہ ہے۔
- ا فلم یسیروا فی الأرض فتکون ... و لكن تعمی القلوب التی فی الصدور
- 4_ انبیاء (ع) الہی کو جھٹلانا اور ان کے خلاف برسر پیکار رہنا نصیحت حاصل نہ کرنے اور کور باطن ہونے کی علامت ہے۔
- و ان یکذبوک ... فتکون لہم قلوب یعقلون ... القلوب التی فی الصدور
- 5_ ہلاکت کا شکار ہو جانے والی اقوام کے باقی ماندہ بلند و بالا محلات اور رہائشے گاہیں عصر بعثت کے لوگوں کی دسترسی میں۔
- فکا ین من قریۃ ا ہلکنہا ... ا فلم یسیروا فی الأرض
- 6_ عصر بعثت کے حق دشمن اور تکذیب کرنے والے مشرکین، نصیحت کو قبول نہ کرنے والے اور کور باطن لوگ تھے۔
- و ان یکذبوک ... ا فلم یسیروا فی الأرض ... القلوب التی فی الصدور
- 7_ دل اور کان حقائق کے درک اور شناخت کا ذریعہ ہیں۔
- فتکون لہم قلوب یعقلون بہا ا و ء اذان یسمعون بہ
- 8_ دل کا اندھا ہونا حقائق کو سمجھنے اور نصیحت کو قبول کرنے سے محرومیت کا سبب ہے۔
- ا فلم یسیروا ... فإنہا لا تعمی الا بصر و لكن تعمی القلوب التی فی الصدور
- 9_ انسان کی حقیقی بینائی یہ ہے کہ وہ ضمیر آگاہ اور گوش شنوا رکھتا ہو۔
- فتکون لہم قلوب یعقلون بہا ا و ء اذان یسمعون بہا ... فی الصدور
- 10_ سینہ، انسان کے دل کا مقام۔
- فتکون لہم قلوب ... و لكن تعمی القلوب التی فی الصدور
- 11_ کفار اور انبیاء (ع) کی تکذیب کرنے والے حقیقی نابینا ہیں اور یہ دل کی بینائی سے محروم ہیں۔
- ا فلم یسیروا فی الارض ... و لكن تعمی القلوب التی فی الصدور
- 12_ دل، انسان کی بینائی، شنوائی اور آگاہی کا مرکز۔
- فإنہا لا تعمی الا بصر و لكن تعمی القلوب التی فی الصدور

آثار قدیمہ:

- یہ صدر اسلام میں 5; اس سے عبرت حاصل کرنا 1; ان کا مطالعہ 3
- انبیاء (ع) :
- انکی تکذیب 4; انہیں جھٹلانے والوں کا کور باطن ہونا 11
- بصیرت:

643

اس کا پیش خیمہ 9

بینائی:

اس کا مرکز 12

تاریخ:
اس سے عبرت حاصل کرنا 1، 2، 3; اس کا مطالعہ 3
متنبہ ہونا:
اس کا پیش خیمہ 3
حق:
حق دشمنوں کو نصیحت 2
حقائق:
انکے درک سے محرومیت کے عوامل 8; ان کے درک کا مرکز 7
خدا تعالیٰ :
اسکی نصیحت 2; اسکی طرف سے مذمت 1
سیاحت:
اسکی نصیحت 2
سینہ:
اس کا کردار 10
شناخت:
اس کا ذریعہ 7
شنوائی:
اس کا مرکز 12; اس کا کردار 9
سرکش لوگ:
ان کو نصیحت 2
ظالم لوگ:
ان کی تقدیر کا مطالعہ 3; ان کے انجام کا مطالعہ 2
عبرت:
اسکے عوامل 2، 3; اسکے موانع 8; اسے قبول نہ کرنے کی نشانیاں 4
علم:
اس کا مقام 12
دل:
اسکی جگہ 10; اسکے فوائد 7، 12
کفار:
صدر اسلام کے کفار کی سرزنش 1; صدر اسلام کے کفار کا عبرت حاصل نہ کرنا 1; ان کا کور باطن ہونا 11
کور باطن ہونا :
اسکے اثرات 8; اسکی نشانیاں 4
کان:
اسکے فوائد 7
گذشتہ اقوام:
ان سے عبرت حاصل کرنا 1; ان کا انجام 1
مشرکین:
صدر اسلام کے حق دشمن مشرکین 6; صدر اسلام کے مشرکین کا عبرت حاصل نہ کرنا 6; صدر اسلام کے مشرکین کا کور
باطن ہونا 6

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ (٤٧)
پیغمبر یہ لوگ آپ سے عذاب میں عجلت کا تقاضا کر رہے ہیں حالانکہ خدا اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کر سکتا ہے اور آپ کے پروردگار کے نزدیک ایک دن بھی ان کے شمار کے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے (47)

- 1_ عصر بعثت کے کفار اور تکذیب کرنے والوں کو مہلک عذاب کی دہمکی۔
و ان یكذبوك ... و يستعجلونك بالعذاب
"العذاب" میں "ال" عہد کیلئے اور اس عذاب کی طرف اشارہ ہے کہ جس کا تکذیب کرنے والے مشرکین کو وعدہ دیا گیا تھا۔
- 2_ عصر بعثت کے کفار عذاب کے وعدے کو جھوٹا سمجھتے اور اس کا مسخرہ کرتے۔
و يستعجلونك بالعذاب
چونکہ تکذیب کرنے والے پیغمبر اکرم (ص) سے مطالبہ کرتے تھے کہ وہ اپنے وعدہ کو عملی کریں اور جلدی سے جلدی ان پر عذاب نازل کریں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پیغمبر اکرم (ص) کی دھمکی کو بے سقتسمجھتے تھے اور اس میں جلدی کی درخواست کر کے اس کا مسخرہ کرتے تھے۔
- 3_ پیغمبر اکرم (ص) کی تکذیب کرنے والے عذاب کے بلا تأخیر اور جلدی نزول کے خواہان تھے۔
و يستعجلونك بالعذاب
- 4_ خداتعالیٰ نے عصر بعثت کے کافروں پر عذاب کے نزول کو قطعی قرار دیا۔
و يستعجلونك بالعذاب و لن یخلف الله وعده
- 5_ خداتعالیٰ کے وعدے قطعی اور حتمی ہیں۔
و لن یخلف الله وعده
- 6_ عصر بعثت کے کفار کا عذاب الہی کو باور نہ کرنا اور اس کا مسخرہ کرنا ان کے کور باطن ہونے کا ایک مظہر۔
و لكن تعمی القلوب التي فی الصدور و يستعجلونك بالعذاب

- 7_ خداتعالیٰ، انسانوں کا پروردگار ہے۔
و ان یوماً عند ربك
- 8_ خداتعالیٰ اور انسان کے نزدیک وقت کا معیار کا مختلف ہونا۔
و ان یوماً عند ربك كالف سنة مما تعدون
"یوم" ("ا" یا "م" کا مفرد) ایک دن کے معنی میں ہے اور "عند ربك" یوم کی صفت ہے یعنی خدا کا ایک دن تمہارے ہزار سال کے برابر ہے مقصود یہ ہے کہ اگرچہ وعدہ عذاب کے وقت سے اب تک کئی دن حتیٰ کئی سال گزر چکے ہیں اور یہ عرصہ تمہاری نظر میں لمبا عرصہ ہے اسی وجہ سے سمجھتے ہو کہ وہ دھمکی جھوٹی تھی لیکن جان لو کہ وہ سارا عرصہ خدا کے نزدیک چند لمحوں کے برابر ہے کیونکہ خدا کا ایک دن تمہارے ہزار سال کے برابر ہے۔
- 9_ خدا کا ایک دن انسانوں کے ہزار سال کے برابر ہے۔
و ان یوماً عند ربك كالف سنة مما تعدون

انسان:

اس کا رب 7

آنحضرت (ص):

آپ (ص) کو جھٹلانے والوں کے مطالبے 3

عدد:

ہزار کا عدد 9

ڈرانا:

مہلک عذاب سے ڈرانا 1

خداتعالیٰ :

اسکے عذاب کا اڑانا 2، 6؛ اسکے وعدوں کا مذاق اڑانا 2؛ اسکے وعدوں کا حتمی ہونا 5؛ اسکی ربوبیت 7؛ اسکے ایک دن کی مدت 9؛ اسکے عذاب کو جھٹلانے والے 2؛ اسکے وعدوں کو جھٹلانے والے 2

وقت:

اسکی حقیقت 8

عذاب:

اس میں جلدی کی درخواست 3

کفار:

صدر اسلام کے کفار کا مذاق اڑانا 2، 6؛ صدر اسلام کے کفار کو ڈرانا 1؛ صدر اسلام کے کفار کی سوچ 2؛ صدر اسلام کے کفار کے عذاب کا حتمی ہونا 4؛ صدر اسلام کے کفار کے اندر بے پن کی نشانیاں 6

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 7

646

وَكَايْنِ مَنْ قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَى الْمَصِيرِ (٤٨)

اور کتنی ہی بستیاں تھیں جنہیں ہم نے مہلت دی حالانکہ وہ ظالم تھیں پھر ہم نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا اور بالآخر سب کی بازگشت ہماری ہی طرف ہے (48)

1_ بہت سارے گزشتہ معاشروں کی مہلک عذاب کے ساتھ ہلاکت

و کا یٰن من قریۃ املیت لہا و ہی ظالمة

("ا" ملیت" کا مصدر) "املا"، "ملو" سے ہے اور اس کا معنی ہے فرصت دینا "لہا" "لا لہا" کی تقدیر میں اور "ہی ظالمة" "وا لہا ظالمة" کی تقدیر میں ہے اور ("اخذت" کے مصدر) "اخذ" کا معنی ہے پکڑنا اور یہاں پر ہلاک و نابود کرنے سے کنایہ ہے۔

2_ ظلم و بے انصافی گزشتہ معاشروں کی ہلاکت اور ان کے غضب الہی (مہلک) کے عذاب میں گرفتار ہونے کا اصلی سبب۔

و کا یٰن من قریۃ املیت لہا و ہی ظالمة ثم اخذتہ

3_ خداتعالیٰ عذاب نازل کرنے سے پہلے ہر ظالم معاشرے کو فرصت دیتا تھا تا کہ شاید وہ متنبہ ہو جائیں اور اپنے پیغمبر (ص) کی مخالفت سے ہاتھ کھینچ لیں۔

و کا یٰن من قریۃ املیت لہا و ہی ظالمة ثم اخذتہ

4_ عصر بعثت کے مشرکین کے عذاب میں تاخیر ان کیلئے ایک مہلت تھی کہ شاید وہ بیدار ہو جائیں اور اسلام کی طرف مائل ہو جائیں۔

و يستعجلونك بالعذاب ... و کا یٰن من قریۃ املیت لہ

5_ خداتعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کی تکذیب کرنے والوں کو نصیحت کی گئی کہ وہ فرصت سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے آپ کو سابقہ معاشروں کی

647

طرح غضب الہی میں گرفتار نہ کریں۔

و ان یکذبوک ... و کا یٰن من قریۃ املیت لہا ... اخذتہ

6_ سب انسانوں کی بازگشت صرف خدا کی طرف ہے۔

و الی المصیر

"مصیر" مصدر میمی اور لوٹنے کے معنی میں ہے۔ اور "إِلَیَّ" (خبر) کی "مصیر" (مبتدا) پر تقدیم حصر کا فائدہ دیتی ہے
یعنی "لیس الرجوع إلا إلیَّ"

7_ دنیوی عذاب و ہلاکت کے بعد اخروی عذاب ستمگروں کی انتظار میں ہے۔

و کا یَن من قریة ... وإِلَیَّ المصیر

ہوسکتا ہے جملہ "إِلَیَّ المصیر" ظالم افراد کے دنیوی عذاب (ثم ا خذتها) کے بعد انہیں اخروی عذاب کی دھمکی ہو۔

اس کا انجام 6

خدا کی طرف بازگشت 6

آنحضرت(ص):

صدر اسلام کے مشرکین کے اسلام کا پیش خیمہ 4; صدر اسلام کے مشرکین کے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ 4; صدر اسلام

کے مشرکین کو مہلت دینے کا فلسفہ 4

خدا تعالیٰ:

اس کا اتمام حجت کرنا 3; اسکی مہلت کا فلسفہ 3; اسکی مہلت 5; اس کا متنبہ کرنا 5

ظالمین:

ان کا اخروی عذاب 7; ان کی ہلاکت 7

عذاب:

اہل عذاب 1; اسے موخر کرنا 4; مہلک عذاب کے اسباب 2

گذشتہ اقوام:

ان کے ظلم کے اثرات 2; انکی نابودی 1; ان کی تاریخ 1، 2; ان کے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ 3; ان کا مہلک عذاب 1; انکی

نابودی کے عوامل 2; ان کی ہلاکت کے عوامل 2; انکو مہلت دینا 3; انکی ہلاکت 1

معاشرہ:

اسکی آسیب شناسی 2

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 6

648

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ (٤٩)

آپ کہہ دیجئے کہ انسانوں میں تمہارے لئے صرف واضح طور پر ڈرانے والا ہوں (49)

1_ کفار و مشرکین کا آخرت میں برا انجام ہے۔

قل یا ایہا الناس إنما انا لکم نذیر

"الناس" اسے مراد مشرکین اور بت پرست لوگ ہیں اور "نذیر"، "منذر" کے معنی میں ہے اور ("منذر" کے مصدر) انذار کا

معنی ہے کسی کام کے عواقب کے آنے سے پہلے ان سے ڈرانا۔

2_ توحید اور یکتاپرستی انسان کو اخروی بدبختیوں سے نجات دینے والی ہے۔

قل ... نذیر مبین

3_ لوگوں کو شرک کے عواقب سے آگاہ کرنا اور انہیں اس کے اخروی نتائج سے ڈرانا، پیغمبر اکرم(ص) کی رسالت کا

بنیادی مقصد ہے۔

قل یا ایہا الناس

4_ پیغمبر اکرم(ص) کا متنبہ کرنا واضح و روشن اور ہر قسم کے ابہام سے خالی تھا۔

إنما انا لکم نذیر مبین

5_ انبیاء کی بعثت اور ادیان کی تعلیمات، انسان کی منفعت اور فائدے کیلئے ہیں۔

انما انا لکم نذیر مبین
 ہو سکتا ہے "الکم" کا لام انتفاع مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہو۔
 6_ تبلیغ اور عوام کی ہدایت کیلئے ایسی روش سے استفادہ کرنا ضروری ہے کہ جو واضح اور ابہام سے خالی ہو۔
 انما انا لکم نذیر مبین
 7_ پیغمبر اکرم (ص) کا فریضہ صرف ڈرانا ہے نہ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کرنا ہے۔
 انما انا لکم نذیر

انذار:

649

شُرک انجام سے انذار 3

انسان:

اسکے منافع 5

تبلیغ:

اسکی روش 6

توحید:

اسکے اثرات 2

دین:

اس کا فلسفہ 5; اس میں مجبور کرنے کی نفی 7

شقاوت:

اخروی شقاوت کے موانع 3

کفار:

ان کا اخروی انجام 1; ان کا برا انجام 1

آنحضرت (ص):

آپ (ص) کا انذار 3; آپ (ص) کی رسالت 3; آپ (ص) کے انذار کی صراحت 4; آپ (ص) کی ذمہ داری کا دائرہ کار 7

مشرکین:

ان کا اخروی انجام 1; ان کا دنیوی انجام 1; ان کا برا انجام

نبوت:

اس کا فلسفہ 5

ہدایت:

اسکی روش 6

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (۵۰)

پھر جو لوگ ایمان لے آئے اور انہیں نے نیک اعمال کئے ہیں ان کے لئے مغفرت اور بہترین رزق ہے (50)

1_ مغفرت الہی اور عمدہ و پاکیزہ رزق آخرت میں نیک کردار مؤمنین کا اجر۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا ... و رزق کریم

"رزق کریم" یعنی پاکیزہ اور عمدہ رزق

2_ ایمان کا عمل صالح کے ہمراہ اجر الہی سے بہرہ مند ہونے کی شرط۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ... و رزق کریم

3_ گناہوں کی بخشش، انسان کے اخروی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کا پہلا مرحلہ ہے۔

650

لہم مغفرة و رزق كريم
 "مغفرت" کو "رزق كريم" پر مقدم کرنے کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔
 4_ عمل صالح کے ہمراہ ایمان، بخشش کا سبب اور شرك و كفر کی گناہ کے اثرات کو زائل کرنے والا ہے۔
 فالذین ء امنوا ... لہم مغفرة
 5_ خدائے یکتا پر ایمان (توحید اور نفی شرك) بخشش الہی کے حصول کا ذریعہ ہے اور عمل صالح بہشت کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کا سبب ہے۔
 فالذین ء امنوا و عملوا الصلحت لہم مغفرة و رزق كريم
 مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ مغفرت، ایمان سے مربوط ہو اور "رزق كريم" عمل صالح سے مربوط ہو۔

ایمان:
 اسکے اثرات 2، 4؛ توحید پر ایمان کے اثرات 5
 بخشش:
 اسکے اثرات 3؛ اسکے عوامل 4، 5
 بہشت:
 اسکے اسباب 5
 خداتعالیٰ:
 اسکے اجر کے شرائط 2
 روزی:
 عمدہ روزی 1
 صالحین:
 ان کی بخشش 1؛ ان کا اخروی اجر 1؛ انکی دنیوی روزی 1
 عمل صالح:
 اسکے اثرات 2، 4، 5
 گناہ:
 اسکی بخشش 3؛ اسکے کفارے کے عوامل 4
 مؤمنین:
 انکی بخشش 1؛ انکی اخروی پاداش 1؛ انکی اخروی روزی 1
 نعمت:
 اس کا پیش خیمہ 5؛ اس کا اخروی پیش خیمہ 3

تفسیر راہنما جلد 11

651

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (۵۱)
 اور جن لوگوں نے ہماری نشانوں کے بارے میں کوشش کی کہ ہم کو عاجز کر دیں وہ سب کے سب جہنم میں جانے والے

ہیں (51)

1_ آیات الہی (قرآن) کے خلاف اور پیغمبر (ص) کو اپنی دعوت سے ناکام کرنے کیلئے عصرِ بعثت کے مشرکین کی مسلسل کوشش۔

و الذین سعوا فی ء ای تنّا معجزین ا ولئک ا صحاب الجحیم

("سعوا" کے مصدر) "سعی" کا معنی ہے کوشش کرنا اور "فی ء ایاتنا" فی ابطال "ء ای تنّا" کی تقدیر میں ہے ("معجزین" کا مصدر) "معجزہ" اگر "عجز" (پچھلا حصہ) سے مشتق ہو تو اس کا معنی ہے کسی چیز سے سبقت لینا اور اسے پیچھے چھوڑ دینا اور اگر یہ "عجز" (ناتوانی) سے مشتق ہو تو اس کا معنی ہے ناتوان کرنا بہر حال "معجزین" "سعوا" کے فاعل کیلئے حال ہے اور اس کا مفعول محذوف ہے اور اسکی تقدیر ممکن ہے "معجزینا" یا "معجزین رسولنا" ہو اور "جحیم" کا معنی ہے دہکتی اور شعلے نکالتی ہوئی آگ۔

2_ انبیاء (ع) کے انذار اور خطرات سے آگاہ کرنے کے مقابلے میں انسان دو قسم کے ہیں مؤمن اور کافر۔

یا ایہا الناس إنما انا لکم نذیر مبین فالذین ء امنوا ... و الذین سعوا فی ء ای تن

3_ قرآن، خداتعالیٰ کی نشانیوں کا مجموعہ ہے۔

فی ء ای تن

4_ قرآن کی ساخت ٹکڑوں کی صورت میں ہے اور ہر ٹکڑے کا نام آیت ہے۔

فی ء ای تن

5_ جہنم میں ہمیشہ رہنا، آیات الہی (قرآن) کا مقابلہ کرنے والوں کی سزا ہے۔

و الذین سعوا فی ء ای تنّا معجزین ا ولئک ا صحاب الجحیم

652

6_ جحیم دوزخ کا ایک نام ہے۔

ا ولئک ا صحاب الجحیم

مذکورہ مطلب اس نکتے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے جو بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ "جحیم" آگ کا ایک نام ہے۔

7_ دوزخ، دہکتی اور شعلے نکالتی ہوئی آگ رکھتی ہے۔

ا ولئک ا صحاب الجحیم

آیات الہی:

ان کے خلاف سازش 1; ان کے مقابلے کی سزا 5

آنحضرت (ص):

آپ (ص) کے خلاف سازش 1

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 1

انبیاء (ع):

ان کا انذار 2

جہنم:

اسکی آگ 7; 1س میں ہمیشہ رہنے والے 5; اس کے نام 6; اسکی خصوصیات 7

جحیم: 6

قرآن:

اس کا آیت آیت ہونا 4; اس کے خلاف سازش 1; اسکی ساخت 4; یہ آیات الہی میں سے 3; اس کے مقابلے کی سزا 5; اسکی

خصوصیات 4

کفار: 2

معاشرتی گروہ 2

مؤمنین: 2

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کی کوشش 1; صدر اسلام کے مشرکین کی سازش 1

653

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (٥٢)

اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا رسول یا نبی نہیں بھیجا ہے کہ جب بھی اس نے کوئی نیک آرزو کی تو شیطان نے اس کی آرزو کی راہ میں رکاوٹ ڈال دی تو پھر خدا نے شیطان کی ڈالی ہوئی رکاوٹ کو مٹا دیا اور پھر اپنی آیات کو مستحکم بنا دیا کہ وہ بہت زیادہ جاننے والا اور صاحب حکمت ہے (52)

1_ پیغمبران الہی دو قسم کے ہیں رسول اور نبی۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

("تمنی" کا مصدر) "تمنی" جب بھی کتاب اور اسکی مانند کی طرف مضاف ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے تلاوت کرنا اور پڑھنا۔ "تمنی الکتاب" یعنی اس نے نوشتے کو پڑھا (مختار الصحاح) مذکورہ آیت میں "تمنی" کا مفعول محذوف ہے اور جملہ "ثم يحكم الله آياته" قرینہ ہے کہ یہ "إذا تمنى آياتنا" کی تقدیر میں ہے ("لقى" کا مصدر) "إلقاء" جب بھی "فی" کے ساتھ استعمال ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے رکھنا پس مذکورہ جملے کا معنی یوں ہوگا ہم نے تجھ سے پہلے کسی رسول اور پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب بھی اس نے ہماری آیات کی تلاوت کی تو شیطان نے اسکی تلاوت میں شبہ ڈال دیا ہے۔

2_ مقام رسالت کو نبوت پر برتری اور فضیلت۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ

"رسول" کے "نبی" پر مقدم ہونے سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

654

3_ لوگوں کے سامنے آیات الہی کی تلاوت، پیغمبروں کی تبلیغی روش ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى ... فِي أُمْنِيَّتِهِ

4_ انبیاء (ع) کی لوگوں کے سامنے آیات الہی کی تلاوت کے وقت شیطان کا شبہ ڈالنا۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى ... فِي أُمْنِيَّتِهِ

5_ شیطان دھوکے باز اور گمراہ کرنے والا ہے۔

إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

5_ انبیاء (ع) کی طرف سے تلاوت کردہ آیات سے شیطانی وسوسوں اور شبہات کا زائل ہونا اور اردہ الہی سے ان کا محکم ہوجانا۔

فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ آيَاتِهِ

("ینسخ" کے مصدر) نسخ کا معنی ہے زائل کرنا، باطل کرنا اور دور کرنا ("ینسخ" کا مفعول) "ما" ان شبہات سے کنایہ ہے کہ جو انبیاء (ع) کی طرف سے آیات الہی کی تلاوت کے وقت شیطان ان میں ڈالتا تھا اور "احکام" کا معنی ہے محکم کرنا پس مذکورہ جملے کا معنی یہ ہوگا اس وقت خدا تعالیٰ شیطان کے شبہات کو زائل کردیتا اور ان شبہات کی وجہ سے آیات کے کمزور ہوجانے کے بعد انہیں محکم اور استوار کردیتا۔

7_ پیغمبر اسلام (ص) کی طرف سے لوگوں کیلئے آیات الہی کی تلاوت کے وقت شیطان کا شبہ ڈالنا۔

وَمَا أَرْسَلْنَا ... يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

8_ ایک طرف سے شیطان کو آیات وحی کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی سلسلے میں آزاد چھوڑنا اور دوسری

طرف سے ان شبہات کو زائل کر کے آیات کو محکم کر دینا خدا تعالیٰ کے علم و حکمت کا ایک جلوہ ہے۔
 اَلْقَى الشَّيْطَانُ ... و اللہ علیم حکیم
 9_ خداوند متعال علیم (جاننے والا) اور حکیم (صاحب حکمت) ہے۔
 و اللہ علیم حکیم

آیات الہی:

ان کی تلاوت 3، 4

اسما و صفات:

حکیم 9: علیم 9

انبیاء (ع):

ان کی تبلیغ 4: انکی تبلیغ کی روش 3

آنحضرت (ص):

آپ کی تلاوت قرآن کی وقت شیطان 7

خدا تعالیٰ:

اسکے ارادے کے اثرات 6: اسکی حکمت کی نشانیاں 8: اسکے علم کی نشانیاں 8

رسالت:

اسکے مقام کی فضیلت 2

پیغمبران خدا:

ان کی تبلیغ کی روش 3

655

شیطان:

اسکی آزادی 8: اس کا گمراہ کرنا 5: اسکی دھوکہ بازی 5، 7، 8: اس کا شبہ ڈالنا 4، 7، 8

قرآن:

اس کا محکم ہونا 6: اس سے شبہات کو دور کرنا 6، 8: اس میں شبہ ڈالنا 8

نبوت:

اسکے مقام کی فضیلت 2

لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ (٥٣)

تا کہ وہ شیطانی القاء کو ان لوگوں کے لئے آزمائش بنے جن کے قلوب میں مرض ہے اور جن کے دل سخت ہو گئے ہیں اور ظالمین یقیناً بہت دور رس نافرمانی میں پڑے ہوئے ہیں (53)

1_ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیات الہی کے بارے میں شبہات پیدا کرنے کیلئے شیطان کو آزاد چھوڑنے کی حکمت یہ تھی کہ بیمار دل اور قسی القلب لوگ گمراہ ہو جائیں اور شیطان کے فتنوں کے جال میں پھنس جائیں۔
 و ما ارسلنا من قبلك ... القى الشيطان في امنيته ... ليجعل ... والقاسية قلوبهم

"فتنة" چند معنوں کو بیان کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے اسکے معانی میں سے ایک کہ جس میں یہ اس آیت میں استعمال ہوا ہے اضلال اور گمراہ کرنا ہے پس مذکورہ جملے کا معنی یوں بنے گا "تا کہ خدا اس چیز کو جو شیطان القاء کرتا ہے ان لوگوں کیلئے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے نیز ان لوگوں کیلئے کہ جو سنگدل ہیں گمراہی کا سامان قرار دے" قابل ذکر ہے کہ گذشتہ آیت سے دو مطلب حاصل ہوتے ہیں 1_ خدا تعالیٰ اجازت دیتا تھا کہ شیطان آیات وحی _ کہ جنکی انبیا (ع) ء تلاوت کرتے تھے _ میں شبہ ڈالے 2_ خدا تعالیٰ شیطان کے شبہات کو محو کر دیتا اور اسے اپنی آیات کے چہرے سے زائل کر دیتا _ مذکورہ آیت پہلے مطلب کی علت کو بیان کر رہی ہے یعنی خدا تعالیٰ اسلئے آیات کی تلاوت میں شیطان کو شبہ ڈالنے کی اجازت دیتا تا کہ انہیں بیمار دل اور سنگ دل لوگوں کیلئے ضلالت اور گمراہی کا ذریعہ قرار دے۔

656

- 2_ بیمار دل اور قسی القلب ہونا، شیطان کے فتنوں اور دھوکوں میں گرفتار ہونے کا مناسب سامان فراہم کرتا ہے۔
لیجعل ما یلقى الشیطان فتنۃ ... و القاسیۃ قلوبہم
- 3_ طول تاریخ میں کفر و شرک کا محاذ، بیمار دل اور قسی القلب لوگوں سے تشکیل پاتا رہا ہے۔
و ما أرسلنا من قبلك من رسول ... للذین فی قلوبہم مرض و القاسیۃ قلوبہم
- 4_ بیمار دل اور سنگ دل افراد، ظالم اور غیر منصف لوگ ہیں۔
للذین فی قلوبہم مرض و القاسیۃ قلوبہم و إنّ الظلمین لفی شقاق بعید
- "ستمگروں" سے مراد بیمار دل اور قسی القلب لوگ ہیں اور "شفاق" کا معنی ہے مخالفت اور دشمنی کرنا اور "بعید"،
"شفاق" کی صفت اور دور دراز کے معنی میں ہے یعنی یہ ستمگر گروہ حق کے ساتھ دور دراز دشمنی کرنے میں ہیں
مقصود یہ ہے کہ ان کے اور حق کے درمیان فاصلہ اسقدر زیادہ ہے کہ ان کے حق کے ساتھ مخالفت اور دشمنی سے دست
بردار ہونے کی کوئی امید نہیں ہے درحقیقت یہ پیغمبر اکرم (ص) کو ایک نصیحت ہے کہ ان سے امید منقطع کر لیں اور ان
کے ایمان لانے کے ساتھ دل نہ لگائیں۔
- 5_ صدر اسلام میں پیغمبر اکرم (ص) کے مخالفین، بیمار دل، قسی القلب اور ستمگر لوگ تھے۔
لیجعل ما یلقى الشیطان ... و إنّ الظلمین لفی شقاق بعید
- 6_ تاریخ کے غیر منصف کفار، حق دشمن اور آیات وحی و انبیاء (ع) ء الہی کے ساتھ کسی صورت میں موافقت نہ کرنے
والے لوگ تھے۔
و إنّ الظلمین لفی شقاق بعید
- 7_ خداتعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کو نصیحت کہ وہ بیمار دل اور قسی القلب حق دشمنوں سے امید منقطع کر لیں
اور ان کے ایمان لانے کے ساتھ دل نہ لگائیں۔
و ان الظلمین لفی شقاق بعید

آنحضرت (ص) :

- آپ (ص) کے مخالفین کے دل کی بیماری 5; آپ (ص) کی نصیحت 7; آپ (ص) کے مخالفین کا ظلم 5; آپ (ص) کے مخالفین
کے دل کی قساوت 5
آیات الہی:
ان کے دشمن 6
اسلام:
صدر اسلام کی تاریخ 5
انبیاء (ع) :
ان کے دشمن 6
دھوکہ کھانا:
اس کا پیش خیمہ 2
بیمار دل لوگ:
ان کا دھوکہ کھانا 1; انکی گمراہی کا پیش خیمہ 1; انکا ظلم 4
شیطان:

657

- اسکے دھوکہ دینے کے اثرات 2; اسکی آزادی کا فلسفہ 1
ظالم لوگ 4:
انکی حق دشمنی 6; انکی دشمنی 6

دل:

اسکی بیماری کے اثرات 2; اسکی قساوت کے اثرات 2

کفار:

ان کے دل کی بیماری 3; انکی حق دشمنی 6; انکی دشمنی 6; ان کے دل کی قساوت 3

مشرکین:

ان کے دل کی بیماری 3; ان کے دل کی قساوت 3

نامیدی:

بیمار دلوں کے ایمان سے ناامیدی 7; حق دشمنوں کے ایمان سے ناامیدی 7; سنگدلوں کے ایمان سے ناامیدی 7

وَلْيَعْلَمْ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (٥٤)
اور اس لئے بھی کہ صاحبان علم کو معلوم ہو جائے کہ یہ وحی پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور اس طرح وہ ایمان لے آئیں اور پھر ان کے دل اس کی بارگاہ میں عاجزی کا اظہار کریں اور یقیناً اللہ ایمان لانے والوں کو سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرنے والا ہے (54)

1_ ارادہ الہی کے ساتھ آیات وحی کے چہرے سے شیطانی شبہات کا زائل ہونا اس خاطر تھا تا کہ نعمت معرفت و دانش سے بہرہ مند لوگ اسکی حقانیت کو پالیں اور اطمینان خاطر کے ساتھ اس پر ایمان لائیں۔
فینسخ اللہ ما یلقى الشیطان ... و لیعلم الذین اوتوا العلم ... فتخبت له قلوبهم
"اِنَّ الحق" کی ضمیر کا مرجع قرآن ہے کہ جس کا 52 نمبر آیت میں ضمنی طور پر تذکرہ ہوچکا ہے ("تخبت" کا مصدر)
"اخبات"، "خبت" سے مشتق ہے اور "خبت" اس وسیع اور ہموار

658

زمین کو کہاجاتا ہے جس میں نشیب و فراز نہ ہو "قلب مخبت" یعنی وہ دل جو مطمئن، پر سکون اور شک و اضطراب سے خالی ہو۔ مذکورہ آیت جملہ "فینسخ اللہ ما یلقى الشیطان ..." کی علت ہے یعنی خداتعالیٰ آیات وحی سے شیطان کے شبہات کو زائل کرتا ہے تا کہ جو لوگ نعمت دانش سے بہرہ مند ہیں جان لیں کہ قرآن حق ہے اور پروردگار کی جانب سے نازل ہوا ہے اور اس سلسلے میں ان کے دل مطمئن ہوجائیں۔

2_ نور دانش و معرفت، نعمت الہی اور خداداد ادی قدر ہے۔

و لیعلم الذین اوتوا العلم

عبارت "الذین اوتوا العلم" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ علم و معرفت ایسی نعمت ہے جو خداتعالیٰ کی طرف سے علماء کو دی گئی ہے۔

3_ اہل دانش و معرفت، سالم اور نرم دل رکھتے ہیں۔

لیجعل ... للذین فی قلوبہم مرض و القاسیة قلوبہم ... و لیعلم الذین اوتوا العلم

5_ دل کا سالم و نرم ہونا، حق کی طرف مائل ہونے اور اسے قبول کرنے کا مناسب ذریعہ ہے۔

لیجعل ... للذین فی قلوبہم مرض و القاسیة قلوبہم ... و لیعلم الذین اوتوا العلم اِنَّ الحق ... فتخبت له قلوبهم

6_ علم، دل و جان کی سلامتی اور رجہل، دل کی بیماری اور قساوت قلبی کا سبب ہے۔

لیجعل ... للذین فی قلوبہم مرض و القاسیة قلوبہم ... و لیعلم الذین اوتوا العلم اِنَّ الحق من ربك

7_ قرآن ایسی کتاب ہے جو حق کے ساتھ آمیختہ اور ہر قسم کے باطل سے مبرا ہے۔

اِنَّ الحق

8_ قرآن ایسی کتاب ہے جو خداتعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

اِنَّ الحق من ربك

9_ خداتعالیٰ، انسانوں کا پروردگار ہے۔

اِنَّ الحق من ربك

10_ خدا تعالیٰ، اہل ایمان کا رہنما ہے۔

و إن الله لهاد الذين آمنو

11_ قرآن، کتاب ہدایت ہے۔

أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ... و أَنَّ الله لهاد الذين ء امنوا إلى صراط مستقيم

12_ توحید اور یکتا پرستی، راہ ہدایت اور صراط مستقیم ہے۔

أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ... و إن الله ... إلى صراط مستقيم

اقدار: 2

انسان:

اس کا رب 9

ایمان:

حقانیت قرآن پر ایمان 1

توحید:

اس کا معادی ہونا 12

جہل:

659

اسکے اثرات 6

حق:

اسے قبول کرنے کا پیش خیمہ 5

خدا تعالیٰ :

اسکے ارادے کے اثرات 1; اسکی ربوبیت 9

شیطان:

اسکے شبہ ڈالنے کا غیر مؤثر ہونا 1

صراط مستقیم:

اسکے موارد 12

علم:

اسکے اثرات 6; اسکی قدر و قیمت 2; اس کا سرچشمہ 2

علمائ:

ان کے دل کا اطمینان 1; ان کا ایمان 1; ان کے دل کا نرم ہونا 4; ان کے فضائل 4; ان کا قلب سلیم 4

قرآن:

اس کا منزہ ہونا 7; اسکی حقانیت 7; اس سے شبہ کو دور کرنے کا فلسفہ 1; اس کا سرچشمہ 7; اس کا وحی ہونا 8; اسکی

خصوصیات 7، 11; اس کا ہادی ہونا 11; اسکی ہدایات 10

قلب:

اسکے نرم ہونے کے اثرات 5; اسکی سلامتی کا پیش خیمہ 6; اسکی قساوت کے عوامل 6

مؤمنین:

ان کا علم 3; ان کے فضائل 3; ان کی نعمتیں 3; انکی ہدایت 10

نعمت:

علم والی نعمت 2

نظریہ کائنات:

توحیدی نظریہ کائنات 9

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ يَّوْمٍ عَقِيمٍ (۵۵)

اور یہ کفر اختیار کرنے والے ہمیشہ اس کی طرف سے شبہ ہی میں رہیں گے یہاں تک کہ اچانک ان کے پاس قیامت آجائے یا کسی منحوس دن کا عذاب وارد ہو جائے (55)

1_ صدر اسلام کے مشرکین کا قرآن اور اسکے الہی ہونے کے بارے میں شک و تردید، گہرا اور ناقابل زوال

660

تھا۔

و لا يزال الذين كفروا في مريّة منه حتى تأتئهم الساعة
"كفروا" کا متعلق محذوف ہے اور (سابقہ آیت میں) "أنه الحق من ربك" قرینہ ہے کہ یہ در اصل "كفروا بالقرآن" ہے "مريّة" فعل "امتری یمتری" کا مصدر اور شك و تردید کے معنی میں ہے اور "الساعة" یعنی اس گھڑی اور یہ اشارہ ہے قیامت کے برپا ہونے اور لوگوں کے میدان محشر میں حاضر ہونے کی طرف۔ "بغت بغتة" یعنی اچانک۔
2_ خداتعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کو نصیحت کی گئی ہے کہ حق دشمن کافروں سے امید منقطع کر لیں اور ان کے ایمان لانے کے ساتھ امید نہ باندھیں۔
حتى تأتئهم الساعة بغتة

خداتعالیٰ کا خبر دینا کہ پیغمبر اکرم (ص) کے مخالفین ہرگز قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے ہوسکتا ہے پیغمبر اکرم (ص) کو نصیحت کرنے کیلئے ہو کہ انہیں ان کے کفر و بے ایمانی میں چھوڑ دیں اور ان کے قرآن و اسلام کی طرف آنے کی امید نہ رکھیں۔

3_ قیامت کا برپا ہونا اور لوگوں کا میدان محشر میں جمع ہونا، ایک اچانک اور حیران کردینے والا واقعہ ہے۔
حتى تأتئهم الساعة بغتة

4_ قیامت برپا ہونے کا وقت خداتعالیٰ کے ہاں مشخص اور معین ہے۔
حتى تأتئهم الساعة بغتة

"ساعة" کا الف و لام عہد کے ساتھ استعمال مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔
5_ صدر اسلام کافروں کو تہس نہس کردینے والے عذاب کی دھمکی۔

أو يأتئهم عذاب يوم عقيم
مذکورہ جملے میں عذاب سے مراد مہلك عذاب ہے، "عذاب" کی یوم کی طرف اضافت ظرفیہ اور در اصل "عذاب فی یوم عقيم" ہے اور "عقيم"، "یوم" کی صفت اور بانجھ کے معنی میں ہے اور "یوم" کی "عقيم" کے ساتھ توصیف اس لحاظ سے ہے کہ جس دن مہلك عذاب نازل ہوگا وہ کافروں کی زندگی کا آخری دن ہوگا اور اسکے بعد ان کیلئے اور دن نہیں ہوگا۔
6_ مہلك عذاب کے نازل ہونے کا دن کافروں کی زندگی کا آخری دن ہوگا اور ان کا اس سے نجات حاصل کرنا ممکن ہے۔
أو يأتئهم عذاب يوم عقيم

7_ مہلك عذاب کافروں کے دلوں سے آیات الہی کی نسبت ہر قسم کے شك و ریب کو ختم کر دیگا۔
أو يأتئهم عذاب يوم عقيم

ایمان:

بے فائدہ ایمان 8: یہ عذاب کے وقت 8

آیات الہی:

ان سے شك کو دور کرنے کے عوامل 7

آنحضرت (ص):

آپ (ص) کو نصیحت 2

ڈرانا:

مہلك عذاب سے ڈرانا 5

661

خدا تعالیٰ :

اسکی نصیحتیں 2; اس کا علم 4

عذاب:

مہلک عذاب کے اثرات 7; مہلک عذاب 8; مہلک عذاب سے نجات 6

قرآن:

اسکے وحی ہونے میں شک 1

قیامت:

اس میں ایمان 8; اس کا علم 4; اس کا اچانک ہونا 3; اس کا وقت 4; اسکی خصوصیات 3

کفار:

صدر اسلام کے کفار کو ڈرانا 5; ان کے شک کو دور کرنا 7; ان کا مہلک عذاب 6; ان کا انجام 6

مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کا شک 1; صدر اسلام کے مشرکین اور قرآن 1

مایوسی:

حق دشمنوں کے ایمان سے مایوسی 2; کافروں کے ایمان سے مایوسی 2

تفسیر راہنما جلد 11

الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (۵۶)

آج کے دین ملک اللہ کے لیے ہے اور وہی ان سب کے درمیان فیصلہ کرے گا پھر جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اعمال کئے وہ نعمتوں والی جنت میں رہیں گے (56)

1_ روز قیامت کی مطلق اور بے مثل فرمانروائی، خدا تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔

الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ اللَّهُ

2_ قیامت، کفر و ایمان کے محاذوں کے درمیان فیصلے کا دن ہے۔

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

3_ خدا تعالیٰ روز قیامت کا حاکم اور فیصلہ کرنے والا ہے۔

الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

4_ بہشت، نیک کردار مؤمنین کا اجر ہے۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ

5_ بہشت کی نعمتوں کا حصول ایمان و عمل صالح کی ہمراہی میں منحصر ہے۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ

662

النَّعِيمِ

6_ اہل ایمان کا بہشت میں داخل ہونا، خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے اور کافروں کے درمیان فیصلہ کے بعد ہوگا۔

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا ... فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ

7_ بہشت میں متعدد باغ ہیں اور وہ نعمتوں سے سرشار ہے۔

فی جنت النعیم

8_ عالم آخرت، عالم جزا و سزا_

المَلِكُ يَوْمَئِذٍ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ... فِي جَنَّةِ النَّعِيمِ

ایمان:

اسکے اثرات 5

بہشت:

اسکی پاداش 4; اسکے باغوں کا متعدد ہونا 7; اسکی نعمتیں 5، 7

خداتعالیٰ :

اسکی خصوصیات 1; اسکی اخروی حکمرانی 1; اسکی اخروی قضاوت 3، 6

صالحین:

انکی اخروی پاداش 4

عمل صالح:

اسکے اثرات 5

قیامت:

اس میں پاداش 8; اس میں حاکمیت 1; اس میں قضاوت 2، 3، 6; اس میں سزا، 8; اسکی خصوصیات 2، 8

کفار:

ان کے اور مؤمنین کے درمیان قضاوت 2، 6

مؤمنین:

انکی اخروی پاداش 4; یہ بہشت میں 6

663

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (۵۷)

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی ان کے لیے نہایت درجہ کا رسوا کن عذاب ہے (57)

1_ کفر و ایمان، روز قیامت انسانوں کے درمیان خداتعالیٰ کے فیصلے کا معیار _

بحکم بینہم فالذین آمنوا ... و الذین کفروا ... عذاب مہین

2_ دوزخ کا عذاب، خدا کے ساتھ کفر کرنے اور اسکی آیات (قرآن) کو جھٹلانے کی سزا _

والذین کفروا و کذبوا بأی تنا فأولئک لہم عذاب مہین

3_ دوزخ کا عذاب متنوع اور مختلف اقسام کا ہے _

فأولئک لہم عذاب مہین

("مہین" کے مصدر) "إهانة" کا معنی ہے رسوا اور ذلیل کرنا _ کافروں اور آیات الہی کی تکذیب کرنے والوں کے عذاب کی

"خوار کرنے والے" کے ساتھ توصیف اس حقیقت کو بیان کر رہی ہے کہ دوزخ کے عذاب اور انواع و اقسام کے ہیں قابل

ذکر ہے کہ مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "مہین" صفت تخصیصی ہو نہ تو ضیحی _

4_ دوزخ کا عذاب خوار کرنے والا اور ذلت آور ہے _

لہم عذاب مہین

مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "مہین" "عذاب" کی صفت توضیحی ہے _

5_ خدا کاکفر کرنا اور اسکی آیات (قرآن) کو جھٹلانا، استکباری فطرت اور خود کو برتر سمجھنے کا سرچشمہ ہے _

والذین کفروا و کذبوا بأی تنا فأولئک لہم عذاب مہین

"عذاب" کی "مہین" (ذلیل کرنے والا) کے ساتھ توصیف اس حقیقت کو بیان کر رہی ہے کہ خدا کاکفر اور اسکی آیات کی

تکذیب ایسا کردار ہے کہ جس کا سرچشمہ استکباری فطرت اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ہے اور خداتعالیٰ نے اسکی ساتھ

متناسب سزا کا انتظام فرمایا ہے تا کہ اس استکباری

664

- فطرت کو ختم کر کے انہیں ذلت و خواری میں مبتلا کر دے۔
 6_ اخروی سزائیں انسانوں کے دنیاوی کردار کے ساتھ متناسب ہیں۔
 والذین كفروا و كذبوا بأى تنا ... عذاب مہین
 7_ صدر اسلام کے کفار اور تکذیب کرنے والے، مستکبر اور اپنے آپ کو برتر سمجھنے والے لوگ تھے۔
 والذین كفروا و كذبوا بأى تنا ... عذاب مہین
 8_ خدا تعالیٰ اور اسکی آیات کے مقابلے میں استکبار کرنے کا نتیجہ، دوزخ کا خوار کرنے والا اور ذلت آمیز عذاب ہے۔
 والذین كفروا و كذبوا بأى تنا ... عذاب مہین
 9_ قرآن مجید، آیت آیت کی صورت میں ہے۔
 کذبوا بأى تن
 10_ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی نشانیوں کا مجموعہ ہے۔
 کذبوا بأى تن

آیات الہی :

انکی تکذیب کی سزا، 2؛ انکی تکذیب کا سرچشمہ 5

استکبار:

آیات خدا کے مقابلے میں استکبار کی سزا، 8؛ خدا کے مقابلے میں استکبار کی سزا، 8

ایمان:

اسکے اثرات 1

تکبر:

اسکے اثرات 5

جہنم:

اسکے عذاب کا متنوع ہونا 3؛ اسکے اسباب 2، 8؛ اسکے عذاب کی خصوصیات 4

خدا تعالیٰ :

اسکی اخروی قضاوت کا معیار، 1

عذاب:

اہل عذاب 2؛ ذلت آمیز عذاب 4، 8؛ اسکے درجے 4، 8؛ اخروی عذاب کی اسباب 8

قرآن:

اس میں آیات الہی 10؛ اس کا آیت آیت ہونا 9؛ اسے جھٹلانے والوں کا استکبار 7؛ اسکی ساخت 9؛ اسے جھٹلانے والوں کی

صفات 9؛ اسے جھٹلانے کی سزا، 2؛ اسے جھٹلانے کا سرچشمہ 5؛ اسکی خصوصیات 9، 10

قیامت:

اس میں قضاوت 1

کفار:

صدر اسلام کے کفار کا استکبار 7؛ صدر اسلام کے کفار کی صفات 7

کفر:

اسکے اثرات 1؛ اسکی سزا، 2؛ خدا کے ساتھ کفر کا سرچشمہ 5

سزا:

اس کا گناہ کے ساتھ متناسب ہونا 6

سزا کا نظام 6:

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (۵۸)
اور جن لوگوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اور پھر قتل ہو گئے یا انہیں موت آگئی تو یقیناً خدا انہیں بہترین رزق عطا کرے گا کہ وہ بیشک بہترین رزق دینے والا ہے (58)

- 1_ دین کی حفاظت کی خاطر اپنا شہر اور وطن چھوڑ کر دیار غربت کی طرف ہجرت کرنا ایک شائستہ اور خدا کا محبوب عمل ہے۔
و الذین ہاجرُوا فی سبیل اللہ ... لیرزقہم اللہ
- 2_ اللہ تعالیٰ، مہاجر مؤمنین کے اجر کا ذمہ دار ہے۔
و الذین ہاجرُوا فی سبیل اللہ ... لیرزقہم اللہ رزقاً حسن
- 3_ مہاجرین کی دیا ر ہجرت میں موت وہاں پر انکی شہادت کے برابر ہے۔
و الذین ہاجرُوا فی سبیل اللہ ... لیرزقہم اللہ رزقاً حسن
- 4_ خداتعالیٰ کی طرف سے صدر اسلام کے ان مہاجرین کیلئے بہشت کی ضمانت کہ جو اس وقت (مذکورہ آیت کے نزول کے وقت) تک فوت ہو چکے تھے یا دشمن کے ہاتھوں قتل ہو چکے تھے۔
و الذین ہاجرُوا فی سبیل اللہ ثم ... لیرزقہم اللہ رزقاً حسن
- 5_ عمدہ رزق، خداتعالیٰ کی طرف سے مؤمن مہاجرین کیلئے اخروی اجر۔
و الذین ہاجرُوا ... لیرزقہم اللہ رزقاً حسن
- 6_ خداتعالیٰ سب سے اچھا رازق ہے۔
و ان اللہ لہو خیرا لرازقین

اسما و صفات:

خیر الرازقین 6

بہشتی لوگ: 4

خداتعالیٰ:

اسکی خصوصیات 6; اس کا اجر 2; اس کا رازق ہونا 6

دینداری:

اسکی اہمیت 1

روزی:

اس کا سرچشمہ 6

عمل:

پسندیدہ عمل 1

مؤمنین:

ان کے اجر کا سرچشمہ 2

مہاجرین:

انکی موت کی قدر و قیمت 3; ان کا اخروی اجر 5; انکی اخروی روزی 5; انکی اچھی روزی 5; صدر اسلام کے مہاجرین

کی شہادت 4; صدر اسلام کے مہاجرین کی موت 4; ان کے اجر کا سرچشمہ 2; صدر اسلام کے مہاجرین بہشت میں 4

ہجرت:

اسکی فضیلت 1

لِيَدْخُلْنَهُمْ مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ (۵۹)

وہ انہیں ایسی جگہ پہنچائے گا جسے وہ پسند کرتے ہوں گے اور اللہ بہت زیادہ جاننے والا اور برداشت کرنے والا ہے (59)

- 1_ خداتعالیٰ، آخرت میں ہجرت کرنے والے مؤمنین کے اجر کا ذمہ دار ہے۔
و الذین ہاجروا ... لیدخلنہم مدخلًا یرضونہ
- 2_ ہجرت کرنے والے مؤمنین جہان آخرت میں مطلوب اور دل پسند مقام رکھتے ہوں گے۔
و الذین ہاجروا ... لیدخلنہم مدخلًا یرضونہ
- 3_ دلپسند گھر اور جگہ، آخرت میں ہجرت کرنے والے مؤمنین کیلئے خداتعالیٰ کی عمدہ روزی کے برجستہ ترین مصادیق میں سے ہے۔
لیرزقنہم اللہ رزقاً حسناً ... لیدخلنہم

667

مدخلًا یرضونہ

- مذکورہ مطلب اس نکتے کو مد نظر رکھتے ہوئے ہے کہ جملہ "لیدخلنہم" بدل اشتمال اور بالفاظ دیگر اچھے رزق (لیرزقنہم اللہ رزقاً حسناً) کے مصادیق میں سے ہے۔
- 4_ خداتعالیٰ کی طرف سے صدر اسلام کے مؤمنین اور مہاجرین کو نصیحت کہ وہ کفار کے دباؤ اور اذیتوں کے مقابلے میں بردباری کا ثبوت دیں اور صبر کا دامن نہ چھوڑیں۔
و الذین ہاجروا ... ثم قتلوا ... و ان اللہ لعلیم حلیم
- جملہ "و ان اللہ لعلیم حلیم" میں "علیم" کا متعلق محذوف اور قرینہ مقام کے پیش نظریہ درحقیقت "ان اللہ لعلیم بما فعل المشرکون بالمؤمنین من اِخراجہم من دیاربم و قتلہم المہاجرین حلیم بمہلہم و لا ینتقم منہم الی حین" ہے۔ مشرکین نے مؤمنین کے ساتھ جو کچھ کیا ہے خدا اس سے آگاہ ہے اور چونکہ وہ حلیم اور بردبار ہے لہذا انہیں فرصت دیتا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ مذکورہ جملہ درحقیقت خداتعالیٰ کی طرف سے صدر اسلام کے مؤمنین کو ایک نصیحت ہے کہ وہ کافروں کے دباؤ کی وجہ سے بے حوصلہ نہ ہوجائیں بلکہ جس طرح خدا حلیم اور بردبار ہے وہ بھی بردباری کا ثبوت دیں اور صبر کا دامن نہ چھوڑیں۔
- 5_ خداتعالیٰ علیم (جاننے والا) اور حلیم (بردبار) ہے۔
و ان اللہ لعلیم حلیم

اسما و صفات:

حلیم 5; علیم 5

خداتعالیٰ :

اس کا اجر، 1 اسکی نصیحتیں 4

کفار:

صدر اسلام کے کفار کی اذیتوں پر صبر کرنا 4

مہاجرین:

صدر اسلام کے مہاجرین کو اذیت 4; ان کا اخروی اجر، 1; صدر اسلام کے مہاجرین کو نصیحت 4; انکی عمدہ روزی 3;
صدر اسلام کے مہاجرین کا صبر 4; ان کا اخروی گھر 3; ان کا اخروی مقام و مرتبہ 2; ان کے اجر کا سرچشمہ 1

668

ذَلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لِيَنْصُرَهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ (٦٠)

یہ سب اپنے مقام پر ہے لیکن اس کے بعد جو دشمن کو اتنی ہی سزا دے جتنا کہ اس ستایا گیا ہے اور پھر بھی اس پر ظلم کیا جائے تو خدا اس کی مدد ضرور کرے گا کہ وہ یقیناً بہت معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (60)

1_ مشرکین کے دباؤ اور اذیتوں کے مقابلے میں مؤمنین اور مہاجرین کا صبر اور بردباری سے کام لینا اور انتقام سے پرہیز کرنا، ایک ایسا اہم اور تقدیر ساز امر ہے کہ جسکی خداتعالیٰ نے تاکید کے ساتھ نصیحت فرمائی ہے (مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے اوائل میں)

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا ... وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ ذَلِكَ

"ذَلِكَ" محذوف مبتدا کی خبر ہے اور یہ صدر اسلام کے مؤمنین اور مہاجرین کو خداتعالیٰ کی اس نصیحت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مشرکین کے دباؤ اور اذیتوں کے مقابلے میں بردبار رہیں اور صبر کا دامن نہ چھوڑیں۔ قابل ذکر ہے کہ ایسے موارد میں عام طور پر "ہذا" استعمال ہوتا ہے لہذا "ذَلِكَ" کہ جو بعید کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہے۔ کا استعمال اس خاص دور میں صدر اسلام کے مشرکین کی اذیتوں کے مقابلے میں صبر و تحمل کی اہمیت کو بیان کر رہا ہے یہ وہ دور تھا کہ ظاہراً مؤمنین ابھی تک دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے کافی طاقت سے بہرہ مند نہیں تھے۔

2_ مشرکین کی عقوبت کے مقابلے میں صدر اسلام کے ایک مؤمن کا انہیں ان جیسا جواب دینا۔

وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ

آیت کے ظاہر سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک مؤمن نے مشرکین کی طرف سے اسے دی جانے والی عقوبت کے مقابلے میں انہیں انتقاماً ترکی بہ ترکی جواب دیا اور پھر دوبارہ ان کی طرف سے اس پر ظلم و ستم کیا گیا۔ اس ظلم کے بعد خداتعالیٰ نے اسے پکا وعدہ دیا کہ وہ اسکی مدد کریگا تا کہ اپنا انتقام لے سکے البتہ اسکے ساتھ ساتھ اس حقیقت کی یاد دہانی بھی کرا کر کہ خدا بخشنے والا اور مغفرت

669

کرنے والا ہے نصیحت کی کہ اگر اس ظلم سے درگزر کرتے ہوئے اور ظالم کو معاف کردے تو یہ زیادہ مناسب اور پسندیدہ ہے۔

3_ مشرکین کی طرف سے ان مسلمانوں پر دوبارہ ظلم کہ جنہوں نے انہیں ترکی بہ ترکی جواب دیا تھا (یعنی جیسے عقوبت مشرکین نے انہیں دی تھی انہوں نے بھی ویسی ہی عقوبت مشرکین کو دی تھی)

وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ

4_ خداتعالیٰ نے ستم کا شکار ہونے والے مسلمانوں کو قطعی وعدہ دیا ہے کہ وہ انکی مدد اور نصرت کریگا تاکہ ستمگروں سے اپنا انتقام لے سکیں۔

وَمَنْ عَاقَبَ ... ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لِيَنْصُرَهُ اللَّهُ

5_ خداتعالیٰ مظلوموں کا حامی اور مددگار اور ظالموں اور ستمگروں کا دشمن ہے۔

وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لِيَنْصُرَهُ اللَّهُ

6_ خداتعالیٰ نے مشرکین کے ظلم کا شکار ہونے والے مسلمان شخص کو نصیحت فرمائی کہ وہ دشمنوں سے درگزر کر دے اور انہیں معاف کر دے۔

وَمَنْ عَاقَبَ ... ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لِيَنْصُرَهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ

7_ خداتعالیٰ عَفُوٌّ (در گزر کرنے والا) اور غفور (بخشنے والا) ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ 1، 2، 3، 4، 6

اسما و صفات:

عفو: 7 غفور

تجاوز کرنے والے:

ان کا دشمن 5

خدا تعالیٰ :

اسکی نصیحتیں 1، 6؛ اسکی حمایت 5؛ اسکی دشمنی 5؛ اسکی نصرت 4؛ اس کا وعدہ 4
ظالم لوگ:

ان کا دشمن 5

مسلمان:

مظلوم مسلمان کو نصیحت 6؛ صدر اسلام کے مسلمان کا ترکی بہ ترکی جواب دینا 3
مشرکین:

صدر اسلام کے مشرکین کا تجاوز کرنا 3؛ صدر اسلام کے مشرکین کی اذیتوں کے مقابلے میں صبر 1
مظلومین:

ان کا حامی 5؛ انکی نصرت 4

مؤمنین:

صدر اسلام کے مؤمنین کا ترکی بہ ترکی جواب دینا 2

مہاجرین:

صدر اسلام کے مہاجرین کے صبر کی اہمیت 1؛ صدر اسلام کے مہاجرین کو نصیحت 11